لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن
کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا ۝

تجلیاتِ سیرت النبی ﷺ

مرتبہ
پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

Marfat.com

Marfat.com

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا ۝

ترجمہ

بیشک (اے مسلمانو!) تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات (عملی زندگی) میں ایک بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور یوم آخرت (میں فلاح) کا امیدوار ہو اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہو۔

تجلیات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حصہ اول

مرتبہ

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

(ایم اے اسلامیات، عربی، تاریخ)

گوشہ محققین ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

مقصود پبلشرز

سرور مارکیٹ - اردو بازار ۝ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... تجلیات سیرت النبی ﷺ (جلد اول)

مؤلف .... پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

ناشر .... مقصود احمد شرقپوری

مطبع .... سورج پرنٹنگ پریس، لاہور

اشاعت اول .... مئی 2002ء

تعداد ۱۱۰۰

کمپوزنگ .... محمد سدھیر۔ مقصود پبلشرز اردو بازار لاہور

ہدیہ .... -/300 روپے

81020 ج۱

ملنے کے پتے:

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، اردو بازار لاہور

سلیم بک ڈپو، اردو بازار ننکانہ صاحب

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد گوشہ محققین ننکانہ صاحب، ضلع شیخوپورہ

کیپیٹل بکڈپو اُردو بازار راولپنڈی

ایس اے برادرز، سرور مارکیٹ اردو بازار لاہور

راجپوت برادرز سٹیشنرز اینڈ بک سیلرز، مین بازار گوجر خان

شہزاد بک ڈپونزد جامعہ مسجد ہارون آباد ضلع بہاولنگر

مکتبہ رضوان گول چوک اوکاڑہ

پنجند اکیڈمی، ضیا چیمبرز کمرہ نمبر 208۔ میکلوڈ روڈ لاہور

Marfat.com

فہرست

1-	انتساب		5
2-	عرضِ ناشر		7
3-	عرضِ احوال	بقلم مؤلف	9
4-	شواھد القلم	بقلم علامہ محمد انور قمر	13
5-	اسمِ محمد ﷺ		25
6-	ازواج النبی ﷺ		45
7-	حُبِ محمدی ﷺ شرط ایمان		65
8-	حقوق النبی ﷺ علی الامہ		77
9-	مستشرقین کی آرا اور ان کی دینی حیثیت		117
10-	ایک قرآنی آیت کی تفسیر اور مستشرقین		119
11-	عقیدۂ ختمِ نبوت ﷺ		187
12-	ختمِ نبوت ﷺ رحمت ہے		247
13-	حقوقِ انسانی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں		263
14-	اسلامی فلاحی مملکت اسوۂ حسنہ کی روشنی میں		323
15-	انسدادِ منشیات تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں		401
16-	عصرِ حاضر کے مسائل اور ان کا حل سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں		449
17-	عید میلا النبی ﷺ اور جمہور امت		509

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

کتبہ گوہر قلم لاہور

Marfat.com

انتساب

مَیں اس کتاب مستطاب کو اُن تمام صاحبانِ علم و قلم کے نام منسوب کرتا ہوں۔ جنہوں نے نظم و نثر اور تحقیق و علم کے میدانوں میں سیرت النبی ﷺ پر قلم اٹھایا اور حضور ﷺ کی ذاتِ پاک، آپ کی حدیث و سنت اور تعلیماتِ صادقہ کو ہر مسلمان تک پہنچایا اور آپ کے ساتھ محبت و عقیدت کے جذبات کو پروان چڑھایا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کے کام کو قبول کرے اور ان کی قبروں کو منور کرے اور مجھے ان کی روایت کو نبھانے کی توفیق دے۔

آمین

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

۱۲۔ فروری ۲۰۰۲ء

Marfat.com

إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً

وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ

بیشک یہ تمہاری ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری ہی عبادت کیا کرو ۔ الانبیاء

Marfat.com

عرض ناشر

آں سرورﷺ کی ذات مبارکہ اور شان عالی بیان کے بارے میں تقریباً تمام آسمانی کتب اور صحائف میں تذکار بے بہا موجود ہیں غیر آسمانی کتب مثلاً مہاتما بدھ کی کتب ، زرتشت کی کتب اور ہندوؤں کے پرانوں میں بھی آپﷺ کا دل نشیں و ایماں افزیں تذکرہ اشاروں میں موجود ہے۔ جو نبی مکرم، شاہ معظم ،نور مجسم حضرت محمدﷺ کی عظمت و تقدیس کا منہ بولتا ثبوت ہے اور آپ کے ہر اُمتی اور کلمہ گو کے لئے زیادت ایمان کا ذریعہ ہے۔

میری بھی دیرینہ دلی خواہش تھی کہ آقائے ایں و آںﷺ کے بارے میں کچھ قصیدہ نگاری و قلم کاری کی جائے شائد صاحب آخر الزماںﷺ کے لکھنے والوں میں میرا بھی شمار ہو جائے اور میں نے کچھ مضمون نگاری اس سلسلے میں کی بھی ، جو بوجوہ تکمیل کے مراحل طے نہ کر سکی اور میں اپنی خواہش ناآشفتہ کو دل کا روگ بنا کر دعا کرتا رہا۔ ع

یارب مجھے بھی شاہ کی مدحت کا ذوق دے

محترم پروفیسر شبیر حسین شاہ زاہد صاحب سے میری ملاقات میری خوش قسمتی کا باعث بن گئی۔ آپ کے سیرت النبیﷺ کے عنوان سے متعدد تحقیقی و علمی مقالات رسائل و جرائد کی زینت بن چکے ہیں۔ کئی مقالات پر

Marfat.com

شاہ صاحب کو سرکاری انعامات اور غیر سرکاری پذیرائی ملی۔ گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کے لئے اسلامیات لازمی و اختیاری اور معروضی کی کتابوں کے علاوہ آپ کی منفرد علمی، تحقیقی اور دینی کتاب ''عقیدہ ختم نبوتؐ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ'' بھی شائع ہو کر اہل علم طبقہ سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ آپ مذکورہ مقالات سیرت میں سے صرف بارہ کو کتابی شکل میں لا کر انہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دینا چاہتے تھے۔ اور شاہ صاحب کی انتہائی مہربانی کہ آپ نے اس علمی خزانہ سے بندہ کو نوازا ''تجلیات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ٹائٹل سے آپ کے مقالات وقیعہ وانیقہ کی پہلی جلد پیش خدمت ہے۔ مضامین و مقالات کی کمپوزنگ، پرنٹنگ اور بائنڈنگ وغیرہ کے سلسلے میں ادارہ ہذا نے انتہائی ہمت و وسعت سے کام لے کر کتاب کو معیاری، جاذب نظر اور اعلیٰ صوری خصائص سے مزین کیا ہے۔ کتاب پر جناب حضرت مولانا محمد انور قمرؔ نقشبندی مجددی شرقپوری صاحب کے تبصراتی مقدمہ نے کتاب کے مندرجات کے ایک سرسری جائزہ کو آسان بنا دیا ہے۔

مصنف و پبلشرز دونوں نے بڑی ہمت اور جانکاہی کے بعد اس کتاب کو منظر عام پر لانے کی جرأت کی ہے۔ اگر اس میں کوئی خوبی پائیں تو ممدوح رب العلمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور حق ہے کہ ان کے بارے میں ہر کلام خوب بلکہ خوب تر ہو اور اگر کہیں کوئی لفظی، معنوی یا تعبیری غلطی پائیں تو مصنف کتاب ہذا یا پبلشر کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔

قارئین سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

مقصود احمد شرقپوری

۱۸۔فروری بروز پیر ۲۰۰۲ء

Marfat.com

عرضِ احوال

۸۰۔۱۹۷۹ء کی بات ہے راقم ناچیز بی اے کا امتحان دے چکا تھا کہ ننکانہ صاحب کے ایک دینی و رفاہی ادارے نے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک مقابلہ مضمون نویسی کا اعلان کیا جو کہ سیرت النبی ﷺ سے متعلق لکھا جانا تھا۔ ناچیز نے ''رحمتہ للعالمین ﷺ'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور مقابلہ کے لیے جمع کروایا۔ جو اس وجہ سے شامل مقابلہ نہ ہو سکا کہ عنوان ''سیرت النبی ﷺ'' درکار تھا جبکہ کاوش ''رحمت للعالمین ﷺ'' کے عنوان سے کی گئی تھی۔ وہ اصل مضمون آج بھی چوہدری محمد متین خالد صاحب (اسٹیٹ بنک آف پاکستان لاہور) کے ریکارڈ میں کہیں موجود ہوگا۔ جو اس وقت مذکورہ تنظیم کے روح رواں تھے اور آج مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ننکانہ صاحب کے روح رواں ہیں۔

۸۰۔۱۹۷۹ء کے اس واقعہ کے بعد میں نے باقاعدہ مضمون نویسی کا آغاز کیا۔ ماہنامہ ''نئی معلومات'' کراچی کے تین شماروں میں میرے سوال و جواب چھپے۔ چند ایک مختصر تحریریں شائع ہوئیں۔ فیصل آباد کے ایک مقامی اخبار میں ''ایک خط'' کے عنوان سے ایک تاریخی سیاسی خط چھپا۔ آج تک درج ذیل رسائل و جرائد میں میرے مضامین و مقالہ جات شائع ہو چکے

Marfat.com

ہیں۔ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور۔ ماہنامہ ''منہاج القرآن'' لاہور۔ ماہنامہ ''العلماء'' لاہور۔ ماہنامہ ''السعید'' ملتان ۔ ماہنامہ ''حکمت قرآن'' لاہور۔ ماہنامہ ''میثاق'' لاہور۔ ماہنامہ '' المجاہد'' سرگودھا۔ ماہنامہ ''سوئے حجاز'' لاہور۔ ماہنامہ ''حکایت'' لاہور۔ ماہنامہ ''قومی ڈائجسٹ'' لاہور۔ ماہنامہ ''نور اسلام'' لاہور۔ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی۔ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد۔ ماہنامہ ''صوت الاسلام'' فیصل آباد۔ہفت روزہ ''ہلال'' راولپنڈی۔ سہ ماہی ''سیرت طیبہ'' کراچی۔ سہ ماہی ''المعارف'' لاہور وغیرہ وغیرہ۔

ہفت روزہ ''ہلال'' راولپنڈی کے سیرت نمبر .... کی ترتیب و اشاعت میں مدیر شہیر کی معاونت بھی فرمائی۔ ماہنامہ ''الرشید'' لاہور کے نعت نمبر کی جلد دوم اور ہفت روزہ ''ہلال'' راولپنڈی کے سیرت نمبروں اور نعت نمبروں میں میرے مقالات شامل اشاعت ہوئے۔ ۱۹۹۱ء ، ۱۹۹۲ء ، اور ۱۹۹۳ء میں وزارت مذہبی امور اسلام آباد حکومت پاکستان کے سیرت النبی ﷺ کے تحقیقی مضمون نویسی کے مقابلہ جات میں حصہ لینے کے بعد میری کافی حوصلہ افزائی اور اصلاح ہوئی۔ خالصتاً تحقیقی و مطالعاتی نکتہ نظر سے بھی تحریریں لکھیں۔ کچھ طبع ہوئیں اور کچھ غیر طبع رہیں۔ وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان اسلام آباد کے '' مقالات سیرت'' میں بھی میری تحریریں شامل اشاعت ہوئیں۔ الحمدللّٰہ ثم الحمد للّٰہ (1)

''تجلیات سیرت النبی ﷺ'' جلد اول میں انہی متفرق مضامین میں سے بارہ عدد مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ جن میں شان مصطفیٰ ﷺ پر روشنی ڈالی گئی ہے جن میں احکامات قرآنی و احادیث محمدی ﷺ کو نمایاں کیا گیا ہے۔ جن میں علم ، دین اور تحقیق کا مزاج قائم رکھا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کچھ مستقل نوعیت کا کام کر سکا ہوں ۔من آنم کہ من دانم بلکہ یہ ہوا ہے کہ

1- یہ محض تعارف و معلومات کے طور پر لکھا ہے اسے خودنمائی و خودستائی نہ سمجھا جائے۔

Marfat.com

سیرتِ محمدی ﷺ پر قلم اٹھانے کی سعادت نے میرے قلم کی حرمت میں برکت ڈالی ہے۔ اب میں یہ کہہ سکتا ہوں:

مَا اِنْ حَمِدَتُ مُحَمَّدٍ بِقَلَمِیْ

وَلٰکِنْ رُفِعَتُ قَلَمِیْ بِبَیَانِ مُحَمَّد

یہ بات شاعرِ رسول حضرت حسانؓ بن ثابت انصاری کے الفاظ میں یوں ہے۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِیْ

وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے اپنی اس شہرہ آفاق رباعی میں درج بالا نکتہ نظر پر مہر تائید و تصدیق ثبت کر دی ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر　　من وجھک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان مضامین و نوادرات کے مقصد تحریر کی خاطر مجھ ناچیز کو کتنا مطالعہ و استفادہ کرنا پڑا۔ سرکاری و غیر سرکاری ''دارالمطالعہ جات'' (لائبریریاں) اور اہل علم حضرات کے کتب خانے گھنگالے۔ اس فن کے ماہرین سے پوچھا علماء کرام کے صائب نکتہ ہائے نظر کو پیش نظر رکھا۔ انداز ہائے بیان و ترتیب تحریر کے مزاج سمجھنے کی کوشش کی۔ ان شاء اللہ ''تجلیات سیرت النبیؐ'' کے مطالعہ کے بعد قاری محترم بہتر طور پر اس کاوش و کاہش کو جان لے گا۔

اپنی نا تمام کوشش کو میں نے من و عن اپنے قاری کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اگر میری تحریروں میں کوئی خوبی پائیں تو یقیناً یہ صاحب لولاک ﷺ کی نظر کرم و رحمت بے پایاں کا نتیجہ ہے جن کا تذکرہ باعث خیر و برکت ہے اور اگر کوئی سقم محسوس کریں تو یہ یقیناً میری کمزوری و ناتوانی

Marfat.com

ہے گزارش یہی ہے کہ تسامحات کی نشاندہی فرمائیں اور فکری، تحقیقی، عقلی اور زبان و بیان کی خامیوں پر مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح مفید کی جا سکے۔

حضرت العلامہ مولانا محمد انور قمر نقشبندی مجددی شرقپوری کے علمی، تبصراتی اور نظری مقدمہ اور تحسین مختصر نے اس کتاب کے مندرجات کو وقیع بنا دیا ہے۔ اللہ ان بزرگ علم وفن اور صاحب خوش گماں کو اس علم پروری پر جزائے خیر دے۔ میں مقصود احمد شرقپوری کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے کتاب ہذا میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اسے سامان آخرت سمجھ کر خوبصورت انداز میں چھاپنے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ .علیہ توکلت و الیہ انیب

نیاز مند

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہدؔ

گوشۂ محققین۔ ننکانہ صاحب

Marfat.com

شَوَاهِدُ الْقَلَمْ

قلم قواعد زبان میں اسم آلہ ہے۔ اس سے لکھنے کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر قلم لکھتا وہی کچھ ہے جو لکھنے والا چاہتا ہے۔ کسی کے ہاتھ کا قلم گانے لکھ رہا ہے۔ تو کوئی غزل لکھنے کی فکر میں ہے۔ کوئی ناول لکھ رہا ہے تو کوئی افسانے تراش رہا ہے۔ مگر بعض ایسے نیک ہاتھوں نے بھی قلم سنبھال رکھا ہے۔ جو تفسیر قرآن میں مشغول ہیں، جو توصیف رسولؐ میں متحرک ہیں۔ جن کا قلم نعت رسول ﷺ لکھتا ہے، یا سیرت رسول ﷺ تحریر کرتا ہے۔

یہ اعجاز جناب پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد صاحب کے ہاتھوں کو بخشا گیا ہے کہ وہ جب بھی قلم کو سنبھال کر بیٹھتے ہیں تو مدحت رسول کے نغمے لکھتے ہیں یا جناب نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے اور شان محمدیؐ میں بقدر ہمت رنگ آمیزی کرتے ہیں۔

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد بنیادی طور پر ایک استاد اور عالم دین ہیں۔ دینی حمیت کے خوگر ہیں۔ ملت اسلامیہ میں بھی دین کا رنگ غالب دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا قلم ہمیشہ سے ایسے گوشوں کی نقاب کشائی کر رہا ہے جن میں سیرت مصطفےٰ ﷺ کی عظمت کے پہلو زیادہ اجاگر نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

سید صاحب نے مختلف اوقات میں سیرت کے موضوع پر کچھ ایسے مقالات لکھے جو ملکی سطح پر منعقدہ انعامی مقابلوں میں شامل کیے گئے اور اس قدر پسند کیے گئے کہ انہیں علاقائی وقومی سطح پر اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا اور بعد ازاں ان کی اہمیت اس قدر زیادہ سمجھی گئی کہ ایک ایک مقالہ مختلف علمی، دینی اور تحقیقی مؤقر رسائل وجرائد میں شائع ہوا۔

پہلی صورت میں یہ مقالے مقابلہ کرانے والوں کے ریکارڈ میں محفوظ ہو گئے اور دوسری صورت میں رسائل کے صفحوں کی زینت بنے۔ مگر جس اہمیت کے وہ حامل تھے کہ ہر کہ ومہ تک پہنچتے انہیں وہ مقام نہ مل سکا۔ چنانچہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ان مقالات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

کتاب ''تجلیاتِ سیرت النبیؐ'' اسی جذبے کی مرہون منت ہے۔ کتاب کا نام ''تجلیاتِ سیرت النبیؐ'' اس لحاظ سے نہایت موزوں ہے کہ اس میں شامل ہر مقالہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی پاکیزہ معلومات کا آئینہ دار ہے۔ یہ مقالات بارہ مختلف موضوعات کے حامل ہیں اور ہر موضوع سے متعلق مصنف نے سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ علمی، ادبی اور تاریخی اعتبار سے معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مصنف موصوف نے قرآن وحدیث کی ہدایات پیش کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

ہر موضوع نہایت اچھوتا ہے اور پھر شاہ صاحب کے منفرد انداز تحریر نے اسے اور بھی لازوال بنا دیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک ایک مقالہ بیسیوں کتابوں کا نچوڑ ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اور پھر خوبی ان کی یہ ہے کہ اختصار میں بھی تفصیل بھری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اور تفصیل، تطویل لطف مزید کی خواہش کرتی نظر آتی ہے۔ اسی بنا پر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کی موجودگی قاری کو بہت سی دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔ اور جس طرح اس کتاب میں شامل ہر مقالہ انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے اسی طرح

Marfat.com

یہ کتاب بھی سیرت کی کتابوں میں نمایاں دیکھی جائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ سیرت کے ادب میں یہ کتاب بہترین اضافہ ثابت ہوگی۔

موصوف کے ان مقالوں کے ایک ایک لفظ میں عقیدت اور محبت بھری ہوئی ہے۔ ہر سطر نئی معلومات سے مزین ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر بعض اختصار پسند طبائع مختصر الفاظ میں کسی مضمون یا مقالہ کا مفہوم چند سطروں میں سمجھنے کی آرزومند ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسے ہی قارئین کرام کی خواہش کے احترام میں ہر مقالہ کا مختصر تعارف پیش خدمت کیا جاتا ہے۔

1- کتاب کا پہلا مقالہ ''اسم محمد ﷺ'' کے عنوان سے ہے۔ جس میں نہ صرف اس نام خوباں کی زبانوں پر مٹھاس کا تذکرہ ہے بلکہ کانوں میں رس گھولنے والی آواز اور بصارتوں کی ٹھنڈک کا بھی ذکر ہے۔ علاوہ ازیں فاضل مصنف اسم محمد ﷺ کے لفظی اور معنوی اسرار و رموز پر گفتگو کرتے ہیں اور پھر اس نام سے محبت کا اظہار کرنے اور احترام کرنے میں جن لوگوں نے مختلف انداز اپنائے ان کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ علماء اور شعرا کرام نے اس نام سعید کے جو جو خصائص اور تاثیرات بتائی ہیں اور جس الحاح کے ساتھ استغاثے کیے ہیں۔ ان سب کی مثالیں بھی مصنف نے دی ہیں۔ مثلاً لکھا گیا ہے کہ تیونس کے ایک باعمل بزرگ کے خاندان میں یہ نام ۱۴ پشتوں تک رکھا گیا۔ جیسے محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن ....،

اور ایسے ہی ثمرقند میں ایک قبرستان ''تربۃ المحمدین'' ہے جس میں ایسے لوگ مدفون کیے جاتے ہیں جن کے نام محمد (ﷺ) ہیں۔

2- دوسرا مقالہ میں ''ازواج النبی ﷺ'' کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ عام مسلمانوں کے مقابلے میں حضور ﷺ کے زیادہ نکاح کرنے میں کیا حکمت تھی؟ اس پر مقالہ نگار نے بڑی مدلل گفتگو کی ہے۔ اس

Marfat.com

سلسلے میں معترضین کے ایک ایک اعتراض کا جواب قرآنی اور اخلاقی لحاظ سے دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر ازواجِ مطہرات کا امہات المؤمنین کہلانا کن نصوص سے ہے؟ ''چونکہ ازواج النبیؐ امت کی مائیں ہیں ان کے تقدس اور احترام پر قرآن نے مہر ثبت کر دی۔ لہٰذا اب مسلمانوں کے لیے ماؤں کے بارے میں ماں کے تقدس کے علاوہ کچھ سوچنا گناہ کے زمرہ میں داخل کیا گیا ہے۔'' اس مقالہ میں ازواج مطہرات کے فضائل، اُن کی تعداد ان کی عمریں اور ازواجی حیثیت (کنواری یا بیوہ یا مطلقہ) پر بھر پور گفتگو کی گئی ہے۔ اور ان نیک خواتین کے فضائل اور متعلقہ مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

3- تیسرا مقالہ ''حب محمدیؐ شرط ایمان'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے ایمان کی پہلی شرط ''حب محمدی ﷺ'' ہے۔ جس ذات والا صفات سے انسان محبت کرے گا اس کی بات بھی وہ پورے خلوص کے ساتھ مانے گا اور اطاعت کرے گا۔ اگر اس محبت میں خامی اور کمی ہے تو اس انسان کی پوری حیات و کردار نامکمل ہے۔

ارشاد رسالت ﷺ ہے۔ من احب شیئاً اکثر ذکرہ

(ترجمہ: جس کو کوئی چیز پیاری ہو وہ اکثر اس کا ذکر کرتا ہے)

لہٰذا ذکر حبیب کے لیے پہلی شرط محبت رسول کی ہوگی۔ اور اس حدیث سے بھی محبت رسول کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ ''کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب کہ میں اسے اس کے اہل و عیال اور مال و دولت سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

آپ کا یہ مقالہ بڑا جاندار ہے اور محبت اور عشق رسول میں ڈوب کر لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

4- چوتھا مقالہ ''حقوق النبی ﷺ علی الامہ'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ عام لوگوں، امتیوں اور دور و نزدیک کے انسانوں پر نبی ﷺ کا احترام کیوں کر فرض ہے۔ جن کو اس احترام کی سعادت حاصل ہے ان کی فلاح اور جو اس سے سرتابی کرتے ہیں ان کی بدبختی کا ذکر کیا گیا ہے۔

جب انسان نبی محترم ﷺ کا احترام اپنے اوپر لازم کر لے گا تو اس کا دل خود بخود چاہے گا کہ وہ اسوہ رسول ﷺ کو اپنائے اور مشعل راہ بنائے اس احترام کی بدولت ایک انسان قرآنی احکام پر بھی بآسانی عمل کر سکے گا اور احادیث کی روشنی میں اپنی زندگی امن و سکون کے ساتھ بسر کر سکے گا۔ یہ مقالہ نہایت طویل اور پر مغز ہے۔

6,5- قرآن مجید میں سورہ والضحیٰ کی ایک آئت کریمہ یوں ہے۔

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی (سورۃ والضحیٰ- ۷)

اس میں ''ضآلاً'' کی تشریح میں بعض مستشرقین اور ان کے حواریوں نے اپنے انداز فکر میں بات کر کے مسلمانان عالم کی دل آزاری کی ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس آیت کو موضوع سخن بنا کر ایسے لوگوں کی خوب خبر لی ہے اور ان کے خیالات باطلہ کا دلائل قاہرہ کے ساتھ رد فرمایا ہے۔

پانچویں اور چھٹے مقالہ کی بحث و گفتگو میں جہاں اس آیہ کریمہ کا اصل مطلب و مفہوم واضح ہوتا ہے وہیں آپ کی علمی بصیرت اور مطالعہ کی گہرائی و گیرائی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے۔ جس کی مدد سے الجھے ہوئے اور غبار آلود ذہنوں کو صیقل کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

Marfat.com

اس مقالہ کے بارے میں خاص گزارش یہ ہے کہ قارئین آنکھیں کھول کر اسے بار بار پڑھیں اس سے جہاں آپ مستشرقین اور لا دین عناصر کی نیتوں سے جہاں آگاہ ہوسکیں گے وہاں آیت مقدسہ کے صحیح ترجمہ وترجمانی سے بھی آشنا ہوسکیں گے۔

7- مسلمانوں کے لیے زندگی اور موت کا معاملہ جس عقیدہ پر مبنی ہوسکتا ہے وہ عقیدہ ''ختم نبوت ﷺ'' ہے۔ فرمان قرآن '' و خاتم النبیین'' (سورۃ احزاب آیت ۔۴۰) اس پر نص شاہد ہے: فرمان رسول ﷺ ''انا خاتم النبیین لانبی بعدی'' اس پر تائید مزید ہے۔ جناب شاہ صاحب نے اپنے پانچویں مقالہ میں اسی عقیدہ کو موضوع سخن بنایا ہے اور ایک طویل گفتگو میں اس عقیدہ کی جزئیات اور اس کی اہمیت پر نہ صرف قرآن و حدیث کی روشنی میں گفتگو کی ہے بلکہ بعض عقلی دلائل دے کر بھی اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کر کے عقیدہ ختم نبوت پر مہر ثبت کر دی ہے ''جو آپ نے حضور ﷺ کے وصال کے موقعہ پر جسد اطہر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ''اے اللہ کے پیغمبر آپ کی وفات نے وہ چیز ختم کر دی جو پہلے کسی کی وفات سے ختم نہ ہوئی تھی اور وہ چیز ہے نبوت۔ وحی الٰہی اور دوسری پیغمبرانہ اطلاعات'' ...... منکرین کے دلائل اور اعتراضات کا محاکمہ بھی خوب ہے۔

8- آٹھویں مقالہ میں پروفیسر صاحب نے عقیدہ ختم نبوت ﷺ اور اس کی جزئیات پر بحث کی ہے۔ مگر اس دسویں مقالہ میں آپ نے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ''ختم نبوت'' رحمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ختم نبوت کے عقیدے کو اپنی دینی زندگی کا اٹل جزو بنانا اتحاد و اتفاق کی علامت ہے۔ اس سے گریز انتشار و بے مقصدیت

Marfat.com

یعنی رحمت سے دوری ہے۔

اگر نبی آخر الزمان ﷺ کی صفت ''خاتم النبیین'' پر یقین نہ رکھا جائے گا تو بعد کے ادوار میں ایک نبی کی امت دوسرے نبی کی امت میں جدال وقتال کرے گی۔ بلکہ ایک ہی امت کے مختلف گروہ آپس میں فساد وقتل کریں گے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ:

''اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے پکڑو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔''

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا اللہ کی کتاب قرآن مجید پر عمل کرنا بھی ہے اور عقیدہ ختم نبوت میں پختگی بھی۔

9- انسان شہ کار فطرت ہے۔ اس کی ضرورتوں اور حاجتوں کا خیال اس کی تخلیق سے پہلے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس کے لیے پانی، ہوا، روشنی اور رزق کا انتظام فرمایا۔ انسان کے یہ حقوق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیے۔ مگر جب انسان اس دنیا میں آ گیا تو اس کے بعض حقوق ایسے بھی تھے جو دوسرے انسانوں کی وساطت سے پورے ہو سکتے تھے۔ اس کا علاج معالجہ، اس کی تعلیم، اس کے جان و مال کا تحفظ اس کی عزت نفس کی حفاظت، اس کے معاشرتی امن وسکون میں سہولت وغیرہ۔ اگرچہ ان حقوق کا تعلق دوسرے انسانوں کے ساتھ تھا۔ مگر اللہ کا منشا یہی تھا کہ انسان ان حقوق سے بھی محروم نہ رہے۔ لہٰذا ان حقوق کی حفاظت کے لیے ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ اب ان حقوق کا تحفظ ریاست کن خطوط پر کرے؟ وہ خطوط نبیوں اور رسولوں کی قولی وعملی تعلیمات مدد سے متعین کیے گئے ہیں۔

ہمارے رسول اکرم ﷺ نے جو نمونہ حیات عوام اور اقتدار والوں کو دکھایا وہ بہترین طریقہ حیات ہے اور انہیں حقوق کی بنا پر ہر راعی اپنی رعایا کے لیے اللہ کو جواب دہ ہے۔ اس بات کو زیادہ وضاحت سے

Marfat.com

سمجھانے کے لیے فاضل مصنف نے اپنے نویں مقالہ میں نہایت اچھوتے انداز سے گفتگو کی ہے۔ اس مقالے کا عنوان ہے۔

''انسانی حقوق سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں۔''

اس مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ جب مبعوث ہوئے تو انسانی حقوق کی دھجیاں بکھری ہوئی تھیں۔ باہمی حقوق مفقود تھے۔ ازدواجی زندگی میں احساس ذمہ داری معدوم تھا اور معاشرتی حقوق کی پروا نہ تھی اور جب حضور ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو یہی معاشرہ ایک بہترین معاشرہ بن چکا تھا۔

ہر انسان اس تبدیلی کی روح کو سمجھنا چاہتا ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس مقالہ کی مدد سے یہی بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس کی مثالیں سیرت طیبہ سے پیش کی گئی ہیں۔ اور یہ مثالیں ایسی ہیں کہ ہر طبقہ کا انسان ہر زمانے میں ان سے رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔

10- اسوہ نبوی کا ایک بہت بڑا تقاضا یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی ریاست ایک فلاحی مملکت بنے۔ اس مقصد کے لیے قرآن مجید اور احادیث میں بڑی واضح ہدایات موجود ہیں فاضل مصنف نے انہیں ہدایات کی روشنی میں ''اسلامی فلاحی مملکت اور اس کے قیام کے لیے عملی تجاویز'' کے عنوان سے اپنا آٹھواں مقالہ ترتیب دیا ہے۔ اس کے تحت اسلام کا نظریہ حکمرانی واضح کرنے میں تعلیمات قرآنی کو پیش نظر رکھا ہے۔ احادیث نبوی سے مدد لی ہے۔ اسوہ حسنہ کو سامنے رکھا ہے اور خلفائے راشدین کے طرز حکومت سے استفادہ کیا ہے علاوہ ازیں مثالی مسلمان حکمرانوں کے سنہری و مثالی ادوار حکومت سے بھی خوشہ چینی کی گئی ہے۔

فاضل مصنف نے اس طرز استدلال میں عوام کے حقوق اور حکومت

Marfat.com

کے فرائض کے احترام پر زیادہ توجہ اور زور دیا ہے۔ کیونکہ جس حکومت میں عوام کے حقوق کی پامالی کے باعث بے چینی ہوگی اس حکومت کو امن واستحکام نہیں مل سکتا۔

یہ بات بھی باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر قسم کی ملکیت کا حق اور ملکیت کی حفاظت حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔اس ضمن میں عوامی اصراف پر بھی حکومت کی نظر ہونی چاہیے۔ اصراف سے جہاں معیشت کمزور ہوتی ہے وہاں دوسرے لوگوں میں احساس کمتری بھی پیدا ہوتا ہے اور ناجائز دولت کمانے کی خواہش بھی جنم لیتی ہے۔

فاضل مصنف نے اس مقالہ میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اصلاحی اقدامات بھی تجویز کیے ہیں جو لائق مطالعہ ہیں۔

11- آج کے دور میں منشیات نے انسان کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔ جن نوجوانوں نے ستاروں پہ کمندیں ڈالنی تھیں۔ وہ اپنے جسم کا بوجھ اٹھانے سے بھی عاجز ہوگئے ہیں۔ انسان ان نشہ آور چیزوں سے کس طرح چھٹکارا پا سکتا ہے۔ جناب پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد صاحب نے تعلیمات نبوی ﷺ اور اسوہ حسنہ سے وہ حقائق ڈھونڈ کر یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو منشیات کی اس لعنت سے انسان اور انسانی معاشرہ کو بچانے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ مقالے کا عنوان ہے۔

''انسداد منشیات، تقاضے اور تجاویز تعلیمات نبوی ؐ کی روشنی میں''

یہ ایک طویل مقالہ ہے جس کی ایک ایک سطر آب زر سے لکھنے اور حرز جان بنائے جانے کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین کو ذوق مطالعہ اور توفیق ہدایت عطا فرمادے۔

12- اس کتاب کے بارہویں مقالہ میں آپ نے ''عصر حاضر کے مسائل

Marfat.com

کا حل سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں'' تلاش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اور نہایت مدلل گفتگو کر کے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی اور پیغمبر کو بھیجا اسے ایک مربوط نظام حیات کے ساتھ بھیجا۔ چونکہ ہمارے نبی محترم ﷺ پوری انسانیت کی فلاح کے لیے تشریف لائے اور آپ رحمتہ للعلمین بھی ہیں۔ لہذا آپ کا اسوہ حسنہ ہر زمانہ میں مشعل راہ کا کام دیتا رہے گا۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

(ترجمہ: اور ہم نے آپ کو سارے لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔)

غور کریں تو آج کا دور مسائل سے بھرا ہوا ہے۔ انسانوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی سکون میسر نہیں ہے۔ موجودہ معاشرہ نفسا نفسی کے عالم میں گھرا ہوا ہے اور اس قدر بے چین ہے کہ پوری جدید تہذیب خود کشی کرنے پر مجبور ہوئی ہوئی ہے۔ کاش اس دور کے لوگ، خاص کر مسلمان، حضور ﷺ کی سیرت مقدسہ ومطہرہ کو پیش نظر رکھیں تو یقیناً وہ اس قدر پریشان نہ ہوں گے۔

اس مقالہ میں انسان کی فلاح کا حل سیرت طیبہ ﷺ میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ پوری دنیا کے صالحین و مصلحین لیے ایک دعوت فکر ہے۔

-13 حضور اکرم ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی میں اہل سنت و جماعت مختلف انداز ہائے شان و سعادت میں اظہار مسرت کی خاطر یوم ''ولادت النبی'' مناتے ہیں جسے عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیا گیا ہے۔ مخالفین اس انداز فکر کو پسند نہیں کرتے اور طرح طرح سے اعتراض کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کا یہ کتاب ہذا کا آخری مقالہ

81020

Marfat.com

سیر حاصل علمی ، فکری ، دینی اور تاریخی بحث سے مملو ہے۔ عید میلا دالنبی ﷺ کا جواز ، یوم ولادت پر اظہار مسرت ، تاریخی اعتبار سے تحقیق (طبقات الارض میں مسلمانوں کے اس جشن مسرت کو منانے کے حوالے) کتابوں کے اقتباسات اور اس دن کی وساطت سے حصول برکات کا ذکر نہایت بلیغ اور حوالہ جاتی انداز میں کیا گیا ہے۔

ہماری ان باتوں کی تصدیق قارئین کرام کے مطالعہ کا محبت بھرا ذوق خود کرے گا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان منفرد، پرمغز، پر معنی اور مفید مقالوں کو اگر کتابی صورت میں پیش نہ کیا جاتا تو نہ جانے کتنے لوگ ان معلومات علمی ، نکات دینی فکاہت ادبی ، دانشِ فکری اور جلالت بیان سے محروم رہ جاتے۔ جو ان مقالوں میں پیش کی گئی ہیں اور لوگ انہیں ہر دور میں جاننے کے آرزومند رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قبلہ شاہ صاحب کی عمر، کام، نیت اور اجر میں برکت عطا فرمائے۔ اور خریطہ ہذا کو دربار رسالت ﷺ میں قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین وحبیب رب العالمین۔

ناچیز
محمد انور قمر شرقپوری نقشبندی ، مجددی
شرق پور شریف (ضلع شیخوپورہ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

كتبه العبد نفيس الحسيني اللاهوري غفر الله ذنوبه وستر عيوبه في رمضان المبارك سنة ١٤١٣

Marfat.com

اسمِ محمد ﷺ ☆

MUHAMMAD (Peace Be Upon Him)

محمد ﷺ وہ اسمِ گرامی ہے۔ جسے ادا کر کے زبان الفاظ کی مٹھاس، سن کر سماعت آواز کی مٹھاس، لکھا دیکھ کر آنکھ بصارت کی مٹھاس، سمجھ کر دماغ و قلب ایمان کی مٹھاس سے آشنا ہوتے ہیں۔ تصور اس ہستی کی طرف راجع ہوتا ہے۔ جو **لولاک لما خلقت الافلاک** [1] کی مظہر ومخاطب ہے۔

آں حضرت ﷺ کے صرف دو اسمائے ذاتی ہیں۔ محمد اور احمد ﷺ۔ دونوں کا مادہ "حمد" ہے۔ جو خدائے پاک کی تعریف اور ثناء کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ محمد اور احمد کی مختصر معنوی ولغوی فضیلت درج ذیل ہے۔

الف۔ محمد، حمد سے (مضاعف) مبالغہ کا صیغہ بروزن مفعل ہے۔ بمعنیٰ ستودہ خصال یعنی سب سے زیادہ تعریف کیا گیا۔ اس لیے کہ اس نام کے حامل نبی اکرم ﷺ اللہ کے ہاں بھی محمود ہیں۔ زمرہ انبیاء و مرسلین میں بھی محمود ہیں۔ اہل زمین (و آسمان) کے نزدیک بھی آپؐ محمود ہیں۔ جو لوگ آپ کا کلمہ نہیں پڑھتے محمد کے لفظ کی ادائیگی سے وہ لوگ

☆ یہ مقالہ ملک عزیز کے معروف جریدہ "ماہنامہ منہاج القران" لاہور میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مجلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ادارہ منہاج القرآن کا ترجمان ہے۔

1- ترجمہ: اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

Marfat.com

بھی لفظاً و معناً آپ ﷺ کی ان تمام محمود خصوصیات کا اعتراف کرتے ہیں جو آپ کے اسم گرامی محمد ﷺ میں پائی جاتی ہیں۔ حضور ﷺ ہی مقام محمود پر فائز ہیں۔ لواء الحمد بھی حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ہے۔ آپ کی امت کو انہی مناسبات (اللہ کا ذکر کرنا) کی وجہ سے ''حمادون'' کہا جاتا ہے۔

ب۔ احمد، حمد سے افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ معنی ہے وہ کہ جس نے رب السموات والارض کی حمد و ثناء جملہ اہل السموات و الارض سے بڑھ کر کی ہو۔ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت مریمؑ صدیقہ کی طرح حضرت آمنہؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے شرف القاو الہام سے نواز تھا۔ انہی الہامی اشاروں پر حضرت آمنہؓ نے اپنے نومولود کا نام احمد رکھا۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ محمد ﷺ نام بھی آپ ہی کا رکھا ہوا ہے۔ لیکن مسلم یہ ہے کہ آپ کا اسم گرامی ''محمد ﷺ'' آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے رکھا تھا۔ جب آپ کی پیدائش کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا۔ عقیقہ کی دعوت میں بہت سے اہل قریش مدعو تھے۔ کھانے کے بعد انہوں نے دادا سے پوتے کا نام پوچھا۔ سردار قریش نے بتایا کہ میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے کہنے لگے کہ یہ نام تو آپ کے خاندان میں بالکل نیا اور مختلف ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ ''ہاں! میں چاہتا ہوں کہ آسمان پر اللہ اور زمین پر خلق اللہ اسکی تعریف کرے۔''

قاضی عیاضؒ نے کتاب الشفاء میں چھ اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں پندرہ ایسے لوگوں کے نام دیئے ہیں۔ جن کا نام آپ کی ولادت کے وقت ''محمد'' تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نے عرب والوں کو یہ بتایا ہوا تھا کہ اب آخری نبی کے ظہور کا

Marfat.com

وقت ہے۔ جس کا نام ''محمد ﷺ'' ہوگا اور (شاید)[1] وہ بنی اسماعیل میں پیدا ہوگا۔ اس لیے (بنی اسماعیل کے) لوگ یہ مبارک نام رکھتے تھے۔ کہ ہوسکتا ہے کہ نبی بننے کی سعادت ان کے حصے میں آجائے۔ اور تو اور مشہور شاعر فرزدق کے دادا کا نام (محمد بن سفیان بن مجاشع) اور آں حضرت ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے سوتیلے بھائی کا نام (محمد بن احیحہ بن جلاح) بھی آپ کے نام پر تھا۔ ان پندرہ میں سے کچھ نے اسلام کا عہد پایا اور حضور اکرم ﷺ پر ایمان بھی لائے۔

لفظ محمد ﷺ قرآن میں چار جگہوں پر آیا ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اول: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران ۱۴۴)

(اور محمد ﷺ ایک رسول ہی تو ہیں بے شک ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں)

دوم: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب۔۴۰)

(محمد ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر اللہ کے رسول اور نبیوں کے (سلسلہ کو) ختم کرنے والے ہیں)

سوم: وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ (محمد۔۲)

(اور ایمان لاؤ اس پر جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اور وہ ان کے رب

1- بنی اسرائیل کو حضورؐ کے بنی اسماعیلی ہونے میں شک تھا۔ ان کا خیال تھا کہ آپ ﷺ بنی اسرائیل میں سے ہوں یہی وجہ ہے کہ وہ (یہود و نصاریٰ) بھی آپ ﷺ کی آمد بلکہ جلد آمد کی دعائیں کیا کرتے تھے مگر جب حضور ﷺ ان کی طرف (مدینہ) تشریف لائے اور بنی اسرائیل کے انبیاء کی شریعتوں کو منسوخ کر دیا تو سب سے پہلے انہی بنی اسرائیل نے آپ کا انکار کر دیا وجہ انکار یہ تھی کہ آپ ﷺ اسرائیلی نہیں بلکہ اسماعیلی ہیں۔

Marfat.com

کی طرف سے حق ہے)

چہارم: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح۔۲۹)

(محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ (وہ صحابہ ہیں) جو کافروں پر سخت اور آپس میں نرم ہیں)

دوسری طرف اسم مبارک ''احمد'' قرآن مجید میں ایک ہی دفعہ آیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰاۃِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ (سورۃ الصف۔۶)

(اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول (ہو کر آیا ہوں) تصدیق کرنے والا ہوں اس کی جو تمہارے ہاتھوں میں ہے (یعنی تورات) اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام ہوگا ''احمد'')

اناجیل مبارکہ میں آپؐ کے ذکر مبارک (تراجم میں) یونانی زبان کا لفظ پیراکلیٹوس (اصل عبرانی لفظ ''فارقلیط'') استعمال ہوا ہے۔ جو کہ معنی و مفہوم کے لحاظ سے محمد ﷺ کا مترادف ہے مگر متعصب عیسائیوں اور یہودیوں نے عناد محمدی ﷺ کی وجہ سے اس لفظ پیراکلیٹوس PERKLYTOS) معنی ہے تعریف کیا گیا۔ محمد ﷺ) کو ''پیراکلیٹ'' PARACLETUS) معنی ہے تسلی دینے والا) سے بدل دیا۔[1] جس سے اس کا مطلب بدل گیا

1- اس تحقیق پر تفصیلی گفتگو سرسید احمد خان نے مقالات سرسید (مقالات احمدیہ) جلد ۲۵، ص ۶۹۲ تا ص ۷۰۶ پر کی ہے۔

Marfat.com

ہے۔ جو کہ لفظ محمد ﷺ کے معنی و مفہوم سے میل نہیں کھاتا۔ البتہ برناباس کی انجیل میں یہ لفظ پیرا کلیٹوس (PERKLYTOS) آج بھی اپنی صحیح شکل میں موجود ہے۔ حضرت زرتشت نے اور حضرت سدھارتھ (مہاتما بدھ) نے میتیا(METTEYYA) [1] آپ ؐ کی آمد کی بشارات کے لیے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جن کا مفہوم و مطلب ''محمد'' کا ہم معنی ہے (تفصیلات کا یہاں موقع نہیں)[2]

سریانی زبان میں منحمنا کا ترجمہ ہے محمد (ﷺ) اور یونانی زبان میں برقلیطس (فارقلیط) انگریزی تلفظ پیرا کلیٹوس (PERKLYTOS) کا ترجمہ بھی محمد (ﷺ) ہے۔ چونکہ انجیل اصلاً سریانی زبان میں نازل ہوئی لہٰذا اصل کلام الٰہی منحمنا ہے۔ اور یونانی زبان میں ترجمہ ہوئی لہٰذا ترجمہ میں مترادف لفظ فارقلیط یا برقلیطس ملتا ہے۔ اس طرح اصل اور ترجمہ میں یہ دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ (حوالہ کے دیکھئے سیرت ابن ہشام فارسی ترجمہ مطبوعہ تہران جلد اول، ص ۲۰۴۔۲۰۳)

تبع کلیکرب جس کا نام قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے یثرب پہنچ کر اوس و خزرج اور یہود سے جنگ کی۔ فتح میں ناکام رہا۔ ایک یہودی بنیا مین قرظی نے اس پر یہ عقدہ کھولا کہ ''آپ اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے۔ اسلیے کہ یہ شہر ایک نبی کی فرودگاہ ہے جو قریش میں سے ہوگا۔ (اس کا نام ''محمد'' ہوگا) اس پر تبع حمیری نے یہ

1- معنی ہے کامل معرفت والا، حکمت، نیکی اور سرور مطلق، تمام عالمین کا عالم بے نظیر، ہدایت کے متمنی لوگوں کا ہادی، ملائکہ اور انس کا معلم اور ایک بدھ اعظم بحوالہ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ از پروفیسر غلام رسول، ص ۸۰

2- تفصیل کے لئے دیکھئے مطالعہ تقابل ادیان از پروفیسر غلام رسول، ص ۸۰، ضیاء النبی از پیر محمد کرم شاہ جلد اول، جان جاناں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد باب دوم

Marfat.com

شعر پڑھا۔

القی الی نصیحة کے از دجر   عن قریة محجورة بمحمد

ترجمہ: مجھ کو بھلائی ملی تا کہ میں ڈروں (رکوں) اس شہر سے (حملہ کرنے سے) جو کہ محمد ﷺ کی رہائش گاہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے ایک جد امجد اور قریش مکہ کے مورث اعلیٰ کعب بن لوی بن مالک کا یہ شعر بھی اپنے اندر لفظ ''محمد'' لیے ہوئے ہے۔

علی غفلة یأتی نبی محمدٍ   فیخبر اخبارا صدوقا خبیرها

ترجمہ: (میری) بے خبری میں محمد ﷺ آئے ہیں پس وہ سچی اور حقیقی خبریں دیتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی متعدد ایسے نعتیہ اشعار کہے جن میں لفظ ''محمد'' استعمال کیا گیا۔ بطور نمونہ چند ایک اشعار درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت حسان بن ثابتؓ (ارمغان نعت ص ۴۹)

وشق لـه مـن اسـمـه لیجلـه   فذوا لعرش محمود وھذا محمد

ترجمہ: اللہ نے ان کا نام ان کے اعزاز کے لیے اپنے نام سے مشتق کیا ہے پس وہ (اللہ تعالیٰ) صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں۔

۲۔ حضرت عباس ابن مرداسؓ (نقوش رسول نمبر جلد دہم ص ۲۴۳، عربی میں نعتیہ کلام ص ۱۰۵)

فمن مبلغ عن النبی محمداً   وکل امرئٍ یجزیٰ بما قد تکلما

ترجمہ: اللہ کے رسول محمد ﷺ تک کوئی میرا پیغام پہنچا دے اور ہر شخص اپنے قول کی جزا پاتا ہے)

۳۔ حضرت اسیدؓ بن ایاس الکنانی

فما حملت من ناقة فوق رحلها   ابـر واونـی ذمة مـن مـحـمد

ترجمہ: پس کسی اونٹنی نے اپنی پشت پر اتنے نیک اور باوفا کو نہیں اٹھایا جو محمد ﷺ سے بڑھ کر ہو۔

Marfat.com

۴۔ حضرت ابو عزۃ الجمحیؓ (ارمغان نعت ص ۱۹)

من مبلغ عنی الرسول محمدا بانک حق و الملیک حمید

ترجمہ: کوئی محمد رسول اللہ ﷺ تک میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ بے شک آپ حق ہیں اور آپ کا مالک صاحب حمد ہے۔

۵۔ حضرت مالک بن عوف النصریؓ

ما ان رایت ولا سمعت بمثلہ فی الناس کلھم بمثل محمد

ترجمہ: میں نے آپؐ کی مثل نہ دیکھا نہ سنا تمام انسانوں میں محمد ﷺ کی مثال نہیں ہے۔

۶۔ حضرت اصید بن سلمہ السلمیؓ

بعث الذی مامثلہ فی ماضیٰ یدعو لرحمتہ النبی محمد

ترجمہ: وہ شخص مبعوث ہوا جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ہے وہ دعوت دیتا ہے نبی محمد ﷺ، رحمت کی طرف)

۷۔ حضرت فضالتہ اللیثیؓ

لو ما رأیت محمدا وجنودہ بالفتح یوم تکسر الاصنام

ترجمہ: اگر تو محمد ﷺ اور آپ کے لشکروں کو دیکھتا یوم فتح کے روز جو کہ بتوں کو توڑنے کا دن تھا۔

۸۔ حضرت عمرو بن مالک الخزاعیؓ (ضیاء النبی ﷺ جلد چہارم، ص ۴۰۸)

یا رب انی ناشد محمدا حلف ابینا و ابیہ الاتلدا

ترجمہ: اے میرے پروردگار! محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوستی کو وہ معاہدہ یاد دلانے والا ہوں جو ہمارے باپوں اور اُن (محمد ﷺ) کے باپ کے درمیان قدیم زمانے میں طے پایا تھا۔ (1)

1- صلح حدیبیہ کے موقع پر بنو بکر نے قریش کے ساتھ اور بنو خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ خلافت کر لیا تھا۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا تو بنو خزاعہ کا سردار عمرو بن مالک مدینہ آیا اور حضور ﷺ کو حلیف ہونے کا معاہدہ یاد دلایا۔

Marfat.com

۹۔ حضرت عمرؓ (جن) (ارمغان نعت ص ۵۲)

بمحمدن المبعوث وذی الخیرات منازلہ الرحب

ترجمہ: وہ محمدؐ جو خدا کی طرف سے مبعوث ہے تمام خوبیوں کا مالک ہے جس کے مراتب و مدارج نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

۱۰۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے کسی سے سنا۔ (عربی میں نعتیہ کلام ص ۱۱۹)

علی محمد صلوٰۃ الابرار صلی علیہ طیبون الاخیار

ترجمہ: محمد ﷺ پر نیکوکاروں کا سلام و رحمت ہو ان پر پاکیزہ نیکوکاروں کا سلام و رحمت ہو۔

ایک شعر قصیدہ بردہ از امام بوصیریؒ اور ایک شعر شیخ محی الدین اکبر ابن العربی سے پیش خدمت ہے۔ جس میں انہوں نے اسم پاک محمد ﷺ شامل کر کے اپنے اپنے شعر کی توقیر میں اضافہ کیا گیا ہے۔

امام بوصیریؒ (قصیدہ بردہ بحوالہ ارمغان نعت ص ۷۰)۔

محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم

ترجمہ: محمد ﷺ دونوں جہانوں کے سردار اور عرب و عجم کے دونوں گروہوں کے سردار ہیں۔

امام ابن العربیؒ (ارمغان نعت ص ٦٦)

فذاک رسول الابطحی محمد لہ فی العلامجد تلید وطارف

ترجمہ: وہی بطحہ والے رسول محمد ﷺ جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے قدیم بھی ہے، جدید بھی۔

اردو ذخیرہ نعت کے علاوہ پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی، سرائیکی، فارسی نعتوں میں ایسی متعدد نعتیں ملتی ہیں۔ جن میں فی شعر ایک دفعہ بلکہ بعض جگہ دو دفعہ لفظ ''محمد'' استعمال کر کے نعتوں کے اثر اور اشعار کے حسن میں

Marfat.com

اضافہ کیا گیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے ارمغانِ نعت از شفیق بریلوی و نقوش رسول ﷺ نمبر جلد دہم) چند اشعار بطور تبرک درج ذیل ہیں:

فارسی کلام:

فخر الدین گورگانی:

چراغ دیں ابو القاسم محمدؐ رسول خاتم و یاسین و احمد

سنائی غزنوی:

سرور ہر دو جہان و کار ساز حشر و نشر
آفتاب دین محمدؐ سید عالی ہمم

جمال الدین اصفہانی:

از نام محمدیت میے حلقہ شدہ ایں بلند طارم

حکیم خاقانی:

زریں صدفی جواہر افزای در بحر کیف محمدت جامی

نظامی گنجوی:

تختہ اول کہ قلم نقش بست بر در مجموبہ احمد نشست

قطب الدین بختیار کاکی:

آنجا کہ آفتاب لقائے محمدؐ است خورشید ذرہ ز ضیائے محمدؐ است (1)

شیخ سعدی شیرازی:

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی عشق محمدؐ بس است و آل محمدؐ (2)

1- پوری نظم کا قافیہ محمد است ہے۔

2- پوری نظم کا قافیہ محمدؐ ہے۔

Marfat.com

علی احمد صابر کلیری:

ما عاشق ظہور جمال محمدیم سرمست از شراب وصال محمدیم (۱)

امیر خسرو دہلوی:

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

ضیا نخشبی بدایونی:

بمدح محمدت محمود عالم محمدؐ آں کہ شد مقصود عالم

عماد فقیہہ کرمانی:

مقصود آب و گل چو وجود محمد است از طینتش مبانی ہستی مشید است

عبدالرحمٰن جامی:

ماہ معین چیست خاک پائے محمد جہل متین ربقہ والای محمدؐ (۲)

اردو کلام

بیدم وارثی:

آئی نسیم کوئے محمد ﷺ کھنچنے لگا دل سوئے محمد (1)

حسرت موہانی:

مظہر شان کبریا صل علی محمدؐ آئینہ خدا نما صل علی محمدؐ (2)

بہزاد لکھنوی:

آنکھ فدائے روئے محمدؐ قلب نثار کوئے محمدؐ (3)

کرامت علی شہیدی:

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمدؐ کا

۱- پوری نظم کا قافیہ محمدیم ہے۔
۲- پوری نظم کا قافیہ محمدؐ ہے۔

1- اس نعت کا قافیہ محمدؐ ہے۔
2- ایضاً
3- ایضاً

Marfat.com

امیر مینائی:

بلاؤں سے بچے جو نام لے دل سے محمدؐ کا
اثر میم مشدد میں ہے ذوالقرنین کی سد کا

مولانا قاسم نانوتوی:

فلک پہ عیسیٰ وادریس ہیں تو خیر سہی — زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

اقبال سہیل:

محمدؐ وہ کتاب کون کا طغرائے پیشانی — محمدؐ وہ حریم قدس کا شمع شبستانی

ملا وجہی:

محمدؐ نبی نانوں تیرا ہے — عرش کے اوپر چھانوں تیرا ہے

شاہ اسمٰعیل شہید:

محمدؐ ہے نام ان کا احمد لقب — بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب

نظیر اکبر آبادی:

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ — سرگروہ مسلمیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

اکبر الہ آبادی:

محمدؐ پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں — معزز ہیں مقدس ہیں معظم ہیں مکرم ہیں

میر انیس:

فخر ملک و اشرف آدم ہے محمدؐ — اکلیل سر عرش معظم ہے محمدؐ

حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث بیان کی ہے کہ ''میرے نام (محمد) پر نام رکھو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔'' دوسری جگہ فرمایا۔ کہ ''میرے نام (محمد) اور کنیت (ابوالقاسم) دونوں کو جمع نہ کرو۔'' یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ''میرے نام ''محمد'' کو اپنے نام کا جزو بنانا باعث خیر و برکت ہے۔''

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ''جس کا نام محمدؐ ہوگا وہ دوزخ میں

Marfat.com

نہیں جائے گا۔ قاضی عیاض اپنی مشہور عالم کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰیؐ جلد اول میں لکھتے ہیں کہ ''قیامت کے دن ایک اعلان ہوگا کہ جس کے نام میں محمدؐ کا کلمہ موجود ہے وہ جنت میں چلا جائے۔''

دشمنانِ محمد ﷺ کو قرآن مجید نے نو برائیوں سے یاد کیا ہے۔

(۱) مکذب (جھوٹا)، (۲) حلاف مہین (بیحد قسمیں کھانے والا۔ بے قدرا) (۳) طعنہ باز، (۴) چغلی خور، (۵) بھلائی سے روکنے والا، (۶) معتد (حد سے بڑھنے والا)، (۷) گنہ گار، (۸) اجڈ، (۹) بدنام۔ بعض علمائے تفسیر نے اس خصوصیت کو ''ولدالزنا'' بھی شمار کیا ہے۔ (دیکھئے تفسیر سورۃ القلم آیات ۸ تا ۱۳)

بالکل اسی طرح رفقائے محمد ﷺ رب کریم کی طرف سے نو القاب وخصائص سے یاد فرمائے گئے ہیں۔ (سورۃ الفتح آیت ۲۹)

1- أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ — کفار کے لیے سخت
2- رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ — آپس میں نرم دل
3- تَرٰهُمْ رُكَّعًا — تو ان کو دیکھے رکوع کرتے ہوئے
4- سُجَّدًا — سجدے میں پڑے ہوئے
5- يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ — وہ اللہ کا فضل ڈھونڈتے ہیں
6- وَرِضْوَانًا — اور اس کی رضامندی کے بھی طالب رہتے ہیں
7- سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ — ان کے چہروں پر سجدہ کی نشانیاں ہیں
8- ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ — ان کی یہی شان تورات میں بیان کی گئی ہے
9- وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ — اور انکی یہی شان انجیل میں بیان ہوئی ہے۔

Marfat.com

لفظ ''محمدؐ '' میں وہ کشش اور برکت ہے جو کسی دوسرے لفظ میں نہیں جسے نام کا جزو بنایا جائے۔ حضرت امام مالک سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

''اہل مکہ کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ جس گھر میں محمد نام والا ہوتا ہے۔ وہ گھرانہ پھلتا پھولتا ہے اور ان کو اور ان کے پڑوسیوں کو زیادہ رزق دیا جاتا ہے۔''

چنانچہ بعض خاندانوں میں مسلسل نام محمد رکھا گیا۔ جیسا کہ تیونس کے ایک عالم باعمل کا نام ایمن ابوالبرکات محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد (چودہ پشت تک محمد ہی تھا) نے مدینہ منورہ میں کافی زمانہ گزارا۔ جب وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو سید دو عالم ﷺ نے خواب میں فرمایا۔ کہ ''تو نے کس طرح ہماری جدائی گوارا کر لی۔'' چنانچہ واپس مدینہ لوٹے اور وہیں انتقال فرمایا۔

بعض عشاق نے قبرستان میں بھی محمد کی شان کو بلند رکھا ہے اور محمدیوں کے لیے علیحدہ قبرستان بنائے ہیں جیسا کہ ''سمرقند کے شہر ماکردین میں ایک قبرستان ہے جس کا نام ''تربتہ المحمدین'' ہے اس قبرستان میں صرف وہی مردے فدن ہو سکتے ہیں جن کا نام (یا نام کا جزو) محمد ہو غیر محمد کو یہاں دفن کیے جانے کی اجازت نہیں ہے''

چنانچہ چھٹی صدی ہجری تک اس قبرستان میں چار سو سے زیادہ صاحب تصنیف و افتاء اہل علم مسمیان ''محمد'' مدفون تھے۔ جب ۵۹۳ھ میں شیخ الاسلام برہان الدین مرغنیانی صاحب ہدایہ کا انتقال ہوا تو ان کو بھی اسی قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ کہ ان کے نام میں ''محمد'' کا مبارک کلمہ نہیں۔ چنانچہ ان کو اس قبرستان کی حدود کے باہر مگر قریب ہی دفن کیا گیا۔

Marfat.com

قبر میں جب مردہ سے حضور اکرم ﷺ کے متعلق پوچھا جائے گا کہ من نبیک [1] (تیرا نبی کون ہے) تو مسلمان تین بار کہے گا۔ محمد محمد محمد ﷺ۔ حالانکہ ایک بار کہنا بھی کافی ہوسکتا ہے۔ لیکن تین بار نام نامی کو زبان سے ادا کرنے میں جو مصلحت ہے۔ وہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرزند ارجمند شاہ نورالحق سے سنیئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''مسلمان اس مبارک نام (محمدؐ) کو تین بار کہے گا تو تاکید کے لیے اور یا اس لیے کہ اسے اپنے محبوب کا نام لینے میں ایمانی لذت حاصل ہوگی''

جب قریش مکہ نے آں حضرت ﷺ کی شان رفیع میں دریدہ دہنی کا ارتکاب کیا تو آپ ﷺ نے دفاع کرتے ہوئے فرمایا۔

1- یہ الفاظ روانی کے مقصد کے تحت لکھے گئے ہیں۔ جیسا کہ مشہور عام ہے ورنہ حدیث شریف میں اس سلسلے میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔ سنن ابوداؤد اور مسند احمد کی روایت کے مطابق فرشتوں کے سوالات اسطرح ہوں گے۔

یاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربک؟ فیقول ربی اللہ

(اس کے پاس اللہ کے دو فرشتے آتے ہیں وہ اس کو بٹھاتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ پس وہ (مرحوم) کہتا ہے میرا رب اللہ ہے)

فیقولان لہ مادینک؟ فیقول دینی الاسلام

(پھر وہ دونوں پوچھتے ہیں ''تیرا دین کیا ہے؟'' وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔)

فیقولان لہ تقول فی ماھذا الرجل الذی بعث فیکم؟ فیقول ھو رسول اللہ

(پھر وہ دونوں اس (مرحوم) سے کہتے ہیں کہ یہ آدمی جو تمہارے اندر کھڑا کیا گیا ہے۔ (حضور ﷺ قبر میں موجود ہوں گے۔ ان کی طرف اشارہ کرکے) ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ وہ کہے گا'' وہ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں)

''من نبیک'' مفہوماً تو ٹھیک ہے مگر الفاظ وہی معتبر ہوں گے جو حدیث کی مندرجہ بالا گفتگو میں درج ہوئے ہیں۔ (معارف الحدیث جلد ا، ص ۱۹۱، ۱۹۰)

Marfat.com

الا ترون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ولعنھم یشتمون مذمما وانا محمد

(ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ نے مجھے قریش کی مذمت بازی سے کیسے بچالیا ہے۔ اور وہ لعنتی برے کی مذمت کرتے ہیں جبکہ میں سب سے زیادہ تعریف کیا گیا ہوں۔)

حافظ ابن حجر عسقلانی اسی مفہوم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قریش مکہ میں سے کافر لوگ سید دو عالم ﷺ کے اسم گرامی ''محمدؐ'' کو اپنی زبان سے ادا کرنا اچھا نہ سمجھتے تھے کہ اسمیں تعریف اور مدح کا پہلو پایا جاتا ہے۔ بلکہ جب وہ کوئی بات آپؐ کے متعلق کہنا چاہتے۔ تو یوں کہتے فعل اللہ بمذمم کذا تو سید دو عالم ﷺ نے اس اسم مبارک کے تحفظ کی ایک صورت یہ بیان فرما دی۔ کہ میں تو محمد ﷺ ہوں اور وہ مذمم کی بات کر رہے ہیں۔''

آں حضرت ﷺ کا اسم مبارک ''محمد ﷺ'' سن کر درود پڑھنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ قرآن نے تو عام حالت میں بھی آپؐ پر درود پڑھنا لازمی قرار دیا ہے: سورۃ احزاب میں حکم الٰہی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (آیت - ۵۶)

اس حکم کے ذریعے روایات میں درود پڑھنے کی فضیلت بالخصوص حضور اکرم ﷺ کا اسم ذاتی محمد ﷺ سن کر دردو پڑھنے کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ آپؐ پر ایک دفعہ درود پڑھنے پر (پڑھنے والے پر) اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں ہوتی ہیں، دس گناہوں کی معافی ہوتی ہے اور دس درجات کی بلندی کی نوید سنائی گئی ہے۔ درود نہ پڑھنے والے کو منافق کہا گیا ہے۔ بلکہ من لم یصلی

Marfat.com

علی فقد جفانی[1] کی مشہور (حدیث) عوام روایت کے ذریعے درود نہ پڑھنا آں حضرت ﷺ کو ایذا پہنچانے کے برابر ہے۔ دوسری طرف آپ ؐ پر درود شریف پڑھنا روز حشر آپ ؐ کی شفاعت کا باعث ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ آپ ؐ کا اسم گرامی ''محمد ﷺ'' سن کر کم از کم ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ضرور کہنا چاہیئے۔

آں حضرت ﷺ کا جس مجلس میں اسم گرامی محمد ﷺ آئے یا آپ کا تذکرہ ہو اور آپ پر درود پڑھا جائے تو وہ مجلس بابرکت ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے ایک گروہ (اہل سنت بریلوی مسلک) کے علماء کے نزدیک تو آپ کا اسم مبارک ''محمد ﷺ'' سن کر انگلیوں اور انگوٹھے کو ملا کر چومنا (تقبیل ابہامین) (صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کے علاوہ) بھی آپ کا غایت احترام اور تقدس ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک آپ ؐ کا اسم گرامی محمد ﷺ زبان پر لانا بھی احترام نبوت پر شاک ہے۔ ان کے نزدیک محمد ﷺ کی بجائے رسول اللہ ﷺ کہنا ادب و احترام کے زیادہ قریب ہے۔

کبیر داس بنارسی[2] ایک ہندو جوگی تھا۔ جس نے ایک سادھو (درویش) کی سی زندگی گزاری۔ یہ شخص مذہباً ہندو تھا۔ مگر آں حضرت ﷺ کے نام نامی اسم گرامی ''محمد ﷺ'' سے محبت و عقیدت کا یہ عالم کہ اس نے ایک حسابی کلیہ تخلیق کر کے اس تاثر کو ثابت اور ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کے دعویٰ (یہ محض دعویٰ نہیں حدیث ہے) کو تقویت دی ہے۔ کہ دنیا جہان کی کوئی چیز نام محمد ﷺ سے خالی نہیں فرماتے ہیں کہ

عدد نکالو ہر چیز کے چوگن کرلو وائے دوملا کے پچگن کرلو بیس کا بھاگ لگائے
باقی بچے کے نوگن کرلو دو اس میں دو اور ملائے کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام محمد آئے

(تشریح) جو لفظ بھی آپ فرض کریں۔ اس کے عدد بحساب ابجد

1- ترجمہ: جس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

2- بعض کتابوں میں یہ کلیہ گورونانک سے منسوب کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نکال لیجئے۔ پھر اس عدد کو چار سے ضرب دے کر اس میں دو جمع کر دیجئے۔ مجموعہ کو پانچ سے ضرب دے کر بیس پر تقسیم کر دیجئے۔ جو باقی بچے اس کو نو سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں دو جمع کر دیں ۹۲ کا عدد حاصل ہوگا۔ جو کہ محمد ﷺ کا عدد ہے۔

اردو کے حروف تہجیٰ کے عدد ابجدی یہ ہیں۔

ا ۱	ب ۲	ج ۳	د ۴	ہ ۵	و ۶	ز ۷
ح ۸	ط ۹	ی ۱۰	ک ۲۰	ل ۳۰	م ۴۰	ن ۵۰
س ۶۰	ع ۷۰	ف ۸۰	ص ۹۰	ق ۱۰۰	ر ۲۰۰	ش ۳۰۰
ت ۴۰۰	ث ۵۰۰	خ ۶۰۰	ذ ۷۰۰	ض ۸۰۰	ظ ۹۰۰	غ ۱۰۰۰

درج بالا اعداد کے مطابق ''محمد ﷺ'' کے اعداد ۹۲ بنتے ہیں۔

(م = ۴۰ + ح = ۸ + م = ۴۰ + د = ۴ کل میزان = ۹۲)[1]

اب درج بالا کلیہ کے مطابق ''اللہ'' کے اعداد کو ''محمد ﷺ'' کے اعداد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ = ۶۶ (ا=۱ + ل=۳ + ل = ۳۰ + ہ = ۵ کل میزان = ۶۶)

۶۶×۴ = ۲۶۴ + ۲ = ۲۶۶ × ۵ = ۱۳۳۰ ÷ ۲۰ = حاصل تقسیم ۶۶۔ باقی بچے ۱۰

۱۰×۹ = ۹۰ + ۲ = ۹۲ + محمدؐ[2]

احمدؐ کے اعداد = ۵۳ (ا=۱ + ح = ۸ + م = ۴۰ + د = ۴)

۵۳×۴ = ۲۱۲ + ۲ = ۲۱۴ × ۵ = ۱۰۷۰ ÷ ۲۰ = حاصل تقسیم ۵۳۔ اور باقی بچے ۱۰

۱۰×۹ = ۹۰ + ۲ = ۹۲ + محمدؐ[3]

1,2,3- حالانکہ محمد کے حروف چار نہیں بلکہ پانچ ہیں۔ ''م + ح + م + م + د'' عربی کا قاعدہ ہے کہ جس حرف پر شدّ آئے وہ double دوگنا سمجھا جاتا ہے۔ اس حساب سے محمدؐ کے اعداد جمل ۹۲ کی بجائے ۱۳۲ ہوں گے۔

(م = ۴۰ + ح = ۸ + م = ۴۰ + م = ۴۰ + د = ۴ کل میزان = ۱۳۲)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ حسابی کلیوں کے ذریعے اسلام کی فوقیت ثابت کرنے والے کئی مقامات پر غلطی کا شکار ہوگئے ہیں۔

Marfat.com

غرضیکہ آں حضرت ﷺ کے اسم گرامی "محمد ﷺ" کی یہ برکتیں اور فضیلتیں ہمیشہ کے لیے اور ساری دنیاؤں کے لئے عام ہیں۔ غالب سے پوچھئے تو وہ کہتا ہے کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کآں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

اقبال سے پوچھئے تو وہ کہتا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دھر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

ادب اور تقدس کا خیال کیجئے تو یہ زمزمہ گونجتا نظر آتا ہے۔

ہزار بار بشوئم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

یہ مصرعہ بھی محمد ﷺ کی جلالت و جمالت کے سامنے مؤدب کرنے کے لیے ہے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

عرفی جیسا خود پسند اور متکبر شاعر جب بھی میدان نعت میں آتا ہے تو تعریف محمد ﷺ کرتے ہوئے کانپ اٹھتا ہے اس کے نزدیک نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے برابر ہے۔

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

ایک طرف تو ادب و احترام اور رعب و ہیبت کا یہ عالم کہ نام محمد ﷺ زبان پر لانا بھی کمال بے ادبی ہے۔ نعت لکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اللہ کے ساتھ دیوانگی چل سکتی ہے۔ مگر محمد مصطفےٰ ﷺ کی تعریف و پیروی میں فرزانگی کا ہونا ضروری ہے۔ یہ نہ ہو کہ ذرا سی بے توجہی ہو، بے ادبی ہو اور

Marfat.com

عقیدت مند مسلمان اعمال ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ دوسری طرف ایسے گستاخ بھی پردہ تاریخ پر موجود ہیں۔ جنہوں نے اسم محمد ﷺ کے تقدس اور احترام سے خار کھا کر اسے چرانے کی بھی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے جائز و ناجائز ہر ذریعہ سے کام لیا ہے۔ مثلاً گزشتہ صدی میں ایک ایسا گستاخ مرزا غلام احمد قادیانی ہو گزرا ہے۔ جو نبوت و رسالت کا دعویدار تھا اور مقام محمدی ﷺ کا سارق و غاصب ان کی امت مرزائیہ کا عقیدہ ہے:-

1- ''اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر (تقدیس) دوسرے کو پہنائی گئی ہے۔ اور وہ (ﷺ) خود ہی آئے ہیں '' (الحکم قادیان مورخہ ۳۰۔ نومبر ۱۹۰۱ء)

2- ''مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اس نبی کریم خاتم الانبیاء (ﷺ) کا نام پا کر اور اس میں ہو کر اور اس کا نظیر مظہر بن کر آیا اور آپ (مرزا قادیانی) کو چونکہ آں حضرت ﷺ کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا۔ اس لیے آپ عین ''محمد'' (ﷺ) تھے۔ (الفضل ۱۲۔ ستمبر ۱۹۱۵ء)

یہ اسم پاک محمد (ﷺ) کے اس تقدس، بزرگی، احترام، جلالت، سیادت اور مرتبہ قرب الٰہی کو چھیننے کی کوشش ہے۔ جو آپ ؐ سے متعلق ہے۔

اب آخر میں ''جرعہ خم آخر'' کے طور پر نعتیہ کلام سے چند اشعار حاضر ہیں۔ جو اسم محمد ؐ کی معنویت اور تعریف کو ظاہر کرتے ہیں۔ تاج الدین تاج عرفانی کا ایک شعر ہے:

نام نامی ہے محمد ؐ جو سراپا حمد ہے
کون بد باطن نکالے اس میں پھر پہلوئے ذم

Marfat.com

واجد علی شاہ اختر کے چند نعتیہ اشعار جو رموز محمد (ﷺ) کو یوں نمایاں کرتے ہیں۔

ہیں میم محمد سے بہت رمز نمایاں معبود کی مرسل صفت منبع احساں
مسجود ملک معرفت مہر کے خواہاں مشغول محبت مثل مردمک جاں
محمود کے ممتاز مصابیح و مصاحب
مقرون و مقرب مہ مابعد کے صاحب
منبر کے حشم مخزن اسرار مودت محسود و ممالک تو معظم بہ اطاعت
مجبور مکرم ملل نیک کی صورت مفقود و مسلم شہ دیں مہر شرافت
مجموعہ نیکی سر محراب زمانہ
معمورہ ہستی میں رخ دریگانہ

یہ ہے اسم محمد ﷺ جس کی گزشتہ چودہ صدیوں سے زمانہ تعریفیں کر رہا ہے۔ بلکہ یہ لفظ زمانہ ما قبل اسلام بھی باعث تسکین و امان رہا ہے۔ اور آج بھی وجہ حفاظت وسکون ہے اور اس کا حامل وہ قدسی صفات پیغمبر ہے۔ جس کے بارے میں خالق کردگار نے بھی فرما دیا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (انشراح۔۴) ترجمہ: اور ہم نے تمہارا ذکر (خیر) بلند کر دیا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

ازواج النبی رضی اللہ عنہن ☆

اسلام کو دوسرے مذاہب پر یہ فوقیت بھی حاصل ہے کہ اللہ کی وحدانیت و معبودیت، حضور سرور کائنات رحمتہ للعالمین ﷺ کی نبوت و رسالت اور صحیفہ الٰہی قرآن مجید و فرقان حمید کی حقانیت پر ایمان کے علاوہ اسلام میں آں حضرت ﷺ کے رفقاء (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) آپ ﷺ کے اعزا (رشتہ دار) اولاد و اہل خانہ (بنون و بنات اور ازواج) کا ادب و احترام کرنے کی تاکید ہے۔ اسلام نہ صرف ان بزرگ ہستیوں کا ادب و احترام سکھاتا ہے۔ بلکہ ان سے اخذ ہدایت اور پھر ان کے راستہ کو احادیث پاک میں سیدھا راستہ کہا گیا ہے۔ قرآن نے ''رضی اللہ عنہم و رضواعنہ'' (اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہو گئے) کہہ کر صحابہ کی بزرگی اور شان پر اور '' وازواجہ امہاتہم'' (اور ان (رسول اللہ) کی بیویاں ان (مسلمانوں) کی مائیں ہیں) کہہ کر ازواج مطہرات [1] کے تقویٰ، پاکیزگی

☆ غیر مطبوعہ

1- مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ جلد سوم میں لکھا ہے کہ ''امہات المومنین (ازواج مطہرات کا دوسرا لقب ہے) کا عظیم الشان لقب (حضور ﷺ کی) انہی ازواج کے ساتھ مخصوص ہے جو آپ کی زوجیت میں رہیں باقی جن عورتوں سے آپ نے نکاح تو فرمایا لیکن عروسی اور مقاربت سے پیشتر ہی ان کو طلاق دے دی ان کے لیے یہ لقب استعمال نہیں کیا جا سکتا۔'' (ص ۲۷۸)

Marfat.com

اور تقدس پر مہر لگا دی ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (سورۃ احزاب۔ ۶)
ترجمہ: اور نبی (کریم رؤف الرحیم) ان (مومنین) کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں اور اس (حضور سرور کائنات ﷺ) کی بیویاں ان (مسلمانوں) کی مائیں ہیں)

جس طرح حضور اکرم ﷺ اپنی تمام امت کے روحانی باپ ہیں۔ بلکہ اپنی پیغمبرانہ شفقت، ترحم اور نرم دلی کی وجہ سے آپ ﷺ کا درجہ نسبی باپوں سے بھی زیادہ ہے۔ اسی ناتے سے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی پوری امت کی مائیں ہیں۔ بلکہ روحانی تعلق اور پیغمبر ﷺ کی نسبت سے ان کا درجہ نسبی ماؤں سے کہیں بلند اور اقرب ہے۔ آں حضرت کا ارشاد ہے کہ

"خدا کی قسم! تم ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے۔ جب تک میں تمہیں تمہارے (نسبی) ماں، باپ، اولاد اور باقی تمام اشخاص سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"

ازواج مطہرات کی عظمت و پاکیزگی اور تقدس کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے سورۃ الاحزاب آیہ ۳۲ تا ۳۴ میں ان سے خطاب فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ
اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ
مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا
تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ
لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِیْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ آیاتِ

Marfat.com

اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفاً خَبِیْراً o

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح (ہرگز) نہیں ہو اگر تم تقویٰ پر قائم رہو۔[1] تقویٰ کا تقاضا ہے کہ تم بات کرتے وقت نرمی سے کام نہ لو ایسا نہ ہو کہ کوئی دل کا روگی تمہاری نرمی سے طمع اور لالچ میں پڑ جائے اور بات سیدھے سیدھے طریقے سے کرو جس میں نہ نرمی ہو نہ سختی ہو اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور جاہلیت سابقہ کی طرح اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں لگی رہو اے پیغمبر ﷺ کے گھر والو! اللہ تعالیٰ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اور تم کو خوب اچھی طرح سے پاک و صاف کر دے اور جو آیات الٰہی اور حکمت کی باتیں تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں ان کو خوب یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ بھیدوں کا جاننے والا اور خبردار ہے۔''

اسی حیثیت سے ہم ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اگر ازواج مطہرات کو تقدس، ادب و احترام اور مرتبت کے لحاظ سے اپنی نسبی ماؤں سے زیادہ

1- ☆ سورۃ احزاب ہی میں ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے کہ ''اے نبی کی بیویو! اگر کوئی تم میں سے کھلی ہوئی بے ہودگی کرے گی اس کے لیے (عام عورتوں سے) دوگنی سزا ہے۔ اور یہ بات اللہ کے لیے آسان ہے۔'' (آیت۔۳۰)

نہ صرف یہ کہ سزا عام عورتوں سے دگنی ہے بلکہ اجر بھی عام مسلمان عورتوں سے دوگنا ہے چنانچہ فرمایا گیا۔'' (اے نبی کی بیویو!) جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو اس کا دوہرا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔'' (ایضاً آیت ۳۱)

Marfat.com

محبوب نہ رکھیں۔ اس لیے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کو اقرب رکھنا فرض ہے۔ وہاں ازواج رسول اللہ ﷺ کو اقرب رکھنا زیادہ فرض ہے۔

فضائل ازواج النبی ﷺ

1- ازواج النبی ﷺ کی فضیلت خود نبی مکرم ﷺ کی شرف وفضیلت کا ایک شعبہ ہے۔

2- اللہ نے حضور ﷺ کی بیویوں کو ازواج النبی ﷺ کے خطاب عالی سے قرآن میں یاد فرمایا ہے۔

3- اللہ نے قرآن میں فرمایا : لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (احزاب۔۳۲)
(تم دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو)

4- اللہ نے بعد از تحدید چار ازواج (سورۃ النساء آیت ۔۲) کے بھی ازواج مطہرات کو آں حضور ﷺ کے لئے حلال رکھا۔ چنانچہ فرمایا
اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ (احزاب ۔۵۰)
(بے شک ہم نے تیری بیویوں کو تیرے لئے حلال رکھا ہے)

5- حضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات کی خوشنودی کا خیال کرتے ہیں۔[1]
چنانچہ کتاب الٰہی میں فرمایا:
تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ (تحریم ۔۱)
(نبی (علیہ السلام) اپنی بیویوں کی خوشنودی کا اہتمام کرتے ہیں)

6- آں حضرت ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کے لئے مودت ومحبت

1- مثلاً گھر کے اندر نہایت حسن اخلاق کا مظاہرہ خیر کم خیر کم **لا** هله وانا خیر کم **لا** هلی کے مطابق افضل واکمل درجے کا تھا اور گھر کے باہر ازواج مطہرات کو اسفار میں ساتھ لے جانا، ان سے خوش طبعی کرنا اور ان کی نسوانی فرمائشوں کو پورا کرنا اور ان سے محبت کرنا اور ہر ایک کے ساتھ عدل کرنا آپ ﷺ کا تبتغی مرضات ازواجک ہی تو تھا۔

Marfat.com

اور رافت و رحمت مہیا کرتی تھیں۔ چنانچہ قرآن کریم مین ازواج کے لئے عموم اور ازواج مطہرات کے لئے خصوص سے یہ بیان ہوا ہے۔

(ترجمہ): یہ بھی خدا تعالیٰ کی نشانیوں مین سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارا جوڑا بنایا تاکہ تم اس سے تسکین پاؤ اور تم دونوں (میاں بیوی) کے درمیان محبت اور پیار پیدا کر دیا بے شک اس (مثال) میں اہل فکر کے لئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ (سورۃ الروم - ۲۱)

7- سورۃ احزاب میں رسول خدا ﷺ نے حکم الٰہی بموجب ازواج مطہرات کو زینت دنیا اور دار آخرت میں سے ایک کو اختیار کرنے کا اعلان کیا (آیات ۲۸ - ۲۹) تو ازواج مطہرات نے دار آخرت کو پسند کیا کیونکہ زینت دنیا طلب کرنے کا انجام رسول اللہ کی زوجیت سے مفارقت تھی جو رسول اللہ ﷺ کے دم آخریں تک بھی نہ ہوئی اور دار آخرت کا بدلہ ہمیشہ کے لئے رسول اللہ کا ساتھ تھا جو تمام ازواج مطہرات کو بعد از وصال رسول اللہ بھی حاصل رہا۔

8- سورۃ احزاب، آیت - ۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو پابند کر دیا کہ آپ کے عقد میں موجود ازواج مطہرات کے علاوہ آپ ﷺ کے لئے دوسری عورتیں اب حلال نہیں ہیں۔ اگر ان کا حسن آپ کو پسند ہی کیوں نہ ہو۔ نہ ہی آپ ﷺ کے نکاح میں موجود ازواج کو بدلنے کی اجازت ہے۔ بالفاظ دیگر ازواج مطہرات آں حضرت کی ملکیت اور آں حضرت ان کی ملکیت قرار پائے۔ جس کا اللہ نے حکم دے دیا۔

9- ازواج مطہرات دار رسول اللہ کے اندر آیات اللہ کی تلاوت کا ذکر کرتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (احزاب - ۳۴)

(اے ازواج مطہرات! تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور

Marfat.com

حکمت الٰہیہ کی جو تلاوت کی جاتی ہے تم اس کا ذکر کرتی ہو)

10- اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کی شان مقدس کو بزبان مقدس آیت تطہیر میں رجس وگندگی سے پاک ہونے کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (احزاب۔۳۳)

اے (نبی کے گھر والو!) خدا یہ چاہتا ہے کہ ''رجس'' کو تم سے دور کر دے اور تم کو بالکل پاک وصاف بنا دے)

11- ازواج مطہرات کو امہات المومنین یعنیٰ مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ احزاب کی آیت ۔۶ میں فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ

(نبی ﷺ مومنین کے لئے ان کی جانوں سے بڑھ کر ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں)

یہ گیارہ خوبیاں اس بات کو ثابت کرنے کو کافی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰت والسلام کی رفیق زندگی اور آپ کی اولاد اطہار کی مائیں گونا گوں خصوصیات عظیمہ کی حامل ہیں۔ واللہ اعلم

حضور نبی اکرم ﷺ نے پندرہ عورتوں سے شادی کی۔ جن میں سے تیرہ خواتین نے آپ کی ازواج کی حیثیت سے اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ آپ ﷺ کے اعلیٰ علیین کی طرف سفر کے وقت نو ازواج مطہرات زندہ تھیں۔ ازواج النبی ﷺ کے بارے میں مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

1- رسالت مآب، فخر موجودات ﷺ نے سب سے پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں ایک چالیس سالہ خاتون حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے کیا اور پچاس سال کی عمر تک آپ ﷺ نے اور کوئی نکاح نہ کیا۔ آپ ﷺ کی تمام اولاد سوائے ایک بیٹے کے انہی سے ہوئی۔ ۱۰ نبوی یا

Marfat.com

۵۰ ولادت رسول ﷺ میں حضرت خدیجہ ﷺ کا انتقال ہوا۔[1] اور مکہ کے قبرستان کوہ حجون میں دفن کی گئیں۔ آپ کا اسلام قبول کرنے والوں میں شمار "السابقون الاولون" میں ہوتا ہے۔ آں حضرت ﷺ آپ کی اعلیٰ رفاقت کو یاد کیا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ آپ سے نکاح کرنے سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایک بیوہ خاتون تھیں۔[2]

2- آں حضرت ﷺ نے دوسرا نکاح حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے فرمایا۔ یہ بھی ایک بیوہ[3] اور عمر رسیدہ خاتون تھیں۔ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے دور ذوالحجہ ۲۳ھ ہجری مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ "السابقون الاولون" میں سے تھیں۔ انہوں نے آں حضرت ﷺ کی حیات ارضی کے آخری ایام میں اپنی باری کے ایام حضرت عائشہ صدیقہ کے لئے وقف کر دیئے تھے (تفصیل "فضائل عائشہ" میں ہے)

3- حضور اکرم ﷺ کا تیسرا نکاح حضرت عائشہ بنت ابا بکر صدیقؓ سے شوال ۱۰ھ نبوی بمقام مکہ ہوا۔ اور بعد از ہجرت مدینہ میں رخصتی ہوئی۔ آپ واحد کنواری خاتون تھیں جو آپؐ کی زوجیت میں تھیں۔ روایات میں آیا ہے کہ آپ کا نکاح ساڑھے چھ سال کی عمر میں اور

1- جس سال (۱۰ نبویؐ) میں آپ کا انتقال ہوا۔ آں حضرت ﷺ نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا۔

2- آپؓ کا پہلا نکاح ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا تھا جن سے ہند اور ہالہ دو بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد آپؓ کا دوسرا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا جن سے ایک بیٹی ہند پیدا ہوئی تھیں۔ تیسرا نکاح آں سرور ﷺ سے ہوا۔

3- ان کا پہلا نکاح ان کے چچا زاد بھائی سکران بن عمرو سے ہوا جن سے ایک بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا تھا۔

Marfat.com

رخصتی ساڑھے نو سال کی عمر میں ہوئی۔ مگر محققین اسے تسلیم نہیں کرتے۔[1] آپ کی کنیت حضرت عبداللہؓ بن زبیر کی نسبت سے ام عبداللہ تھی۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ کو تقریباً چھیاسٹھ (66) سال کی عمر میں بعہد حضرت امیر معاویہؓ انتقال فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

آپؓ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''احکام شرعیہ کا چوتھائی حصہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔'' (بحوالہ سیرت المصطفیٰ، جلد سوم ص ۲۹۷)

آپؓ کے دس خصائص ایسے تھے جو کسی دوسری زوجہ مطہرہ کو حاصل نہ تھے۔ یہ خصائص درج ذیل ہیں:

فضائل ومناقب

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ اے عائشہ یہ جبریل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں'' میں نے (عائشہ) کہا ''وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ''

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مردوں میں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں سے سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کے کوئی عورت کمال کو نہیں پہنچی'' اور ''عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے۔ جیسا کہ ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر''

۳۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ''چند خصلتیں مجھ کو من جانب اللہ عطا کی گئیں۔ سوائے حضرت مریم کے اور کسی عورت کو نہیں عطا کی گئیں اور خدا کی قسم میں بطور فخر نہیں کہتی'' وہ خصلتیں یہ ہیں۔

1- اس سلسلے میں سید سلیمان ندوی کی ''سیرت عائشہؓ'' اور مولانا محمد عمر عثمانی کی ''فقہ القرآن'' ملاحظہ کریں۔

(سیرت المصطفیٰ ﷺ جلد سوم ص ۳۰۰-۳۰۱ مولفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی)

Marfat.com

(۱) میرے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۲) نکاح سے پیشتر فرشتہ میری تصویر لیکر نازل ہوا اور آپ کو دکھا کر کہا کہ "یہ آپ کی بیوی ہیں اللہ کا حکم ہے کہ آپ ان سے نکاح کریں"۔

(۳) رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ مجھ سے محبت فرماتے تھے۔

(۴) اور جو شخص آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھا میں اس کی بیٹی ہوں۔

(۵) آسمان سے میری برأت میں متعدد آیتیں نازل ہوئیں اور میں طیبہ اور پاکیزہ پیدا کی گئی اور طیب اور پاکیزہ کے پاس ہوں اور اللہ نے مجھ سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا۔

(۶) میں نے جبریل کو دیکھا میرے سوا آپ کی ازواج میں سے کسی نے جبریل کو نہیں دیکھا۔

(۷) جبریل آپ پر وحی لے کر آتے تھے اور میں آپ کے پاس ایک لحاف میں ہوتی تھی۔ میرے سوا اور کہیں اس طرح وحی نازل نہیں ہوئی۔

(۸) میری باری کے دو دن اور دو رات تھے اور باقی ازواج کی باری ایک دن اور ایک رات تھی۔ ایک دن اور ایک رات تو خود حضرت عائشہ کی باری کا تھا ہی اور دوسرا دن حضرت سودہ کی باری کا. تھا جو انہوں نے سن رسیدہ ہو جانے کی وجہ سے حضرت عائشہ کو ہبہ کر دیا تھا۔

(۹) انتقال کے وقت آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔

(۱۰) وفات کے بعد آں حضرت ﷺ میرے حجرے میں مدفون ہوئے۔

(رواہ ابو یعلی والبز باختصار وفیہ مجالد و ہو حسن الحدیث و بقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔)[1]

4- رسول اللہ ﷺ نے چوتھا عقد حضرت حفصہ ؓ بنت عمر فاروق ؓ سے ۳ھ

1- مجمع الزوائد۔ ج:۹، ص ۲۴۱

Marfat.com

میں بمقام مدینہ منورہ فرمایا۔ آپؓ بیوہ تھیں (1) اور حافظہ قرآن بھی تھیں۔ ساٹھ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ ساٹھ سال کی عمر میں شعبان ۴۵ھ ہجری عہد حضرت امیر معاویہ میں وفات پائی۔ عامل مدینہ مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مصحف صدیقیؓ (مصحف یا مصحف ام) آپ ہی کے پاس بطور امانت رکھا گیا تھا۔ اسکی نقلیں (المصحف الامام) عہد عثمانی میں کروا کے اسے سلطنت اسلامیہ میں رائج کیا گیا۔

5- حضور رسالت مآب ﷺ کی پانچویں شادی (ام المساکین) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے ہوئی۔ آپ بھی بیوہ تھیں۔ (2) بہت زیادہ خیرات کیا کرتی تھیں اسی وجہ سے لقب ام المساکین (مساکین کی ماں) رکھا گیا۔ نکاح کے بعد دو یا تین مہینے زندہ رہیں۔ بعد از وفات آں حضرت نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ انتقال کے وقت عمر مبارک ۳۰ سال تھی۔

6- حضرت زینبؓ بنت جحش کا پہلا نکاح حضور نے خود اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ بن حارث سے کیا۔ نباہ نہ ہو سکنے کی وجہ سے طلاق ہوگئی۔ حضور ﷺ کا ان سے نکاح ''آیہ ختم نبوت ﷺ'' کے نزول کا باعث ہوا۔ (3) دور فاروقیؓ میں ۲۰ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں بعمر ۵۳ سال وفات پائی۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

7- رسول خدا ﷺ کا ساتواں نکاح حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان سے ہوا۔ آپ بھی بیوہ تھیں۔ (4) صحیح نام ''رملہ'' تھا۔ ''السابقون الاولون'' میں

1- پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سہمی کے ساتھ ہوا تھا۔

2- پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔

3- سورۃ الاحزاب کی آیہ ۴۰ کو آیہ ختم نبوت کہتے ہیں۔

4- پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ جن سے ایک بیٹی ''حبیبہ'' نامی پیدا ہوئی تھی۔

Marfat.com

آپ کا شمار ہوتا ہے۔ بیٹی حبیبہ کے نام پر کنیت ''ام حبیبہ'' مشہور ہوئی۔ عہد امیر معاویہؓ میں بعمر ۷۳ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ مدینہ ہی میں دفن ہیں۔

8- آں حضرت ﷺ کی آٹھویں شادی حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومی سے ہوئی۔ قدیم الاسلام مسلمانوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ بھی بیوہ تھیں۔[1] حضور ﷺ سے شادی کے وقت عمر تیس سال اور وفات کے وقت چوراسی سال تھی۔ ۵۹ھ یا ۶۱ھ یا ۶۲ھ (سیرت نگاروں میں اختلاف ہے) ہجری میں تمام ازواج مطہرات سے آخر میں انتقال فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ سے ۳۷۸ احادیث مروی ہیں۔

9- حضور ﷺ کا نواں عقد حضرت میمونہؓ بنت الحارث سے ہوا۔ ماں کا نام ہند تھا۔ ''السابقون الاولون'' میں سے تھیں ان کے بعد حضور ﷺ نے کسی اور خاتون سے نکاح نہ کیا آپ بھی بیوہ تھیں۔[2] ۴۶ یا ۷۶ احادیث کی روایت کی۔ ۵۱ھ میں بمقام سرف وفات ہوئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سرف ہی میں دفن کی گئیں۔

10- آپ ﷺ کا دسواں نکاح حضرت صفیہؓ بنت حی بن اخطب سے ہوا۔ یہ بھی بیوہ ومطلقہ تھیں۔[3] خیبر کی مہم میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اسلام قبول کر لیا اور حضور ﷺ نے آزاد کر کے تالیف قلب کے مقصد کو مدنظر رکھ کر ۶ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ ۵۰ھ میں بعمر ساٹھ سال

1- ان کا پہلا نکاح ان کے چچا زاد بھائی ابوسلمٰی بن عبدالاسد مخزومی سے ہوا تھا۔

2- آپ ﷺ سے پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں۔

3- ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی یہودی سے ہوا تھا۔ انہوں نے طلاق دے دی تو دوسرا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا جو غزوہ خیبر میں مارا گیا تھا۔

Marfat.com

وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

11- رسول کریم ﷺ کی گیارہویں شادی حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار سے ہوئی۔ آپ بھی بیوہ تھیں۔ (1) خاندان بنی خزاعہ کی شاخ بنومصطلق سے تھیں غزوہ مریسیع میں مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ بنومصطلق کے قیدیوں کی رہائی کے مہر کے عوض آپ نے حضور اکرم ﷺ سے عقد فرمایا۔ ربیع الاول ۵۰ھ میں بعمر ۶۵ سال بعہد امیر معاویہؓ انتقال فرمایا۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

12- نبی اکرم ﷺ نے بارہواں نکاح حضرت خولہؓ بنت حکیم سے کیا۔ یہ بھی عمر رسیدہ مسلمان خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو حضور کے عقد میں بغیر کسی شرط کے دیا۔ بعد از وصال نبوی ﷺ ان کی وفات ہوئی۔

13- حضرت ریحانہؓ بنت شمعون بنی قریظہ پر مسلمانوں کے حملے میں قید ہوئیں۔ آں حضرت نے ان کو آزاد کیا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں۔ یہ بھی بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ مورخوں میں آں حضرت سے ان کے نکاح کے بارے میں اختلاف ہے۔ (2) اسی لیے بعض ان کو ام المومنین نہیں لکھتے۔

حضور اکرم ﷺ نے جب والیان سلطنت کو دعوتی خطوط ارسال کیے۔ اسی سلسلے میں ایک خط والی مصر مقوقس کو لکھا گیا۔ مقوقس نے جوابی خط

1- پہلا نکاح مسافع بن صفوان مصطلقی سے ہوا تھا جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا تھا۔

2- بعض سیرت نگار ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ، حضرت ریحانہ بنت شمعون اور حضرت نفیسہ جاریہ حضرت زینب بنت جحش کو آں حضرت ﷺ کی کنیزیں قرار دیتے ہیں۔ مگر حضرت نفیسہ کے علاوہ باقی دو خواتین کے کنیزیں ہونے یا ازواج مطہرات ہونے میں علماء میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

میں آپ سے عقیدت کا اظہار کیا اور دو عورتیں (ماریہ قبطیہ اور سیرین) اور ایک خچر (نام دُلدُل) تحفہ کے طور پر آپ ﷺ کو بھیجیں۔ آپ نے ماریہ قبطیہ سے خود عقد فرمایا اور دوسری عورت اپنے شاعر خاص حضرت حسانؓ بن ثابت کو عطا کر دی۔ حضرت ماریہ سے آپ کے ایک صاحبزادے (حضرت) ابراہیم نامی تولد ہوئے۔ جو شیر خواری کے زمانے میں ہی فوت ہو گئے۔ بعض کے نزدیک صغر سنی (سولہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر)[1] میں فوت ہوئے۔ مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ماریہ مقوقس کی لونڈی تھیں یا اس کی عزیزہ۔ اشراف سے تعلق رکھتی تھیں یا نہیں۔[2] محققین نے اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ حضرت ماریہؓ قبطیہ مقوقس کی اگر رشتہ دار بھی نہیں تھیں تو بھی اشراف سے تعلق رکھتی تھیں۔ جن سے حضور اکرم ﷺ نے عقد فرمایا۔ آپ کی وفات آں حضرت کے وصال کے بعد ہوئی۔

درج بالا ازواج مطہرات کے علاوہ ایسی کئی عورتوں کا ذکر کتب سیرت میں آتا ہے۔ جن سے نبی اکرم ﷺ کے نکاح کی بات چھڑی۔ مگر رسم نکاح کی ادائیگی سے پہلے کوئی ایسی بات ہوئی جس پر آپؐ نے بات ختم کر دی۔ چند ایک عورتوں کو آپؐ نے نکاح کے بعد اور مقاربت سے پہلے بھی طلاق دی۔[3] اس لیے کہ ان کے منہ سے ایسے کلمات کفر نکلے یا ناپسندیدہ

1- تاریخ محمدؐ، مصنفہ ایم. ڈی فاروق، ص ۵۰۵

2- علامہ شبلی نعمانی نے اپنی تحقیقی کتاب سیرت النبی جلد اول میں لکھا ہے کہ ''یہ دونوں خواتین (ماریہ قبطیہ اور سیرین قبطیہ) لونڈیاں نہ تھیں بلکہ اسلام قبول کر چکی تھی اس لیے آں حضرت ﷺ نے ماریہ سے نکاح کیا ہوگا نہ کہ لونڈی کی حیثیت سے وہ آپؐ کے حرم میں آئیں'' (ص ۲٦۸)

3- مثلاً اسماء بنت نعمان، خونبہ اور عمرہ بنت یزید کلابیہ وغیرہ (دیکھیے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹، ص ۳۱۰ تا ص ۳۱۵ مولفہ امام ابن حجر عسقلانی)

Marfat.com

حرکات ہوئیں کہ آپؐ نے انہیں اپنی زوجیت میں رکھنا پسند نہ فرمایا۔ ایسی عورتوں کا مختصر سا تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی ''مختصر سیرۃ الرسول'' میں کیا ہے۔

ازواج مطہرات کے حوالے سے مستشرقین و معاندین نے شکوک و شبہات پھیلانے کی خاطر آں حضرت ﷺ کی ذات پاک پر انگشت نمائی کی کوشش کی ہے۔ اور درج ذیل اعتراضات کیے۔

الف۔ آں حضرت ﷺ نے زیادہ شادیاں اس وجہ سے کیں کہ آپ (نعوذ باللہ) عیش پرست تھے۔

ب۔ دوسرے مسلمانوں کے لیے بیویوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد چار مقرر ہوئی ہے۔ مگر پیغمبر اسلام ﷺ نے نو بیویاں بیک وقت نکاح میں رکھیں۔ یہ تقاضائے انصاف کے خلاف ہے۔

سیرت نگاروں نے درج بالا دونوں اعتراضات کے مسکت جواب دیئے ہیں۔ پہلے اعتراض کے جواب میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ آں حضرت ﷺ پر عیش پرستی کا الزام اس وجہ سے لغو ہے۔ کہ

اول: آپ ﷺ کی ایک (حضرت عائشہ صدیقہؓ) کے علاوہ باقی تمام ازواج یا تو مطلقہ تھیں یا بیوہ۔

دوم: متعدد عورتوں سے عقد آپ نے تالیف قلب کے مقصد کے پیش نظر فرمایا۔ مثلاً حضرت صفیہؓ بنت حی بن اخطب یا حضرت ریحانہؓ بنت شمعون یا حضرت جویریہؓ بنت حارث۔ حضرت زینبؓ بنت جحش کو ایک تو جاہلی رسم کے ختم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے زوجیت میں لیا۔ دوسرا ان کی بھی تالیف قلب مقصود تھی۔

سوم: آں حضرت صلعم نے اپنے دور جوانی (۲۵ تا ۵۰ سال) صرف ایک بیوی حضرت خدیجہؓ بنت خویلد پر اکتفا کیا۔ اور وہ بھی بیوہ تھیں۔

Marfat.com

دوسری تمام ازواج مطہرات پچاس سال کے بعد آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ پچاس سال اور اس سے آگے کی عمر میں طاقت گھٹتی ہے یا بڑھتی ہے؟ لہذا مخالفین کا آپ ﷺ پر عیاشی کا الزام لگانا بیوقوفی ہے۔

چہارم: تورات کے مطالعہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ زیادہ بیویاں رکھنا انبیاء کی سنت رہی ہے۔ حضور ﷺ نے بھی اسی سنت کو پورا کیا ہے۔

آں حضرت ﷺ نے درج ذیل مقاصد کو مدنظر رکھ کر زیادہ عورتوں سے شادیاں کیں یا زیادہ بیویوں نے درج ذیل مقاصد کو پورا کیا۔ جو اللہ کے دین کی نصرت واشاعت کے لیے ضروری تھے۔

1- تاکہ لوگوں کے ساتھ رشتہ داریاں کر کے اسلام کی دفاعی حیثیت اور عددی برتری کو مضبوط کیا جائے۔ شادیاں کر کے اثرات زیادہ سرعت کے ساتھ پھیلتے تھے۔ آپ ﷺ کا تقویٰ آپ ﷺ کے سسرال والوں پر اثر چھوڑتا، وہ آپ کی دعوت کو قبول کرتے، وہ مسلمان ہوتے اور پھر وہ اسلامی اثرات کو آگے منتقل کرتے تھے۔

2- مردوں میں اسلام کے احکام و مسائل کی تبلیغ تو آپ ﷺ خود فرمایا کرتے تھے۔ مگر عورتوں کے معاملے میں کچھ شرم وحجاب مانع تھا اور کچھ آپ ﷺ کی عورتوں سے میل جول میں کمی کی عادت۔ ازواج مطہرات ؓ مسلمان عورتوں میں اسلام کی تبلیغ اور دینی مسائل کی تشہیر میں آپ ﷺ کی مدد کرتیں۔ اسطرح اسلام کے اثرات مسلمانوں کے گھروں تک ازواج مطہرات ؓ کی وساطت سے پہنچے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا نسوانی مسئلہ ہوتا جس کا علم ازواج مطہرات ؓ کو بھی نہ ہوتا تو وہ آں حضرت ﷺ سے پوچھنے میں کسی قسم کی جھجک نہ سمجھتیں۔ اس طرح مسلمان عورتوں کو آگے اس طرح کے مسائل بتاتے وقت بھی کسی طرح ہچکچاہٹ محسوس نہ

Marfat.com

کی جاتی۔ کہ عورت، عورت سے کھل کر بات کر سکتی ہے۔

3- آں حضرت ﷺ کے مجلسی عمل کو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مشعل راہ بناتے۔ سفر وحضر، میدان جنگ ہو یا میدان مشورت، معاہدے لکھے جا رہے ہوں یا ان پر عملدر آمد کے لیے کارروائی کی جا رہی ہو۔ تبلیغی مشن میں مصروف ہوں یا دفاعی حربے استعمال کیے جا رہے ہوں۔ دینی احکام کا نفاذ کیا جا رہا ہو یا اجتماعی عبادت میں مصروفیت ہو۔ صحابہ کرام ہر وقت رسالت مآب ﷺ کے ہمراہ رہتے اور ہدایت کے حصول میں حریص رہتے۔ لیکن گھر کے اندر آں حضرت ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا کیسا تھا۔ بیویوں سے طرز تخاطب، گھریلو نوکروں اور غلاموں سے سلوک، کھانے پینے کا طریق کار، معمولات شب، وضو و غسل، ناراضگی کی حالت میں آپ ﷺ کا عمل، شکر رنجی کے موقعہ پر آپ ﷺ کا طریقہ کار اور دوسرے گھریلو معاملات میں آپ ﷺ کا معمول اور اہل خانہ سے حسن سلوک یا ناراضگی کا رویہ۔ اس سے کوئی بھی واقف نہ ہو سکتا تھا۔ اگر ازواج مطہرات رض اسے امت میں برائے رہنمائی مشتہر نہ کرتیں۔ امت کی ماؤں نے امت پر سنت رسول ﷺ اندرون خانہ کی تشہیر میں جو احسان کیا ہے۔ کیا وہ ایک یا دو بیویوں کے توسط سے انجام پا سکتا تھا؟

4- امہات المومنین رض خود متقی، پرہیز گار اور زاہد مرتاض تھیں۔ انہوں نے خواتین کے لیے نہ صرف اپنی سیرت چھوڑی ہے۔ کہ کس طرح مال و دولت، عقیدت و تقدس اور جاہ و حشم کی موجودگی میں فقر اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کس طرح خاوند کی رضا کی خاطر دنیا کی آسائشوں کو تیاگا جا سکتا ہے۔ کس طرح صوم النہار و قائم اللیل کا نمونہ بنا جا سکتا ہے۔ کیسے علم کی ترویج اور دین کی اشاعت کی جا سکتی ہے اور اسلام کو اپنے آپ پر اور گھر

Marfat.com

میں کس طرح نافذ کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی ساتھ آپؐ کی ازواج مطہرات نے امت کے لیے روایات کی شکل میں ایک معتدبہ علمی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ جس کے احسان سے امت مسلمہ کبھی بھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ ازواج مطہرات کی روایات کی مختصر تشریح ذیل میں دی جا رہی ہے۔ (پیچھے حالات میں بھی کچھ ذکر ہو چکا ہے)

i- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ۲۲۱۰۔ روایات
(عورتوں میں سب سے زیادہ)

ii- ام المومنین حضرت ام سلمیٰؓ ۳۷۸۔ روایات

iii- ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ ۶۵۔ روایات

iv- ام المومنین حضرت حفصہؓ ۶۰۔ روایات

v- ام المومنین حضرت میمونہؓ ۴۶۔ روایات (1)

اگر امہات المومنینؓ کی تعداد زیادہ نہ ہوتی تو کیا امت ۲۷۵۹۔ روایات سے محروم نہ رہ جاتی؟

5- جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام ازواج مطہراتؓ یا تو بیوہ تھیں۔ یا مطلقہ تھیں۔ یا عمر رسیدہ تھیں۔ صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کنواری تھیں۔ لیکن جب آپؓ جوانی کی عمر کو پہنچیں تو رسالتمآب ﷺ وصال فرما گئے۔ حضرت ماریہ قبطیہ بھی (شائد) کنواری تھیں۔ مگر آں حضرت کی عمر پچپن سے تجاوز کر چکی تھیں۔ جب ان سے نکاح کیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو حالت ازواج مطہرات کی تھی اور خود حضور اکرم ﷺ کی تھی۔ کیا اسے ہی عیاشی کہتے ہیں؟

چونکہ قرآن مجید نے ازواج النبی کو امت کی مائیں کہہ کر ان کے

1- بحوالہ تاریخ الحدیث از پروفیسر عبدالصمد صارم الازہری

Marfat.com

تقدس اور احترام پر مہر ثبت کر دی ہے۔ لہذا اب مسلمانوں کے لیے ماؤں کے بارے میں ''ماں کے تقدس'' کے علاوہ کچھ اور سوچنا گناہ کے زمرہ میں آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چار بیویوں کی اجازت کے بعد بھی حضور علیہ السلام نے اپنی تمام ازواج کو اپنی زوجیت میں رکھا۔ جبکہ دوسرے تمام مسلمان چار سے زیادہ بیویوں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور انہوں نے حکم الٰہی سے کی تعمیل میں فوری طور پر چار سے زیادہ بیویوں کو طلاق دی۔ اب اگر رسالت مآب ﷺ بھی ازواج مطہرات میں سے چار سے زیادہ کو طلاق دیتے تو صورت حال یوں بنتی۔

(الف) لازماً مطلقہ عورتوں کو کہیں نہ کہیں نکاح کرنا پڑتا۔ اکیلی تو یہ رہ نہ سکتی تھیں۔

(ب) اگر وہ مسلمانوں سے کسی کے ساتھ عقد کرتیں تو یہ ماں کے احترام اور تقدس کے خلاف ہوتا اور اگر کسی غیر مسلم سے کرتیں تو یہ اسلام کی شان کے خلاف ہوتا۔ دونوں صورتوں میں اللہ کے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی ہوتی۔ جو اسلام کو کسی صورت میں بھی گوارا نہ تھی۔

(ج) اگر یہ مطلقہ خواتین شادی نہ کرتیں اور تمام عمر مجرد رہنے کا عہد کر لیتیں تو بھی فساد و شر کا اندیشہ تھا جسکی دو صورتیں تھیں ایک یہ کہ آپؓ روزی کے حصول کے لیے خود محنت کرتیں۔ اس سلسلے میں آپؓ کو لازماً کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑتا۔ یہ نسوانیت کی تذلیل تھی دوسرا یہ کہ لوگ ان کے گزارے کا اہتمام کرتے یا آنحضرت ﷺ ان کے نان و نفقہ کا اہتمام کرتے۔ یہ ان محترم خواتین کی عزت نفس اور خودداری کو مارنے والی بات تھی۔

(د) حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے یار غار تھے۔ حضرت حفصہؓ حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی

Marfat.com

تھیں جو "آرزوئے نبی ﷺ" تھے۔ حضرت زینبؓ بنت جحشؓ آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ حضرت ام سلمیٰؓ ایک شہید کی بیوہ تھیں۔ حضرت ام حبیبہؓ حضرت ابوسفیانؓ سردار مکہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت جویریہؓ سردار بنو مصطلق کی بیٹی تھیں۔ حضرت صفیہؓ اور حضرت ریحانہؓ یہودی اکابر کی بیٹیاں اور بیوائیں تھیں۔ حضرت ماریہؓ قبطیہ مقوقس (شاہ مصر) کی طرف سے ہدیہ کے طور پر آئی تھیں اور بے وطن ہونے کے سبب مجبور تھیں کہ ان کو سہارا دیا جاتا۔ اب اگر آنحضرت ﷺ ان میں سے کسی ایک کو بھی طلاق دیتے تو ان کے وارثوں، قبیلوں اور عزیزوں سے تعلقات بگڑتے یا مستحکم ہوتے؟ اس سے اسلام کی نشرواشاعت میں لازماً منفی اثرات مرتب ہوتے۔

یہی وجہ ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ نے اپنی ازواج کے تقدس اور مندرجہ بالا وجوہات و مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان محترم خواتین کو چار کی اجازت کے بعد بھی اپنے سے علیحدہ نہ کیا۔ یہاں ایک اور بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ازواج کی تعداد کا حکم امت سے خاص ہے۔ نبی ﷺ اپنی نبوی حیثیت میں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح آپ ﷺ کے لیے رات کو کھڑے ہونے کا حکم خاص تھا۔ امت اس سے اس طرح مستثنیٰ ہے۔ کہ کر سکے تو کرے اور اگر تکلیف میں پڑنے کا اندیشہ ہو۔ تو نہ کرے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ان محترم خواتین کو اپنے سے علیحدہ نہ کیا اور آپ کے وصال کے بعد ان عظیم خواتین نے نبی ﷺ سے اپنے رشتہ کو قائم رکھا اور اسی حیثیت سے اس دنیا سے تشریف لے گئیں۔ رضی اللہ عنہن و رضن عنہ۔ (اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئیں)۔

Marfat.com

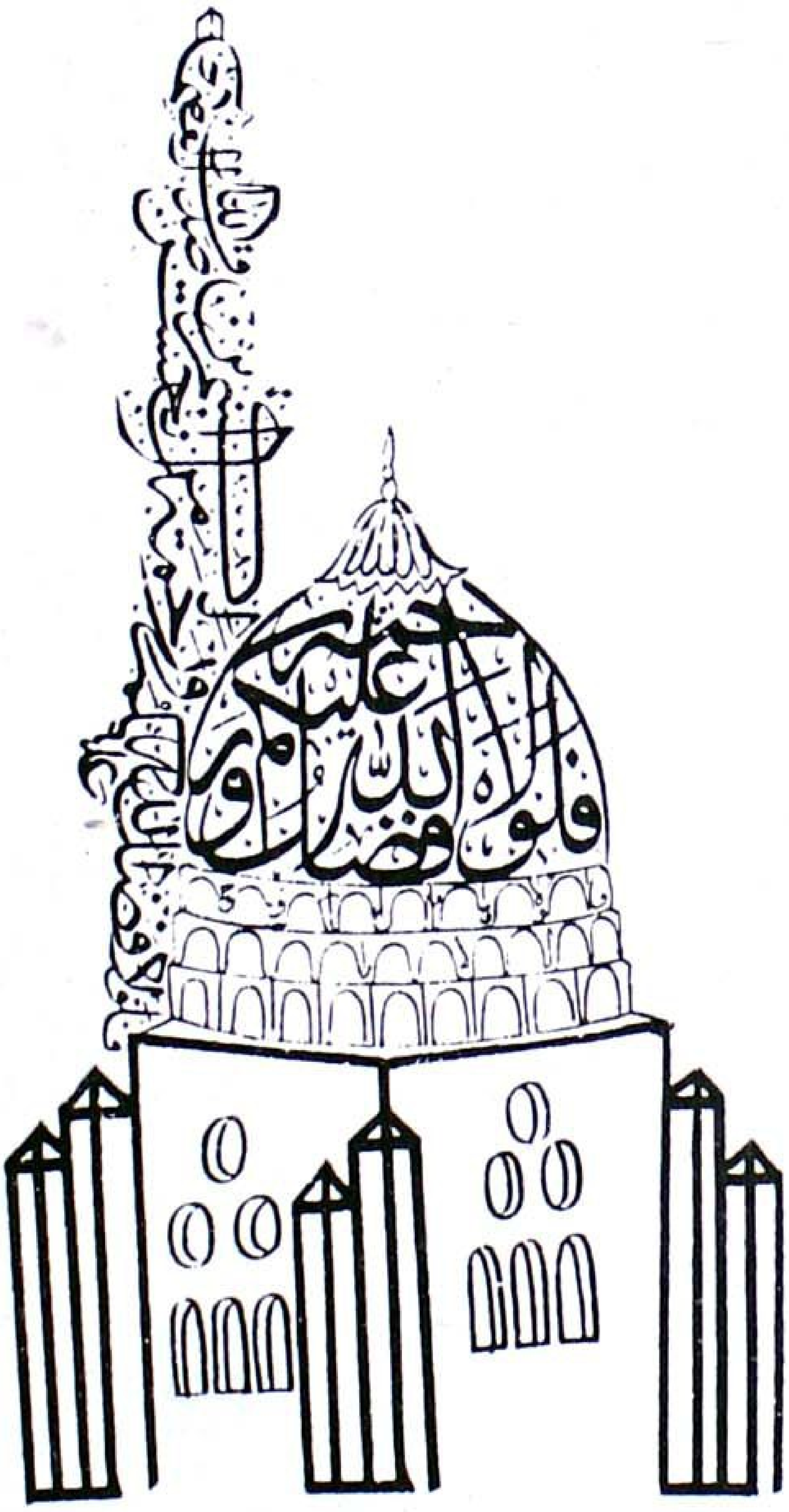

خط تشبیہ
بصورت روضۂ مبارک
بخط گوہر قلم

Marfat.com

حُبِّ محمدی ﷺ شرطِ ایمان ☆

ایک پُر خلوص اور سچے مسلمان کے لیے اللہ کی اطاعت کے بعد اطاعت محمدی بھی ایمان کا حصہ ہے۔ اطاعت محمدی ﷺ کی اطاعت کے ذیل میں آپ سے محبت کرنا اور آپ کے احکام کو بحیثیت آمر و ناہی کے قلبی محبت سے تسلیم کرنا ایک مومن کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ جس سے اعراض کرنے والا ایماندار نہیں ہوسکتا اور جسکی پابندی کرنے والا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ[1] کی ابدی خوشخبری کا مخاطب ٹھہرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے دین نے حضور ﷺ کی محبت کو ایمان کا ضروری حصہ قرار دیا ہے۔

قرآن مجید نے اطاعت رسول ﷺ کے ضمن میں حب نبوی ﷺ کا ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ کے فیصلوں کو بدل و جان تسلیم کرنا ایک مومن کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ آپ کے فیصلوں کے بارے میں شک و شبہ سے کام لینے والے کو ایمان سے محروم اور گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کی محبت کے حصول کا طریقہ آپ ﷺ کی اطاعت (اور محبت) قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ:

☆ یہ مضمون آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کے ترجمان ماہنامہ ''نور اسلام'' لاہور میں شائع ہو چکا ہے۔

1- ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

Marfat.com

۱۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ (احزاب۔۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ ان (مومنین) کے قریب ہیں اور (نبی کی) بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔

۲۔ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (التوبہ۔۲۴)

ترجمہ: آپ فرما دیں کہ اگر تم کو اپنے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو۔ اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور جہاد کے مقابلے میں زیادہ پیارے ہیں۔ تو تم انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۳۔ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء۔۶۵)

ترجمہ: پس آپ کے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے (آپس کے) جھگڑوں میں حاکم نہ بنائیں۔ پھر وہ آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی (یا ناراضگی) نہ پائیں۔ اور آپ کی پوری پوری (بسروچشم) تابعداری کریں۔

۴۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ

Marfat.com

ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا (الاحزاب۔۳۶)

ترجمہ: اور کسی مومن اور مومنہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ اور اسکا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو وہ اس (فیصلہ) میں کوئی چون و چرا کریں۔ اور جو اللہ اور اسکے رسول (کے احکام) کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو وہ صریح گمراہی میں ہے۔

۵۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

(آل عمران۔۳۱)

ترجمہ: اے رسول اللہ ﷺ آپ ان لوگوں سے فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو۔ تو میری اتباع (محبتانہ تابعداری) کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا۔

غرضیکہ قرآن نے جگہ جگہ "صاحب قرآن" کی محبتانہ اطاعت کو لازم قرار دیا ہے۔ اور یہ آپؐ سے محبت کی تاکید کا تقاضا ہی ہے کہ قرآن لَاتَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ [1] کا حکم دے رہا ہے۔ یا یہ حکم بھی آپؐ کی محبتانہ اطاعت کے ضمن میں ہی ہے۔ "کہ نبی کو حجرے کے باہر سے آواز بھی نہ دو" (کہ یہ آداب محبت کے خلاف ہے) بلکہ آپؐ کے باہر آنے کا انتظار کیا کرو" کہ یہ آداب رسالتؐ کے عین مطابق ہے۔ کہیں آپؐ سے فضول سوالات کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ بھی آداب محبت و اطاعت کے موافق نہیں۔ یہ بھی بتا دیا گیا کہ محبتانہ آداب سے ذرا سا انحراف کہیں دوسروں کے لیے بھی باعث مشقت نہ بن جائے۔ یعنی تمہارے بے مقصد سوالات کے جوابات میں پیغمبر کی زبان سے نکلا ہوا جواب کہیں تمہارے لیے حکم یا فرض نہ قرار پا جائے۔

قرآن مجید کے اسی قسم کے سارے کلام کو احادیث کے ذریعے موکد

1- ترجمہ: نبی (ﷺ) کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔

Marfat.com

کیا گیا ہے۔ اس بارے میں آنحضرت ﷺ کے صریح ارشادات قرآن مجید کے اشاروں کو "حب نبی ﷺ" پر بدلیل تائیدی ثابت کر رہے ہیں۔ چند احادیث حاضر ہیں۔

☆ لایحب احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (صحیحین عن انس)

ترجمہ: کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ اسے رسول اللہ کے ساتھ اپنے ماں باپ اور اولاد اور باقی تمام اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔

☆ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ (صحیح ابن خزیمہ)

ترجمہ: کوئی مومن نہیں ہوسکتا تم میں سے، جب تک کہ میں اسے اس کے اہل وعیال اور مال و دولت سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

☆ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی قراد فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے وضو کیا تو آپؐ کے کچھ اصحاب آپؐ کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ تو آپؐ نے پوچھا "تمہارے اس کام کا محرک کیا ہے؟" لوگوں نے کہا "اللہ اور (اس کے) رسول ﷺ کی محبت" آپؐ نے فرمایا!

"جن لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو۔ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ

(۱) جب بات کریں تو سچ بولیں

(۲) جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس کو (بہ حفاظت) مالک کے حوالہ کریں

(۳) پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔"

Marfat.com

ان احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں ماں، باپ، بہن، بھائی، اولاد، رشتہ دار اور دوسرے تمام لوگوں کی ''محبت'' ایک مومن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ حضور ﷺ کے اپنے ارشاد کے مطابق ''آپ سے محبت کرنے کا مطلب معاشرتی برائیوں سے رکنا اور حقوق العباد کا پورا کرنا ہے۔'' فاتبعونی سے قرآن نے واضح اعلان کر دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا واحد ذریعہ حضور سرور کائنات ﷺ کی محبتانہ اور پر خلوص اطاعت ہے۔ مال و زر اور خلاصہ موجودات ؐ کی محبت ایک دل میں کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتی۔ اس لیے فرمادیا گیا ہے کہ میری محبت کا مقصد فقر و فاقہ کے ساتھ رشتہ جوڑنا ہے۔ اس بات کو ان الفاظ کے ساتھ موکد کیا الفقر فخری [1] (فقر میرا فخر ہے) یہی آپ ؐ کا شعار تھا۔

ایک غزوہ (غالباً غزوہ احد) سے غازی مسلمان واپس آئے تو مدینہ سے باہر قبیلہ بنی دینار کی ایک صحابیہؓ مسلمانوں کی منتظر تھیں۔ مسلمان ملے تو پوچھا کہ ''حضور اکرم ﷺ کا کیا حال ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تو بخیریت ہیں۔ البتہ آپ کا خاوند شہید ہوگیا ہے۔'' دوسرا گروہ آتا نظر آیا۔ تو آگے بڑھ کر پوچھا ''میرے آقا سرور کائنات ﷺ کس حال

1- فقر سے مراد مال و دولت یا متاع دنیا سے محرومی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دنیا و متاع دنیا کو دل سے نکالنا ہے اور ہر اچھی بری حالت میں اللہ سے رجوع رکھنا ہے چنانچہ فقر کے ف سے مراد کم کھانا (فاقہ کرنا) ق سے مراد قناعت کرنا (جو مل جائے اس پر شکر کیا جائے اور جو نہ مل سکے اس پر صبر کر کے خاموش بیٹھا جائے) اور ر سے مراد ہے اللہ کی رضا کا ہر حال میں طالب رہنا۔ یہ تینوں صفات اس فقر سے بالکل مختلف ہیں جس فقر کا تصور ہمارے ذہنوں میں موجود ہے۔ یعنی بھیک مانگنا، دریوزہ گری کرنا وغیرہ۔

Marfat.com

میں ہیں؟'' لوگوں نے بتایا کہ ''حضور خیریت سے ہیں۔ ہاں! آپ کا بھائی شہید ہوگیا ہے۔'' ایک اور گروہ آتا نظر آیا تو بے تابی سے آگے ہو کر پوچھا ''محمد رسول اللہ ﷺ کی خیریت بتاؤ'' لوگوں نے بتایا۔ آپؐ بالکل خیریت سے ہیں لیکن آپ کے دونوں بیٹے شہید ہوگئے ہیں۔'' اس پر اس خاتون نے الحمدللہ کہا اور اس وقت تک مدینہ کے باہر کھڑی رہیں جب تک حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اطمینان نہ کرلیا اور کہا **کل مصیبۃ بعدک جلل** (آپ ﷺ کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے) آخر میں ان خیالات کا اظہار کرتی ہوئی مدینہ کو رخصت ہوگئیں۔ عربی اشعار کا ترجمہ:

''اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں تمام رشتے ہیچ ہیں۔ میرے اور بھی عزیز رشتہ دار ہوتے تو میں انہیں بھی محمد ﷺ پر قربان کر دیتی اور آپ کی خیریت کی خبر سنتی۔ پھر بھی یہ بڑا آسان کام تھا۔

حضور اکرم ﷺ سے محبت کا ایسا جذبہ کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔[1]

غزوۃ العسرۃ (غزوہ تبوک) کے لیے تیاری ہو رہی ہے۔ مسلمانوں میں پیغام نبوی ﷺ پہنچا دیا گیا ہے کہ جان اور مال سے جہاد میں حصہ لینے والے حرکت میں آجائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی یہ رشک ہے کہ ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نیکی (خیرات و انفاق فی سبیل اللہ) کے معاملے میں ہمیشہ مجھ سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ آج وہ آگے نہ بڑھ سکیں گے، گھر گئے، گھر میں موجود تمام مال و اسباب آدھا آدھا کیا۔ آدھا گھر والوں کے لیے چھوڑا اور آدھا غزوہ میں مالی حصہ کے طور پر لے کر حاضر ہوگئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا ''عمر رضی اللہ عنہ! گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑ آئے ہو؟'' عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ!

1- کل مصیبۃ بعدک جلل کے الفاظ سے دو مزید صحابیات کے پُرعقیدت تاثرات بھی نقل ہوئے ہیں۔ دیکھئے سیرت کی ضخیم کتاب ضیاء النبی ﷺ، جلد سوم، ص ۵۴۱۔۵۴۰

Marfat.com

آدھا مال و اسباب گھر میں چھوڑ آیا ہوں اور آدھا آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا ہے۔" تھوڑی دیر میں صدیق اکبرؓ تشریف لے آئے۔ فخر کائنات ﷺ نے ان سے پوچھا "ابوبکر! گھر میں کچھ چھوڑا ہے؟" صدیقؓ اکبر نے عرض کیا۔ سرکار! جو کچھ گھر میں موجود تھا سب کچھ لے کر حاضر ہو گیا ہوں۔ باقی گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ آیا ہوں۔" علامہ اقبال نے صدیق اکبرؓ کے اس خیال کو یوں بیان کیا ہے۔

ع پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

حضرت اویسؓ قرنی "مشہور صحابی" بعض علماء کے نزدیک تابعی، اپنی ضعیف والدہ کی خدمت کے پیش نظر تمام عمر دربار رسولؐ میں حاضر نہ ہو سکے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ سے محبت کا یہ عالم کہ جب آپ کو خبر ہوئی کہ غزوہ احد میں سرکار دو عالم ﷺ کے دو دانت مبارک شہید ہو گئے ہیں تو آپ نے زنبور لے کر ایک ایک کر کے اپنے تمام دانت نکال دیئے کہ حضور ﷺ کے دو دانت نہیں رہے تو اویس قرنی کو کیا حق حاصل ہے کہ اس کے منہ میں پورے دانت رہیں۔ پہلے دو دانت نکالے پھر اسی شک میں دو دو کر کے باقی بھی نکال دیئے کہ شاید یہ دانت نہ ہوں دوسرے دو دانت ہوں۔ محبوب نے بھی محبؔ کو بھلایا نہیں اور اپنا عمامہ (جبہ کی روایت بھی ہے) اویس قرنی کو پہنچانے کی وصیت کی ساتھ ہی امت محمدیؐ کی بخشش کے لیے دعا کرنے کی بھی درخواست کی۔ عہ واہ کیا شان عاشقوں کی ہے!

حضرت خبیبؓ حضور ﷺ کے مشہور صحابی ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب کفر طاقتور اور دین الٰہی اپنی اشاعت کی ابتدائی منزل پر تھا۔ ان کو کافر پکڑ کے لے گئے اور اتنا مارا کہ سارا جسم لہولہان ہو گیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ یہ اسلام کو نہیں چھوڑیں گے لہٰذا ان کو پھانسی دے دی جائے۔ پھانسی کے

Marfat.com

انتظامات مکمل ہو گئے آپ کو پھندے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا ایسے نازک وقت میں جب موت کے خوف سے انسان حوصلہ چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت خبیبؓ سے کہا گیا "اے خبیبؓ! یوں موت کو سامنے دیکھ کر اب تو تم کہتے ہو گے کاش محمد ﷺ کو پھانسی لگا دیا جائے اور میری جان بچ جائے" محبّ رسول ﷺ کا جواب سنیئے اور سر دھنیے۔ فرمایا "بخدا مجھے تو بھی گوارا نہیں کہ میری جان بچ جائے اور حبیب خدا ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔" یہ کہا پھندہ گلے میں ڈالا اور ہنسی خوشی اپنے آپ کو محبت نبی ﷺ پر قربان کر دیا۔ جبکہ کفار کی طرف سے آخری پیش کش یہ بھی کی گئی تھی کہ چلو تم محمد ﷺ کو گالیاں ہی دے دو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔" آپ نے دشمنوں کی اس پیشکش کو بھی پایہ حقارت سے ٹھکرا دیا اور جان کے بدلے میں بھی اپنے محبوب ہادی ﷺ کے خلاف زبان کو حرکت دینا گوارا نہ کیا اور

غلامی رسولؐ میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ حب مصطفٰےؐ تو زندگی فضول ہے

کو عملی طور پر ثابت کر کے دکھا دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب آپ صحابہ کے روزینے مقرر کرنے لگے تو اپنے صاحبزادے (حضرت عبداللہ بن عمر) کا وظیفہ سالانہ تین ہزار درہم مقرر فرمایا اور اسامہؓ بن زید کا تین ہزار پانچ سو درہم سالانہ مقرر کیا۔ عبداللہ نے اعتراض کیا "اسامہ کو کون سی فضیلت حاصل ہے وہ تو کسی غزوہ میں بھی میری طرح حاضر نہیں رہا۔" حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو جواب دیا:

"اس کا باپ تیرے باپ سے زیادہ اور وہ خود تجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے تھے۔ اسی لیے میں نے اپنے پیارے بیٹے پر نبی ﷺ کے پیارے کو ترجیح دی ہے۔"

Marfat.com

حب نبیؐ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ امامین شہیدین حسنین علیہما السلام اور ان کے ابوین طیبین (حضرت علیؓ وحضرت فاطمہؓ) کی محبت عین محبت النبی ﷺ ہے اہل بیت اطہار کے علاوہ ازواج النبی ﷺ، آپ ﷺ کے دوسرے بزرگ اور پیارے عزیزوں سے محبت بھی ''حب النبی ﷺ'' کا تقاضا ہے۔ ان کے فضائل یاد رکھنا بیان کرنا اور ان کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبویؐ ہے۔ مزید برآں! مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم سے، جن کے اوصاف قرآن مجید واحادیث مبارکہ میں بہ کثرت موجود ہیں محبت رکھنا ان کی اتباع کرنا اور متابعت سنت خلفاء کا اہتمام کرنا بھی عین محبت النبی ہے۔ آں حضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرنا، نمازوں کی سنتوں کا اہتمام کرنا، آپ پر درود شریف پڑھنا بھی نبی علیہ السلام سے محبت کا تقاضا ہے۔ زبان کو فواحش اور برائیوں سے پاک رکھنا، اعمال کو شک اور تساہل سے بچانا، عقائد کو شیطانی آلائشوں سے محفوظ رکھنا، حلال رزق کو مشکوک سے بچانا، آپ ﷺ کے ارشادات کو بلغوا عنی ولو اٰیۃ [1] کے تحت آگے پہنچانا بھی محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ یہ وہ تقاضے ہیں جن سے انحراف کرنے والا محبت النبی ﷺ کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

جب تک تیرے حبیب سے وابستگی نہیں
ہے نام زندگی کا مگر زندگی نہیں

یہاں ایک اور لطیف سا علمی نکتہ بیان کرنا فائدہ مند ہوگا کہ ہم محبت کی بجائے لفظ ''عشق'' سے زیادہ مانوس ہیں۔ اقبالؒ بھی حب النبی ﷺ کی بجائے

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دھر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

کا دعویدار ہے۔ لیکن قرآن وحدیث کے غواص یہ بات بخوبی جانتے ہیں۔

1- ترجمہ: مجھ سے (لے کر) آگے تبلیغ کرو خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

کہ ہر دو کلام پاک (قرآن و حدیث) میں عشق کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ صاحب قاموس کے نزدیک تو ''جنون'' کی بہت سی اقسام میں سے عشق بھی ایک قسم ہے''پس جب عشق کے معنی ''قسمے از جنون'' ہوئے تو ضروری تھا کہ خدا اور اسکے رسول کے کلام میں یہ لفظ استعمال نہ کیا جاتا اور اسے فضائل محمودہ یا محاسن جمیلہ سے شمار نہ کیا جاتا۔ بیشک قرآن کریم اور حدیث شریف میں لفظ محبت بکثرت استعمال ہوا ہے۔ جو اس کا ثبوت ہے کہ محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔

محبت اور عشق میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ محبت روح کے میلان صحیحہ کا نام ہے اور عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالات علیہ کی وجہ سے محبت کیے جانے کے شایان شان ہو۔ معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو۔ محبوب محبوب ہی ہے خواہ اس کا کوئی محبّ نہ بھی ہو۔ مگر معشوق کے لیے عاشق کا ہونا ضروری ہے۔ مشہور مثل ''لیلیٰ را بہ چشم مجنون باید دید''(1) میں اسی حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں۔ محبوب جتنا زیادہ ارفع و اعلیٰ ہوگا محبت کا درجہ بھی اسی قدر ارفع و دائمی ہوگا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (2) میں یہی حقیقت بیان ہوئی ہے۔ محبّ محبوب کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ المرء مع من احب (ہر شخص کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے) میں یہی بات کہی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے محبّ صادق ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم من احب شیأً اکثر ذکرہ (جس کو جو کوئی چیز پیاری ہوتی ہے وہ اکثر اس کا ذکر کیا کرتا ہے) کے مطابق اپنے محبوب ہادی و رہبر ﷺ کا وہ ذکر کثرت سے کریں جسے قرآن نے وَرَفَعْنَا لَكَ

1- ترجمہ: لیلیٰ کو مجنوں کے دیکھنے والی آنکھ درکار ہوتی ہے۔

2- اور جو ایمان والے اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ذِکْرَکَ (سورۃ انشراح۔۴) کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔غرضیکہ وفاداری بشرط استواری اور حب محبوبیت بشرط محبت بقول اقبالؒ ؂

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یہ ہے محبت کا اجر و ثواب، جس کا اعلان الفاظ اقبالؒ میں اللہ رب العزت محبّ حقیقی نے اپنے محبوب حقیقی محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والوں کے لیے کیا ہے۔ واللہ اعلم

مولانا ظفر علی خان حب النبی ﷺ کا بیان ان الفاظ میں کر رہے ہیں۔

نماز اچھی ، حج اچھا، روزہ اچھا ، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ان سب معروضات کے بعد آیئے اب اس شاعرانہ دعوت پر کان دھریں۔

آؤ مل کے سب بنیں شاہ مدینہؐ کے محبّ
کہ بعد اس کے یہ موقع کبھی ملے نہ ملے

صلی اللہ تعالیٰ علی رسول خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین

Marfat.com

خط تشبیہ
(بصورت پھول بخط گوہر قلم)

ولقد جاءكم موسى بالبينت ثم اتخذتم العجل من
بعده وانتم ظلمون ۝ واذ اخذنا ميثاقكم ورفعنا
فوقكم الطور خذوا ما

Marfat.com

حقوق النبی ﷺ علی الامہ ☆

نبی و رسول مخلوق میں سب سے برگزیدہ ترین مخلوق اور محترم ترین ہستی ہوتی ہے۔ نبی ورسول کا احترام و اکرام عام لوگوں، امتیوں اور دورو نزدیک کے انسانوں پر فرض ہے۔ نبی و رسول کا اکرام سعادت مندی اور فوزوفلاح کی ضمانت ہے اور نبی و رسول کے حکم سے سرتابی، ان کی عزت و وقار میں کمی کے امور کا ارتکاب بدبختی اور شقاوت پہ منتج ہوتا ہے اجر جس کا صرف اور صرف اللہ اور اس کی رسول کی ناراضگی اور غضب وتعذیب ہے۔

بقول شیخ سعدی شیرازیؒ

خلاف پیمبرؐ کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ رہ صفا — تو آں رفت جز در پے مصطفےٰ

(ترجمہ: جو شخص پیغمبر علیہ الصلوت والسلام کے سوا راہ اختیار کرے گا وہ ہرگز منزل مقصود پر نہ پہنچ سکے گا اور پیغمبرؐ کے نقش قدم کے سوا صحیح راستہ تو مل ہی نہیں سکتا)

☆ یہ مقالہ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور میں شائع ہو چکا ہے۔ جو حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری (مرحوم) کا جاری کردہ ہے۔ اور آستانہ عالیہ (دارالعلوم محمدیہ غوثیہ) بھیرہ شریف ضلع سرگودھا کا ترجمان ہے۔

Marfat.com

کل انبیاء و رسل بلا امتیاز اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ ان میں نہ کوئی تنقیص ہے نہ عیب، نہ ان سے کوئی خطا ہے نہ گناہ، نہ ان میں کوئی چھوٹا ہے نہ بڑا، نبی نبی ہے۔ اور بس۔ قرآن کریم میں اگر ان مقدس ہستیوں کے بارے میں کوئی ایسی گفتگو ہے تو وہ ہماری رہنمائی و عبرت کے لیے ہے۔ انبیاء کرام و رسولان عظام ہر حالت میں مرتبہ بزرگی پر فائز ہیں اور ان کا اعزاز و اکرام ہر حالت میں ہم پہ واجب و فرض ہے اور ان کے حقوق پورے کرنے لازمی و لابد ہیں۔ جن سے اعراض نہیں کیا جا سکتا۔

موجودہ مقالہ میں بالعموم ''حقوق النبی علی الامہ'' کا تذکرہ ہے اور بالخصوص ''حقوق محمد رسول اللہ علی المسلمین والمؤمنین'' کا ذکر ہے۔ چونکہ قرآن مجید میں دوسرے انبیاء کا ذکر خیر امت محمدیہ علیہ السلام کی ہدایت ،موعظت اور رہنمائی کے لیے کیا گیا ہے۔ لازم ہے کہ انبیائے ماسبق کے قرآن و حدیث میں ان کی امتوں کے حوالے سے جو حقوق ذکر کیے گئے ہیں ترجیحاً وہی حقوق حضور سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے حوالے سے امت محمدی ﷺ پر بھی ہوں۔ ویسے بھی جہاں حضور اکرم ﷺ کو کل مرسلین ماسبق کے اوصاف و خصائص کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے۔[1] وہاں ان انبیاء کے انفرادی حقوق بھی آپؐ کے حوالے سے مجموعی طور پر مسلمانوں پر لازم ہیں۔ ان حقوق کا پورا کرنا اعتقادی اور عملی دونوں جہتوں سے بحیثیت امتی ہم پر فرض ہے جن کی یقیناً مسئولیت بھی ہوگی۔ اور عذاب و عقاب اور جزا و ثواب بھی۔

رسالت مآب ﷺ کے اپنی امت پر دو طرح کے حقوق واجب ہیں ایک تو نبی اور شارع کی حیثیت سے حقوق اور دوسرے دنیاوی زندگی میں

1- حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (سعدی شیرازی)

Marfat.com

رہنما، ہادی، رہبر اور سید و آقا کی حیثیت سے حقوق۔

یہ دونوں قسم کے حقوق قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور ان کی با حسن ادائیگی امت پر فرض اور لازمی ہے حقوق کی دونوں قسموں میں سے کسی ایک قسم کے کسی بھی حق کی ادائیگی اور دوسرے سے چشم پوشی چھٹکارے کی علامت نہیں بلکہ یہ روگردانی ہے۔ جو خسارے کا باعث ہے۔ آیئے ذیل میں مذکور دونوں قسم کے حقوق پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ نبی و رسول کی حیثیت میں رسول آخریں ﷺ کے حقوق کا ذکر قرآن فرقان میں اسطرح کیا گیا ہے۔

- وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ (سورۃ الحشر ۔۷)

(ترجمہ: اور جو کچھ (امر و نہی) تمہیں رسول ﷺ دے پس اسے لے لو اور جس سے تم کو (رسول ﷺ) منع کریں پس اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو۔)

دوسری قسم کے حقوق کی ادائیگی کا حکم قرآن کریم و فرقان عظیم نے ان الفاظ میں دیا ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ (سورۃ الاحزاب ۔۲۱)

(ترجمہ: بیشک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے یہ نمونہ اس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے۔)

یہاں متشکلکین کی طرف سے ایک سوال وارد ہوتا ہے جو بظاہر بڑا اہم، بڑا ضروری اور گہرے غور و تدبر کا متقاضی ہے لیکن کلام اللہ کے مطالعہ سے ہی متشکلکین کے اعتراض کا رد ہو جاتا ہے اور سوال کا سطحی اور غیر اہم ہونا

Marfat.com

بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ حضرات پوچھتے ہیں کہ نبی و رسول اللہ کا فرستادہ ہے نبی و رسول اللہ کا خاص الخاص نمائندہ ہے نبی و رسول اللہ کا عظیم بندہ و نائب ہے۔ مگر کیا یہ ضروری ہے کہ محولہ بالا دو آیات قرآنی سے ہم صرف رسول ﷺ کی اتباع کریں جبکہ ہمیں کتاب الٰہی کافی ہے۔[1] وہ کتاب الٰہی جس کی پیروی کا محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی حکم دیا گیا ہے۔ تو کیوں نہ ہم اسکی پیروی کریں جسکی پیروی خود رسول خود بھی کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس اشکال کو یہ کہہ کر سہل کر دیا کہ

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ۝ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی (سورۃ النجم۔ ۳۔۴)

(ترجمہ: اور وہ (یعنی رسول ﷺ) اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتا مگر جو کچھ (بھی) کہتا ہے وحی (الٰہی) کے تحت کہتا ہے۔)

اس آیہ مبارکہ کے حوالہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا امر و نہی ان کا ذاتی فعل نہیں بلکہ آپ کا امر بھی وحی الٰہی کے تابع ہے اور نہی بھی۔ لہٰذا آپ کی طرف سے ہر قسم کا امر و نہی دراصل احکامات الٰہی کی تعمیل و اشاعت ہے۔ قرآن مجید نے نبی کریم ﷺ کی اس حیثیت کی وضاحت میں یہ بھی فرما دیا ہے۔

1- وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ (سورۃ النساء۔ ۶۴)

(ترجمہ: اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر یہ کہ اللہ کی اجازت سے اسکی اطاعت کی جائے۔)

2- مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء۔ ۸۰)

(ترجمہ: جس نے حکم مانا رسول ﷺ کا (درحقیقت) اس نے حکم مانا اللہ کا۔)

پہلی آیہ مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ اللہ پاک کی اجازت سے حضور

1- یہ سوال بالعموم اہل قرآن کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے۔

Marfat.com

ﷺ کی اطاعت و اتباع فرض اور دوسری آیہ مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی اطاعت میں ہی اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ نے اپنا حکم پہلے ہی نافذ فرما دیا ہے۔ کہ ''رسول ﷺ کا دینا لے لو اور اس کا منع کرنا، منع ہو جاؤ''۔ اللہ کے حکم سے حضور کی امر و نہی کی تعمیل ہمارے لیے اللہ کی اطاعت، اطاعت و پیروی کا ثبوت ہے اور رسول کی زندگی کو نمونہ عمل بنانا بھی خدا کے حکم سے ثابت ہے۔ اس طرح معترضین کا سوال بے حیثیت ہو گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور سرور عالم ﷺ تک جتنے بھی انبیاء و رسل مبعوث ہوئے وہ مکمل طور پر بشری حالت میں تھے اور کفار کو ان کی بشریت پر اعتراض بھی تھا۔[1] لہٰذا جب بھی اور جہاں کہیں بھی ''انسانی حقوق'' کا تذکرہ کیا جائیگا تو انبیا کا ذکر سب سے مقدم ہوگا کہ انبیاء بیشک اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و پسندیدہ نفوس تھے۔ اور ان کا اس دنیائے آب و گل میں آنا انسانی قالب میں تھا۔ لیکن ان مقدس ہستیوں کی بشریت اور عام لوگوں کی بشریت میں کوئی نسبت، کوئی تشابہ اور کوئی تمثیل ممکن نہیں۔ پھر بھی اصطلاحی لفظوں میں ان مکرم ہستیوں کو بشر ہی کہا جائیگا۔ ورنہ در حقیقت معاملہ تو یہ ہے کہ

اللہ ہی جانے کون بشر ہے[2]

اس گفتگو کی روشنی میں اب یہ حتمی بات کہنا ممکن ہے کہ بحیثیت

1- سورۃ مومنون ۳۴-۳۳، سورۃ انبیاء-۷، سورۃ یوسف-۱۰۹، سورۃ الفرقان-۷

2- ایک گروہ مسلمین کے نزدیک حضور اکرم ﷺ ''نور'' ہیں۔ یعنی نور الٰہی کی جھلک ہیں۔ اللہ کے ابدی نور کا پرتو ہیں۔ اس مسلک کے پاس یہ قرآنی دلیل ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ المائدہ-۱۵) ترجمہ: بے شک تمہاری طرف آ گیا ایک نور اور واضح کتاب۔ متعدد قدیم و جدید قرآنی تفسیروں میں ''نور'' سے مراد محمد رسول اللہ ہیں۔ اور بے شمار مسلمان علماء نے بھی مفسرین کے اس معنی و مفہوم کی تائید کی ہے۔ کیونکہ مسئلہ نور و بشر یہاں پر متنازعہ ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ دے دیا گیا ہے۔ ''اللہ ہی جانے کون بشر ہے''

Marfat.com

انسان انبیاء کے اپنی امتوں پر خصوصی حقوق ہیں۔ اور انبیاء کرام کے حقوق میں سے ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے حقوق تمام مقدسین کے حقوق سے مقدم ہیں اسلیے کہ حفظ مراتب کے اعتبار سے انبیاء کا مقام انسانوں میں سب سے بلند اور وجہ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ گروہ انبیاء و مرسلین میں سب سے بلندتر اور ''بعد از خدا'' ہے۔ اگرچہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے آپ کو دوسرے مبعوثین پر فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے۔ (حدیث آگے آرہی ہے) مگر قرآن و حدیث کے واضح دلائل سے آپ کا سید المرسلین اور امام الانبیاء ہونا ثابت ہے۔ بہر حال! آیئے دیکھیں کہ نبی کریم ﷺ کے کیا کیا حقوق مسلمانوں پر ثابت ہیں اور غور کریں کہ ہم کہاں تک ان حقوق کی ادائیگی کرکے اپنے مخلص امتی اور محبؔ ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی فرمانبرداری

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران ۔ ۳۱)

(ترجمہ: اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ (لوگو) اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخشش دے گا۔)

سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے (بروایت حضرت انسؓ):

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں'' (مشکوۃ بحوالہ بخاری)

Marfat.com

پھر فرمایا کہ:

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک خود اس کے نفس سے بھی زیادہ اس کو میں محبوب نہ ہو جاؤں۔"(1)

حضور ﷺ کا یہ حق ثابت ہوا کہ آپ کے لیے افرادامت کے دلوں میں محبت کی کمی بیشی ایمان کی کمی بیشی کو مستلزم ہے۔ لہذا ہر موقع و مقام پر آپؐ سے انتہائی محبت وعقیدت اور آپ کے حکم پر اپنے مفادات وخواہشات وغیرہ کی قربانی ہمارے اعتقاد وعمل کا خاصہ ہونا چاہیے۔

اطاعت وتسلیمات:

ارشاد خداوندی فی القرآن یوں ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ (آل عمران۔۳۲)

ترجمہ: (اے رسول آپ یہ) فرما دیں کہ اللہ اور (اس کے) رسول کی اطاعت کیا کرو پھر اگر وہ لوگ (تم سے) اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ "جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے خدا کی نافرمانی کی (بخاری باب اطاعت الامیر)

حکم الٰہی کی اطاعت:

پروردگار عالم کا فرمان ہے:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد۔۳۳)

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور (اے مسلمانو

1- مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب فصل پینتیسویں ص ۲۷۸

Marfat.com

اپنے اعمال کو (نافرمانی کرکے) باطل (یعنی ضائع) نہ کرو۔

پروردگار عالم کا ایک اور جگہ فرمان ذی شان ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء۔۵۹)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی اور تم میں سے جو (تمہارا) صاحب امر (یعنی حاکم صالح) ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ہیں کتاب اللہ اور میری سنت'' (بخاری) بعض جگہوں پہ کتاب اللہ اور میری سنت کی بجائے کتاب اللہ اور میری عترت (عترتی) کے الفاظ آئے ہیں۔ (1)

بیعت:

ارشاد ربانی ہے ''بے شک وہ لوگ جو (صلح حدیبیہ کے وقت) آپؐ سے بیعت کر رہے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں'' (الفتح۔۱۰)

پھر ارشاد ربانی ہے ''بے شک اللہ ان مسلمانوں سے خوش ہو گیا جبکہ یہ لوگ آپؐ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔'' (الفتح۔۱۹)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں متعدد مرتبہ بیعت لی مثلاً بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ، بیعت مقام حدیبیہ اور بیعت فتح مکہ وغیرہ۔

عدم مخالفت:

قرآن مجید میں ارشاد ہے ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سخت ذلیل لوگوں میں سے ہیں'' (المجادلہ۔۵)

1- دیکھئے مشکوۃ المصابیح بحوالہ صحیح مسلم وترمذی

Marfat.com

پھر ارشاد ہوا ''اور جو کوئی مخالفت کرے رسول ﷺ کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور (وہ) چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم چلائینگے اسکو اسی راہ پر جو اس نے اختیار کی (یعنی مخالفت کی راہ) اور ڈالیں گے اسکو دوزخ میں'' (النسا۔۱۱۵)

پھر فرمایا گیا'' اور جس نے اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے سے روگردانی کی پس وہ بے راہ ہو کر کھلی گمراہی میں جا گرا۔ (الاحزاب۔۳۶)

آداب:

فرمان قرآن ہے:

1- ''اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کیا کرو جیسے کہ تم آپس میں کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔''

(الحجرات۔۲)

2- ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے پیش قدمی نہ کرو (یعنی آگے نہ چلو نہ حدود احکام سے آگے نکلو) اور اللہ سے ڈرو۔''

(الحجرات۔۱)

3- ''اے نبی ﷺ جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں (اور) اگر وہ تمہارے (حجروں سے) باہر آنے تک (خاموش رہ کر) صبر کرتے تو انہی کے لیے بہتر تھا۔'' (الحجرات۔۴)

4- ''مومن تو اصل میں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دل سے مانیں اور جب کسی (اجتماعی) کام کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں تو اس سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں اور جو لوگ تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے ہیں۔'' (النور۔۶۲)

Marfat.com

5- ''اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو ہاں! اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھا لو تو اٹھ جایا کرو باتیں کرنے میں نہ لگے رہا کرو تمہاری یہ حرکتیں نبی ﷺ کو تکلیف دیتی ہیں۔ مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے۔'' (الاحزاب۔۵۳)

6- ''اے ایمان والو! اپنے درمیان تم رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سا بلانا نہ سمجھ بیٹھنا'' (النور۔۶۳)

7- ''اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ ﷺ سے تخلیہ میں بات کرو تو بات کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دو۔'' (المجادلہ۔۱۲)

8- ''اے اہل ایمان! نبی کو متوجہ کرنے کے لیے ''راعنا'' نہ کہا کرو بلکہ ''انظرنا'' کہا کرو اور توجہ سے بات کو سنا کرو۔ (البقرہ۔۱۰۴)

9- ''اے اہل ایمان! اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور حکم سننے کے بعد اس (کی تعمیل) سے سرتابی نہ کرو۔'' (انفال۔۲۰)

اتباع سنت:

فرمان خداوندی ہے:

1- ''اے نبی ﷺ آپ لوگوں سے فرما دیں کہ تم اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (سنت کی) پیروی کرو'' (آل عمران۔۳۱)

2- پھر فرمایا ''اے مسلمانو! تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی (اعتقادی و عملی) زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔'' (الاحزاب۔۲۱)

3- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری سنت پر جمے رہو اور میرے خلفاء راشدین ہدایت یافتگان کی سنت پر بھی (جمے رہو)'' (بخاری)

4- حجتہ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں تمہارے لیے وہ

Marfat.com

چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جسے تم نے اگر مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (وہ چیز ہے) اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کا طریقہ (کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ)[1]

5- رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے ''جس نے میری سنت سے محبت کی تو بلاشبہ اس نے مجھ سے محبت کی'' (مسلم)

احترام ازواج مطہراتؓ

پروردگار عالمین کا ارشاد بامراد ہے:

1- ''نبی ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور اس (نبی) کی بیویاں (ان) مومنین کی مائیں ہیں'' (الاحزاب)

2- ارشاد خداوندی ہے'' اے صاحبان ایمان ! پیغمبر ﷺ کے گھر (بلا اجازت) نہ جایا کرو مگر (ہاں) جب تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے۔ (الاحزاب۔۵۳)

3- واقعہ ''افک'' کے ضمن میں زوجہ مطہرہ رسول اللہ ﷺ (حضرت عائشہ صدیقہؓ) پر تہمت لگانے والوں کے بارے میں فرمایا کہ لہ عذاب الیم (اس کے لئے دردناک عذاب ہے)

4- نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے فرمایا کہ'' اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو'' (الاحزاب۔۳۲)

اللہ پاک نے اسی بات کی وضاحت وصراحت میں فرمایا کہ'' اے نبی کی بیویو! جو کوئی کرلائے تم میں سے کام کسی صریح بے حیائی کا تو اس کے لیے (عام عورتوں سے) دوگنا عذاب ہے اور اللہ کے لیے (تمہیں یہ عذاب دینا) آسان (سی) بات ہے'' (الاحزاب۔۳۰)

1- بحوالہ ترغیب وترہیب

Marfat.com

نبی کو ایذا دہی سے بچایا جائے:

رب کریم نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے:

1- وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو کسی طرح کی تکلیف دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں خدا کی لعنت ہے" (الاحزاب۔ ع ۷)

2- اے مسلمانو! ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے الزام تراشی کر کے حضرت) موسیٰؑ کو ایذا دی تھی۔" (الاحزاب ع ۹)

3- اور اے مسلمانو! تم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو (کسی طرح سے بھی) تکلیف دو اور نہ ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی بھی نکاح کرو بیشک تمہاری یہ حرکت (اگر تم کرو گے) اللہ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے" (الاحزاب۔۵۳)

ممانعت استہزا:

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے!

1- آپ ان منافقین کو فرما دیں کہ اچھا تم استہزا کیے جاؤ" (التوبہ۔ ع ۸)

2- سورۃ البقرہ میں منافقین کے مومنوں سے استہزا کا ذکر آیا ہے اور منافقین کے عمل استہزا کے جواب میں اللہ پاک کا دفاعی کلام آیا ہے۔ (آیات ۱۳ تا ۱۶)

حمایت و نصرت:

رسول اللہ ﷺ کی حمایت و نصرت اسلام کی حمایت و نصرت ہے اور اسلام کی حمایت و نصرت پیغام الٰہی کی نصرت و اعانت ہے اور اللہ کے دین کی نصرت و اعانت خدا تعالیٰ کی نصرت و حمایت ہے رسول اللہ ﷺ کی حمایت و نصرت کے باب میں قرآن کریم کا ارشاد بامراد ہے کہ:

1- مدینہ والوں اور اعراب (گرد و پیش کے دیہاتیوں) کو یہ زیبا نہ تھا کہ

Marfat.com

وہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں۔ (التوبہ۔ ع ۱۵)

2- (اے نبی ﷺ آپ) کہہ دیجئے کہ اے مسلمانو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا قبیلہ و کنبہ اور (وہ) مال جو تم نے کمائے ہیں اور (وہ) تجارت جس کا مندا ہونے سے تم ڈرتے ہو اور (وہ) گھر جو تم پسند رکھتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور اس (اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ) کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (التوبہ۔ ع ۳)

درود وسلام:

قرآن کریم میں پروردگار عالم کا ارشاد ہے ''اللہ اور اس فرشتے نبی ﷺ پر درود و سلام (صلوٰۃ و سلام) بھیجتے ہیں تو اے مسلمانو! تم بھی پیغمبر ﷺ پر درود و سلام بھیجتے رہو۔ (الاحزاب ع ۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بروایت حضرت انسؓ) ''جب کوئی مومن مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں فرماتا ہے۔ اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے۔'' (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب بحوالہ نسائی)

ارشاد رسالت ﷺ ہے (بروایت ابن مسعودؓ) ''قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ (شخص) ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو۔'' (ترمذی)

رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے (بروایت ابو ہریرہؓ) ''وہ شخص ذلیل وخوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے'' (ترمذی)

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے (بروایت ابوطلحہؓ) ''کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ ''آپؐ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپؐ پر جو شخص درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو شخص (آپؐ پر) سلام بھیجے گا (میں) اس پر دس سلام بھیجوں گا۔'' (نسائی و دارمی)

روضہ مبارک کی زیارت:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔'' (دار قطنی و بیہقی)

آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ''جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی'' (دار قطنی وطبرانی)

آپ ﷺ کا ہی ارشاد ہے ''جس نے مکہ میں حج کیا پھر میری مسجد میں میری زیارت کی اس کے لیے دو مقبول حج لکھے گئے (مسند الفردوس)

آپ ﷺ کی طرف سے تہدید وارد ہوئی ہے کہ ''جو خانہ کعبہ کا حج کرے اور میری قبر کی زیارت نہ کرے وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے۔'' (ترمذی)

افراط وتفریط کی ممانعت:

اس سلسلے میں سرکار مدینہ ﷺ کے چند ارشادات نورانی یہ ہیں فرمایا:

1- ''مجھے دوسرے نبیوں پر فضیلت نہ دو اگرچہ میں قیامت کے دن تمام بنی آدمؑ کا سردار ہوں گا اور میں ہی پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں ہی لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہوگی۔'' (مسلم)

2- پھر فرمایا ''ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ بنا لو'' (ترمذی)

3- ''مجھ کو اتنا مت بڑھا دو جیسا کہ نصاریٰ نے (حضرت) عیسیٰؑ ابن مریم

Marfat.com

(علیہ السلام) کو بڑھا دیا (کہ خواص الوہیت کو ان کے لیے ثابت کرنے لگے) میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ (مجھ میں الوہیت کی کوئی بات نہیں) سوتم (مجھ کو) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو" (بخاری و مسلم بروایت حضرت عمرؓ بن خطاب)

نسبت جھوٹ کی ممانعت:

اس سلسلے میں سرکار ختمی مرتبت ﷺ کا ایک تہدیدی ارشاد کافی وشافی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگائے تو اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں[1] بنالینا چاہیئے۔" (ترمذی)

عدم تفرقہ:

• یہودی اکثر انبیا میں تفریق کیا کرتے تھے بعض کو مانتے بعض کا انکار کرتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کو ان کی حقیقی تقدیس نہ دیتے۔ قرآن پاک نے ان کی اس روش کی مذمت کی اور فرمایا:

"جولوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعض کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں ایک راہ ایسے لوگ پکے کافر ہیں اور ہم نے (ان) کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء۔۱۵۰)

عدم تفرقہ اور عدم تفاضل کی روش اختیار کرنے والوں کی قرآن مجید میں اس طرح تحسین کی گئی ہے کہ

"اور جولوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور

1- ایک اور روایت میں دوزخ کی بجائے النار (آگ) کے الفاظ آئے ہیں۔

Marfat.com

ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا تو ایسے
ہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر عطا فرمائے گا۔"
(سورۃ النسا۔ ع ۲۱)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ (اے مسلمانو!) "تم مجھ کو موسیٰ ؑ پر ایسی فضیلت مت دو" (جس میں ان کی بے ادبی کا شائبہ ہو) (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم)

تمام انبیا پر یکساں ایمان:

قرآن کریم کے ارشادات کریمانہ ملاحظہ ہوں جن میں فرمایا گیا ہے۔

1- "اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو پہلے نازل ہو چکی ہیں اعتقاد رکھو اور جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز قیامت کا انکار کرے تو وہ شخص بہت بڑی گمراہی میں جا پڑا۔" (النساء۔ ع ۲)

2- "بے شک جو ...... چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں، بعض کو نہیں ...... پس یہ لوگ پکے کافر ہیں۔" (الاحزاب۔ ع ۲)

3- "ہم نے ایسے کافروں (جو بعض انبیاء پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں) کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (النساء۔ ۱۵۰)

4- "کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس تعلیم پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور اس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اتاری گئی۔ اور جو موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ اور دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مطیع فرمان ہیں۔ (البقرہ ۱۳۶۔ ۱۳۷)

Marfat.com

اقتدا کا حق:

قرآن کریم کا ارشاد ہے: یہ حضرات انبیاء ایسے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلیے (انعام۔۱۰)

پھر ارشاد ہوا:

"بیشک رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں (اے مسلمانو!) تمہارے لیے عمدہ نمونہ (برائے رہنمائی) موجود ہے"
(الاحزاب۔۲۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ "حضور (کَانَ خُلُقُہُ القُرآنُ) قرآن کریم کی عملی تصویر تھے" لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کی پیروی قرآن کی پیروی ہے۔

متنازعہ امور میں فیصلہ کا حق:

قرآن کریم نے اس سلسلے میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ

1- "پھر اگر کسی چیز میں (تم آپس میں) جھگڑ پڑو تو رجوع کرو اللہ کی طرف اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔" (النساء۔۵۹)

2- "سو تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ہی اپنے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑوں میں منصف مانیں اور پھر وہ آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور (آپ کے فیصلے کو) خوشی سے قبول کریں۔" (النساء۔۶۵)

3- "اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کا یہ کام نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ان کے کسی کام میں) فیصلہ کر دے پھر وہ اس امر میں کچھ اختیار نہیں رکھتے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی سو

Marfat.com

وہ بھٹک کر کھلی گمراہی میں جا پڑا۔'' (الاحزاب۔۳۶)

اللہ کے ہاں صرف رسول ﷺ کو شفیع بنانا چاہیے:

یہ ایک متنازعہ مسئلہ ہے کچھ حضرات کا خیال ہے کہ اللہ کے ہاں کوئی شفاعت نہیں ہوسکتی۔ کچھ کا خیال ہے کہ اجازت کے ساتھ ہوسکتی ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ شفاعت کی اجازت تو ہو چکی ہے۔ لہٰذا قیامت کو شفاعت ہوگی اور ضرور ہوگی۔ اللہ کے نیک بندے گڑگڑا کر اور تضرع وزاری کے ساتھ اللہ کے رحم اور مغفرت کو پکاریں گے اور منصف حقیقی شفاعت کو قبول بھی فرمائیں گے آخر کار رب کریم کا جمال جلال پر اور رحمت غضب پر غالب آئیگی۔ آیئے قرآن کا فیصلہ سنیں۔

1- ''ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس (اللہ) کے پاس مگر اس کی اجازت سے'' (البقرہ۔۲۵۵۔آیۃ الکرسی)

2- ''اس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی الا یہ کہ کسی کو رحمان اسکی اجازت دے اور اسکی بات سننا پسند کرے۔'' (سورۃ طٰہٰ۔۱۰۸)

3- ''اور اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنا برا کیا تھا تیرے پاس آجاتے (جاؤک) پھر اللہ سے معافی کے طلبگار ہوتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کو بخشواتا (یعنی ان کے لیے معافی مانگتا) تو وہ البتہ اللہ کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے۔'' (النساء۔۶۴)(1) (2)

4- ''رسول اللہ ﷺ کی شفاعت منافقین کے باب میں مقبول نہیں۔ سورۃ توبہ۔۸۰ اور سورۃ منافقون۔۶ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے۔

1- علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں ''کہ اب ضرور تھا کہ یہ لوگ رسول ﷺ کے ارشاد کو پہلے ہی دل و جان سے تسلیم کرتے اور اگر گناہ اور برا کرنے کے بعد بھی متنبہ ہو جاتے اور اللہ سے معافی چاہتے اور رسول ﷺ بھی ان کی معافی کی دعا کرتا تو پھر حق تعالیٰ اُن کی بھی توبہ قبول فرمالیتا۔'' (تفسیر عثمانی سپارہ پنجم سورۃ النساء آیہ ۶۴ ف ۴) (نمبر 2 آگے)

Marfat.com

5- ظالموں کے لیے نہ کسی کی شفاعت ہے اور نہ کسی کی شفاعت قابل قبول ہے قرآن کا اعلان ہے ''ظالموں کا (قیامت کے روز) نہ کوئی مشفق دوست ہوگا اور نہ کوئی شفیع جس کی بات (شفاعت) مانی جائے۔ (سورۃ المومن۔ ۱۸)

6- احادیث میں حضور نے روز قیامت کو انبیا کے اور اپنے شفاعت کرنے کا متعدد بار ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر احسان نہ جتانا چاہیے:

خدا تعالیٰ نے اپنے آخری کلام مجید میں یہ بات صاف بالصراحت بیان کر دی ہے کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی کوشش و تبلیغ سے اسلام قبول کرلے اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو انکار وجود پر اڑا رہے اس کا اپنا ہی نقصان ہے اسلام قبول کرنے والے کا نبی ﷺ پر نہ کوئی احسان ہے اور اسلام قبول نہ کرنے والے کے عمل سے نبی ﷺ کا کوئی نقصان بھی نہیں ہے چنانچہ

(باقی پچھلے صفحہ کا) 2- مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ اس قاعدے (کہ اللہ کی اجازت سے سفارش یا شفاعت ممکن ہے) کے تحت نبی ﷺ آخرت میں یقیناً شفاعت فرمائینگے۔ مگر یہ شفاعت اللہ کے اذن سے ہوگی اور ان اہل ایمان کے حق میں ہوگی جو اپنی حدوسع تک نیک عمل کرنے کی کوشش کے باوجود کچھ گناہوں میں آلودہ ہو گئے ہوں جان بوجھ کر خیانتیں اور بدکاریاں کرنے والے اور کبھی خدا سے نہ ڈرنے والے لوگ حضور ﷺ کی شفاعت کے مستحق نہیں ہیں۔ چنانچہ حدیث میں خیانت کاروں کی شفاعت کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ'' قیامت کے روز یہ خائن لوگ اس حالت میں آئینگے گے کہ ان کی گردن پر ان کی خیانت سے حاصل کیا ہوا مال لدا ہوگا۔ اور وہ مجھے پکاریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ اغثنی! مگر میں جواب دوں گا۔ کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا۔'' (مشکواۃ) (دیکھیے سیرت سرور عالم ص ۴۲۴ جلد اول)

Marfat.com

اسی مضمون کو قرآن پاک میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔
"بعض (گنوار) تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ (ہم) مسلمان ہوئے تو (ان سے) کہ دے کہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ (راہ ہدایت دکھانے پر) تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی راہ (دکھا) دی۔" (سورۃ الحجرات۔ ۱۷)

رسول اللہ ﷺ سے ہر حالت میں راضی رہنا چاہیے:

بعض کمزور ایمان اور متعدد منافق ذہن و گستاخ ذہن لوگ حضور ﷺ کے فیصلوں اور تقسیم پر راضی نہ ہوتے تھے اس سلسلے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے:

1- "اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول ﷺ نے ان کو دیا اور (وہ) کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ دے گا ہم کو اپنے فضل سے (اللہ) اور اس کا رسول اللہ ﷺ (اور) ہم کو تو (بس) اللہ کی ہی طرف رغبت ہے" (سورۃ توبہ۔ ۵۹)

2- "قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے آگے تاکہ تم کو راضی کریں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر وہ ایمان رکھتے ہیں۔ (التوبہ۔ ۶۴)

3- "سو تیرے رب کی قسم وہ (لوگ) ہرگز مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ (تجھے) کو اپنے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑوں میں منصف مانیں اور پھر وہ اسکے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں (یعنی راضی ہو جائیں (آپ کے فیصلے سے) اور آپ کو راضی کرلیں اور آپ کے فیصلے کو) خوشی سے قبول کریں۔" (النساء۔ ۶۵)

4- حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جس نے (میرا فیصلہ، حکم اور تقسیم نہ مان کر) مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو

Marfat.com

تکلیف دی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے'' (مشکوٰۃ المصابیح حصہ سوم بحوالہ ترمذی)

حضور ﷺ کے گھر والوں (اہل بیت) کو گناہوں سے پاک سمجھنا:

دور نبوت ﷺ میں منافقین، یہودی، مشرکین اور کمزور ایمان فاسقانہ پروپیگنڈہ کرتے اور حضور کی ازواج مطہراتؓ، صاحبزادیوں، اولاد اور دوسرے عزیزوں کے سلسلے میں ہفوات شیطانی سے آپؐ کا دل دکھاتے۔ قرآن کریم نے حضور ﷺ کے گھر والوں کے بارے میں یہ فیصلہ دیا۔

''بے شک اللہ چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے گندگی (گندی باتیں) دور کر دے اور تمہیں پاک وصاف کر دے'' (الاحزاب۔۳۳)

سورۃ نور (آیات ۱ تا ۱۶) میں ''واقعہ افک'' کے ضمن میں کفار و منافقین کی ہرزہ سرائی کا وحی الٰہی نے مکمل و مسکت جواب دیا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت ظاہر کی اور ''قاذفین'' کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جھوٹے قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے غیر ضروری سوالات نہ کرنے چاہئیں:

یہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و توقیر کا بھی تقاضا ہے اور سائل کے لیے مقام بچت بھی کہ وہ غیر ضروری سوالات سے پرہیز کرے۔ فرمایا گیا:

1- ''اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو (اگر) تم پر ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔ (سورۃ مائدہ۔ ع ۱۳)

2- اے ایمان والو! جب بھی تم رسول اللہ ﷺ سے بات (سوال و جواب) کرو تو بات کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو'' (المجادلہ۔۱۲)

3- ایک شخص نے آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''میرا کیا انجام ہوگا'' آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا'' جہنم''

4- ایک شخص نے آپ ﷺ سے استفسار کیا کہ'' میرا باپ کون ہے؟'' آپ نے جواب دیا کہ'' تو صداقہ کے نطفہ سے ہے یعنی حرامی اسلئے کہ اس کی ماں صداقہ کی بیوی نہ تھی۔ اس سوال و انکشاف پر یہ آیت اتری کہ '' اے مسلمانو! رسول اللہ ﷺ سے ایسی باتیں نہ کرو جس سے تمہارے عیب کھل جاویں (تفسیر احمدی مصنفہ ملا احمد جیون)

5- حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر حج فرض ہے ایک نے پوچھا'' کیا ہر سال فرض ہے'' حضور ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس شخص کی بار بار کی تکرار پر آپ ﷺ نے فرمایا! '' اگر میں اس وقت ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے۔''(1)

6- حضور ﷺ نے کثرت سوال سے منع کرتے ہوئے فرمایا'' تم سوال نہ کیا کرو جب تک میں تمہیں از خود ارشاد نہ فرماؤں پس یہی وجہ ہے کہ تم سے پہلی امتیں کثرت سوال اور اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوئیں سو جب تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تم اسے حتی المقدور پورا کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو رک جاؤ۔ (صحیح مسلم جلد اول)

حضور ﷺ ختمی مرتبت، خاتم النبیین ہیں:

کیونکہ حضور ﷺ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ ہو گیا آپؐ پر دین الٰہی کی تکمیل ہوگئی آپ ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی '' وحی'' منقطع ہوگئی۔ لہٰذا رسالت محمدی ﷺ اور نبوت محمدی ﷺ پر مطلق ایمان کافی نہیں

1- ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ'' اوروں پر ایک بار اور تجھ پر دوبار'' (مسلم) اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ'' اے مسلمانو! (بے کار) سوالات کر کے ایسی قیدیں مت لگواؤ جو تم کو بھاری پڑیں (بحوالہ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ص ۵۹)

Marfat.com

جب تک کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین نہ مانا جائے۔ اور آپ کے بعد کل مدعیان نبوت ورسالت کی تکذیب ورد نہ کیا جائے۔ (2)

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے "حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ (صرف) اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور تمام انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے" (الاحزاب۔۴۰) پھر فرمایا "آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت (دین و ہدایت) پوری کر دی اور میں تمہارے لیے اسلام (کے دین ہونے) پر راضی ہو گیا ہوں۔ (المائدہ۔۳)

رسول اللہ ﷺ نے ایک جامع و تمثیلی حدیث میں فرمایا "میری مثال اور انبیاء ماقبل کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جس طرح ایک عمارت نہایت خوبصورتی سے بنائی گئی ہو مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو لوگ اس محل کے گرد گھومتے ہیں اور اسکی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں۔ اور حیران ہیں کہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔ سو میں وہ اینٹ ہوں جس نے

2- خاتم النبیین ﷺ کا مطلب ہے انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا" اور مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم، ہادی اعظم، نبی آخر، رسول عاقب ﷺ کے بعد قیامت تک کسی بھی قسم کا کوئی (ظلی بروزی، متبعی، مثیلی، عینی، مددگار) نبی نہیں آئے گا۔ جو آئینگے (صرف حضرت عیسیٰؑ) ان کا دعویٰ نبوت اور نبوت کی ذمہ داریاں ساقط ہو چکی ہوں گی۔ یعنی کہ وہ نہ امت بنائیں گے نہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے نہ اسرائیلی وعیسوی دین کی تبلیغ کریں گے اور نہ ہی دین محمدیؐ کے مقابلے میں کوئی دوسرا دین کھڑا کریں گے۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ابدی دین کی اتباع واشاعت کریں گے۔ کیونکہ قیامت تک اسی اکمل دین کو باقی و نافذ رہنا مقدور ہو چکا ہے۔ کیونکہ جب دین مکمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی بھی ہو گیا تو نئے انبیاء کے آنے کا مقصد بھی نہ رہا۔ لہٰذا انبیاء کی ضرورت ختم ہو گئی اور تبعیث انبیاء کا سلسلہ رک گیا۔ جب خاتم النبیین ﷺ" کا اعلان ہو گیا تو "خاتم المرسلین" تو ترجیحاً ہو چکا ہے۔

Marfat.com

اس خالی جگہ کو پر کر دیا سو پورا ہو گیا میری ذات کے ساتھ نبوت کا محل اور اسی طرح ختم ہو گیا میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ'' ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا'' میں نبوت کے محل کی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں''۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

نبی ﷺ کی پکار پر دوڑو:

نبی ﷺ پکارے تو بیٹھے رہنا گناہ، گستاخی اور خسران کا موجب ہے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔

'' اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جایا کرو) خاص طور پر جب رسول ﷺ تم کو اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں حیات بخشنے والی ہو'' (انفال۔ ع ۳)

حضرت ابی بن کعبؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور ﷺ نے آواز دی جلدی نماز کو پورا فرما کر حاضر ہوئے پوچھا کہ تم کو حاضری میں دیر کیوں ہوئی ''عرض کیا'' (یا رسول اللہ ﷺ میں) نماز پڑھ رہا تھا ''فرمایا'' کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی تھی۔ اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ (اللہ اور رسول ﷺ کے پکارنے پر فوراً حاضر ہوا کرو) (بحوالہ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن مصنفہ مفتی احمد یار خاں نعیمی)

رسول کی آمد انسانیت پر احسان عظیم ہے:

کسی مصلح، فلسفی، قائد اور عوامی سربراہ کی طرح نبی لوگوں میں پروان نہیں چڑھتا۔ اور نہ ہی لوگوں کے احوال کا نمائندہ ہوتا ہے۔ بلکہ نبی اللہ کی خصوصی نعمت ہوتا ہے جو ایک دوسری نعمت (ہدایت) کے ساتھ وارد ہوتا ہے لہٰذا نبی کے آنے کو اللہ کا انعام سمجھو اور نبی کی ذات کو احسان۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

Marfat.com

1- لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً
(مومنوں پر اللہ کا فضل (احسان، انعام) ہوا ہے کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔" (آل عمران۔۱۶۴)

2- قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (مائدہ۔۱۵)
(آیا تمہاری طرف (اللہ کی طرف سے ہدایت کا) نور (یعنی نبی ﷺ) اور واضح (تعلیمات پر مشتمل) کتاب (پس ان کی قدر کرو)۔

رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے دوستی رکھنے والا رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا مستحق اور غضب الٰہی کا سزاوار ہے۔ قرآن کریم میں واضح اعلان ہوا کہ:

1- اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والوں کو تم نہ پاؤ گے کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے اگرچہ وہ (مخالفین) ان (اہل ایمان) کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے (ہی کیوں نہ) ہوں۔ (سورۃ مجادلہ۔ع ۳)

2- رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے" دنیا میں جو شخص جس کے ساتھ محبت کرتا ہوگا قیامت کے روز اسی کے ساتھ (اس کا حشر) ہوگا۔"

ظاہر بات ہے رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کا دوست رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کا دشمن رسول ﷺ کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔(1)

1- عربی کہاوت ہے کہ دوست تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) دوست (۲) دوست کا دوست (۳) دشمن کا دشمن۔ اسی طرح دشمن بھی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) دشمن (۲) دوست کا دشمن (۳) دشمن کا دوست

Marfat.com

نبی ﷺ کا خاندان طیب و طاہر:

رسول کریم ﷺ نے اپنے خاندان کے بزرگوں کے فضائل پر گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

1- ''میں محمدؐ ہوں ۔ عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا ۔ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا۔ یعنی انسان بنایا۔ پھر انسانوں میں دو گروہ پیدا کیے عرب اور عجم اور مجھ کو اچھے گروہ یعنی عرب میں بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ میں پیدا کیا یعنی قریش میں۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھے سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں۔ پس میں ذاتی (تخلیقی) اعتبار سے بھی سب سے اچھا (پاکیزہ نسل) ہوں[1] اور خاندان کے لحاظ سے بھی سب سے اچھا (نجیب الطرفین) ہوں۔'' (ترمذی بروایت حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب)

2- ''میرے بزرگوں میں کوئی مرد و عورت بطور سفاح (یعنی بغیر نکاح) کے نہیں ملے (یعنی زانی نہ تھے) اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے (مصفّیٰ و مہذب کر کے) ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جب کبھی دو شعبے ہوئے (جیسے عرب و عجم یا قریش و غیر قریش) تو میں بہترین شعبہ میں رہا۔[2] اسی حوالے سے کسی شاعر نے اپنی عقیدت یوں ظاہر کی ہے۔

1- جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت کا شعر بھی ہے۔

خلقت مبرا من کل عیبٍ
کانک قد خلقت کما تشا

2- بحوالہ ضیائے حرم عید میلاد النبیؐ نمبر۔ ۱۴۱۰ ہجری ص ۸۸

Marfat.com

اکرم بہ نسبا طابت عناصرہ اصلا و فرعاو قد سادت بہ البشرہ

(آپ کا نسب کیسا باکرامت ہے کہ اس کے تمام اجزا
پاکیزہ ہیں۔ اصل سے بھی اور فرع سے بھی اور آپ ﷺ
کے سبب جنس بشر کو شرف حاصل ہوگیا ہے)

رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کی تکریم:

1- حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ " جو اِن (حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ) سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا اور جو اِن سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا" (مشکوٰۃ جلد سوم بحوالہ ترمذی)

2- آپؐ نے فرمایا " اے لوگو! جس نے میرے چچا (حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب) کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی سوائے اس کے نہیں کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے"

3- آپؐ نے پھر فرمایا " اے لوگو ! اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ اپنی نعمتوں سے تمہاری پرورش کرتا ہے مجھ سے محبت کرو اللہ سے محبت کرنے کی وجہ سے اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت (یعنی گھر والوں امہات المومنین، اولاد امجاد، خدام، عزیز، رشتہ دار، متعلقین) سے محبت رکھو۔" (مشکوٰۃ المصابیح جلد سوم)

4- رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا " اے بیٹی! میں جس سے محبت رکھتا ہوں (کیا) تو اس سے محبت نہیں رکھتی" اس نے کہا " کیوں نہیں" تو آپ نے فرمایا " پھر عائشہؓ سے محبت رکھ" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

5- حضرت حسنؓ و حسینؓ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا " اے اللہ

Marfat.com

میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور اس شخص سے (بھی) محبت فرما جو ان سے محبت کرتا ہے۔"
(ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کا اکرام:

اللہ پاک نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کا اکرام فرماتے ہوئے قرآن کریم میں یوں تذکرہ کیا ہے:

1- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح۔۲۹)

ترجمہ: اللہ کے رسول محمد ﷺ اور ان کے ساتھی جو کفار کے حق میں شدید ہیں اور آپس میں رفیق (نرم دل) ہیں (1)

2- اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین پر اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی ﷺ کے مشکل کی گھڑی میں" (التوبہ۔۱۱۷)

انصار: حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا کہ" انصار سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور انصار سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے" (متفق علیہ)

حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ" انصار سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔ مگر منافق، جو ان انصار سے محبت رکھے گا اللہ ان سے محبت کرے گا۔ اور جو ان کو برا سمجھے گا اللہ اس کو برا سمجھے گا" (متفق علیہ)

حضور ﷺ نے پھر فرمایا "جو قریش کی ذلت کی خواہش کا ارادہ کرے تو اللہ

2- علامہ اقبال کا یہ شعر اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

Marfat.com

اسے ذلیل کرے'' (ترمذی)

عرب: آپ ﷺ نے پھر فرمایا'' جو دشمن رکھے گا عرب کو (یعنی آپ ﷺ کے ساتھیوں، عزیزوں، صحابہ کرام اور اہل بیت اور اہل عرب وغیرہ) وہ دشمن رکھے گا مجھ کو'' (ترمذی باب المناقب)

مہاجرین: قرآن کریم میں بھی مہاجرین و انصار کی فضیلت کئی جگہ آئی ہے۔ مثلاً سورۃ انفال ۷۵-۷۴، سورۃ النحل ۴۱، سورۃ الحشر۔ ۹، سورۃ الحدید ۔۱۰، سورۃ التوبہ ۱۰۰

تکریم واعزاز صحابہ رسول ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ رفقائے محمد ﷺ کا ذکر اچھے لفظوں میں کیا ہے۔ اور ان کے عقیدہ وعمل کی تحسین فرمائی ہے۔ مثلاً

1- '' بے شک وہ لوگ (صحابہ کرام) جو آپ ﷺ سے بیعت کر رہے ہیں۔ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) وہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔'' (الفتح۔ ۱۰)

2- بے شک اللہ ان مسلمانوں سے خوش ہو گیا جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔'' (الفتح۔ ۱۹)

3- رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے۔ '' میرے صحابہ کرامؓ کو گالی مت دو'' (متفق علیہ)

4- رسول خدا ﷺ نے فرمایا '' اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا، جو ان سے محبت کرتا ہے میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے .... جو ان کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی قریب ہے کہ اللہ اسکو

Marfat.com

آ پکڑے۔'' (ترمذی)

رسول ہی ولی اور دوست ہے:

قرآن کریم فرقان عظیم میں بغیر کسی لاگ لپٹ کے صاف صاف اعلان کر دیا گیا کہ (سورۃ مائدہ۔ ع ۸)

''بے شک تمہارے دوست نہیں ہیں مگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں''

شاتم رسول ﷺ کو جہنم واصل کرنا مسلمانوں پر فرض ہے:

جو شخص قولاً فعلاً یا اشارۃً حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے آپ ﷺ کو سب و شتم کرے آپ ﷺ پر اتہام و بہتان لگائے۔ آپ ﷺ کا ذکر سوقیانہ و گستاخانہ انداز سے کرے آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرے کسی حوالے سے بھی آپ ﷺ کی تنقیص و تحقیر کرے تو ایسے شخص کو سمجھانا، راہ راست پر لانا اور عمل توبہ پر ابھارنا فرض ہے اگر اس کے باوجود بھی وہ اپنے مذموم عمل اور عادت شنیعہ سے باز نہ آئے تو اسے تہ تیغ کرنا ضروری و لازم ہے [1] قرآن کریم میں اس سلسلے میں یہ ارشادات ربانی ذکر ہوئے ہیں۔

1- ''کیا ان (منافقین و گستاخان) کو خبر نہیں کہ اللہ اور (اسکے) رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہ اسکے لیے بڑی رسوائی ہے'' (التوبہ ع ۸)

1- مگر یہ قتل شاتمِ رسول ؐ یا تو مسلمان عدالت کے حکم کے تحت کیا جائے گا اور یا پھر عدالت نہ کرے تو مسلمانوں کے ''اولی الالباب'' اس کا فیصلہ کریں گے ہر شخص اس کا فیصلہ نہیں کرسکتا۔

Marfat.com

2- ''جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی کل حدود سے بڑھ جائے تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔''
(النساء۔۱۴)

حضور رسالت مآب ﷺ کے دور میں ایک نابینا صحابی کی ام ولد شان رسالت ﷺ میں بے ہودہ حکایات کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی تھی کہ نابینا نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔ جس پر سرکار رسالت ﷺ نے فیصلہ فرمایا۔ ''سب گواہ رہو کہ اس کا خون رائیگاں ہے'' (سنن ابی داؤد کتاب الحدود)

حضور ختمی مرتبت ﷺ ہی کے عہد میں ایک شاتم رسول ﷺ یہودی لڑکی کو لوگوں نے قتل کر دیا۔ تو اس کے وارث اس کا خون بہا لینے حضور ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ'' سب لوگ گواہ ہو جاؤ کہ ایسی گستاخ رسول ﷺ کا خون رائیگاں ہے۔ جو حد کے طور پر واجب القتل ہے اس لیے اس پر کوئی قصاص اور دیت نہیں۔'' (سنن ابی داؤد جلد سوم ص ۳۸۲)

حضور ﷺ کا ذکر خیر بلند کرنا:

جہاں بھی خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے حضور رسالت مآب ﷺ کا ذکر بھی لازمی ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے اپنے نبی ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ جوڑ دیا ہوا ہے۔ مثلاً کلمہ طیبہ میں دیکھئے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ**، اللہ کا ذکر (اثبات توحید) نامکمل ہے جب تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر (توثیق رسالت) نہ ہو۔ صرف اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والا ''موحد'' تو کہلا سکتا ہے مسلم نہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ بلند کیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ نے خود اپنا عمل یہ بیان کیا ہے کہ **وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ**[1] (اور ہم نے تمہارے

1- الانشراح۔۴

Marfat.com

لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے) لہٰذا اب یہ ضروری ہے کہ ہم بھی سنت الٰہی کی پیروی کرتے ہوئے ذکر رسول ﷺ کو بلند کریں۔ مثلاً حدیث و سنت کی اشاعت کر کے، نعت خوانی کر کے، محافل و مجالس میں آپ ﷺ کا ذکر خیر کر کے، زبان درازوں کی ہفوات کا رد کر کے، آپ ﷺ کی اولاد امجاد اور حضرات صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو مسکت دلائل و جوابات دے کر، قرآنی تعلیمات کو عام کر کے، مستشرقین کی ہرزہ سرائیوں کا محاکمہ کر کے وغیرہ وغیرہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف حمیدہ و خصائص جلیلہ کا ذکر اور آپ ﷺ کے دشمنوں کے (حقیقی) معائب وہجو بیان کرنا بھی قرآن سے ثابت ہے۔ یہ بھی آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین صلوٰت اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ'' آپ کا رب پوچھتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے کس طرح آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا''۔ میں نے جواب دیا'' اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے'' (حضرت جبرئیلؑ کا جواب کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ'' آپ کے رفع ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ ﷺ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا۔'' (بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم، ص ۶۰۰)

علامہ محمود آلوسی اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ''رفعت ذکر محمدی ﷺ'' پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ'' اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہوسکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب ﷺ کا نام ملا دیا حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا۔ اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز الفاظ سے مخاطب فرمایا جیسے یاایھا المدثر، یاایھا المزمل پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ ﷺ کا ذکر خیر فرمایا۔ تمام انبیاء اور

Marfat.com

ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ آج دنیا کا کوئی آباد ملک ایسا نہیں جہاں روز وشب میں پانچ بار حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔"(1)

قرآن وسنت سے محبت رکھنا:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ:

1- "تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو اس کے تابع نہ کر لے جو میں لے کر آیا ہوں (یعنی قرآن کریم)"

2- "حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔" (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

3- "آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے" جو شخص میری سنت پر مضبوطی سے قائم ہے جب کہ میری امت میں فتنہ وفساد پھیل جائے تو اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر وثواب ہے۔" (مشکوٰۃ)

حضرت سہل بن عبداللہ تستری اسی عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

"خدا سے محبت کی نشانی قرآن سے محبت رکھنا ہے اور قرآن سے محبت رکھنے کی علامت رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا ہے اور

1- اس وقت دنیا کے ہر خطے میں دن رات کا عمل جاری ہے اور ہر جگہ اور ہر علاقے میں اسلام کے نام لیوا موجود ہیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ زمین کے کسی نہ کسی خطہ میں اذان کا وقت ہوتا ہے۔ لہذا جہاں اذان ہوگی وہاں آں جناب کا ذکر بلند ہوگا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے کی علامت آپ ﷺ کی سنت سے محبت رکھنا ہے آپ ﷺ کی سنت سے محبت رکھنے کی نشانی آخرت سے محبت رکھنا ہے اور آخرت سے محبت رکھنے کی نشانی دنیا سے بغض رکھنا ہے اور بغض دنیا کی علامت یہ ہے کہ بجز کفاف وقوت لایموت (جو کافی ہو طاقت کے لئے کہ موت واقع نہ ہو جائے) ذخیرہ نہ کرے"[1]

حضور ﷺ کے دین کو کھیل نہ بنایا جائے:

حضور رسالت مآب ﷺ نے اسلام قبول کرنے والوں کے لیے نہ کوئی لالچ رکھا اور نہ ہی کسی جبر و زیادتی سے قبولیت اسلام کو رواج دیا۔ قرآن کریم میں بھی **لا اکراہ فی الدین** [2] (دین میں کوئی تنگی نہیں) کہہ کر قبولیت اسلام کو سہل بنا دیا کہ قبول کرنا ہے تو خوب سوچ سمجھ کر قبول کرو۔ ورنہ کوئی جبر نہیں۔ لیکن یہ بھی فرما دیا ہے کہ اگر ایک دفعہ قبول کر لیا تو پھر اسے ترک کرنا ناممکن ہے۔ اس کی تضحیک کرنا ناممکن ہے۔ اس میں عیوب و نقائص نکالنا قابل گرفت فعل ہے۔ قرآن کریم میں فرما دیا گیا ہے کہ۔

1- "اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی (اور) دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ ہی کے ساتھ تھی۔ اب عذرات نہ تراشو تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔" (التوبہ۔ ٦٥)

2- "حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اس سے پھر گئے ان کے لیے شیطان نے اس روش کو سہل بنا دیا ہے اور جھوٹی

1- سیرت رسول عربی ﷺ از علامہ نور بخش توکلی ص ۳۴۷

2- البقرہ۔ ۲۵۶

Marfat.com

توقعات کا سلسلہ ان کے لیے دراز کر دیا ہے۔" (محمد۔۲۵)

3- (اور یہ خوب سمجھ لو کہ) "تم میں سے جو کوئی اس دین (اسلام) سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں ضائع ہو جائینگے ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔" (البقرہ۔۲۱۷)

4- "رہے وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اللہ ہرگز ان کو معاف نہ کریگا اور نہ کبھی ان کو راہ راست دکھائے گا۔" (النساء ۱۳۷)

رسول اللہ ﷺ کا حتمی فیصلہ ہے من بدل دینہ فاقتلوہ[1] (جو اپنے دین یعنی اسلام کو (کسی دوسرے دین سے) بدل ڈالے پس اسے قتل کر دو) اس لیے کہ اسلام کو ترک کر کے وہ تضحیک اسلام کا مرتکب ہوا ہے اور دین کو کھیل و مذاق بنانا بھاری سزا (قتل) کا متقاضی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کی جائے:

قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کے فرائض گنواتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "ہم نے تجھے احوال بتانے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔[2] تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ (عمومی

1- صحیح بخاری جلد اول ص ۴۲۳، اس حدیث مبارکہ کو صحیح بخاری کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۱) سنن ابوداؤد جلد دوم، ص ۲۴۲ — (۲) جامع ترمذی، ص ۲۳۰

(۳) سنن نسائی جلد دوم، ص ۱۶۹ — (۴) سنن ابن ماجہ، ص ۱۸۲

(۵) مسند احمد بن حنبل جلد اول، ص ۳۲۲۔۲۸۳۔۲۸۲۔۷۔۲، جلد پنجم، ص ۲۳۱

(بحوالہ تفسیر تبیان القرآن جلد اول، ص ۸۰۶)

2- سورۃ الاحزاب۔ ۴۵

Marfat.com

فرض) اور اسکی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور خدا کو صبح و شام پاکی کے ساتھ یاد کرو۔" (سورۃ الفتح۔ع۱)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی وہ تعظیم و توقیر کی کہ دنیا ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صحابہ کا عمل یہ تھا کہ:

الف۔ در اقدس پر بیٹھے رہتے اور آپ ﷺ کے باہر آنے کا انتظار کرتے۔

ب۔ آپ ﷺ کے ارشادات مبارکہ نظریں جھکا کر سنتے اور ہر وقت آمنا وصدقنا کہنے کے علاوہ عمل پر تیار رہتے۔

ج۔ آپ ﷺ کی مجلس میں گفتگو نہ فرماتے اور اگر کبھی بامر مجبوری بولنے کی نوبت آتی تو آواز اتنی مہین رکھتے کہ سنائی نہ دیتی تھی۔

د۔ آپ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کے لیے دوڑتے، قرعہ اندازی کرتے، حضور ﷺ سے خصوصی فیصلہ کرواتے اور حضور ﷺ کے فیصلے سے بشاشت محسوس کرتے۔

ہ۔ آپ ﷺ کی موجودگی میں اور آپ کی مجلس میں اونچی آواز نہ نکالتے، جھگڑا کرنے سے گریز کرتے اور بات کو خوشدلی سے ختم کرتے تھے۔

و۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک طعام ہوتے تو حضور ﷺ کے بعد طعام میں ہاتھ ڈالتے اور حضور ﷺ کے طعام سے ہٹتے ہی ہٹ جاتے۔

ز۔ سوالات و استفسارات کے سلسلے کو بوجہ احترام و وقار موخر کرتے اور کثرت سوال سے محترز رہتے۔

ح۔ اگر کبھی مجبوراً حضور ﷺ کے ہاں دستک دینے کی نوبت آ جاتی تو آپ ﷺ کے دروازہ کو انگلیوں سے آہستہ آہستہ کھٹکھٹاتے تھے۔

ط۔ حضور ﷺ کی پسند و ناپسند کا خاص خیال رکھتے۔ جو چیز حضور ﷺ کو ناپسند ہوتی اسے ہمیشہ کے لیے دھتکار دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

ی۔ مال و منال حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے اور اگر غزوہ کا موقع ہوتا تو گھر کا سارا سامان آپ ﷺ کے سامنے حاضر کر دیا کرتے تھے۔

ک۔ حضور ﷺ کی دعاؤں کے محتاج رہتے آپ سے اللہ کے ہاں شفاعت کی درخواست کرتے اور حضور ﷺ کی بشارتوں کو اپنے حق میں نتیجہ بخشش سمجھتے تھے۔

ل۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر رہتے اور خواہشمند رہتے کہ حضور ﷺ ان سے خدمت لیں۔

م۔ حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کی کبیدگی سے سخت شاق ہوتے اور اپنے آپ ﷺ کو وجہ کبیدگی قرار دے کر دوسروں سے استفسار کرتے۔

ن۔ اپنی مرضی، ارادوں اور خواہشات پر حضور ﷺ کی رضا، خواہش اور خوشی کو ترجیح دیتے اور حیل و حجت کرنے سے ہمیشہ احتراز کرتے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وصال مبارک کے بعد صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی اسطرح توقیر و اکرام کرتے کہ

1- مسجد نبوی ﷺ کے اردگرد شوروشغب کرنے سے پرہیز کرتے تا کہ آپ ﷺ کو قبر مبارک میں بھی اذیت نہ ہو۔ (آپ ﷺ کی اذیت کو وجہ خسران خیال کرتے تھے)

2- حضرت امام مالکؒ نے بپاس ادب کبھی مدینہ شریف کی حدود میں بول براز نہ کیا اور ہمیشہ عام راستے سے ہٹ کر چلا کرتے تھے۔ تا کہ کہیں حضور ﷺ کے نقش قدم پر پاؤں رکھنے کی گستاخی نہ کر بیٹھیں۔

3- مدینہ شریف میں داخل ہوتے ہی سواریوں سے اتر پڑتے (تا کہ تعظیم نبوی ﷺ میں خلل واقع نہ ہو)

4- رسول اللہ ﷺ کے مدفن (مدینہ شریف) کی قولی یا فعلی مذمت کرنے

Marfat.com

والے کو ہمیشہ قابل گرفت اور قابل سزا گردانا کرتے تھے۔

5- مسجد نبوی ﷺ میں بلند آوازی سے خود بھی بچتے اور دوسروں کو اس سے منع کرتے تا کہ کہیں اکرام و تعظیم نبوی ﷺ میں گستاخی کا ارتکاب نہ ہو جائے۔

6- بعض بزرگ مدینہ شریف میں رہائش کے دوران کبھی ٹانگیں پسار کر اور کپڑے اتار کر قیام نہ کرتے خواہ یہ عام لوگوں میں ہوتا یا خالص نجی زندگی میں۔ ہمیشہ اس عادت سے بچا کرتے تھے۔

7- حضرت امام مالک رحضور اکرم ﷺ کے بعد از وصال بھی حضور ﷺ کی اسی تعظیم و توقیر کو بجالانا لازمی سمجھتے تھے جو آپ کی حیات مبارکہ میں برقرار رکھنا ضروری تھی۔

8- ہمیشہ اہل مدینہ کا خصوصی احترام کرتے۔ اسلئے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمسایہ اور اہل شہر تھے۔

9- رسول اللہ ﷺ کے ارشادات (قول وعمل) اور معمولات کا کسی بھی طریقے سے مذاق اڑانے والوں کو قابل گردن زنی قرار دیتے۔

10- حضور علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا انقطاع کرنے والوں سے مقاتلہ کرتے اور اجرائے نبوت کا رد کرتے مدعیان نبوت کی قولاً و فعلاً تکذیب فرماتے قاضی عیاض رؒ اپنی کتاب ''الشفا'' میں اکرام و احترام مصطفٰے ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> ''وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم و تکریم کرنا حرمین شریفین میں آپ ﷺ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنا آپ ؐ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ ﷺ کے دست مبارک یا کسی اور عضو نے چھوایا آپ ﷺ کے نام سے پکاری جاتی ہوں ان سب کا اکرام کرنا

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی تعظیم و تکریم میں داخل ہے''۔[1]

☆ آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کرنا اور قرآن مجید کو آپ ﷺ کے ارشادات و عمل کی روشنی میں مطالعہ کرنا آپ ﷺ ہی کی توقیر و تعظیم ہے۔

☆ آپ کے مولد و مدفن (مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ) کا ادب و احترام کرنا اور یہاں پر آپ ﷺ کے ادب کی خاطر شور شرابے سے بچنا آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم ہے۔

☆ آپ ﷺ کے تبرکات کی تعظیم و اکرام کرنا دراصل آپ ﷺ کا ہی تعظیم و اکرام ہے۔

☆ آپ ﷺ کی آل اولاد کا ادب و اکرام کرنا اور ان سے حسن سلوک حضور ﷺ کا ہی توقیر و اکرام ہے۔

☆ آپ ﷺ کی عادات و معمولات کو مودبانہ و محبتانہ انداز میں اپنانا درحقیقت حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کی تعظیم و تکریم ہے۔

☆ آپ ﷺ کے قول و فعل کو اپنی ذاتی و اجتماعی زندگی میں نافذ کرنا اور ان کا احترام و اکرام کرنا آپ ﷺ ہی کا اکرام و فضیلت ہے۔

☆ آپ ﷺ کے نبوی مشن (Mission) یعنی تبلیغ دین اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو جاری رکھنا اور اس پر استقامت رکھنا عین آپ ﷺ کی توقیر ہے۔

☆ ازواج مطہرات رض کا ذکر خیر ادب و احترام سے کرنا اور دشمنوں کے ہزلات و ہفوات کا رد کرنا حضور نبی کریم ﷺ کا اعزاز و اکرام ہے۔

غرضیکہ لاتعداد امور میں حضور ﷺ کی اتباع اور حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر اور حضور ﷺ کا احترام اکرام ضروری و لازمی ہے۔ جس کی عدم موجودگی میں

1- بحوالہ سیرت رسول عربی ﷺ ص ۴۷۷

Marfat.com

نہ ہمارا ایمان قابل قبول ہے۔ اور نہ ہی ہمارا عمل۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ اس احتیاط سے بسر ہونا چاہیے کہ شان رسالت کہیں ہمارے کسی غیر محتاط قول یا فعل کی وجہ سے مجروح نہ ہو جائے۔ اور پھر (ہمارے) اعمال بھی برباد ہو جائیں (ہمیں) اس کی خبر تک نہ ہو۔" (بحوالہ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۲۸۵) بقول شاعر

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

Marfat.com

مستشرقین کی آرا اور ان کی دینی حیثیت

ایک تحریر و تبصرہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم مستشرقین کی آرا پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

''عام طور پر جب غیر مسلم مشاہیر کی جانب سے اسلام کے متعلق کچھ اچھے خیالات کا اظہار ہوتا ہے تو مسلمان بڑے فخر سے ان خیالات کو شہرت دیتے ہیں۔''[1] گویا ان (مستشرقین) کا اسلام کو

1- مولانا مودودی مرحوم کے الفاظ و خیالات سے کلی طور پر اتفاق ہے۔ مگر غیر مسلم مشاہیر کے اسلام کے متعلق اچھے الفاظ، جاندار تبصروں، تحسینی آرا اور دوسرے مذاہب پر اسلام کی برتری و حقانیت کا اعتراف دوسرے حلقوں میں شد مد سے پھیلانا دو وجوہ سے ضروری ہے۔

اول: ''بفحوائے حدیث مبارکہ ''الفضل ماشهدت به الا عدا'' (بڑائی وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں) کے مطابق دشمنوں کے چند ایک الفاظ اپنوں کے ''دفاتر'' پہ بھاری ہوتے ہیں۔ ''دشمن'' کا ''اظہار حق'' اسلام کی حقانیت اور فضیلت کو زیادہ بہتر طریقے سے واضح کرتا ہے۔ ''مخالفوں'' کا ''اعتراف حقیقت'' آنے والوں کے لیے کشش و تائید کا باعث ہوتا ہے۔ نقادوں کا نقادانہ وغیر جانبدارانہ تبصرہ اپنوں اور حمایتیوں کے سینکڑوں تحسینی کلمات پر حاوی ہوتا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کی بجائے نومسلموں کے تاثرات، نومسلموں کے بجائے غیر مسلم حضرات کی آراء، غیر مسلم طبقہ کے بجائے گروہ مستشرقین کے تبصرات، دوسروں کے لیے اسلام کی طرف کشش و رغبت کا باعث بنتے ہیں۔ یہ ایک لحاظ سے اسلام کی فضیلت میں اضافہ بھی ہے۔

دوم: ان کے پھیلاؤ سے متعصب غیر مسلم مشاہیر کی زہر آلود، فتنہ جو، موضوع تحریف و تدلیس کے ملمع سے آراستہ، بغض و عناد کے زہر سے مسموم اور کینہ و اسلام دشمنی کے جذبات سے ممیز و مملو آرا، تبصرات، تاثرات، ہفوات، اتہامات، اور ہرزہ سرائیوں کا ردمع شدومد ہوتا ہے

Marfat.com

اچھا سمجھنا اسلام کے لیے کوئی سرٹیفکیٹ (CERTIFICATE) ہے لیکن یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہیے کہ اسلام کی صداقت و حقانیت اس سے بے نیاز ہے کہ کوئی اس کا اعتراف کرے۔ جس طرح آفتاب کا روشن ہونا اس کا محتاج نہیں کہ کوئی اس کو روشن کہے اور جس طرح آگ کا گرم ہونا اور پانی کا سیال ہونا اس کا محتاج نہیں کہ کوئی آگ کی گرمی اور پانی کے سیلان ہونے کو مان لے۔ خصوصا ایسے لوگوں کی تحسین اور مدح تو کوئی بھی وقعت نہیں رکھتی جن کے دل ان کی زبانوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ اور جو خود اپنے (اسلام سے) اعراض و انکار سے اپنی مدح و تحسین کی تکذیب کرتے ہیں۔ (یعنی مسلمان نہیں ہو جاتے)

اگر حقیقت میں وہ اسلام کی خوبی کے معترف ہوتے تو اس پر ایمان لے آتے۔ لیکن جب انہوں نے زبانی اعتراف کے باوجود ایمان لانے سے انکار کر دیا تو اہل عقل کی نگاہ میں ان کی (اور ان کی آراء کی) حیثیت بالکل اس شخص کی سی ہے جو طبیب کی صداقت کو تسلیم کرے اس کے تجویز کردہ نسخہ کی صحت کا اعتراف کرے مگر اپنی بیماری کا علاج کسی عطائی طبیب سے کرائے۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی بڑے سے بڑے غیر مسلم کا اعتراف بھی اسلام کے لیے قابل فخر نہیں ہے۔ اس کے لیے ایک ہی فخر کافی ہے اور وہ "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ"[1] اور "رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"[2] کا فخر ہے۔

(تفہیمات حصہ اول ص ۳۲)

1- ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک دین (تو صرف) اسلام ہی ہے۔ (آل عمران۔ ۱۹)

2- ترجمہ: اور میں تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو گیا ہوں۔ (المائدہ۔ ۳)

Marfat.com

ایک قرآنی آیت کی تفسیر اور مستشرقین [1]

علامہ رحمت اللہ کیرانوی نے اپنی موقر، تحقیقی، تدقیقی، توصیفی، دفاعی اور جارحانہ اندازِ فکر سے لبریز تصنیف لطیف ''اظہار الحق'' (جلد سوم) [2] میں عیسائی مستشرقین کے اس اتہام باطلہ پر گفتگو فرمائی ہے۔ جو انہوں نے قرآن فرقان کی سورۃ والضحیٰ کی آیہ ۷ (وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی) میں استعمال کیے گئے عربی لفظ ضالا کو بنیاد بنا کر حضور رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں تخلیق کیا ہے عیسائیوں کے اس قول باطلہ کا رد کیا ہے۔ جو وہ ختم المرسلین ﷺ کو نعوذ باللہ ''گمراہ'' کہہ کر اپنے اوہام فاسقہ کی تسکین کرتے ہیں عیسائی مستشرقین کے بقول (نعوذ باللہ) حضور اکرم ﷺ قبل از بعثت مکہ کے مشرکین کی طرح مشرک و بت پرستی سے آلودہ زندگی گزار رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت دی۔ ان کے بقول آیہ مذکورہ سے یہی معنی و مفہوم متبادر ہوتا ہے۔

آیہ ضَآلًّا فَھَدٰی پر گفتگو کرنے سے پہلے چند قدیم و جدید اردو

1- یہ مضمون ''مستشرقین کی آرا اور ان کی دینی حیثیت'' کا تکملہ ہے۔

2- جلد سوم سے مراد'' اظہار الحق کی وہ جلد ہے جو جدید تہذیب و تحشیہ کے ساتھ مکتبہ دارالعلوم کراچی سے'' بائبل سے قرآن تک'' کے نام سے چھپی ہے۔

Marfat.com

مفسرین کے ترجمے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔ تا کہ آیت پر آئندہ بحث کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

1- اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔ (ترجمہ از شاہ رفیع الدین دہلوی)[1]

2- اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر (اپنی طرف) راہ دکھائی۔ (ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی)[2]

3- اور اللہ نے تم کو پایا (یا جان لیا) علامات نبوت اور احکام شریعت سے بے خبر، پس تم کو شعائر دین بتا دیئے۔ (ترجمہ از قاضی ثنا اللہ پانی پتی)[3]

4- اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو (کیا) تمہیں ہدایت نہیں کی؟ (ترجمہ از مرزا حیرت دہلوی)[4]

5- اے پیغمبر! ہم نے دیکھا (کہ تم) ہماری تلاش میں ہو ہم نے خود ہی تمہیں راہ دکھلا دی۔ (ترجمہ از مولانا ابوالکلام آزاد)[5]

6- اور تجھ کو بھٹکا پایا پس ہدایت دی۔ (ترجمہ از بحر العلوم سید امیر علی دہلوی)[6]

7- اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (ترجمہ از مولانا محمود حسن دیوبندی)[7]

8- اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتلا دیا۔ (ترجمہ از مولانا اشرف علی تھانوی)[8]

9- اور اس نے تمہیں حیران پایا پھر تمہاری رہنمائی کی۔ (ترجمہ از علامہ ابو محمد عبدالحق حقانی الدہلوی)[9]

1- دیکھئے قرآن مجید مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ
2- دیکھئے قرآن مجید مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ
3- دیکھئے تفسیر مظہری جلد دوازدہم مترجم سید عبدالدائم جلالی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی
4- دیکھئے قرآن مجید مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ
5- ترجمان القرآن جلد سوم مطبوعہ شیخ غلام اینڈ سنز لاہور
6- مواہب الرحمن المعروف جامع البیان جلد دہم مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور
7- دیکھئے قرآن مجید (تفسیر عثمانی) مطبوعہ دارالتصنیف کراچی
8- تفسیر بیان القرآن جلد سوم مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ
9- دیکھئے تفسیر حقانی جلد پنجم مطبوعہ الفیصل ناشران لاہور

Marfat.com

10- اور آپ کو بے خبر پایا سو راستہ بتا دیا۔ (ترجمہ از مولانا عبدالماجد دریا بادی)[10]

11- اور (آپ کو) رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ بتا دیا۔ (ترجمہ: از مولانا فتح محمد جالندھری)[11]

12- اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ ☆ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (ترجمہ از اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی)[12]

13- اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (ترجمہ از مفتی محمد شفیع دیوبندی)[13]

14- اور تمہیں ناواقف راہ پایا پھر ہدایت بخشی۔ (ترجمہ از مولانا مودودی)[14]

15- (اور ہم نے تجھے) جو یائے راہ پایا تو پھر ہدایت بخشی۔ (ترجمہ از مولانا امین احسن اصلاحی)[15]

16- اور آپ کو اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ (ترجمہ از پیر محمد کرم شاہ الازہری)[16]

17- اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرگرداں پایا تو آپ کو منزل مقصود پر پہنچایا۔ (ترجمہ

10- دیکھئے قرآن مجید مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ

11- دیکھئے قرآن مجید مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ

12- دیکھئے قرآن مجید (کنز الایمان) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ

☆ فارسی قواعد کے مطابق ازخودرفتہ ہونا چاہیے۔ نامعلوم یہ کتابت کی غلطی چل رہی ہے یا پھر مترجم سے سہو ہوگیا ہے۔ (دیکھئے نقد و تبصرہ بر کنز الایمان و خزائن العرفان از سید حامد میاں ص ۸۲)

13- تفسیر معارف القرآن جلد ہشتم مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی

14- تفہیم القرآن جلد ششم مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

15- تدبر قرآن جلد نہم مطبوعہ فاران پبلشرز لاہور

16- تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم مطبوعہ مکتبہ ضیاء القرآن لاہور، مزید دیکھیے "جمال القرآن"

Marfat.com

از ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)[17]

18- اور اس نے آپ کو ناواقف پایا پس آپ کی رہنمائی کی۔(ترجمہ از محمد علی خان آف ہوتی)[18]

19- اور تم کو دیکھا کہ (راہ حق کی تلاش میں بھٹکے، بھٹکے (پھر رہے) ہو تو (تم کو دین اسلام کا) سیدھا راستہ دکھادیا۔ (ترجمہ از ڈپٹی نذیر احمد)[19]

20- منظوم ترجمہ:

تم کو جب پایا بھٹکتا تو دکھایا راستہ
اور پایا تم کو مفلس تو غنی (بھی) کر دیا

(ترجمہ از سیماب اکبر آبادی)[20]☆

21- اور تجھے پایا بھٹکتا تو راستہ دکھایا۔(ترجمہ عاشق الٰہی میرٹھی)[21]

22- اور تجھے طالب پایا تو راستہ بتایا۔(ترجمہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)[22]

23- اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (ترجمہ مولوی غلام اللہ)[23]

24- اور تم کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔(ترجمہ از مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی)[24]

25- اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دکھایا۔[25] (ابو مسعود حسن علوی)

17- فیوض القرآن جلد دوم

18- تفسیر کاشف البیان جلد ششم مطبوعہ ہوتی ہاؤس مردان، صوبہ سرحد

19- تفسیر غرائب القرآن مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

20- منظوم ترجمہ "وحیٔ منظوم" مطبوعہ سیماب اکیڈمی کراچی

21- قرآن مجید شائع کردہ تاج کمپنی لمیٹڈ

22- ترجمہ و مختصر تفسیر جلد دوم شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور

23- ترجمہ و تفسیر نور العرفان، جلد سوم

24- شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

25- تفسیر تدریس القرآن مولفہ ابو مسعود حسن علوی جلد دہم، ص ۱۰۴۱ مطبوعہ اسلامک ریسرچ اکیڈمی راولپنڈی

Marfat.com

26- And he found thee wandering, and he gave thee guidance.[26]

27- اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہ دی؟[27]

تراجم کی درج بالا فہرست سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کو ''ضال'' بمعنی گمراہ کسی نے بھی نہیں کہا۔ اگرچہ ترجمہ میں استعمال کئے گئے کئی اردو الفاظ مثلاً گم کردہ راہ، بھٹکتا، راہ بھولا ہوا، بھٹکا وغیرہ کے انتخاب میں اس احتیاط سے کام نہیں لیا گیا جو یہاں درکار تھی۔ اور ترجمہ کرتے وقت نبی کی ''معصوم عن الخطا'' حیثیت بالخصوص امام الانبیاء کی فضیلت ختم المرسلین کا خیال نہیں رکھا گیا آیئے دیکھئے حضور سرور دو عالم ﷺ کی ذات کے لئے جس کا تقاضا ازروئے ایمان ضروری ہے۔ عربی دان مفسرین کیا کہتے ہیں۔ (ضَآلاً کی تشریح و وضاحت)

الف. غیر مھتد لما سبق الیک من النبوۃ (راغب)
(ترجمہ: نبوت سے پہلے آپ (معالم نبوت سے) بے خبر تھے۔)

ب. غیر عالم ولا واقف علی معالم النبوۃ واحکام الشریعۃ وما طریقہ السمع (مدارک)
(ترجمہ: غیر عالم اور غیر واقف، نبوت کے علوم سے اور احکام شریعت سے اور جو کچھ سننے کے طریقے سے ملا۔)

ج. غافلا من الشرائع التی لا تھتدی الیھا العقول وعلی ھذا

26- The Holy Quran, Translation & Commentary by Abdullah Yousuf Ali, Dawah Academmy Islamabad, Page.1249-50

27- القرآن الکریم و ترجمہ و معانیہ و تفسیرہ الی اللغۃ الاردیۃ ،ص ۱۷۲۷ شاہ فہد پرنٹنگ پریس کمپلیکس سعودی عرب

مزید دیکھئے تفسیری نورالعرفان مع کنز الایمان مطبوعہ پیر بھائی کمپنی لاہور

Marfat.com

عما قال الرامدی اکثر المفسرین وھو اختیار الزجاج
(روح المعانی)
(ترجمہ: شریعتوں سے بے خبر جن کی طرف عقلیں رہنمائی نہیں کرتیں اور اسی پر راوی نے کہا اور اکثر مفسرین نے کہا اور زجاج نے اسی کو اختیار کیا ہے۔)

د. ای لم تکن تدری القرآن. الشرائع فھداک اللہ الی القرآن وشرائع الاسلام (قرطبی)
(ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ آپ قرآن کو نہیں جانتے تھے (اور نہ) وہ راستہ جو آپ کو اللہ کی طرف لے جاتا، قرآن کی طرف لے جاتا اور اسلام کی شریعت کی طرف۔)
یعنی آپ اس سے پہلے قرآن اور احکام شریعت کو نہیں جانتے تھے پس اللہ نے آپ کو قرآن کا علم بھی بخشا اور احکام شرعیہ کی تفصیلات سے بھی آگاہ فرمایا۔[1]

ہ. کنت مغمورا بین الکفار بمکۃ فقواک اللہ تعالیٰ حتی اظھرت دینہ (کبیر)
(ترجمہ: یعنی آپ مکہ میں کفار کے درمیان گھرے ہوئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قوت عطا فرمائی اور آپ ﷺ نے اس کے دین کو غالب کیا۔)

و. الضلال بمعنی المحبۃ کما فی قولہ تعالیٰ انک فی ضلالک القدیم (کبیر)
(ترجمہ: یعنی یہاں ضلال سے مراد محبت ہے جیسا کہ اللہ کے اس ارشاد میں ہے (حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ

1- الف تاج ۔ بحوالہ ترجمہ وتفسیری حاشیہ از مولانا عبدالماجد دریابادی

Marfat.com

السلام کی محبت کے حوالے سے کہ) تو تو اپنی اسی قدیم غلطی (پرانی محبت ورافت) میں ہے۔)[1][2]

ز۔ علامہ خازن "تفسیر خازن" میں لکھتے ہیں کہ "ضلالت کو تحیر لازم ہے اور آیت کا معنی اسطرح ہے۔" "ہم نے آپ کو امر تبلیغ میں متحیر پایا (یعنی تبلیغ کسطرح کی جائے) تو آپ ﷺ کو تبلیغ کا طریقہ بتلایا۔"[3]

ح۔ امام فخر الدین رازی، امام راغب اصفہانی، امام سلیمان جمل، علامہ صاوی اور تفسیر عزیزی کے مصنف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ "ضلالت کا استعمال محبت کے لیے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ان ابانا لفی ضلل مبین. انک لفی ضلالک القدیم ۔اس صورت میں معنیٰ یوں ہوگا" ہم نے آپ ﷺ کو اپنی محبت میں مستغرق پایا پس آپ ﷺ کو خلق کی طرف متوجہ (ہدایت کی) کیا"[4]

خ۔ علامہ اسماعیل حقی تفسیر "روح البیان" میں لکھتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ کے بھائیوں سے جب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ "مجھ کو یوسفؑ کی خوشبو آرہی ہے" تو انہوں نے کہا "خدا کی قسم آپ تو اپنی اسی پرانی وارفتگی (ضلالک القدیم) میں ہیں" اسی لیے یہاں یعنی آیہ (وَوَجَدَكَ ضَآلًّا) میں ضلال کے معنی گمراہی کے نہیں ہوسکتے۔ بلکہ محبت میں "از خود رفتہ" ہی کے ہوں گے جیسے سورۃ

1- دتالا مجلّہ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم مطبوعہ مکتبہ ضیاء القرآن لاہور

2- سورۃ یوسف آیہ ۹۵

3- بحوالہ ضیائے کنزالایمان از مولانا غلام رسول سعیدی ص ۳۶

4- بحوالہ ضیائے کنزالایمان از مولانا غلام رسول سعیدی ص ۳۶

Marfat.com

یوسف کی مذکورہ بالا آیت کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔[1]

درج بالا حوالہ جاتی صراحتوں سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے آیہ عنوان بالا میں استعمال شدہ لفظ ''ضلال'' کا معنی گمراہی، کفر، بے راہروی، بے دینی، بت پرستی، شرک سے آلودگی، فسق وفجور وغیرہ ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتے۔ بلکہ بے خبر، ناواقف، بے علم وغیرہ جیسے الفاظ بھی آپ ﷺ کی شان والا تبار میں استعمال کرنا آپ کی جناب میں آداب واکرام سے گریز کا ثبوت ہے۔ آئیے دیکھیں کہ ہمارے علماء نے آیہ زیر عنوان کی تشریح وتعبیر میں کیا کیا علمی، تفسیری، عقلی، فکری، اور دینی نکات واضح کیے ہیں اور آخر میں کیا نتیجہ نکالا ہے۔

الف۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ'' اس آیت میں مضاف محذوف ہے یعنی ہم نے آپ کو گمراہوں کی قوم میں پایا اس کے باوجود آپ کو ہدایت پر ثابت قدم رکھا۔[2]

ب۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ'' ضلالت کا لفظ عربی محاورات میں اختلاط کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن (پانی دودھ میں مل گیا) حضور ﷺ نزول وحی سے پہلے مشرکین مکہ کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے شریعت نازل فرما کر آپ ﷺ کو ایک الگ معاشرت کی طرف متوجہ کیا۔ اس لحاظ سے معنی یوں ہوا۔'' ہم نے آپ کو کفار کے ساتھ (معاشرۃ) مختلط پایا پس (ایک الگ معاشرت کی) راہ دکھائی۔''[3]

1- شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن، ص ۲۱۹

2- بحوالہ ضیائے کنز الایمان از مولانا غلام رسول سعیدی ص ۳۹

3- ایضاً ص ۳۸

Marfat.com

ت۔ چھٹے معنے یہ ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو گمراہوں میں پایا یعنی جس قوم میں آپ ﷺ نے پرورش پائی ان میں اب تک کسی کو بھی نبوت کا نور نہ پہنچا تھا۔اس قوم میں آپ ﷺ کو ہدایت پر رکھا۔ ورنہ بے علم قوم میں عالم کس طرح ہو یعنی اگر ہم آپ کو معصوم پیدا نہ فرماتے تو آپ کس طرح ہدایت پر رہتے۔ [1]

ث۔ جب حضرت محمد ﷺ جوان ہوئے تو قوم کی رسم وراہ سے بیزار تھے اور اپنے پاس کوئی (واضح) رسم وراہ نہ تھی۔ اللہ نے دین برحق نازل کیا (اور آپ کو مخلوق کی ہدایت وفلاح کی طرف متوجہ کیا) [2]

ج۔ بعض نے کہا وَوَجَدَکَ ضَآلًّا کا یہ معنی ہے کہ تم اپنے نفس سے بھی واقف نہ تھے۔ بعض صوفیہ نے اسطرح تشریح کی کہ اللہ نے تم کو عاشق محبّ پایا تمہارا عشق حد سے آگے بڑھ چکا تھا۔ جذب کی حالت کو ضلال بطور کنایہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ مجذوب اکثر غلط راستہ پر پڑ جاتا ہے گویا ''ضَآلًّا'' سے مراد ہے مجذوب، حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''کسی چیز کی محبت تم کو اندھا بہرا کر دیتی ہے۔'' پس آیت میں مسبب (ضلال) سے سبب (جذب) مراد ہے۔

فَهَدٰى: یعنی تم کو شعائر دین بتا دیئے .... یا اپنے نفس اور حال کو پہچاننے کا راستہ بتا دیا۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ [3] محبوب کے وصال کا راستہ بتا دیا۔ یہاں تک کہ قاب قوسین اوادنی'' کے مقام پر تم پہنچ گئے [4]

1- روح البیان و مدارج النبوت بحوالہ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ص ۲۲۰

2- تفسیری حاشیہ موضح القرآن مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ

3- مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عرف ربه (قول حضرت علیؓ)

4- تفسیر مظہری جلد دوازدہم ص ۴۴۵ ۔۴۴۴ مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی

Marfat.com

ح۔ یہ دوسرا حصہ عمر کا شروع ہوتا ہے۔ اس میں جوانی کی امنگیں اور نوخیز شباب کے ولولے بھی کچھ کم نہیں ہوتے ہر چند آپ مادر زاد نبی تھے۔ اور طفولیت ہی میں ''رئیس الموحدین'' تھے۔ خدا پرستی اور مکارم اخلاق آپ کا شیوہ تھا۔ مگر ہنوز مراتب قرب اور محبت کی سنگلاخ گھاٹیوں سے نیز وحی اور شریعت اسلام کی حقیقت سے جو آپ کو بعد میں الہام ہوئی ناواقف تھے۔ اس ہدایت و شریعہ کوچہ سے بھولے ہوئے تھے اور حیران و طالب تھے۔ لیکن حق سبحانہ نے رہنمائی کی۔ اسی بات کی طرف اس جملہ میں (حق تعالیٰ) ایما کرتا ہے۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کہ ہم نے تمہیں بھولا ہوا یا طالب پایا کہ پھر تمہیں رہنمائی کی جیسا کہ ان آیات میں ارشاد ہوتا ہے۔ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ۔[1] آپ عبادت کرتے تھے مگر یہ کہ تعداد رکعات اور اس کے آداب وقوانین نہ جانتے تھے ناپاکی سے دور رہتے تھے ہاتھ پاؤں دھولیا کرتے تھے۔ مگر وضو اور غسل کے دستورات نہ جانتے تھے۔ خیرات کرتے اور اسکی تاکید کرتے تھے مگر اس کے مصارف اور مقدار زکاۃ اور اسکے دیگر دستورات سے واقف نہ تھے اسی طرح ایک محبت الٰہی کا جذبہ تھا اور دل میں ایک آتش عشق شعلہ مارتی تھی۔ مگر اس کی ترقی اور قوانین سے واقف نہ تھے۔ اس حالت کو (قرآن نے) ضلالت سے تعبیر کیا جو اوروں کی ہدایت سے بڑھ کر تھی۔[2]

خ۔ رازیؒ نے لکھا کہ عام امت کے سب فرقہ اسلام متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پیدائش کے وقت سے کبھی ایک لحظہ کو بھی اللہ تعالیٰ

1- ترجمہ: آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔

2- تفسیر حقانی جلد پنجم ص ۲۰۵

Marfat.com

سے کفر نہیں کیا۔ معتزلہ فرقہ نے یہاں تک کہا کہ عقلی دلیل سے بھی کفر محال بالذات ہے اور رازی نے اس کو دوسروں کے نزدیک محال بالغیر قرار دیا ولیکن مترجم کہتا ہے کہ یہ بحث بے ہودہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ازل میں آپ ﷺ کو نبوت کاملہ سے سرفراز کیا تو ایک لمحہ کفر بھی محال ہے پس قطعاً معلوم ہوا کہ قول باری تعالیٰ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی میں ضلال سے شرعی گمراہی اعتقادی کسی طرح مراد نہیں ہے۔[1]

د۔ آپ ﷺ ابتداء واصلاً اصول وارکان شریعت سے بیگانہ محض تھے۔ پھر اس (خدا تعالیٰ) نے آپ کو دین وشریعت کا پورا پورا علم دیا۔ پس یہاں ضال کے معنی حیران وسرگرداں کے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ دولت رسالت سے تو بعد کو مشرف ہوئے اپنی قوم کی اصلاح کی فکر اور تڑپ آپ ﷺ کو بہت قبل سے تھی اور اسی دھن میں آپ ﷺ برابر لگے رہتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے وحی کی راہ آپ پر کھول دی اور سارے حقائق دین آپ پر منکشف کر دیئے۔ سو "ضال" آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی زندگی کے دور قبل نبوت کے اعتبار سے فرمایا جبکہ آپ راہ فلاح واصلاح کے لیے بے چین رہتے تھے۔ فَھَدٰی ۔ چنانچہ اس (خدائے تعالیٰ) نے آپ کو دین وشریعت کا پورا علم دے دیا اور اصلاح وہدایت کے دقائق وحقائق آپ کو سمجھا دیئے۔ ای فعرفک الشرائع والقرآن (یعنی تجھ کو معرفت شریعت وقرآن سے نوازا) (تفسیر مدارک التنزیل)[2]

ذ۔ ضَآلًّا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ آنحضرت ﷺ نے کبھی بت

1- مواہب الرحمٰن المعروف بہ تفسیر جامع البیان جلد دہم پارہ ۳۰، ص ۴۴۷

2- بحوالہ تفسیر ماجدی ص ۱۲۰۰

Marfat.com

پرستی کی یا شرک وکفر کے مرتکب ہوئے۔ آپ ہمیشہ ان نجاستوں سے پاک رہے بلکہ وہ صلب بھی پاک تھی جس میں آپ رہے اور وہ شکم بھی پاک تھا جس میں آپ جلوہ افروز ہوئے بلکہ مراد اس سے یہ کہ نبوت کا راستہ آپ کو معلوم نہ تھا۔ حق پرستی کے طریقوں سے آپ ﷺ بے خبر تھے۔ قبل از نبوت بھی آپ خدا ہی کی عبادت کرتے تھے مگر نہ اس طریقے سے کہ جو خدا کو مطلوب ومحبوب تھا۔ (بلکہ اپنی دانست میں بہتر ترین طریقے سے)[1]

ر۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شریعت سے بے خبر پایا تو آپ ﷺ کو شریعت کا رستہ بتلایا کقولہ تعالیٰ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَاالْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ (اللہ کے ارشاد کے مطابق کہ تو اس کو پہلے نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کے بارے میں بھی نہیں جانتا تھا) اور وحی سے پہلی شریعت کی تفصیل معلوم نہ ہونا (نبی کے فضائل میں) کوئی (وجہ) منقصت (نقص) نہیں ہے۔[2]

ز۔ جب حضرت ﷺ جوان ہوئے تو قوم کے مشرکانہ اطوار اور بیہودہ رسم وراہ سے سخت بیزار تھے اور قلب میں خدائے واحد کی عبادت کا جذبہ پورے زور کے ساتھ موج زن تھا عشق الٰہی کی آگ سینہ مبارک میں بڑی تیزی سے بھڑک رہی تھی۔ وصول الی اللہ اور ہدایت خلق کی اس اکمل ترین استعداد کا چشمہ جو تمام عالم سے بڑھ کر نفس قدسی میں ودیعت کیا گیا تھا اندر ہی اندر جوش مارتا تھا۔ لیکن کوئی صاف کھلا ہوا راستہ اور مفصل راستہ اور مفصل دستور العمل بظاہر دکھائی نہ دیتا تھا۔ جس سے اس عرش وکرسی سے زیادہ

1- تفسیری حاشیہ مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ، ۱۳۱۹ھ
2- بیان القرآن سوم ص ۱۰۴، مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی

Marfat.com

وسیع قلب کو تسکین ہوتی۔ اسی جوش طلب اور فرط محبت میں آپ ﷺ بے قرار اور سرگرداں پھرتے اور غاروں اور پہاڑوں میں جا کر مالک کو یاد کرتے اور محبوب حقیقی کو پکارتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے غار حرا میں فرشتہ کو وحی دے کر بھیجا اور وصول الی اللہ اور اصلاح خلق کی تفصیلی راہیں آپ ﷺ پر کھول دیں۔ یعنی دین حق نازل فرمایا۔ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط (شوریٰ ع ۵) یہاں ضآلاً کے معنی کرتے وقت سورۃ یوسف کی آیت قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ (آیہ ۹۵) کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ [1]

س۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں وجہ ششم کے تحت لکھا ہے "قولہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۔ اس سے بچپن کا زمانہ مراد ہے۔ اور ضال سے یہ مراد کہ آپ کو علم معرفت سے خالی پایا اور یہ مطلب نہیں کہ اعتقاد میں ضلالت تھی نعوذ باللہ من ذالک تو حاصل یہ کہ ہم نے بچپن میں تجھے معرفت الٰہی سے خالی پایا پھر تجھے معرفت دی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا (یعنی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس نے تم لوگوں کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا اس حالت میں کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔)

مترجم کہتا ہے کہ اس آیت میں جو حالت مذکور ہے وہ عموماً

1- تفسیر عثمانی ص ۷۷۹۔۷۷۸

آیہ مذکورہ میں ضآلاً بمعنی محبت میں سرگرداں، محبت میں ازخود رفتہ، محبت میں غرقاب، محبت میں مجنون وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ لہذا آیہ زیر عنوان کا مفہوم بھی اسی لحاظ سے مرتب ہوگا۔

Marfat.com

خلقت انسانی کے واسطے ہے اور آنحضرت ﷺ کا قیاس اس پر نہیں ہوسکتا اور آپ کے قلب پاک میں معرفت حق تعالیٰ ہمیشہ موجود تھی ایک لمحہ بھی آپ اس سے خالی نہیں ہوئے۔ اور ظاہر احادیث میں جو بیانات دربارہ جبرئیل علیہ السلام کے آئے ہیں کہ آپ کو جبرئیل کے دیکھنے سے خوف ہوا تو اس کو معرفت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ لیکن یہ بات ایسے عامی لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ جو معرفت سے خالی ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ آپ غار حرا میں اس واسطے گوشہ نشین ہوتے تھے تا کہ حق عزوجل کی عبادت کریں۔ پس اس تجلی نور جبرئیل میں تردد ہوا تھا نہ معرفت حق عزوجل میں اور یہاں لطائف اسرار میں جو بیان میں نہیں آسکتے ولیکن سمجھدار کو اسی قدر بیان کافی ہے فافہم۔''(1)

ش۔ علمائے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی (آں حضرت ﷺ) عقیدہ اور عمل کی ہر کجی سے معصوم تھے حضور ﷺ نے اس مشرکانہ ماحول میں عمر بسر کی۔ لیکن ایک لمحہ کے لیے بھی شرک نہیں کیا۔ زمانہ جاہلیت کی لغویات سے حضور کا دامن ہمیشہ محفوظ رہا۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ عرب معاشرہ جس قسم کی فکری اور عملی گمراہیوں میں مبتلا تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان سے ہمیشہ بالکل منزہ اور مبرا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی سابقہ زندگی کو آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (2) (ترجمہ: میں

1- تفسیر مواہب الرحمٰن جلد دہم ص ۴۸۷

2- سورۃ یونس ۱۶

Marfat.com

نے اپنی عمر اس سے پہلے تمہارے درمیان گزاری ہے کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔) سورۃ نجم کی اس آیت میں (مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی) بھی حضورﷺ سے عقیدہ اور عمل کی ہر قسم کی گمراہی کی نفی کی گئی ہے۔ ان آیات کی موجودگی میں اور تاریخ کی اٹل شہادت کے باوجود یہاں (یعنی وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی) ضآلاً کا معنی گمراہ یا بھٹکا ہوا کرنا خود بڑی ضلالت ہے۔ العیاذ باللہ[1]

ص۔ اصل میں لفظ ضَآلًّا استعمال ہوا ہے۔ جو ضلالت سے ہے عربی زبان میں یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے ایک معنی گمراہی کے ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص راستہ نہ جانتا ہو۔ اور ایک جگہ حیران کھڑا ہو کہ مختلف راستے جو سامنے ہیں ان میں سے کدھر جاؤں۔ ایک اور معنی کھوئے ہوئے کے ہیں۔ چنانچہ عربی محاورے میں کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن (پانی دودھ میں گم ہوگیا) اس درخت کو عربی میں ضالة کہتے ہیں جو صحرا میں اکیلا کھڑا ہو اور آس پاس کوئی دوسرا درخت نہ ہو۔ ضائع ہونے کے لئے بھی ''ضلال'' کا لفظ بولا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی چیز نا موافق اور ناساز گار حالات میں ضائع ہو رہی ہو۔ غفلت کیلئے (ضال) ''ضلال'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے چنانچہ خود قرآن مجید میں اس کی مثال موجود ہے لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی[2] (ترجمہ: میرا رب نہ غافل ہوتا ہے نہ بھولتا ہے۔) ان مختلف معنوں میں سے پہلے معنی یہاں چسپاں نہیں ہوتے کیونکہ بچپن سے قبل نبوت تک رسول اللہﷺ کے جو حالات تاریخ میں موجود ہیں ان میں کہیں اس بات کا شائبہ

1- تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۸۹

2- سورۃ طہ۔۵۲

Marfat.com

تک نہیں پایا جاتا کہ آپ کبھی بت پرستی، شرک یا دہریت میں مبتلا ہوئے ہوں یا جاہلیت کے جو اعمال، رسوم اور طور طریقے آپ ﷺ کی قوم میں پائے جاتے تھے ان میں سے کسی میں آپ ﷺ ملوث ہوئے ہوں اس لیے لامحالہ وَوَجَدَکَ ضَآلاً کے یہ معنی تو نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عقیدے یا عمل کے لحاظ سے گمراہ پایا تھا۔ البتہ باقی معنی کسی نہ کسی طور یہاں مراد ہو سکتے ہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ ایک ایک اعتبار سے سب مراد ہوں۔ (1)

ض۔ یہ اس روحانی انعام کا بیان ہے جو آپ پر بعد کے دور میں ہوا۔ معلوم ہے آپ کو جو رسوم و روایات خاندان کے بزرگوں سے وراثت میں ملیں ان پر آپ ﷺ کی سلیم فطرت ایک لمحہ کے لیے بھی مطمئن نہ ہوسکی اور دوسری کوئی ایسی روشنی نہیں تھی جو آپ ﷺ کے لیے سرمایہ تسکین بن سکتی۔ آسمانی مذہب کے پیرو جو آپ کے گرد و پیش تھے ان کا حال البقرہ، آل عمران اور دوسری مدنی سورتوں میں واضح ہو چکا ہے کہ ان کے عقائد و اعمال اس قدر مسخ ہو چکے تھے کہ کوئی جویائے حقیقت ان سے کوئی رہنمائی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اس صورت حال نے آپ کو ایک شدید قسم کی ذہنی کشمکش میں ڈال دیا تھا۔ آپ ﷺ کی اسی کشمکش کو یہاں وَوَجَدَکَ ضَآلاً کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ضَـــآلاً یہاں گمراہ کے معنی میں نہیں بلکہ جویائے راہ کے معنی میں ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ حالت نہ ضلالت کی ہے نہ اس کو ہدایت سے تعبیر کر سکتے ہیں بلکہ صحیح الفاظ میں یہ جستجوئے راہ کی سرگردانی ہے گویا ایک شخص چوراہے پر کھڑا ہے اور فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ کس

-1 تفہیم القرآن، جلد ششم ص ۳۷۳۔۳۷۲

Marfat.com

سمت میں قدم بڑھائے بعثت سے پہلے غار حرا کی تنہائیوں میں آپ انہی گتھیوں کو سلجھایا کرتے تھے۔[1]

ط۔ دوسری نعمت وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی ۔لفظ ''ضال'' کے معنی گمراہ بھی آتے ہیں اور ناواقف بے خبر کے بھی۔ یہاں دوسرے ہی معنے مراد ہو سکتے ہیں کہ نبوت سے پہلے آپ شریعت الٰہیہ کے احکام اور علوم سے بے خبر تھے۔ آپ کو منصب نبوت پر فائز کر کے (اللہ تعالیٰ نے) آپ کی رہنمائی فرمائی۔ (یہی فھدیٰ کا مفہوم ہے)[2]

ظ۔ عربی میں ضال کے پانچ معنی ہیں۔

۱۔ کافر و گمراہ۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ[3]

۲۔ بے خبر، ناواقف، فعلتھا اذا من الضالین (۴)

۳۔ وارفتہ محبت قَالُوْا تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ[5]

۴۔ گم شدہ ضل الماءُ فی اللبن (پانی دودھ میں گم ہوگیا)

۵۔ نشان ہدایت جیسے اونچا درخت یا بلند عمارت جو مسافر کے لیے رہبر ہو،

یہاں پہلے معنی (ہرگز) نہیں ہو سکتے کیونکہ رب نے فرمایا مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی[5]

کفار مکہ نے بھی حضور ﷺ کو شاعر، ساحر اور مجنون کہا۔ کسی نے آپ ﷺ کو گمراہ یا گنہگار نہ کہا۔

1- تفسیر تدبر قرآن جلد نہم ص ۴۱۱

2- معارف القرآن جلد ہشتم ص ۷۶۷

3- ترجمہ: نہ ان کی راہ پر چلانا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ان کی راہ پر جو گمراہ ہوئے۔ (الفاتحہ۔۷) (۴) پس جب اس کو کیا (تو کہا) میں ناواقفوں میں سے ہوں۔

5- ترجمہ: انہوں نے کہا خدا کی قسم آپ اسی پرانی وارفتگی (یعنی محبت) میں ہیں (یوسف۔۹۵)

6- تیرا صاحب نہ گمراہ اور نہ ہی راہ راست سے بھٹکا (النجم۔۲)

Marfat.com

دوسرے معنی بھی یہاں نہیں بنتے کیونکہ حضور ﷺ ظہور نبوت سے پہلے نہ عقائد سے بے خبر تھے۔ نہ نیک اعمال سے۔ بحالت اعتکاف و عبادت آپ پر پہلی وحی ہوئی۔ معراج کو جاتے ہوئے نبیوں (اور) فرشتوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی۔ حالانکہ امام کو تمام مقتدیوں سے زیادہ عالم ہونا چاہیے۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہاں چوتھا معنی مراد ہے۔ کہ آپ کفار میں گھرے ہوئے تھے۔ رب نے آپ کو ہدایت پر رکھا۔ یا آپ وہ نشان ہدایت ہیں جسے تمام عالم دیکھ کر راہ ہدایت پاتا ہے۔ لہٰذا ھدیٰ کا مفعول حضور ﷺ نہیں بلکہ عام مخلوق ہے۔ صوفیا کے نزدیک ضلال سے مراد جذب ہے۔ اور ہدایت سے مراد سلوک۔ جذب سے سلوک اعلیٰ ہے موسیٰ ؑ کا دیدار جلوہ الٰہی سے غشی میں آجانا جذب تھا۔ وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا [1] اور معراج میں حضور ﷺ کا عین ذات کو دیکھ کر تبسم فرمانا سلوک ہے۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی [2] یعنی رب تعالیٰ نے آپ کو عشق الٰہی میں وارفتہ و مجذوب پایا تو درجہ سلوک عطا فرمایا۔ [3]

ع۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ''ضَآلًّا'' کا معنی متحیراً ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قرآن کریم کے بیان میں حیران پایا تو اس کے بیان کی تعلیم فرمادی۔ [4]

غ۔ رازی نے لکھا کہ عرب کے محاورہ میں ہے ضل الماء فی اللبن۔ (دودھ میں پانی ''ضال'' (گم) ہوا۔) یعنی اس کے اندر مغمور و غائب ہو گیا اس محاورہ کے موافق آیت میں یہ معنے ہوتے ہیں کہ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک قوم کے درمیان میں

1- پس موسیٰ ؑ (تجلی الٰہی کی) چمک سے بے ہوش ہو گئے۔ (الاعراف۔۱۴۳)

2- نہ اس کی آنکھ (بوقت رویت جناب باری تعالیٰ) کسی طرف پھری اور نہ بہکی۔ (النجم۔۱۷)

3- قرآن وتفسیری حاشیہ نور العرفان از مفتی احمد یار خان نعیمی

4- بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۹۰ مطبوعہ مکتبہ ضیاء القرآن لاہور

Marfat.com

گم پایا پس تجھے ہدایت دی۔ یعنی تو اس قوم کے درمیان میں پیدا کیا گیا اور گم نام رکھا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیرا نام پاک روشن کیا اور قوت دی۔ یہاں تک کہ تیرا دین ظاہر ہوا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ [1]۔ یعنی تیرا ذکر ہم نے بلند کیا۔[2]

ف۔ اور غیب کے اسرار آپ ﷺ پر کھول دیئے اور علم ما کان و مایکون عطا کیے اپنی ذات و صفات کی معرفت میں سب سے بلند مرتبہ عنایت کیا۔ مفسرین نے ایک معنی اس آیت کے یہ بھی بیان کیے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا وارفتہ پایا کہ آپ اپنے نفس اور اپنے مرتبہ کی خبر نہیں رکھتے تھے تو آپ کو آپ کی ذات وصفات اور مراتب و درجات کی معرفت عطا فرمائی۔ انبیا علیہم السلام سب معصوم ہوتے ہیں نبوت سے قبل بھی اور نبوت سے بعد بھی اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کے ہمیشہ سے عارف ہوتے ہیں۔[3]

ق۔ وَوَجَدَکَ اور اسنے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو پایا "ضَآلاً". ناواقف۔ ضال کے معنی یہاں حیران و سرگردان کے ہیں۔ فَھَدٰی. پھر آپ کو ہدایت کی یعنی آپ کو ان سب حالات کے اسرار اور رموز سے واقف فرمایا اور دین و شریعت کا پورا علم عطا فرمایا۔ یہ فَھَدٰی دراصل فھدك تھا۔ قافیہ کی خاطر خطاب کے کاف کو حذف کر دیا گیا ہے۔[4]

ک۔ مولوی فیروز الدین صاحب ڈسکوی نے اپنی پنجابی منظوم تفسیر میں آیہ

1- اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا (انشراح۔۴)

2- تفسیر مواہب الرحمٰن المعروف بہ جامع البیان جلد دہم مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور

3- ترجمہ وتفسیری حاشیہ کشف الرحمٰن مصنفہ مولانا احمد سعید دہلوی مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کراچی

4- تفسیر کاشف البیان جلد ششم ص ۵۵۴۔۵۵۵

Marfat.com

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی کے ذیل میں یہ اشعار قلم بند فرمائے ہیں۔

طالب راہ ہدایت دا پھر اس نے تینوں پایا اپنی پاک شریعت دا اس تینوں راہ وکھایا
طالب ساہیں توں دنیا اندر خاص وصال الٰہی حاصل ہویا دنیا اندر قرب کمال الٰہی (1)

ن۔ اور اللہ تعالیٰ نے معالم نبوت اور احکام شریعت سے بے خبر اور ناواقف پایا پھر آپ کو راہ دکھائی یعنی منزل مقصود تک پہنچا دیا .... یعنی آپ ﷺ نہ نبوت سے واقف تھے نہ کتاب سے واقف، یعنی نہ شریعت و ایمان کی تفصیل سے واقف تھے مگر راہ کی تلاش میں بے چین و حیران۔ آخر یک سوئی حاصل کرنے کی غرض سے غار حرا میں جانا شروع کیا اور بالآخر جس (چیز) کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ وہ پالی (وحی ربانی) اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا کہ تلاش حق کرنے والے کو حق مل گیا ہے۔(2)

م۔ بعض نے کہا کہ ضَآلًّا سے حقیقت میں قوم یعنی امت مراد ہے۔ ولیکن اللہ تعالیٰ مالک الملک ذوالجلال والاکرام ہے تو اس نے

1- ترجمہ وتفسیر (منظوم پنجابی) فیروزی پارہ تیس۔ طابع حاجی چراغ الدین، سراج الدین تاجران کتب لاہور۔ مولانا ڈسکوی نے آیہ زیر عنوان کا ترجمہ یہ دیا ہے۔
اور تجھے طالب (راہ حق) پایا تو ہدایت کر دی۔ (ص ۱۰۲۔ ایضاً)

2- مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی نے مسئلہ کے عنوان سے لکھا ہے کہ "انبیائے کرام گمراہی اور کفر سے ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں۔ جو کوئی ان کو نبوت سے پہلے یا نبوت کے بعد کسی آن میں کافر یا گمراہ مانے وہ خود بے دین ہے حضرت آدمؑ نے پیدا ہوتے ہی کلمہ طیبہ ساق عرش پر لکھا ہوا پڑھ لیا حضرت عیسیٰؑ نے پیدا ہوتے ہی فرمایا کہ "میں اللہ کا بندہ ہوں اور نبی اور صاحب کتاب ہوں اپنی والدہ ماجدہ کی اطاعت کرنے والا اور نماز کا قائم رکھنے والا ہوں" حضرت ابراہیمؑ نے زبان کھولتے ہی اپنی والدہ اور چچا کو اور اپنی قوم کو توحید کا سبق پڑھایا جب یہ حضرات لڑکپن شریف میں ایسے عارف باللہ ہوں تو کون سا وقت ان کی گمراہی کا ہوسکتا ہے؟ (حاشیہ قرآن تفسیر نعیمی)

Marfat.com

خطاب صرف اپنے حبیب رسول ﷺ سے فرمایا۔ جو خطاب کے لائق تھا اور اس تاویل کے موافق آیہ وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَهَدٰی کے معنے یہ ہوئے کہ ہم نے تیری قوم کو ضلالت میں پایا پھر تیری وجہ سے ان کو ہدایت دی۔ اگر کوئی کہے کہ آیت میں آنحضرت ﷺ پر انعامات بیان فرمائے ہیں۔ اور اس تاویل کے موافق قوم پر انعام ہوا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر بھی بڑا انعام ہوا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے ایک شخص کو ہدایت دے تو یہ بات تیرے واسطے سرخ اونٹوں کے گلہ سے بڑھ کر ہے۔''[1]

ن۔ اب فرمایا کہ آپ کو ضال پایا۔ اس کی بہت سی تفسیریں ہیں ''ضال'' کے معنی گمراہ ہو ہی نہیں سکتے۔ چند ایک معانی یہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ ﷺ ہماری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) محبت میں ایسے خود رفتہ تھے۔ کہ آپ ﷺ کو اپنے درجات کی اور اپنے نفس کی خبر نہ رہی تھی۔ تو ہم نے آپ کو اس درجہ سے ترقی دے کر سلوک دیا اس سے معلوم ہوا کہ جذبہ (دنیا اور امور دنیا سے لاتعلقی) سے سلوک (اعتدال پسند زندگی) افضل ہے۔ ایک معنی یہ ہیں کہ شب معراج میں آپ کو اپنی صفتوں سے ناواقف پایا تو آپ کو اپنی ان صفتوں سے خبردار کر دیا۔ تاکہ ہماری بارگاہ میں آکر ان سے ہماری حمد کریں۔[2]

و۔ اس ہدایت وضلالت کا بیان وہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بالغ ہونے کے بعد کمال عقل اور دانائی کے سبب سے اس قدر معلوم ہوا کہ بتوں کی پوجا اور کفرو جاہلیت کی رسمیں سب بے اصل اور پوچ

1- رازی بحوالہ مواہب الرحمٰن المعروف بہ جامع البیان جلد دہم ص ۷۴۸

2- مدارج النبوت بحوالہ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ص ۲۲۰۔۲۱۹

Marfat.com

ہیں۔ تو دین حق کی کھوج اور تلاش کے در پے ہوئے اور بڑے بوڑھوں کی زبان سے سنا کہ ہمارا اصل دین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے آنحضرت ﷺ کو یہ خیال بندھا اور تدبیر سوجھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خدا کی طرف پورا رجوع ہو جاؤں۔ اور اسکی عبادت و بندگی کروں لیکن جب دین ابراہیمی نہ کسی کو یاد رہا تھا اور نہ کسی کتاب میں لکھا ہوا (موجود تھا) اور نہ آنحضرت ﷺ کتاب پڑھ سکتے تھے لہٰذا بالضرور اس دین کے احکام کے کھوج اور تلاش کرنے میں بے قرار ہو کر تسبیح تہلیل، تکبیر اعتکاف، جنابت کا غسل، حج کے مناسک ادا کرنے اور خلوت اور گوشہ نشینی سے اور اسی نوع کے اور دوسرے امورات سے جس قدر معلوم ہوا اسی قدر مشغول رہتے تھے اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے ان کو پاک دین کے اصول پر مطلع فرمایا اور آگاہ کیا اور اس پاک دین کے فروعات بہت اچھی طرح سے ان کے لیے معین و مقرر فرمائے اس دم وہ ان کی بے قراری جو دین حق نہ پانے کے سبب رہتی تھی۔ گویا اپنی کھوئی ہوئی چیز پائی اور جس راہ سے چلا چاہتے تھے اور وہ راہ سوجھ نہ پڑتی تھی۔ راہ آپ ﷺ کو دکھائی اس باعث اس راہ کے نہ پانے کی بیقراری کو راہ بھولنے سے نسبت دی۔ یعنی ''ضالاً'' فرمایا۔ اور تفسیر والے جنہوں نے یہ بات جیسی چاہیے ویسی پوری نہ سمجھے سو اس بھولنے کی تفسیر میں بہت دور جا پڑے ہیں۔[1][2]

1- تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سپارہ تیس ص ۶۵-۳۶۴

2- ضالا بمعنی ''بھٹکنا'' یہ ترجمہ متعدد مترجمین و مفسرین نے کیا ہے۔ جو لفظی ترجمہ کے اعتبار سے یقیناً صحیح ہے۔ مگر اس کے باوجود نبی کی حیثیت کو مدنظر رکھیں تو ساعت پر گراں ہے اور نبی ﷺ کے ساتھ دینی عقیدت کو صدمہ پہنچاتا ہے (مقدمہ قرآن ترجمہ کنز الایمان از اعلحضرت از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ص ۹)

Marfat.com

ھ۔ اور بعضے کہتے ہیں ضال سے مراد ہجرت کے رخ کا بھولنا ہے کہ کس طرف جانا چاہیے یا قبلے کا گم کرنا یا جبرئیل علیہ السلام کو پہلے پہل نہ پہچاننا یا دنیا کے کاروبار کی راہ بھولنا کہ آنحضرت ﷺ عبادت میں نہایت مشغول ہونے کے سبب دنیا کے کام کاج اور لین دین کے دستور سے خبردار نہ تھے اور سروکار نہ رکھتے تھے۔ یا آسمانی راستوں کا گم کرنا کہ وہ راستے معراج کی رات معلوم ہوئے۔[1]

۶۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی یہاں ضلال کے وہ معنی نہیں جو اردو محاورہ میں مستعمل ہیں۔ کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اس کا محاورہ جدا ہے۔ سو عربی میں اس کے معنی ''مطلق ناواقفی'' کے ہیں کہ اور وہ اپنی دونوں قسموں کو عام ہے ایک وہ جو احکام آنے کے قبل ہو اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ میں ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہیں کیونکہ نبوت کے بعد علوم وحی سے معلوم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ قبل از نبوت وہ معلوم نہیں ہوتے تو بس آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہے وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ[2][3]

ی۔ جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے پاس ذرا بڑے ہوئے اور

1- تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سپارہ تیس ص ۳۶۶

2- اللہ نے خصوصی طور پر اپنے پاس سے حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو علوم سکھائے جن سے آپ واقف نہ تھے۔ علوم الٰہیہ میں خدا کا ذاتی علم غیب بھی شامل ہے۔ جو اگر اللہ آپ ﷺ کو سکھانا چاہے تو اسے روکنے والا کون ہے؟ سورۃ النساء کی درج بالا آیت میں مطلق ''علم'' کا لفظ آیا ہے جس میں علم غیب کا شامل ہونا ممکن ہے اور علم غیب کو اللہ کی نبی کو تعلیم سے خارج کرنا ''علم'' کے مطلق کو مقید کرنا ہے۔ جو ترجمہ کے اخلاق سے زیادتی ہے۔ واللہ اعلم

3- نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب از مولانا اشرف علی تھانوی ص ۲۶۳

Marfat.com

پہلی بار شق صدر کا واقعہ پیش آیا تو وہ پریشان ہوگئیں اور جناب رسالتمآب ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے کر آئیں والدہ محترمہ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ مگر حلیمہ ابھی پہنچا کر واپس ہوئی تھیں کہ آپ باہر نکلے اور راستہ بھول کر کہیں چلے گئے تلاش کیا گیا آپ نہیں ملے تو سب پریشان ہوگئے اس وقت بوڑھے اور غمزدہ دادا کی بیتابی عجیب تھی۔ اس بے تابی میں وہ حرم میں پہنچے اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرنے لگے ابن سعد نے اس دعا (مناجات) کے چند شعر نقل کئے ہیں۔

اللھم ادراکنی محمدا ادہ الی واصطنع عندی جیدا

انت الذی جعلتہ لی عضدا لا یبعدہ الدھر فیعبدا بدا

انت الذی سمیتہ محمدا

(ترجمہ): ''خداوند میرے سوار محمد ﷺ کو پہنچا دے اور مجھ پر احسان فرما، تو ہی ہے جس نے اسے میرا بازو بنایا ہے اس کو کبھی بھی گردش زمانہ کی تباہی میں نہ ڈال کہ اس پر بربادی آئے تو ہی ہے جس نے اس کا نام محمد رکھا۔

اسی بے تابی میں تھے کہ تھوڑی دیر میں کسی نے آپ ﷺ کو پہنچا دیا یا آپ ﷺ پہنچ گئے تو جناب عبدالمطلب نے گلے لگا لیا۔ اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ (1)

ے۔ علامہ رحمت اللہ کیرانوی اپنی تصنیف ازالہ باطل ''اظہار الحق'' میں آیہ زیر بحث پر گفتگو فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

پہلی (بات یہ کہ) آیت میں ضال سے مراد ضال عن الایمان (یعنی ایمان سے بھٹکا ہوا) نہیں ہے کہ کافر کے معنی میں ہو سکے اور عیسائیوں کے لیے موجب اعتراض بن سکے۔ بلکہ اس آیت کی چند تفسیریں ہیں

1- نقد و تبصرہ بر کنز الایمان و خزائن العرفان از مولانا سید حامد میاں، ص ۸۰ ـ ۷۹

Marfat.com

جو درج ذیل ہیں۔[1]

☆ اول موضوع روایت میں منقول ہے کہ ”میں بچپن میں اپنے دادا عبدالمطلب سے راستہ بھول کر الگ ہوگیا تھا۔ قریب تھا کہ شدت بھوک سے جان جاتی رہے کہ اللہ نے صحیح راستے پر ڈال دیا اور میں دادا کے پاس پہنچ گیا۔“[2]

☆ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی شریعت سے ناواقف پایا یعنی آپ کو اپنی شریعت کا علم الہام الٰہی کے بعد ہوا۔ یا وحی کے ذریعے، غرض خدا نے ہی شریعت کی جانب کبھی وحی جلی کے ذریعے اور کبھی وحی خفی کے ذریعے سے آپ کی رہنمائی کی۔ جلالین اور بیضاوی دنوں کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو حکم واحکام کے علم سے ناواقف پایا پس خدا نے آپ ﷺ کی رہنمائی کی۔ اور وحی کے ذریعے حکم واحکام کی تعلیم دی اور غور وفکر کی توفیق عطا فرمائی۔[3]

☆ تیسرا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس سے قبل نبوت ملنے کی کوئی توقع یا امکان نظر نہ آیا تھا بلکہ اس کا تصور وخیال بھی آپ کو نہ ہوا تھا کیونکہ یہود ونصاریٰ میں یہ بات عام طور پر مشہور چلی آتی تھی۔ کہ نبوت صرف اسرائیل کی اولاد کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس ہم نے آپ ﷺ کے لیے نبوت کی راہ کھول دی جس کی آپ ﷺ کو کچھ بھی توقع نہ

1- اس سے پہلے مختلف تفاسیر وکتب دینیہ کے حوالے سے جن پہلوؤں پر گفتگو ہو چکی ہے۔ اس سے مزید جو نکات مختصراً جامعاً مولانا کیرانوی نے گنوائے ہیں۔ صرف ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

2- قرطبی، ابن کثیر اور بغوی نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

3- اس موضوع پر پہلے تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ مولانا کی گفتگو کو پھر سے مختصراً کر کے بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

تھی۔ (1)

☆ چوتھا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اس سے پہلے ہجرت اور ترک وطن کے مجاز نہ تھے نہ آپ کو اس کا علم تھا۔ نہ اسکی توقع کہ وطن چھوڑنے کی اجازت اور حکم ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے اذن و اجازت کے ساتھ ہجرت کی راہ کھول دی۔ (2)

☆ پانچواں مطلب یہ کہ اہل عرب ایسے درخت کو جو کسی چٹیل میدان میں یکہ وتنہا پایا جائے۔ ''ضالۃ'' کہا کرتے تھے اب آیت شریف کے معنی یہ ہوئے کہ گویا حق تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہ عرب کا علاقہ اس چٹیل بیابان کی طرح تھا۔ جسمیں کوئی ایسا درخت جس پر ایمان کا پھل آتا ہو سوائے آپ ﷺ کی ذات گرامی کے کوئی اور نہ تھا۔ گویا آپ جہل و ضلالت کے صحرا میں پائے جانے والے یکتا ایمان کے درخت تھے۔ پس ہم نے آپ ﷺ کے ذریعے مخلوق کی رہنمائی کی۔ (3)

☆ چھٹے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ ﷺ قبلہ کی نسبت متحیر و حیران تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی پرانی آرزو تھی کہ کعبۃ اللہ کو قبلہ بنایا جائے لیکن آپ ﷺ کو پتہ نہ تھا کہ یہ آرزو پوری ہوگی یا نہیں اس تحیر کو ضلال کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ پھر اللہ نے اس کا پتہ آپ ﷺ کو اس ارشاد

1- تفسیر مواہب الرحمٰن کے مولف نے یہ گفتگو امام رازی کے حوالے سے نقل کی ہے اور اس پر تنقید بھی کی ہے۔

2- ہجرت کرنا دراصل اس بلاد شریفہ کی طرف آپ ﷺ کی رہنمائی کرنا مقصود تھا جہاں آپ ﷺ کی پذیرائی ،امامت وقیادت کا فروغ پانا مقدر تھا۔

3- اس تشریح وتعبیر کو تقریباً تمام عربی ، فارسی اور اردو کے مفسرین نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ رازی ، روح المعانی، روح البیان ، ثنائی (مظہری) ، مواہب ، ضیاء القرآن وغیرہ تفسیروں میں یہ تعبیر وتاویل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

سے کر دیا کہ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَةً تَرۡضٰىهَا [1]

☆ ساتویں معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی قوم میں کسمپرسی کی حالت میں پایا کہ وہ لوگ یعنی (مشرکین مکہ و کفار عرب) آپ ﷺ کو اذیتیں دیتے چلے جاتے تھے اور آپ کی شخصیت کا قطعی احترام و لحاظ نہ کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ کے مشن اور تحریک کو طاقتور بنا کر آپ ﷺ کو ان کا حاکم اور والی بنا دیا۔ اس طرح آپ ﷺ پر انعام فرمایا اور آپ ﷺ کی قوم کو آپ ﷺ کے ذریعے سے ہدایت کی۔ [2]

☆ آٹھویں معنی یہ ہیں کہ شب معراج میں حضوری کے وقت اللہ کی ہیبت اور خشیت کی وجہ سے اس موقع پر دربار شاہی کے آداب کے تحت جو کچھ آپ کو عرض کرنا چاہیے تھا۔ وہ آپ ﷺ بھول گئے تھے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو خدا کی حمد و ثنا کا مضمون یاد دلا دیا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ **لا احصی ثنا علیک**۔ اس معنی کے لیے آیہ مذکورہ میں ضلال کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اتنے تفسیری و کلامی دلائل دینے کے بعد مولانا کیرانوی فرماتے ہیں کہ:

"غرض کسی صورت میں بھی اس آیت سے عیسائیوں کا استدلال اپنے دعویٰ پر صحیح نہیں ہے آیت مذکورہ کی تفسیر ان مذکورہ صورتوں میں سے کسی ایک طریق سے کرنا ضروری ہے یا پھر ان معانی کے ساتھ جن کو مفسرین نے

1- ترجمہ: پس ہم آپ کو ایسا قبلہ دیں گے جو آپ کو پسند ہوگا (البقرہ۔۱۴۵)

2- یہ انعام اس دعا کی قبولیت کی صورت میں تھا۔ جو آپ ﷺ اپنی قوم کے رویہ سے آزردہ ہو کر اکثر کیا کرتے تھے کہ "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون"۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے دے۔ پس یہ (میری قوم کے افراد) نہیں جانتے (اور میری تکذیب اور تیرے احکام کا انکار کرتے رہتے ہیں)

Marfat.com

آیت ذیل کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی (النجم) کیونکہ اس سے بلاشبہ دینی امور میں ضلالت اور غوایت کی نفی مقصود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ آپ ﷺ سے کفر کا صدور ہوا اور نہ اس سے کم چیز یعنی فسق کا۔

دوسری آیت (یعنی مَاکُنْتَ تَدْرِیْ مَاالْکِتٰبُ وَلَاالْاِیْمَانُ) میں کتاب سے مراد قرآن اور ایمان سے مراد احکام شرعیہ کی تفصیلات کا علم آپ ﷺ کو نہ تھا۔ یہ بات قطعی صحیح ہے کیونکہ حضور ﷺ وحی کے نازل ہونے سے قبل توحید پر اجمالی طور پر ایمان رکھتے تھے۔ اس کی اور جملہ احکام شرعیہ کی تفصیلات کا حال آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا جو آپ ﷺ کو نزول وحی کے بعد حاصل ہوا۔ [(1)] [(2)] [(3)]

گذشتہ بحث میں آیہ زیر عنوان پر مختلف پہلوؤں سے گفتگو کرنے کے بعد یہ حقیقت واشگاف ہوئی کہ اگرچہ چند علماء ومفسرین نے ضآلًا کے معنی کرتے وقت الفاظ کے انتخاب میں خاص احتیاط اور نبی کی معصوم عن الخطاء

1- اظہار الحق جلد سوم باب پنجم

2- سورۃ النساء کی آیت وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ آپ کے شرف علم کی عظمت پر گواہ ہے۔ جس پر گفتگو آگے آتی ہے۔

3- مذکورہ گفتگو پر علامہ کیرانوی نے یہ اضافہ کیا ہے "یا پھر ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ آیت ذیل وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ (اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہیں ہے) (البقرہ 143) میں ایمان سے مراد نماز ہے اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ قرآن اور نماز سے واقف نہ تھے اور یہ بات یقینی ہے کہ حضور ﷺ کو نبوت سے قبل اس نماز کی کیفیت کا جو بعد کو آپ ﷺ کی شریعت میں مشروع ہوئی ہے علم نہیں تھا۔ یا پھر ایمان سے مضاف محذوف ہونے کی بناء پر اہل ایمان مراد ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کو قرآن اور اہل ایمان کا علم نہ تھا۔ کہ کون لوگ آپ پر ایمان لائیں گے۔ لہٰذا آپ کو یہ علم دے دیا گیا۔

Marfat.com

حیثیت کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اس کے باوجود تمام کے تمام علماء اپنی تفسیروں ، تشریحوں ، تاویلوں، دلیلوں اور لغوی بحثوں میں ایک بات پر متفق ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ سے ضلال (بمعنی گمراہ) کفر، فسق اور دوسرے غیر دینی اور مشرکانہ امور کا صدور ناممکن ہے۔ ❁ اس نکتہ پر بھی تقریباً تمام علماء کی رائے ایک ہے کہ ''ضالاً'' سے مراد گمراہی تو ممکنات میں سے ہرگز نہیں ہے یہاں علوم شرعیہ، احکام دینیہ اور صحیفہ الٰہی یعنی قرآن کریم سے قبل از نزول وحی ناواقفیت ممکن ہے۔ یہ واقفیت آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی عنایات نچھاور کرتے ہوئے بذریعہ وحی بخشی۔ لیکن اگر بہ نظر غائر اس مطلب و مفہوم کا جائزہ لیا جائے تو دو باتیں سامنے آتی ہیں۔

اول: بذریعہ وحی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ذاتی علم میں سے جتنا چاہا اپنے رسولوں اور انبیاء کو ان کا حصہ بخشا ہے۔ یہ شرف ہر پیغمبر کو عطا ہوا۔ اور اس میں کسی کے علم و معرفت کی تخصیص و تحدید نہیں کی جاسکتی۔

دوم: رسول اللہ ﷺ کو بھی گذشتہ انبیاء کے احوال و شرائع احکام شریعت ، دینی امور اور عقائد بالغیب (یعنی جنت ، دوزخ ، فرشتے وغیرہ) کا علم بذریعہ وحی بخشا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ چونکہ فخر موجودات ﷺ کی نبوت و رسالت کا قیام روز محشر تک مقدر ہو چکا ہے۔ لہٰذا

❁۔ شخصیت پرستی ہم میں کچھ اس غلو کی حد تک رواج پا گئی ہے کہ ہم اپنی محبوب شخصیات کے دفاع کے لیے محبوب رب العالمین ﷺ کے روشن مطہر، مزکی اور سرمد کردار پر حرف گیری کیلئے شیر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مضمون موجودہ میں لفظ ''ضالاً'' پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا سید حامد میاں نے ضالا کو بمعنی بھٹکا ہوا ثابت کرنے کے لیے عربی لغت وگرامر کا سہارا لیا ہے اس طرح انہوں نے مولوی محمود حسن دیوبندی کے ترجمہ (بھٹکا ہوا) کا دفاع کیا ہے اپنی اس کوشش میں وہ ذات محمدیؐ پر تنقیص ثابت کرنے کا گناہ کر گئے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک (تفصیل کے لیے دیکھئے نقد و تبصرہ بر کنز الایمان و خزائن العرفان از مولانا سید حامد میاں ص ۵۰)

Marfat.com

آپ ﷺ کو دوسرے انبیاء کی بہ نسبت ایک منفرد وعظیم فضیلت کے حامل ہونے کی وجہ سے دوسری تمام نبوتوں کی فضیلتوں میں بھی تمام انبیاء سے ممتاز ہونا چاہیے۔ لہٰذا شرف علم کے معاملے میں آپ کو یقیناً ممتاز کیا گیا چند دلائل یہ ہیں۔

۱۔ جس طرح آپ ﷺ تمام انبیاء کے فضائل و خصائص کے جامع ہیں بعینہ قرآن فرقان صحائف گذشتہ کا جامع ہے یعنی گذشتہ انبیاء کی تمام تعلیمات و احکامات کا خلاصہ، نچوڑ اور ان سے بہتر دین عمل اس میں پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ جس طرح آپ ﷺ کو ماقبل انبیاء کے حالات، امتوں کی اطاعت و گمراہی اور تاریخی حقائق کا علم بخشا گیا اسی طرح آپؐ کو آپؐ کے اپنے بعد کے دور کے بارے میں علم سے نوازا گیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیرت النبی جلد سوم از سید سلیمان ندویؒ اور اظہار الحق جلد دوم پانچواں باب فصل اول از علامہ رحمت اللہ کیرانوی۔ مزید دیکھئے قرآن و حدیث کی پیشنگوئیاں جوکہ تفسیر، حدیث اور سیرت و فضائل کی مستند کتابوں میں بکھری ہوئی علوم محمدی ﷺ پر شاہد ہیں۔

۳۔ آپ ﷺ کو صرف علم و معرفت سے نہیں نوازا گیا۔ بلکہ مشاہدات و سیر فی الکائنات کے شرف سے بھی نوازا گیا۔ روحانی معراجوں کی کثرت اور جسمانی معراج اس دلیل پر گواہ ہیں۔ جن کے دوران آپ ﷺ کو جنت و دوزخ، سزاو جزا، ملائکہ و مقامات محبوبین و معذبین، عرش و کرسی، لوح و قلم، ذات باری، غرضیکہ احاطہ بیان میں نہ آسکنے والی حقیقتوں کے مشاہدات سے مشرف کیا گیا۔ اگرچہ یہ مشاہدات کم وبیش ہر پیغمبر کو کروائے گئے ہیں۔ مگر آں حضرت ﷺ کے لیے ان کی دوسرے تمام انبیاء کی جمیع مشاہدات

Marfat.com

سے بھی زیادتی ثابت شدہ ہے۔

۴۔ آپ ﷺ کے علوم و معارف کو صرف دین تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ علوم و معاشرت، نجی و مجلسی زندگی، کاروبار و ملازمت، حکومت و سیاست، معاش، سائنس، فلسفہ، جنگ، امن، برتر و کمتر، آزاد و غلام، عالم و جاہل، ذکور و اناث، عوام و خواص غرضیکہ تمام طبقہ ہائے کائنات و جمیع انسان و بہائم کے لیے مشترک مفید و رہنما ہیں۔ جن کا احاطہ کرنا بھی ناممکن ہے۔ آپ ﷺ کے علوم اور ان کے فوائد و خواص پر سینکڑوں کتب لکھی جا چکی ہیں جو آپ ﷺ کی جملہ انبیا کے جمیع علوم سے زیادتی پر دلیل واضح ہیں۔

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ ضَآلاً کی تفسیر میں نماز، روزہ، احکام و مناہی، قرآن و تبلیغ اور صرف طلب الٰہی تک آپ کی حیرانی و سرگردانی[1]

1- اگرچہ جمہور مفسرین، محدثین اور علمائے امت نے ضآلاً کو حیرانی و سرگردانی بھی کہا ہے۔ چند ایک علماء نے اسے خود رفتگی کہا ہے۔ کچھ نے اسے طلب الٰہی یا معرفت الٰہی کا نام دیا ہے۔ لیکن مشہور اہل قرآن مفکر غلام احمد پرویز نے بھی اس لفظ کو بالخصوص حیرانی و سرگردانی سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے اَلضَّـلَّةُ۔ حیرت، متحیر ہونا، سرگردان پھرنا۔ (Perplexed - Confused) جب رسول اللہ ﷺ نبوت سے پہلے تلاش حقیقت میں حیران و سرگرداں پھرتے تھے تو قرآن کریم نے اس کیفیت کو ووجدک ضآلاً (۷/۹۳) سے تعبیر کیا ہے ایک ہونے والا نبی نبوت سے پہلے بھی غلط تصورات زندگی سے غیر مطمئن ہوتا ہے لیکن چونکہ صحیح تصورات اس کے سامنے نہیں ہوتے اسے لیے وہ ان کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے اس کے بعد اسے خدا کی طرف سے رہنمائی مل جاتی ہے تو یہ سرگردانی ختم ہو جاتی ہے۔ (لغات القرآن جلد سوم ص ۱۰۶۹ مرتبہ پرویز۔ مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور)

Marfat.com

قرین صواب نہیں ہے اور پھر فَھَدٰی میں صرف انہی علوم و معارف کا حصول و وصول بھی آپ ﷺ کے شرف کو محدود کرتا ہے۔ بلکہ ضَآلًا سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ آپ کو اللہ کی وحدانیت، عبادت، حق و باطل، اطاعت و گمراہی وغیرہ کا علم ازل سے حاصل تھا۔ مگر آپ ابھی تک متعدد علوم و مشاہدات سے نوازے نہیں گئے تھے جن کا تذکرہ تو کیا جا سکتا ہے مگر احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ان علوم و مشاہدات سے بھی نواز دیئے گئے۔ اسی لیے بعض علماء کا اسی آیہ کی تفسیر میں یہ کہنا کہ آپ کو علم "ماکان ومایکون" سے نوازے جانے کا ذکر ہے، حقیقت سے کچھ بعید نہیں ہے بلکہ ماکان و مایکون کہہ کر بھی اللہ کی عطا اور رسول خدا ﷺ کی علمیت و معرفت کو محدود کر دیا گیا ہے۔ کہنا یہ چاہیے تھا کہ آپ کو جو اللہ نے چاہا علوم و معارف سے نوازا۔ کتنا نوازا، کیسے نوازا، کیوں نوازا، یہ ہمارے حصر سے باہر بھی ہے اور اس پر گفتگو کرنے کا ہمیں حق بھی نہیں اس لیے کہ

1۔ خداوند تعالیٰ نے بھی اپنی عطا کا ذکر کرتے وقت تحدید و تخصیص کو چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ سورۃ نساء (آیہ۔۱۱۳) میں فرمایا گیا۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ

(اور آپ کو علم (مشاہدہ) سے نوازا۔ جو کہ آپ ﷺ نہیں جانتے تھے)

2- دینے والا خدا بلند و برتر ہے جس کا اپنی عطا کے بارے میں فیصلہ آخر ہے۔وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (اور اللہ کا آپ بڑا فضل ہے) پھر فرمایاوَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (اور اللہ فضل عظیم والا ہے) لینے والا وہ رسول افضل ہے جس کی افضلیت کے بارے میں قرآن کی سند موجود ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ .... لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی .... تا کہ ہم اسے اپنی

Marfat.com

نشانیاں دکھا دیں (نشانیوں کا علم دے دیں) اور وہ اللہ سمیع و بصیر ہے) نہ دینے والا کمزور، نہ لینے والا کمزور۔ دونوں بزرگ و برتر ہیں پھر ہم ناقص العقل، ناقص العلم، ناقص الفہم اور ناقص الوجدان مبتدیوں کو حصر عطا الٰہی اور حصر اخذ رسول اللہ ﷺ کے کرنے کا کیا اختیار ہے اور کیا صداقت؟

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی کی تفسیر ایک اور محتاط نکتہ نظر سے بھی بیان کی گئی ہے۔ جسے اکثر مفسرین نے اپنی تفسیروں میں جگہ دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ نے آپ کو ایک گمراہ اور مشرک قوم کے درمیان پایا۔ پس (پھر اس قوم کو) آپ ﷺ کے ذریعہ سے ہدایت کر دی۔ "یہ تعبیر جتنی محتاط ہے حد نبوت کے اتنی ہی قریب ہے۔ اور مفسرین بالخصوص امام رازی نے اس دلیل کو بطور خاص بیان کیا ہے۔ [1] ای وجد قومک ضالا فهداهم بک (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کو گمراہ پایا اور آپ کے ذریعہ سے ان کو ہدایت بخشی) علامہ ابو حیان اندلسی اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں اسی موضوع پر خامہ فرسائی فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> "ایک رات خواب میں میں نے اس آیت (وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی) کی ترکیب پر غور کر رہا تھا کہ فوراً میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔ اصل میں عبارت یوں ہے۔ وجدک رھطک ضالا فھدابک۔ پھر میں نے کہا کہ جس طرح واسئلو القریۃ اصل میں واسئلو اھل القریۃ ہے۔ اور اھل جو مضاف ہے محذوف ہے۔ اسی طرح

1- تفسیر کبیر۔ تفسیر آیہ زیر عنوان۔ وجہ ہفتم۔ حوالہ کے لیے دیکھئے تفسیر مواہب الرحمٰن جلد دہم تفسیر آیہ زیر عنوان، ص ۲۴۸

Marfat.com

یہاں بھی ربط مضاف محذوف ہے۔''(1)

لہٰذا آیہ زیرِ عنوان کی درج بالا نکتہ نظر سے تفسیر و تاویل عصمت نبوی ﷺ پر بھی شاہد ہے اور قول الٰہی کی صائبیت کے قریب ترین بھی۔ بحث ماقبل میں مسلم علماء و مفسرین کے تمام نکتہ ہائے نظر بیان کیے جا چکے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی ضد بازی، ہٹ دھرمی اور حجود و طغیان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے گمراہ کن خیالات اور صواب و ہدایت سے دور اپنی رائے کو ہی حرف آخر مانے اور حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات با برکات کو ہدف تنقید بنانے کی کوشش کرے تو یہ اس کی اپنی فاتر العقلی اور جنون خیالی ہے ایسا شخص رسول اللہ ﷺ کے ان دشمنوں میں شمار ہوتا ہے جن میں سے ایک کا ذکر خدائے قدوس نے سورۃ القلم میں کیا ہے۔(2) مولنا ابو محمد عبدالحق حقانی اپنی موقر تفسیر

1- دیکھئے تفسیر ماجدی ص ۱۲۰۰، تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۵۹۰

2- وہ ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

i- مکذبین۔ جھٹلانے والے (آیہ ۸)

ii- حلاف مھین۔ جھوٹی قسمیں کھانے والا۔ بیقدرا (آیہ ۱۰)

iii- ھماز۔ بہت نکتہ چین (آیہ۔۱۱)

iv- مشآء بنمیم۔ چغلیاں کھانے والا (آیہ۔۱۱)

v- مناع للخیر. بھلائی سے بہت روکنے والا (آیہ۔۱۲)

vi- معتداثیم. حد سے بڑھا ہوا اور گنہگار و بدکار (آیہ۔۱۲)

vii- عتل۔ اکھڑ مزاج (آیہ۔۱۳)

viii- زنیم۔ بداصل۔ حرامی۔ برا (آیہ۔۱۳)

ix- ان کان ذامال وبنین اس لئے کہ وہ مال اور اولاد والا ہے (آیہ۔۱۴)

یعنی یہ غرور، سرکشی، نافرمانی اور رسول ﷺ کی مخالفت اس وجہ سے ہے کہ وہ مالدار اور صاحب اولاد ہے۔

یہ خصوصیات آپ ﷺ کے مخالفوں و دشمنوں ولید بن مغیرہ، اسود بن عبدیغوث اور اخنس بن شریق کے بارے میں بیان کی گئیں ہیں۔ اکثر کے نزدیک یہ عیوب صرف ولید بن مغیرہ کے ہیں۔ انہیں دیکھو جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

Marfat.com

حقانی، جلد پنجم ص ۲۰۶ پر اسی عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"حضرات انبیاء جمہور اہل اسلام کے نزدیک گمراہی سے پاک تھے۔ ابتدائے عمر سے لے کر اخیر تک کوئی ناپاک دھبہ ان کے دامن عصمت پر نہیں لگا۔ اور نہ لگنا چاہیے۔ اس لیے کہ جس نے ان کو نبی اور مخلوق کا ہادی بنا کر بھیجا وہ ان کی سیرت اور صورت اور اخلاق کو نفرت انگیز کیوں کر ہونے دیتا جس میں سراسر مقصود الٰہی فوت ہوجاتا۔ بعض گمراہوں نے آنحضرت ﷺ کو گمراہ کہنے میں اس لفظ (ضآلًّا) سے استدلال پکڑ کر بڑی جرأت کی ہے۔ اگر نادانستگی ہے تو خیر (تصحیح ہونی چاہیے) اور اگر متعصب عیسائیوں اور ہنود جیسا عناد اور آفتاب پر گرد و غبار ڈالنا مقصود ہے تو بڑا کمینہ پن اور دارین کی روسیاہی ہے۔"

قرآن مجید و فرقان حمید میں غور مخاطب لولاک، فخر موجودات ﷺ کی شان اقدس میں علو، بلندی، عظمت اور زیادت فضیلت پر تو متعدد آیات و دلائل وارد ہوئے ہیں جو کہ اپنے بیان، انداز بیان، انتخاب الفاظ، موقع و محل، سیاق و سباق، سبب نزول کے لحاظ سے صریح ہیں۔ لیکن جہاں بھی مبہم، ذومعنی، متشابہ اور غیر صریح الفاظ لائے گئے ہیں وہاں پر اگر ان الفاظ کا قرینہ ایک پہلو سے ذم کی صورت میں نکلتا ہے تو بیسیوں جہتوں سے محامد کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ چنانچہ شاعر نے ذیل کے شعر میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نام نامی ہے محمد ﷺ جو سراپا حمد ہے
کون بدباطن نکالے اس میں پھر پہلوئے ذم

(تاج الدین تاج عرفانی)

Marfat.com

چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ

(1) اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر ہیں) (سورۃ القلم۔۴)

(2) وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ (اور ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا) (انشراح۔۴)

(3) اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (بیشک ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا کی) (کوثر۔۱)

(4) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (بیشک آپ ﷺ کو جمیع لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا) (سورۃ سبا۔۲۸)

(5) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجا ہے) (انبیاء۔۱۰۷)

(6) وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ (اور تمہارے لیے وہ اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں) (القلم۔۳)

(7) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (وہ خدا عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اس رسول کے جسے اس نے پسند کر لیا ہو) (الجن۔۲۶۔۲۷)

(8) وَجِئْنَا بِکَ شَھِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ (اور ہم ان لوگوں (پہلی امتوں اور ان کے انبیاء) کے مقابلے میں شہادت دینے کے لیے آپ ﷺ کو لائیں گے) (النحل۔۸۹)

(9) فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ (یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بڑے نرم مزاج واقع ہوئے ہو) (آل عمران ۱۵۹)

(10) وَرَحْمَۃٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ (اور وہ (یعنی رسول ﷺ) سراسر رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو تم میں سے ایماندار ہیں) (التوبہ۔۶۱)

Marfat.com

(11) إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے اہل ایمان! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ (الاحزاب۔ ۵۶)

ان گیارہ تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ نے جگہ جگہ اپنے رسول ﷺ کا ذکر خیر خوبیوں، فضیلتوں اور صفات کے ساتھ کیا ہے۔ آپ ﷺ کو سراسر رحمت قرار دیا ہے۔ اور آپ ﷺ کی جہانوں کی طرف بعثت کو بھی "رحمت" قرار دیا ہے۔ اور آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ دوسری جگہوں پر آپ ﷺ کی بعثت کو اپنا فضل، لوگوں کے لیے فوز و فلاح اور علم و روشنی کہا گیا ہے۔ مثلاً:

1- "وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کتاب الٰہی (یعنی قرآن) کی آیات سناتا ہے۔ ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔" (الجمعہ ۲۔۳)

2- "میں نے تمہارے درمیان خود تمہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں میری آیات سناتا ہے تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے۔ تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم (اس سے پہلے ہرگز) نہ جانتے تھے۔" (البقرۃ۔ ۱۵۱)

3- "درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس (کتاب الٰہی یعنی قرآن) کی آیات انہیں سناتا ہے۔ ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔" (آل عمران۔ ۱۶۴)

4- "دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے

Marfat.com

تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔" (التوبہ۔۱۲۷)

5- "(پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے) جو اس پیغمبر و نبی امی کی پیروی اختیار کریں۔" (الاعراف۔۱۵۰)

6- "اللہ نے تمہاری طرف ایک نصیحت نازل کر دی ہے ایسا رسول ﷺ جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے۔ تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔" (الطلاق۔۱۰)☆

ظاہر ہے۔ ان صفات اور فضیلتوں کے حامل نبی ﷺ پر کسی بھی قسم کی بدعملی یا پست فکری کا خیال کرنا "ایں خیال محال است وجنوں" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے راستے کو "اسوہ حسنہ" قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

"درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو" (الاحزاب۔۲۱)

ان تمام تصریحات و توضیحات کے بعد خدائے بزرگ و برتر نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ "ہدایت اور دین حق" کو ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبہ)

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسے پورے جنس دین

☆ غرض پورا قرآن مجید آپ ﷺ کے محاسن و فضائل کی کثرت سے معمور ہے۔ یہ چند مثالیں مشتے از خروارے کے طور پر دی گئی ہیں تاکہ ہر ایک کے لیے حجت بن سکیں۔

Marfat.com

پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ لگے۔

ان آیات ظاہرہ ونصوص طاہرہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور رسالت مآب ﷺ ہمیشہ سے ہدایت یاب تھے۔ تمام زندگی ہدایت یافتہ رہے اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف لاتے رہے۔ اور قیامت کے روز بھی اپنے پیروکاروں کو جہنم سے جنت کی طرف لانے کے لیے ذات باری تعالیٰ کے حضور دعا و سفارش فرمائیں گے۔ اسطرح آپ ﷺ کی ذات دونوں جہانوں میں ''ہدایت'' ثابت ہوتی ہے۔ لہذا اگر اب بھی کوئی آپ ﷺ کے پاکیزہ و منزہ کردار اور اوج ثریا سے بے انتہا بلند سیرت پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرے تو یہ اس کی اپنی خبث باطنی اور بدطینتی ہے اور یہ کیچڑ آخر کو اسی کے منہ پر آئے گی۔ کہ ایسی کیچڑ کا ایسے شخص سے زیادہ کوئی حقدار نہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ آیہ زیر بحث کے حوالے سے مستشرقین یورپ نے حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات کو نشانہ تنقید بنایا ہے اور آپ کو گمراہ (ضال) کہا ہے (نعوذ باللہ) لیکن یہ حقیقت بھی بڑی افسوسناک ہے کہ ان دشمن اسلام علماء نصاری نے اپنی باطل عمارت کی تعمیر و تزئین کے لیے خام مواد ہماری ہی کتابوں سے لیا ہے۔ چنانچہ صاحب مواہب الرحمٰن المعروف بہ جامع البیان نے جلد دہم ص ۲۴۷ میں امام فخر الدین رازی کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

> ''پھر واضح ہو کہ حضرت رسول اللہ محمد خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ بالا جماع ازل ہی سے احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ تھے۔ تو ضال بمعنی (گمراہ) کافر ہرگز آپ ﷺ کی شان مقدس میں لائق و جائز نہیں ہے۔ اور اہل الحق کا بالا جماع یہی قول ہے۔ ولیکن بعضے ضال بدعتی لوگوں نے یہ

Marfat.com

معنی بھی نکالے ہیں جیسے امام رازیؒ نے کلبی سے نقل کیا ہے۔ (1) تو کلبی نے کہا کہ قولہ تعالیٰ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ تجھے (نعوذ باللہ) کافر پایا ایک گمراہ قوم میں پس تجھے توحید کی ہدایت دی۔ اور سدی سے نقل کیا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تجھے تیری قوم کے طریقے پر چالیس برس کی عمر تک پایا پھر اپنے دین کی ہدایت کی۔ (2)

مترجم (سید امیر علی ملیح آبادی) کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان لوگوں کا یہ قول کس اسناد سے روایت کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ آخر زمانے میں یعنی خلیفہ مامون رشید کے زمانے میں واہی فلسفی ملحد خیال کے لوگ بھی پیدا ہوگئے تھے جو الحاد کے خیال کو پھیلانے کے لیے جھوٹی روائتیں بناتے اور لوگوں کو سناتے تھے۔ ولیکن حافظ محدث فوراً ایسے کذاب لوگوں کا جھوٹ پکڑ لیتا تھا۔ اس لیے عوام الناس کو خفیہ سناتے تھے۔ (3)

1- یہ یعنی کلبی شیعہ میں سے ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں بدگوئی بھی کرتا تھا تو رافضیہ میں سے ہوگا

2- معترضین ومغضوبین کی یہ دلیل اس قرآنی دلیل سے بھی باطل قرار پائی ہے کہ خدا تعالیٰ نے تو آپ کی چالیس سالہ زندگی کو آپ ﷺ کی دیانتداری، تقویٰ، صالحیت، دینداری، اور قابل تعریف وتقلید اسوہ اور دلیل قاہرہ کے طور پر کفار مکہ کے سامنے پیش کیا ہے کہ

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس۔۱۶)

(میں نے اپنی عمر اس سے پہلے تمہارے درمیان گزاری ہے۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو) یعنی رسول اللہ ﷺ کی سابقہ زندگی آپ ﷺ کی سچائی کی دلیل ہے۔

3- ایسی ہی ایک جماعت بصرہ میں اخوان الصفاء کے نام سے وجود میں آئی تھی۔ جس کو ہر لحاظ سے خفیہ رکھا گیا اور اس کا مشن اور عقائد ونظریات بھی خفیہ تھے۔

Marfat.com

ملحد کا مطلب اس روایت سے یہ ہوسکتا ہے کہ وہ خبیث اس امر کا قائل تھا کہ پیغمبری علم و عمل ہے۔ تو جو کوئی اس مرتبہ کو پہنچے وہ پیغمبر ہو جاوے اور اس قسم کے ملحد بہت گزرے اور اہل الحق نے حق بات بتلائی کہ رسالت اللہ تعالیٰ کی عطائے جمیل روز ازل سے ہے دنیا میں اس کے موافق (منتخب نبی) علم و عمل پاتا ہے۔[1]

امام الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب راہ حق کی تلاش میں تھے تو آپ اپنی استعداد، سمجھ، فہم اور اس زمانے کی کسوٹیوں کے مطابق مختلف حوالوں اور آثار سے ذات الٰہی تک پہنچنے کی کوشش میں تھے۔ چنانچہ آپؑ کے اس ذہنی وارتقائی سفر کو قرآن کریم نے بہ طوالت بیان کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں کی اور زمین
کی بادشاہت کے جلوے دکھائے تاکہ وہ یقین رکھنے

1- ایسی بات کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالته (اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت سے کس کو نوازیں) یعنی مرتبہ رسالت کسب سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ کی یہ قرآنی آیت بھی بیان کے موافق ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ ...... لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران۔ ۸۱) اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر ایسا رسول یعنی حضرت محمد ﷺ تمہارے پاس آئے جو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو۔ اس آیہ سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ انبیاء و رسل تخلیق کائنات سے بھی پہلے شرف نبوت و رسالت سے نواز دیئے گئے تھے۔ تبھی تو اس گروہ مقدسہ کی ارواح سے عہد اطاعت و نصرت لیا جا رہا ہے۔ اسی پر گفتگو فرماتے ہوئے علامہ سید امیر علی ملیح آبادی فرماتے ہیں کہ "یہی کل انبیاء کرامؑ اور امتیوں کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ازل ہی میں اپنے اپنے درجہ نبوت و ولایت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ حالانکہ اس وقت خلقت کا وجود بھی نہ تھا۔ تو ان کا علم و عمل کہاں تھا۔ بلکہ جس کرامت سے ازل میں بندہ سرفراز ہو چکا ہے دنیا میں پیدا ہو کر اسی تقدیر کے موافق علم و عمل کے واسطے توفیق پاتا ہے۔" (بحوالہ مواہب الرحمٰن جلد دہم ص ۲۴۳)

Marfat.com

والوں میں سے ہو جائے پھر جب ایسا ہوا کہ اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو اسؑ نے (آسمان پر) ایک ستارہ (چمکتا ہوا) دیکھا اسؑ نے کہا "یہ میرا پروردگار ہے" (کہ سب لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں) لیکن جب وہ ڈوب گیا تو کہا "نہیں میں انہیں پسند نہیں کرتا جو ڈوب جانے والے ہیں" (یعنی طلوع و غروب ہوتے رہتے ہیں) پھر جب ایسا ہوا کہ چاند چمکتا ہوا نکل آیا تو ابراہیمؑ نے کہا "یہ میرا پروردگار ہے" لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا "اگر میرے پروردگار نے مجھے راہ نہ دکھائی ہوتی تو میں ضرور اسی گروہ میں سے ہو جاتا۔ جو راہ راست سے بھٹک گیا ہے" پھر جب صبح ہوئی اور سورج چمکتا ہوا طلوع ہوا تو ابراہیمؑ نے کہا "یہ میرا پروردگار ہے کہ یہ سب سے بڑا ہے" لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو اس نے کہا "ہائے میری قوم! تم جو کچھ خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو میں اس سے بیزار ہوں میں نے تو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اسی ہستی کی طرف رخ کر لیا ہے جو (کسی کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ) آسمان و زمین کی بنانے والی ہے (اور جس کے حکم و قانون پر تمام آسمانی اور ارضی مخلوقات چل رہی ہیں) اور میں ان میں سے نہیں جو اس کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرانے والے ہیں" (سورۃ انعام رکوع۔۹۔۱۰)

قرآن مجید کے اس بیان کو بہ نظر غائر پڑھیئے اور اللہ سے توبہ کرتے ہوئے ذرا غور فرمائیے کہ کیا حضرت ابراہیم نے خدا کی ذات کو پہچاننے میں اپنے ماحول اور معاشرتی فضا کے مطابق ایک ارتقائی سفر طے نہ کیا۔ کبھی آپؑ

Marfat.com

نے چمکتے ہوئے ستارے کو پروردگار سمجھا مگر جلد ہی اس کی بے ثباتی دیکھ کر اسے ٹھکرا دیا۔ پھر چاند کے اثر اور زیادہ چمک دمک کو مدنظر رکھ کر اسے پروردگار سمجھنے لگے۔ مگر اس کا زوال بھی آپ کے رجوع کا باعث بنا۔ پھر سورج کو آپؑ معبود سمجھنے لگے مگر اس کا غروب بھی آپؑ کو تلاش حق کی طرف لے جانے کا باعث بنا۔ بالآخر آپؑ نے بن دیکھے اسے پروردگار مان لیا جو زمین و آسمان کا بنانے والا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ ماسوائے اللہ کے کسی اور کو یہ مقام دینا شرک ہے۔ لہذا آپ نے اپنے اس ارتقائی سفر سے سبق لے کر گمراہ ہونے والوں اور انگلیاں اٹھانے والوں کا یہ کہہ کر منہ بند کر دیا کہ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (یعنی میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔) لیکن اگر اس واقعہ کو قرآن کے نکتہ چیں اور کج رووں کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ واقعہ سو فیصد وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کی تفسیر ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرآن نے مبہم الفاظ استعمال کیے ہیں یعنی وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى. ضَآلًّا کی قرآن مجید نے تفصیل بیان نہیں کی۔ بلکہ اشارہ تک نہیں دیا کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی رسوم اور عقائد کی پیروی کی ہو۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماسوائے اللہ کے کسی اور کو کسی بھی حیثیت سے معبود و پروردگار سمجھا ہو۔ لیکن یار لوگوں نے صرف ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور کردار رسالت آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکوک کرنے کے لیے مذکورہ آیت کو بنیاد بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی (قبل از نبوت) بلکہ بعض کے نزدیک بعد از نبوت زندگی پر بت پرستی، گمراہی اور ضلالت کا الزام لگا دیا۔ حالانکہ اس آیت میں ایسا کوئی اشارہ تک نہیں ہے۔ جبکہ سیدنا ابراہیمؑ کے تلاش حق کے سلسلے میں ارتقائی سفر کو قرآن نے باتفصیل بیان کیا ہے۔ اب اگر حضرت ابراہیمؑ مسلمان، یہود، نصاریٰ، مستشرقین، معترضین سب کے نزدیک "حَنِيْفًا

Marfat.com

وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ تو ترجیحاً "حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" [1] ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کا ذات الٰہی کے بارے میں غور و تفکر حضرت ابراہیمؑ کے مندرجہ بالا ارتقائی تعارف سے بالکل مختلف تھا۔ آپ ﷺ غار حرا کی تنہائیوں میں ذات حق کے سلسلے میں جو غور و فکر فرماتے اس کا مختصر سا نقشہ ایک غیر مسلم سیرت نگار نے یوں کھینچا ہے:

"میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں کیا مقصد ہے میرا یہاں اور کہاں ہے میری منزل مقصود۔ یہ پرند چرند اور انسان، حیوان یہ گل و گلزار اور اشجار و انہار ہیں کس کے؟ کوئی آخیر مارک (نقطہ) بھی تو ہے ان کا۔ یہ کھیل کس نے ہے بنائی۔ اور یہ رام لیلا کس نے ہے رچائی۔ آخر ان کعبہ کی مورتیوں کو یہ طاقت کہاں کہ یہ بے جان بت نظام دنیا کا سنبھالیں۔ نہ ان کے سل کے پتھروں کی یہ طاقت کہ یہ عنان عالم ہاتھ میں لیں تو پھر ہے کس صانع کی یہ صنعت کاری اور کس کی کلک قدرت کی ہے یہ قلمکاری؟ ان ہوا کے طبقوں میں یہ تحریک کس کے اشارہ سے ہے اور اس جل تھل پانی میں یہ حرکت کس کے ایما سے ہے آخر کوئی فرمانروا اس مملکت کا ہوگا۔ مگر وہ کدھر ہے۔ مجھے کیوں نظر نہیں آتا۔ اور میرے من کی ترشنا نہیں بجھاتا۔" [2]

آپ ﷺ کے تفکر و انہماک کو شعری پیرائے میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود　　　پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

1- ترجمہ: میں ایک کا ہو کر رہنے والا ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

2- رسول عربیؐ از پروفیسر جی سنگھ داراص ۱۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور

Marfat.com

سبزہ وگل کہاں سے آئے ہیں ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں غمزہ و عشوہ وادا کیا ہے
شکن زلف عنبریں کیوں ہے نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے (1)

کار لائل نے ''ہیرو زاینڈ ہیرو شپ'' (تذکرہ رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے غور وفکر وتحنث (قبل از نبوت عبادت وتفکر) کو یوں بیان کیا ہے:

''سفر وحضر میں ہر جگہ محمد ﷺ کے دل میں ہزاروں سوال پیدا ہوتے ہیں۔ میں کیا ہوں؟ یہ غیر متناہی عالم کیا ہے؟ نبوت کیا شے ہے؟ میں کن چیزوں کا اعتقاد کروں؟ کیا کوہ حرا کی چٹانیں کوہ طور کی سر بفلک چوٹیاں کھنڈر اور میدان، کسی نے آپ ﷺ کے ان سوالوں کا جواب دیا، نہیں ہر گز نہیں۔ بلکہ گنبد گرداں، گردش لیل ونہار، چمکتے ہوئے ستارے، برستے ہوئے بادل، کوئی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکا۔ بلکہ آپ ﷺ کا تفکر اور جذب ان سوالوں میں زیادہ ہوتا گیا۔ (2) (3)

1- رسول عربیؐ از پروفیسر جی سنگھ دار اص ۱۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لاہور

2- بحوالہ سیرت النبیؐ جلد اول ص ۲۰۳ مرتبہ شبلی نعمانی

3- مولانا شبلی نعمانی حضور ﷺ کے ''تحنث وتفکر'' پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار تھا۔ جس کو حرا کہتے تھے آپ مہینوں وہاں جا کر قیام فرماتے اور مراقبہ کرتے۔ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے وہ ختم ہو چکتا تو پھر گھر پر تشریف لاتے اور واپس جا کر مراقبہ میں مصروف ہو جاتے تھے۔'' صحیح بخاری میں ہے کہ غار حرا میں آپ تحنث یعنی عبادت کیا کرتے تھے یہ عبادت کیا تھی۔ عینی شرح بخاری میں ہے کہ

قیل ما کان صفة تعبده اجیب بان ذالك كان بالتفكر والاعتبار

''ترجمہ: یہ سوال کیا گیا ہے کہ (غار حرا میں قبل از نبوت) آپ کی عبادت کیا تھی؟ جواب یہ ہے کہ غور وفکر اور عبرت پذیری'' (سیرت النبی جلد اول ص ۲۰۲)

Marfat.com

قرآن مجید کی ایک (آیت جو گزشتہ ابحاث میں بار بار پیش کی گئی ہے یعنی) مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ (تم کتاب اور ایمان کے بارے میں اس سے پہلے کچھ نہ جانتے تھے) اس آیت کو مکمل طور پر مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کی روشنی میں ضالاً پر مدلل گفتگو ہو سکے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سورۃ الشوریٰ۔۵۲)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک فرشتہ تیری طرف بھیجا (اور) تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے اور لیکن ہم نے یہ روشنی رکھی ہے جس کو چاہیں اپنے بندوں میں سے، اسے راہ سجھا دیتے ہیں اس (روشنی کے ذریعے) سے۔ اور بیشک تو (لوگوں کو) سیدھی راہ سجھاتا ہے۔)[1]

اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ حضور سرور کائنات ﷺ قبل از نبوت نہایت پاکیزہ اور توحید پرستانہ زندگی گزار رہے تھے۔[2] مگر آپ ﷺ نبوت کے عظیم منصب کے بارے میں اتنا کچھ نہ جانتے تھے۔ جتنا کہ ایک نبی کو جاننے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ کتنا جانتے

1- اردو ترجمہ مولانا محمود حسن دیوبندی، تفسیری حاشیہ: مولانا شبیر احمد عثمانی

2- سر ولیم میور "لائف آف محمد ﷺ" میں لکھتا ہے کہ "ہماری تمام تصنیفات محمد ﷺ کے بارہ میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھی، متفق ہیں۔"

Marfat.com

تھے اور نبی کو کتنا جاننے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ قرآن نے اس کی تفصیل بیان نہیں کیا۔ بلکہ ایک اور آیت میں آیہ زیر بحث کی تائید کی ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ۔ (اور تجھ کو علم دیا۔ (وہ یا ان چیزوں کا) جو تو نہیں جانتا تھا۔) یہاں بھی تشریح و تفصیل سے گریز کیا گیا ہے۔

اب اگر آیہ مذکورہ کے آخری حصے یعنی وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جہاں اپنے نبی ﷺ کو یہ حقیقت یاد کروائی ہے کہ قبل از وحی و نبوت آپ ﷺ منصب نبوت اور متعلقات نبوت کے بارے میں تفصیل و گہرائی سے اتنے واقف نہ تھے۔ جتنا کہ نبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ ہم نے یہ روشنی (کتاب) رکھی ہے اور اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس روشنی کے ذریعے راہ سجھا دیتے ہیں۔'' اور اس کا اعلان بھی واشگاف انداز میں کر دیا ہے کہ ''اور بے شک تو (لوگوں کو) سیدھی راہ سجھاتا ہے''

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ کے بعد مذکورہ تصریحات اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ خدائے تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم ما کنت ...... الخ سے نبی ﷺ کی شان میں کوئی بدگمانی نہ کر بیٹھیں۔ بلکہ جان لیں کہ ما کنت ...... الخ کے باوجود بھی اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے سیدھی راہ ہی دکھاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سرکار ختمی مرتبت ﷺ سے زیادہ اس عطا و شرف کا حقدار اور کون ہو سکتا ہے اور یہ بھی جان لیں کہ باوجود مَا كُنْتَ تَدْرِیْ ...... الخ کے آپ ﷺ کو وحی الٰہی کی رہنمائی کے بغیر بھی توحید الٰہی سے لوگوں کو سیدھی راہ ہی دکھایا کرتے تھے۔ اللہ نے اِنَّ کا لفظ لا کر ہمیں متنبہ کر دیا ہے کہ اتنی تصریحات کے بعد اب یہ لازم ہے کہ ہم نبی ﷺ کی ذات کے بارے میں سوءِ ظنی سے دور رہیں اور '' مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا

الْاِیْمَانُ" کی ظاہریت سے شیطانی وسوسوں میں نہ پڑیں۔ ورنہ جان لیں کہ اللہ نے جو بات "اِنَّ" کے تقدم سے شروع کی ہے اس میں مین و میخ نکالنے والا کلام الٰہی کے تیقن و تاکید میں شک و شبہ کا مرتکب ہوتا ہے اور کلام الٰہی کو اسکی اصل غرض و غایت اور روح حقیقی کے ساتھ نہ ماننا بھی ایک طرح سے اس کا انکار ہی ہے۔ جس کی سزا و شناعت کی تفصیل قرآن میں جگہ جگہ وارد ہوئی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ [1]

بات کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ آیت زیر بحث کو اب مرحلہ وار دیکھا جائے۔ چنانچہ اس کا جائزہ یوں درج ہے کہ:

۱۔ اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک فرشتہ تیری طرف بھیجا۔

۲۔ اور تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔

۳۔ اور لیکن ہم نے یہ روشنی (رہنمائی کے لیے) رکھی ہے۔

۴۔ ہم ہدایت کرتے ہیں اس روشنی کے ذریعے سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں۔

۵۔ اور بے شک تو (لوگوں کو) سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

مرحلہ وار مطالعہ سے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ اللہ نے مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ کا ذکر دوسرے نمبر پر کیا ہے جبکہ پہلے نمبر پر آپ ﷺ کی طرف فرشتہ بھیجے جانے کا ذکر ہے یہ تائید الٰہی ہے جو مَا کُنْتَ تَدْرِیْ ......الخ کی حالت میں بھی آپ ﷺ کو حاصل تھی۔ اگرچہ فرشتے کا

1- انکار قرآن کے سلسلے میں خدائے کریم کا ارشاد ہے فَاِنَّهُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ (انعام۔ ع ۴) "پس وہ منکرین و معاندین تجھ (مراد سرکار رسالت مآب ﷺ) کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن ظالم خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔" اس آیت میں منکرین آیات قرآنی کو "ظالم" کہا گیا ہے۔

Marfat.com

آنا اور ذات حق کی طرف سے رہنمائی کا ذریعہ وطریقہ وہ نہیں تھا جو آپ کو منصب نبوت پر فائز کر دینے کے بعد اختیار کیا گیا۔ بہر حال یہ حقیقت شک وشبہ سے مکمل طور پر خالی ہے کہ آپ ﷺ کو تائید الٰہی حاصل تھی۔ اس کے حصول کی شکل کیا تھی۔ اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اسکی ہلکی سی جھلک ان واقعات میں پوشیدہ ہے جو آپ ﷺ کے عربوں کے میلہ و شادی کی تقریب دیکھنے کی خواہش اور پھر اللہ کی طرف سے محفوظ طریقے سے آپ کو ان امور سے دور رکھنے کے سلسلے میں پیچھے بیان ہوئے ہیں۔

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ کے ذکر کے بعد پھر تین انعامات کا ذکر ہے۔

(1) روشنی جو رہنمائی کے لیے رکھی ہے۔

(2) (اس) روشنی کے ذریعے سے اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کو ہدایت دیتے ہیں۔

(3) اور آپ ﷺ بھی لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف چلاتے ہیں۔

یہ تینوں انعامات یہ باور کرانے کو کافی ہیں کہ خدائے واحد کی ذات ہر مرحلہ اور ہر گام آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔ لہذا "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی" کی تصریح آپ ﷺ کے کردار کی پاکیزگی پر گواہ ہے۔[1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذات حق کے تعارف کے سلسلے میں تلاش و جستجو اور ذہنی ارتقاء کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ کے ذات حق کی پہچان کے سلسلے میں تفکر و تدبر اور تحنث وانہماک پر خوب بحث ہو چکی ہے۔ جو

1- پنڈت امر ناتھ زتشی کا بھی یہی خیال ہے چنانچہ وہ کہتا ہے "سیرت نبوی ﷺ کو بہ نظر غور دیکھنے سے یہ بات بآسانی ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ پیدائش سے لیکر وفات تک ہر حال میں آنحضرت ﷺ کو تائید غیبی حاصل رہی ہے۔ جو کہ لازمہ نبوت ہے۔ (رسالہ پیشوا ربیع الاول ۱۳۵۶ھ بحوالہ نقوش رسول نمبر، جلد چہارم)

Marfat.com

اس بات کے سمجھنے کا ثبوت ہے کہ:

☆ کیونکہ نبیؑ کا انتخاب اس کی پیدائش سے پہلے بلکہ ''یوم الست'' کو ہی ہو گیا تھا۔ لہٰذا نبیؑ کے خاندان اس کی ولادت، ماحول، ذہن و کردار کی ذات الٰہی کی طرف سے ''حفاظت'' کی جاتی ہے۔ اس کے کردار اور اطوار کو مثالی بنایا جاتا ہے۔

☆ انبیاء کو نبوت کے منصب پر چونکہ اول دن سے ہی فائز کر دیا گیا تھا مگر اس منصب پر فائزیت کا اعلان و دعوٰی بالعموم ایک خاص عمر (اور زمانہ) میں کیے جانے کی مصلحت رہی ہے۔ لہٰذا حضرات انبیاء اس وقت اعلان تک طبعاً مضطرب و متجسس نظر آیا کرتے ہیں۔

☆ کیونکہ نبی اپنی پیدائش کے وقت سے ہی تخلیقاً نبیؑ ہوتا ہے مگر اسے عام انسانی زندگی میں نبوت، اس کے متعلقات اور مالک و خالق کی پہچان و رہنمائی ایک خاص وقت تک نہیں ہو پاتی۔ اس لیے وہ مضطرب رہا کرتے ہیں۔ اور اپنے طور پر کچھ جاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

☆ انبیاء کی روح کے اندر ''میثاق النبیین'' کی جھلک اور نور موجود ہوتا ہے جو انہیں اپنے اردگرد کے ماحول کے بگاڑ کو ٹھیک کرنے پر ابھارتا رہتا ہے۔ مگر چونکہ ابھی اللہ سے خصوصی رابطہ قائم نہیں ہو پاتا۔ لہٰذا حضرات انبیاء کرامؑ اس رابطے کے لیے متجسس و مضطرب رہتے ہیں۔

☆ انبیا کی روحوں میں موجود نور اور ذات الٰہی کی طرف سے غیر محسوس تائید انہیں ذات حق کی تلاش میں ابھارتی رہتی ہے۔ لہٰذا وہ اللہ کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ یہ بے چینی انہیں تفکر و اضطراب میں ڈالے رکھتی ہے۔ حتی کہ وحی کا رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور پھر وہ

(الف) پرسکون، راسخ العقیدہ، حق الیقین کے حامل اور پرعزم ہو جاتے ہیں۔ ان کا اضطراب اور بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

(ب) ذات الٰہی سے ربط کے بعد آہستہ آہستہ ان کی روحانی قوتیں اور تخلیقی نبوی نور جلا پاتا ہے اور وہ امر الٰہی کے نافذ کرنے میں لگ جاتے ہیں۔

(ج) فرشتے کی بار بار آمد اور دوسرے ذرائع سے اللہ کی طرف سے رابطہ انہیں مطمئن و پر عزم رکھتا ہے۔ لہٰذا جس معاشرتی بگاڑ کو وہ پہلے سے برا سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اس کی اصلاح کی خواہش رکھتے ہیں۔ اب اس کی بیخ کنی میں لگ جاتے ہیں۔

درج بالا مطالعہ سے یہ بات اب کھل کر سامنے آ گئی کہ انبیاء کا قبل از نبوت اضطراب و بے چینی نہ ان کی حیثیت کو کم کرتا ہے اور نہ ان کے کردار میں خامی ہے ان کے ذات حق کی تلاش میں ارتقائی سفر کو بنیاد بنا کر ان کے کردار پر انگلی نہیں رکھی جا سکتی۔ اس لیے کہ یہ عیب نہیں ہوتا۔

دراصل یہودی، عیسائی اور بد عقیدہ سیرت نگار حضور اکرم ﷺ پر ایک مبہم آیت کے حوالے سے الزام ضلالت لگا کر دو طرح سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے خبث باطن کی سیاہی اور محمدؐ دشمنی کی آگ کو تسکین دینا چاہتے ہیں۔ وہ مقاصد یہ ہیں۔

اول: قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کے مطابق مسلمانوں اور قرآن کے لانے والے پیغمبر ﷺ کا کردار داغدار ہے۔[1] اگر یہ بات غلط ہے تو لازماً قرآن میں تحریف و تدلیس ہے یہ آیہ قرآن اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

1- قرآن مجید پر یہ الزام اس وجہ سے لگایا جاتا ہے کہ بائبل (تورات، زبور، انجیل) میں تحریف و تدلیس کے ذریعے انبیاء کے کردار کو مسخ کیا گیا ہے۔ جسے عیسائی، یہودی اور دوسرے محققین مورخین و عالم کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ بائبل کے اس تحریفی عیب کو چھپانے کے لیے مستشرقین کی طرف سے قرآن پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ تاکہ دنیا کی نظر بائبل کی تدلیس سے ہٹ کر قرآن کی نام نہاد اور من گھڑت تدلیس و تحریف پر مرکوز ہو جائے۔

Marfat.com

الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر۔۹) کے منافی ہے۔ اگر قرآن میں تحریف نہیں ہے تو مذکورہ آیت (الضحیٰ۔۷) صحیح اور منزل من اللہ ہے۔ اسطرح سیرت رسول ﷺ مشکوک و داغدار ٹھہرتی ہے۔

دوم: لفظ ''ضلال'' گمراہی کو ملزوم ہے جوکہ قرآن کی دوسری متعدد آیات سے ثابت ہے۔[1] لہذا اب دو میں سے ایک راستہ اپنانا ضروری ہے کہ یا تو قرآن کی دوسری آیات میں ''ضلال'' کا یہی معنی اپنایا جائے جوکہ آیہ زیر بحث (الضحیٰ۔۷) میں اپنایا جا رہا ہے یا پھر قرآن کی دوسری آیات والا معنی یہاں بھی چسپاں کیا جائے چونکہ مسلمان ''ضلال'' کے ایک معنی کو دونوں جگہ استعمال کرنے کو تیار نہیں۔ لہذا یہ ان کی علمی دیانت کے خلاف بات ہے۔

مذکورہ بالا دونوں مقاصد بظاہر تو بڑے یقینی نظر آتے ہیں لیکن در حقیقت یہ اتنے بودے اعتراضات ہیں کہ چند لمحات میں پادر ہوا ہو جاتے ہیں۔ اعتراض اول الذکر کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ نہ قرآن میں تحریف

1- قرآن مجید میں اکثر جگہ ''ضلال'' گمراہ کے معنی میں آیا ہے۔ مثلاً سورۃ ۱۲: آیہ۔۸ (کچھ شک نہیں کہ ہمارے آبا صریح غلطی پر ہیں۔) درحقیقت یہاں غلطی بمعنیٰ سرگردانی یا محبت میں دیوانگی ہے سورۃ۔۴، آیہ۔۱۲۶ (پس وہ بھٹک کر دور کی گمراہی میں جا پڑا) سورۃ۔۴، آیہ۔۱۶۷۔ (دور کی گمراہی) سورۃ۔۲۴، آیہ ۸۔ (گہری گمراہی) سورۃ۔۱، آیہ۔۷۔ (اور نہ ان کا راستہ جو گمراہ ہوگئے) سورۃ۔۱۰۵۔ آیہ ۱۲ (کیا ہم نے ان (ہاتھی والوں) کے داؤ کو ضائع و بے کار نہ کر دیا؟) سورۃ۔۴، آیہ ۱۱۳، آیہ ۱۱۹ میں ضلال۔ بمعنیٰ گمراہ کرنا اور بمعنیٰ بے راہ رو کرنا استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح سورۃ۔۲، آیہ۔۲۸۲ میں بھی یہی معنی آیا ہے۔ مگر قرآن کے دوسرے مقامات پر ضلال کا معنی مقام زیر بحث پر ضلال بمعنیٰ گمراہی کو مستلزم نہیں ہے جبکہ دوسرے قرائن وشواہد اور دلائل و براہین سے یہاں ''ضلال'' کے گمراہ کے علاوہ دوسرے کئی معانی متعین کیے جا سکتے ہیں۔ جو نبی کی عصمت اور شان رسالت کے موافق ہوں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

ہوئی ہے نہ تدلیس ہوئی ہے جس کا دیانتدار مستشرقین کو بھی اعتراف ہے[1] رہا مذکورہ آیت کے حوالے سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کردار تو آپ ﷺ کا کردار قرآن کی دوسری سینکڑوں آیات سے پاکیزہ و مطہر ثابت شدہ ہے۔ دوسری آیات سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں کہ وہ محکم ہیں اور کثیر ہیں جبکہ مذکورہ آیت مبہم ہے اور واحد ہے۔ لہٰذا اس میں تاویل تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے حوالہ سے دوسری سینکڑوں آیات کے واضح بیانات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ مستشرقین ایسا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا طریقہ کار علمی دیانت کے خلاف ہے۔

اعتراض دوم کے سلسلے میں عرض ہے کہ مفردات القرآن امام راغب اصفہانی کا بیان جواب میں کافی ہے آپ فرماتے ہیں کہ

اور ''ضلال کا لفظ ہر قسم کی گمراہی پر بولا جاتا ہے۔ یعنی وہ گمراہی قصدا ہو یا سہوا، معمولی ہو یا زیادہ ...... تو جس کسی سے بھی کسی قسم کی غلطی

1- (الف) مثلاً ولیم میور مشہور مستشرق لکھتا ہے'' ہم نہایت قوی قیاس سے کہتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت محمد ﷺ کے غیر محرف اور صحیح الفاظ ہیں'' (لائف آف محمد ﷺ بحوالہ نقوش رسول نمبر جلد چہارم)

(ب) مستشرق الیگزینڈر کہتا ہے'' یہ تو ضرور ماننا پڑے کہ قرآن جیسا محمد ﷺ نے بیان کیا ہے وہی کا وہی ہے اس میں تورات و انجیل کی طرح تحریف نہیں ہوئی'' (دیباچہ قرآن از الیگزینڈر)

(ج) مستشرق ریورنڈ آر میکنوئیل کنگ لکھتا ہے'' دنیائے الہام میں الہام اگر کوئی شے ہے اور اپنے مکمل وجود میں موجود ہے تو وہ قرآن ضرور الہامی کتاب ہے'' (بحوالہ باطل شکن ص ۲۷)

(د) مستشرق واشنگٹن ارونگ اور ولیم میور'' لائف آف محمد ﷺ'' (دونوں نے اس نام سے سیرت پر کتابیں لکھی ہیں) میں لکھتے ہیں'' کوئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں کہ اسکی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو۔''

Marfat.com

سرزد ہوگی اسکے متعلق ہم ''ضلالت'' کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور کفار دونوں کی طرف ضلالت کی نسبت کی گئی ہے گو ان دونوں قسم کی ضلالت میں بون و بعید کا فرق ہے۔ دیکھیئے آنحضرت ﷺ کو آیہ وَوَجَدَکَ ضَآلاًّ فَھَدٰی میں ضآلاً فرمایا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہدایت نبوت کے عطا ہونے سے پہلے تم اس رہنمائی (ہدایت نبوت) سے محروم تھے''[1]

اعتراض دوم کے سلسلے میں دوسری بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے کسی بھی مسلم و غیر مسلم سیرت نگار نے آپ ﷺ کو ''بت پرست'' نہیں لکھا۔ نہ آپ ﷺ کی عصمت و عفت میں کوئی دھبہ تلاش کر کے دکھایا ہے۔ اور جنہوں نے ایسی جسارت کی ہے۔ ان کے پاس بھی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی مصدقہ (قرآن و حدیث سے) مواد نہیں ہے۔[2] ہاں متعدد

1- مفردات امام راغب اصفہانی حصہ دوم مطبوعہ اہل حدیث اکادمی لاہور ص ۱۷۔۶۱۶

2- مثلاً مستشرق مارگولیوس لکھتے ہیں کہ ''آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہؓ دونوں سونے سے پہلے ایک بت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ جس کا نام عزیٰ تھا۔'' (بحوالہ سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی جلد اول ص ۱۹۴)

مارگولیوس نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مسند امام احمد ابن حنبلؒ کی ایک روایت پیش کی ہے جس کا رد شبلی نعمانی نے کیا ہے۔ (دیکھئے جلد اول، ص ۹۵۔۱۹۴) مارگولیوس ہی نے مستشرق ولہوسن کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''آنحضرت ﷺ نے عزیٰ (بت) کے نام پر ایک خاکی رنگ کی بھیڑ ذبح کی تھی۔'' اس روایت کا بھی مولانا موصوف نے رد کیا ہے۔ (دیکھئے جلد اول ۱۹۵) محشر رسول نگری اپنی منظوم سیرت النبی (موسوم بہ فخر کونین ص ۴۳۔۴۲) میں مارگولیوس (Morgoliouth) ہی کی کذب بیانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

یورپ کا اک مورخ کج بحث و کج شعار　　تحقیق پر ہے جس کو بہت ناز و افتخار

تصنیف جس کی کذب و حسد کا ہے شاہکار　　کہتا ہے یوں وفور تعصب سے بار بار

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مسلم و غیر مسلم سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کے کردار کی پاکیزگی کی تعریف کی ہے۔ مسلم سیرت نگاروں کے اقتباسات و آرا کا جمع کرنا تو باعث

(بقیہ گزشتہ صفحہ)

بعثت سے پیشتر تھا محمدؐ بھی بت پرست
معیار علم و فن پہ ہے یہ بات کتنی پست

عزیٰ ولات کو کبھی پوجا نہ آپؐ نے ان کو تو آنکھ اٹھا کے دیکھا نہ آپؐ نے
حاجت روا کبھی انہیں سمجھا نہ آپؐ نے ان کا ذبیحہ بھی کبھی کھایا نہ آپؐ نے

احباب کو بھی سید ابرار روکتے
کرتا جو کوئی شرک تو سو بار روکتے

ایک اور مستشرق کے حوالے سے لکھا ہے "محمد ﷺ (نعوذ باللہ) بت پرست تھے" (بحوالہ حمادے ص ۱۷) مستشرقین نے آپ ﷺ کی ذات پر نہ صرف یہ الزام لگایا ہے کہ آپ ﷺ بت پرست تھے بلکہ یہ بھی کہ آپ ﷺ اپنے بت کی پوجا کرواتے تھے۔ چنانچہ ایک مستشرق کہتا ہے "خود اپنے آپ کو مرکز پرستش قرار دے لیا تھا" (حمادے۔۲۴)

ولیم میور کہتا ہے "محمد ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے آپ کی پرستش کی دعوت دی" (لائف آف محمد ﷺ ص ۱۶۱) غرضیکہ الزامات و ہفوات کا طومار ہے۔ جس کی تفصیل اور محاکمہ پیش کرنا ناممکن نہیں۔ حوالہ کے لیے متعصب مورخین اور ان کی تصانیف کے صرف نام پیش ہیں۔

(1) سینٹ جان کی Dialexis, De haersibus (2) نسطاس کی Refutatio Mohammedis (3) فرانسیسی مستشرق ہنری دی کاستری کی تصنیف (بحوالہ سیرت النبی ﷺ جلد اول ص ۱۰۴) بعنوان "اسلام پر خیالات" (4) ڈاکٹر جی بی کی تصنیف سیرت محمد ﷺ خادع (نعوذ باللہ) (5) مارگولیوس کی تصنیف "محمد ﷺ" (6) ولیم میور کی تصنیف "لائف آف محمد ﷺ"

اب چند متعصب مستشرقین کے صرف نام درج کئے جاتے ہیں۔

1- اے. جے آربرے (A.J Arberry) 2- الفرڈ جیوم (A.Geom)
3- گولڈ زیہر (Goldzieher) 4- اے. جے وینسنینک A.J. Wensinink
5- مجید قدوری 6- ہنری لامنس 7- لانگ مدتھ ڈیمس

تفصیل کے لیے دیکھیے ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی فکری و تحقیقی تصنیف "اسلام اور مستشرقین"

Marfat.com

طوالت ہی ہوگا۔ ہاں غیر مسلم (مستشرقین) کے اقوال آگے درج کیے جائیں گے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بے ثبوت بات کرنے والوں کی تائید کرتے ہوئے ایک لفظ کے معنی اپنی مرضی سے متعین کیے جائیں اور بمعہ ثبوت گفتگو کرنے والوں کو درخور اعتنا نہ سمجھا جائے۔ کیا یہ بات دیانتداری کے مسلمہ اصولوں سے مطابقت رکھتی ہے؟

مستشرقین کی اسلام دشمنی کے بڑے بڑے اسباب یہ ہیں۔

1- اسلام کا دین خالص ہونا اور غیر خالص ادیان و قوموں کے بارے میں اسلام کا سخت رویہ۔

2- مسلمانوں کی فتوحات اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کی اسلامی نظریات سے مغلوبی۔

3- محاربات صلیبی اور ان میں مغربی و یہودی طاقتوں کی پے در پے ہزیمتیں۔

4- اختلاف دین و مذہب (ظاہر ہے مستشرقین کو حضور اکرم ﷺ سے کیا نسبت و عقیدت ہوسکتی ہے)

5- مسلمانوں کا سیاسی انتشار اور یورپ سے اخراج مزید برآں! مسلمانوں کی پسماندگی۔

6- مستشرقین کے لیے سہولتوں کی کثرت اور مسلمانوں کے لیے ذرائع نشر و اشاعت میں کمی۔

7- تجارتی مفادات۔ کہ نمک مرچ لگا کر لکھی جانے والی کتب کی فروخت اکثر زیادہ ہوا کرتی ہے۔[1]

8- پذیرائی، عام غیر مسلم اپنے مذہبی پیشواؤں کے اثر سے اپنے ذہنوں میں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے بارے میں نہایت گھناؤنے و کریہہ تصورات رکھتے ہیں۔ اسطرح وہ ہفوات و اتہامات پر مشتمل کتب کو

1- بحوالہ نقوش رسول نمبر جلد یازدہم ص ۵۲۷ تا ۵۳۱

Marfat.com

چٹخارے لے لے کر پڑھتے ہیں اور متعصب مستشرقین کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

9- مستشرقین نے سیرت محمد ﷺ اور ظہور اسلام کی تاریخ کو اپنے مزاجی اور عقلی معیار اور خود فہمی پر جانچنے کی کوشش کی ہے۔ یہ لوگ اسی نقطہ نظر سے اس پر تنقید بھی کرتے ہیں یہی ان کی گمراہی کا سبب ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

10- یورپی مستشرقین کے منطبق کردہ معیار کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی تاریخ سے صحیح نتائج اخذ نہیں کر سکتے۔ (1)

ناصر الدین دینیہ مشہور فرانسیسی مستشرق، مستشرقین کے اغراض و مقاصد پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"مستشرقین جنہوں نے سیرت نبوی ﷺ پر نقد و تنقید کی کوشش کی ہے چوتھائی صدی تک اس فکر میں رہے کہ کسی طریقہ سے جمہور مسلمانوں کے اعتماد کو جو سیرت نبوی ﷺ پر قائم ہے ٹھیس پہنچائی جائے۔" (2)

مستشرقین کے علاوہ مسلمانوں کے کئی گروہ جو خالص اعتقادی نظریات کے حامل نہیں ہیں بھی اپنے مقاصد و منزل کے سلسلے میں مستشرقین کے ہمنوا ہیں۔ یہ لوگ بھی سیرت نبوی ﷺ کے مبہم و مشکوک (جن کی تاویل کی جانی چاہیے) گوشوں پر مستشرقین اور عقلیت پرستوں کے نقطہ نظر کے مطابق فاسقانہ انداز میں انگلی رکھتے ہیں۔ امام ابن جوزی نے اپنی موقر تصنیف "تلبیسِ ابلیس" میں ایسے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسے لوگ تمسک

1- فرانسیسی مسلمان مستشرق ناصر الدین الدینیہ کا مستشرقین کے اسلوب، معیار اور کسوٹی کے بارے میں نقطہ نظر بحوالہ المستشرقون والاسلام از ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی اردو ترجمہ ص ۸۷ پر نقل ہوا ہے۔

2- المستشرقون والاسلام از ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی اردو ترجمہ ص ۸۷

Marfat.com

بالقرآن کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ تمسک بالحدیث یا سنت ان کے نزدیک کسی اہمیت کے قابل نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود بھی سمجھتے ہیں اور اس کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ کہ "حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کو ایک عام آدمی سمجھا جائے۔[1] آپ ﷺ کی خانگی و مجلسی زندگی کو ایک عام انسان کی سی زندگی تسلیم کیا جائے۔ آپ ﷺ کی مکی زندگی اور مدنی زندگی کے رویے کو سیاست بازی قرار دیا جائے۔ آپ کی عاجزی، فروتنی، ملنساری اور خوش اخلاقی کو (نرم الفاظ میں) مصلحت آمیزی اور (منافقانہ انداز میں) مکاری گردانتے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک بشمول مستشرقین حضور ﷺ کی کامیابی میں اتنا حصہ آپ ﷺ کی تبلیغ، تعلیمات، اخلاق، عملی اثر و نفوذ کا نہیں جتنا تلوار کا ہے۔[2] ملحدین و مستشرقین کا یہ اعتراض اور نتیجہ بھی اس وقت بے موت

1- شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی پارہ تیس میں حضور اکرم ﷺ کے ایسے خصائص گنوائے ہیں جو آپ ﷺ کے مرتبہ کو عام انسانوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ اسی طرح مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی موقر تصنیف "نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیبؐ" میں آنحضرت ﷺ کے متعدد اوصاف گنوائے ہیں۔ جن سے حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کا افضل انسان اور بعد از خدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پروفیسر نور بخش توکلی نے اپنی وقیع تصنیف سیرت رسول عربی ﷺ میں حضور سرور کائنات ﷺ کے متعدد ایسے اوصاف گنوائے ہیں۔ اور انبیائے ماقبل اور آپ ﷺ کے درمیان ایسا کمالی موازنہ کیا ہے کہ سرکار دو عالم کا انسانوں بلکہ کل انبیاء سے اشرف و افضل ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتب مذکورہ۔

2- چند مستشرقین کی ہرزہ سرائیاں بطور ثبوت درج ذیل ہیں۔

(۱) ترویج و اشاعت مذہب کے لیے تشدد (violance) کا سہارا لیا۔ (بحوالہ حمادے کا مقالہ ص ۳۱)

(۲) اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا (بحوالہ المستشرقون والا سلام از زکریا ہاشم زکریا ص ۷ تا ۱۷)

(۳) دنیا داروں کی سی حکمت عملی اور بہانہ جوئی اختیار کی (بحوالہ سیرت النبی ﷺ از شبلی جلد اول ص ۱۰۰)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

مر جاتا ہے جب آپ ﷺ کی ذات گرامی عقل و نقل اور قرائن و شہادت سے ''بعد از خدا'' ثابت ہو جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ:

1- آیات قرآنی کے استشہاد سے جو آپ ﷺ کے قرب خداوندی اور اوصاف جلیلہ کو حاوی ہیں۔

2- حدیث نبوی ﷺ کی تصریحات سے جن میں آپ ﷺ کا افضل انسان ہونا بلکہ افضل انبیاء ہونا متعدد جہتوں سے مذکور ہے۔

3- عقل و نقل اور سیرت نبوی ﷺ کے تاریخی مطالعہ سے بھی حضور سرور عالمین ﷺ کا عام انسانوں سے ہزارہا درجہ برتر ہونا پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔

4- گذشتہ صحائف اور متعدد ادیان کے مذہبی نوشتوں سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ تمام مصلحین، بانیان ادیان اور انبیا و رسل نے خدا سے خبر پا کر اپنے بعد ایک عظیم اور اپنے سے بڑے تکمیل کنندہ، سارے عالمین کے لیے نذیر و بشیر کے آنے کی متعدد بار خبر دی۔ اور نشان بتائے جو آپ پر پورے ہوئے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ)

(۴) بعض یورپی مصنفین کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ کا لایا ہوا انقلاب اور مذہبی اصلاحات اسلیے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں کہ وہاں (عربوں) کا ماحول دراصل ان کے موافق اور مناسب (Congeniel) تھا۔ اور اہل عرب مذہبی اور معاشرتی تبدیلی کے متلاشی اور پیاسے تھے۔ (بحوالہ مظہر الدین صدیقی کا مقالہ ص۱۶۴۔۱۶۳)

(۵) وہ (حضور ﷺ کی طرف اشارہ) ایک موقع پرست، مفاد پرست تھے۔ (محمد ماہر حمادے کا مقالہ ص۲۷)

(۶) مستشرقین کے نزدیک ایک مقبول عام وزنی الزام یہ ہے کہ ''آنحضرت ﷺ کی زندگی مکہ تک پیغمبرانہ رہی۔ لیکن مدینہ جا کر بادشاہی میں بدل گئی اور وہاں لشکر کشی، انتقام اور خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔ (بحوالہ سیرت النبی ﷺ از شبلی جلد اول، ص۱۰۰۔۹۹)

(۷) مشہور مستشرق ٹائن بی نے اس اتہام کو بار بار بطور خاص دہرایا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے محمد ماہر حمادے اور مظہر الدین صدیقی کے مقالہ جات ملاحظہ کئے جائیں۔

Marfat.com

5- معجزات رسول عربی ﷺ پر عموماً اور قرآن پر خصوصاً غور وفکر ہمیں اس بات کے سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ (قرآن) کسی انسان کا کلام نہیں۔ اسلیے کہ انسانوں اور جنوں سے اس کا معارضہ یا جواب گزشتہ چودہ سو سال میں ممکن نہ ہوسکا۔ مزید برآں! اس کے ادبی اور تاریخی اسلوب بیان کے خصائص بھی اسے کسی عظیم طاقت کا شاہکار ثابت کرتے ہیں تو جو انسان اس شاہکار کو ہم تک پہنچانے کا باعث بنا۔ لازماً وہ عام انسانوں کی سطح سے بلند ترین مقام پر فائز تھا۔ دوسرے معجزات مثلاً شق القمر، اسریٰ ومعراج وغیرہ بھی آپ ﷺ کو عام انسانوں کی سطح سے بلند کرتے ہیں۔☆

مستشرقین ومعاندین کے اعتراضات کے رد، شبہات کے محاکمہ اور آیہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کی مکمل تفسیر وتشریح کے بعد موزوں معلوم ہوتا ہے اگر چند مستشرقین کے اقوال نقل کر دیئے جائیں۔ جو حضور سرور دو عالم ﷺ کی مکی زندگی کی طہارت، بت پرستی سے نفرت وحذر اور بت پرستی کے خاتمے کے اعترافات وتسلیمات کو حاوی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے۔[1]

☆ جے ایچ لیکی کا بھی یہی خیال ہے کہ "محمد ﷺ ایک ایسے شخص تھے۔ جو دنیائے جہان کو دعوت حق دینے کے لیے مبعوث ہوئے اور نبی ﷺ بھی ایسے کہ ہستی باری تعالیٰ کی پرنور وحدانیت کی ایک بشارت تھے۔" (اتھارٹی ان ریلیجنز)

1- بعض مستشرقین نے اپنے ساتھی قلمکاروں (مستشرقین) کے تعصب، ناروا ضد، کینہ پروری اور علمی خیانت کا برملا اعتراف بھی کیا ہے۔ چند ایک کی آرا یہ ہیں۔

(الف) طامس کارلائل: ہم لوگوں یعنی عیسائیوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ "محمد ﷺ ایک پرفن اور فطرتی شخص اور جھوٹے دعویدار نبوت تھے۔ اور ان کا مذہب دیوانگی و خام خیالی کا ایک تورہ ہے۔ اب وہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی جاتی ہیں۔ جو جھوٹ باتیں متعصب عیسائیوں نے اس انسان کی نسبت بنائی تھیں اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کا باعث ہیں۔" (لیکچرز آن ہیروز)

(ب) سوامی لکشمن رائے: "غیر مسلم مصنفوں کا برا ہو جنہوں نے قسم کھالی ہے کہ قلم ہاتھ میں

(بقیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

1- مسٹر گارس: "عرب بت پرست تھے۔ محمد ﷺ نے ان کو خدا پرست بنا دیا"

2- جان پورٹ: "کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جس شخص نے اس

(بقیہ گزشتہ صفحہ) لیتے وقت عقل کو چھٹی دے دیا کریں گے اور آنکھوں پر تعصب کی ٹھیکری رکھ کر ہر واقعہ کو اپنی کج فہمی اور کج نگاہی کے رنگ میں رنگ کر دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہے اور ان کے گستاخ اور کج رقم قلموں کو اعتراف کرتے ہی بنتی ہے" (اخبار صحیفہ حیدر آباد دکن نومبر ۱۹۳۲ء)

(ج) گاڈ فری ہیگنس: "محمد ﷺ کا رویہ جانچتے وقت تم کہتے ہو کہ وہ شریر و مکار تھے ہم کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے سقراط تھے۔ جب ہم ان کو برائیوں سے متصف سنتے ہیں تو ہم ان کے عادات و خصائل پر نظر ڈالتے ہیں (جو نہایت پاکیزہ اور خوش اطوار ہیں) (اپالوجی آف محمدؐ)

(د) شانتا رام ایم اے: "مجھے اس بات کا اظہار کرتے ہوئے دکھ محسوس ہوتا ہے کہ جب اور جہاں حضرت محمد ﷺ کے احسانات اور اخلاق عظیم کا ذکر ہوتا ہے اور جب ہم دنیا کے ایک عظیم الشان رہبر کے حالات سنتے ہیں تو بعض ہندو بھائی کسی قدر تعصب کا اظہار کرتے ہیں (محمد ﷺ کا جیون چرتر)

(ہ) بی ایس زندھاوا: بانیان مذاہب میں سے سب سے زیادہ ناانصافی اور ظلم اگر کسی پر کیا گیا ہے تو بانی اسلام (حضرت محمد ﷺ) پر۔ اور کوشش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام کو ایک خونخوار اور بے رحم انسان دکھایا جائے اور خوامخواہ دوسروں کو ان سے نفرت دلائی جائے۔ اسکا بڑا سبب یہ ہوا ہے کہ محمد ﷺ کی لائف پر تنقید کرنے والوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ بلکہ سنی سنائی اور بے بنیاد باتوں کو سرمایہ بنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی اگر وہ (مستشرقین) اسلامی روایات کو سمجھ لیتے اور سچائی کے اظہار کے لیے اپنے اندر کوئی جرأت و ہمت پاتے تو وہ یقیناً اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتے۔" (بحوالہ رسالہ "مولوی" ربیع الاول ۱۳۵۱ء)

(و) سوامی برج نرائن جی سنیاسی: "حقیقت بہر حال حقیقت ہے اگر بغض و عناد کی پٹی آنکھوں سے اتار دی جائے تو پیغمبر اسلام ﷺ کا نورانی چہرہ ان تمام داغ دھبوں سے پاک وصاف نظر آئے گا جو بتلائے جاتے ہیں۔" (ایضاً)

(ز) واشنگٹن ارونگ: "آنحضرت ﷺ کے اوائل زمانہ سے وسط حیات تک کے حالات ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتے کہ اس عجیب و غریب فریب سے جس کا الزام آپ ﷺ پر (عیسائیوں نے) لگایا ہے۔ آپ ﷺ کی کیا غرض تھی" بعد میں ارونگ نے مستشرقین کے الزامات کو بڑے شد و مد سے رد کیا ہے (دیکھئے لائف آف محمد ﷺ)

Marfat.com

حقیر و ذلیل بت پرستی کے بدلے جس میں اس کے ہموطن یعنی اہل عرب مبتلا تھے خدائے برحق کی پرستش قائم کر کے بڑی بڑی ہمیشہ زندہ رہنے والی اصلاحیں قائم کیں وہ جھوٹا نبی تھا؟“

3- ایڈورڈ گبن: ”محمد ﷺ کا مذہب شکوک وشبہات سے پاک وصاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے مکے کے پیغمبر ﷺ نے بتوں کی، انسانوں کی اور ستاروں کی پرستش کو معقول دلائل سے رد کر دیا۔“

4- کاونٹ ٹالسٹائی: ”آپ ﷺ مدت العمر پاکیزہ خصائل رہے۔ (آپ ﷺ یقیناً تمام عمر پاکیزہ خصائل رہے۔ راقم)

5- ڈاکٹر ای اے فریمن: ”اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ بڑے پکے اور راست باز ریفارمر تھے“

6- ولیم میور: ”اہل تصنیف محمد ﷺ کے بارے میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کم یاب تھی۔ متفق ہیں۔“

7- کملا دیوی (بی.اے): ”اے عرب کے مہاپرش ﷺ! آپ ﷺ وہ ہیں جن کی شکشا سے مورتی پوجا مٹ گئی اور ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔“

8- سوامی بھوامی دیال سنیاسی: ”اور آپ ﷺ نے ہر طرح کی برائیوں اور بت پرستی کو چھڑا کر خدا کے آگے سر جھکانے کی دعوت دی۔“

9- لالہ برج موہن سروپ: ”انہوں (حضور ﷺ) نے تئیس سال کے قلیل عرصہ میں بت پرستی اور توہم پرستی کو مٹا کر (قوم کو) وحدانیت کا سبق پڑھایا۔“

10- سردار جوند سنگھ: ”دنیا میں آنحضرت رسول عربی ﷺ پاکیزہ زندگی کی بے نظیر مثال ہیں“

11- جوزف طامس: ”ایک معمولی عقل وسمجھ کا مسلمان جہاں بھی جاتا ہے محمد ﷺ کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں .... اور وہ سر جو پہلے

Marfat.com

پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکتے ہیں۔" (تعلیمات محمدی ﷺ کے طفیل ملی ہوئی ہدایت کی وجہ سے)

12- مسٹر جے کے کور: "آپ ﷺ خدا کے نور تھے اللہ کے رسول تھے اور خدا نے آپ ﷺ کو بت شکنی کا پیغام دے کر بھیجا تھا"

13- نپولین بوناپارٹ: "محمد ﷺ دراصل سرور اعظم تھے...... پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں لوگوں کی کثیر تعداد نے (تعلیمات محمدی ﷺ کی بدولت) جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کرلی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں۔ یہ ایک حیرت انگیز کارنامہ تھا آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا"

14- جان آرکس: "ہم نہیں جانتے کہ محمد ﷺ اپنی زندگی میں کبھی بھی رذیل حرکت کے مرتکب ہوئے (یعنی بت پرستی کی یا کروائی ہو) ہوں البتہ نہایت اعلیٰ صفات کے مالک تھے۔"

15- ایڈورڈ ساوتھ: "محمد ﷺ نبی برحق تھے۔ آپ ﷺ بت پرستی کو غلط اور لغو جانتے تھے۔"

16- مسٹر صیبان: "محمد ﷺ بہت بڑے حکیم تھے انہوں نے وحدانیت پر زور دیتے ہوئے انسانوں کو بت پرستی اور انسان پرستی سے اس علمی اور عقلی قاعدہ کے ذریعے نجات دلائی کہ دنیا کا ذرہ ذرہ ہلاک ہونے سے محفوظ ہوگیا۔"

17- پروفیسر گیان چند: "رسول اللہ ﷺ نے جو بت شکنی پر زور دیا وہ بہت ضروری تھا۔ کیونکہ بت پرستی ترقی کی راہ میں ایک سخت رکاوٹ تھی۔ لیکن ان کا مقصد پتھر اور لکڑی کے بتوں کو توڑنے سے زیادہ معنوی بت پرستی کا خاتمہ کرنا تھا۔ جو انسان کو معطل بنا دیتی ہے۔ بت پرستی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً قبیلہ کا بت، لیڈری کا بت وطنیت کا بت وغیرہ۔ آپ ﷺ نے ان سب بتوں کو توڑ دیا۔"

Marfat.com

18- میجر آرتھر گلن مورنڈ: ''حضرت محمد ﷺ بلاشبہ اپنے ہم عصر مقدس میں ارواح طیبہ میں سے تھے۔ وہ صرف مقتدر رہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے ان سب سے (آپ ﷺ) ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔''(1)

19- پروفیسر راما کرشنا راؤ: ''فلاح بشر، سر بلندی بشر، آدمی کو برائیوں سے پاک کرنا اسکو تعلیم دینا دوسرے لفظوں میں اسے انسانیت کا جامہ پہنانا ان (حضور ﷺ) کے مقصد کی منزل اور انؐ کی زندگی کا حاصل تھا۔(2)

20- پروفیسر جی ایس دارا: ''جس جگ میں حرص و ہوس کا اس قدر زور ہو اور محبت کا عالمگیر قحط ہو وہاں مکر وفریب سے دور بھاگنا، راستی پر چلنا، جھوٹ سے کنارا کرنا اور صادق امین کہلانا یہ کس کا کام ہے؟ (یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ کا)(3)

21- ایڈورڈ گبن: ''نبی عربی ﷺ نے بتوں انسانوں اوراجرام سماوی کی پرستش کو بصیرت افروز دلیل کی بنا پر رد کر دیا۔'' (سلطنت زوال روما بحوالہ معراج انسانیت ۴۰۹)

22- ڈاکٹر مارکس ڈوڈس: ''اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ محمد ﷺ کے مذہب نے ہر اس عقیدہ (بشمول بت پرستی) کی اصلاح کر دی جو اس سے قبل وہاں (عرب میں) رائج تھا۔'' (محمدؐ، بدھا اینڈ کرائسٹ بحوالہ معراج انسانیت)

1- یہاں تک تمام آراء نقوش رسول ﷺ نمبر جلد چہارم سے لی گئی ہیں۔

2- محمد ﷺ (مضمون) بزبان انگریزی اردو ترجمہ میجر ریٹائرڈ عنایت اللہ ص ۲۱

3- رسول عربی ﷺ از جی ایس دارا ص ۱۲

Marfat.com

23- لیمر ٹائن، فرانسیسی مستشرق: ''توہمات اور خوش اعتقادیوں کو جو انسان اور اسکے خالق کے درمیان حجاب بن گئی تھیں زیر و زبر کرنا ،انسان کو خدا کے حوالہ کرنا اور خدا کی چوکھٹ پر انسان کو لانا اور اس زمانہ کی اصنام پرستی کے مادی خداؤں کی جگہ خدائے واحد کے پاکیزہ اور عقلی تصور کو از سر نو بحال کرنا یہ تھا وہ عظیم مقصد جو آپ (حضرت محمد ﷺ) کے پیش نظر تھا۔''[1]

24- لالہ سرداری لعل[2]: ''زمانہ جاہلیت کی زہریلی آب وہوا اور ایسے ہلاکت خیز ماحول میں ایک شخص پرورش پاکر جوان ہوتا ہے اور اسکی یہ حالت ہے کہ اس کے مقدس ہاتھوں نے کبھی شراب کو نہیں چھوا اور اسکی پاک نگاہ کبھی نسوانی حسن و جمال کی دلفریبیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ وہ کبھی قتل و غارت میں شریک نہیں ہوا کسی کو برا نہیں کہا کسی کی دلآزاری نہیں کی۔ اس نے کبھی قمار بازی میں حصہ نہیں لیا۔ اور لوگ جن گناہوں میں مبتلا تھے ان میں سے ایک بھی اس نے اختیار نہیں کیا''

مناسب ہوگا کہ چند نو مسلم حضرات کے بیانات بھی درج کر دیئے جائیں۔ جو آنحضرت ﷺ کی پاک دامنی، عفت اور شرک و بت پرستی کے الزام سے نفور کا ثبوت ہیں۔ چنانچہ ایسی آرا ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

1- موسیٰ ریوچن گورا: ''الحمد للہ! اب میں مسلمان ہوں اور ایک ایسے دین کا پیروکار ہوں جو سراپا صداقت ہے...... اور جس میں بت پرستی کا کہیں شائبہ تک نہیں ہے۔''

1- ''ہسٹری ڈی لاٹرکی'' جلد دوم ص ۲۷۶-۲۷۷، بحوالہ رسول نبی از سید ابوالحسن علی ندوی

2- بحوالہ ''نقوش'' رسول ﷺ نمبر جلد چہارم

Marfat.com

2- اسماعیل ریجرسکی: ''حضرت محمد ﷺ کے کردار کا مطالعہ کیا تو میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں ...... وہ ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رہے...... ان کی مکمل زندگی اور مبارک کردار میں کوئی ایک نقص بھی نہ تھا۔ جس پر کسی کو انگلی اٹھانے کی جرأت ہوتی۔''

3- سر جلال الدین لارڈ برنٹن: ''اور محمد ﷺ کی زندگی کا مطالعہ شروع کیا اور بہت جلد محسوس کر لیا کہ آپ ﷺ حق و صداقت کا روشن مینار ہیں ...... وہ لوگ جو وحشی تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جرم و گناہ اور بے حیائی میں سرتا سر ڈوبے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان کو عزت نفس، وقار، احترام انسانیت اور پاکیزگی کا درس دیا اور ان ساری صفات کے ساتھ خدائے واحد کے حضور میں لا کھڑا کیا۔''

4- عبدالرحمان: ''دوسرے مرحلہ پر میں نے یہ ادراک حاصل کیا کہ حضرت محمد ﷺ واقعی اللہ کے سچے نبی اور آخری پیغمبر تھے۔''

5- تھامس اورنگ: ''حضرت محمد ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ کے سات سو سال بعد اس وقت خدائے واحد کی دعوت دی جبکہ پورا یورپ نیم وحشی حالت میں زندگی گزار رہا تھا اور مریمؑ و عیسیٰؑ کی پرستش ہو رہی تھی۔

6- شیخ خالد شیلڈ: ''اور آپ ﷺ کی زندگی پیدائش سے لے کر رحلت تک دنیا کے لیے نمونہ تھی۔''

7- جمیلہ خاتون: ''جو شخص بھی حضرت محمد ﷺ عرب کے جلیل القدر پیغمبر کی حیات مقدسہ کا مطالعہ کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے کس طرح اپنی نبوت کو پیش کیا اور کس طرح پاکیزہ زندگی بسر کی۔ (1)

درج بالا اقتباسات اور مستشرقین و معاندین کے پیش کردہ ثبوتوں کے رد اور تاویل و تشریح اور تفہیم و تفسیر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ

6- دیکھیے عبدالغنی فاروق کی کتاب ''ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ مطبوعہ مکتبہ شاہکار لاہور

Marfat.com

بڑی مدت رہا مکے کی گلیوں میں یہی چرچا
کہ ایسا با حیا کوئی جوانی میں نہیں دیکھا

دراصل آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا تعصب سے مبرا مطالعہ اور غیر جانبدارانہ سوچ وفکر ہی تھی۔ کہ جس نے دشمنوں کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ:

"میں پیغمبر اسلام ﷺ کو دنیا کے بڑے بڑے مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں۔" (لالہ لاجپت رائے بحوالہ رسالہ مولوی رمضان ۱۳۵۲ء)

"اگر محمد ﷺ سچے نبی نہ تھے تو کوئی نبی برحق دنیا میں آیا ہی نہیں۔" (ڈاکٹر لین پول بحوالہ ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ)

Marfat.com

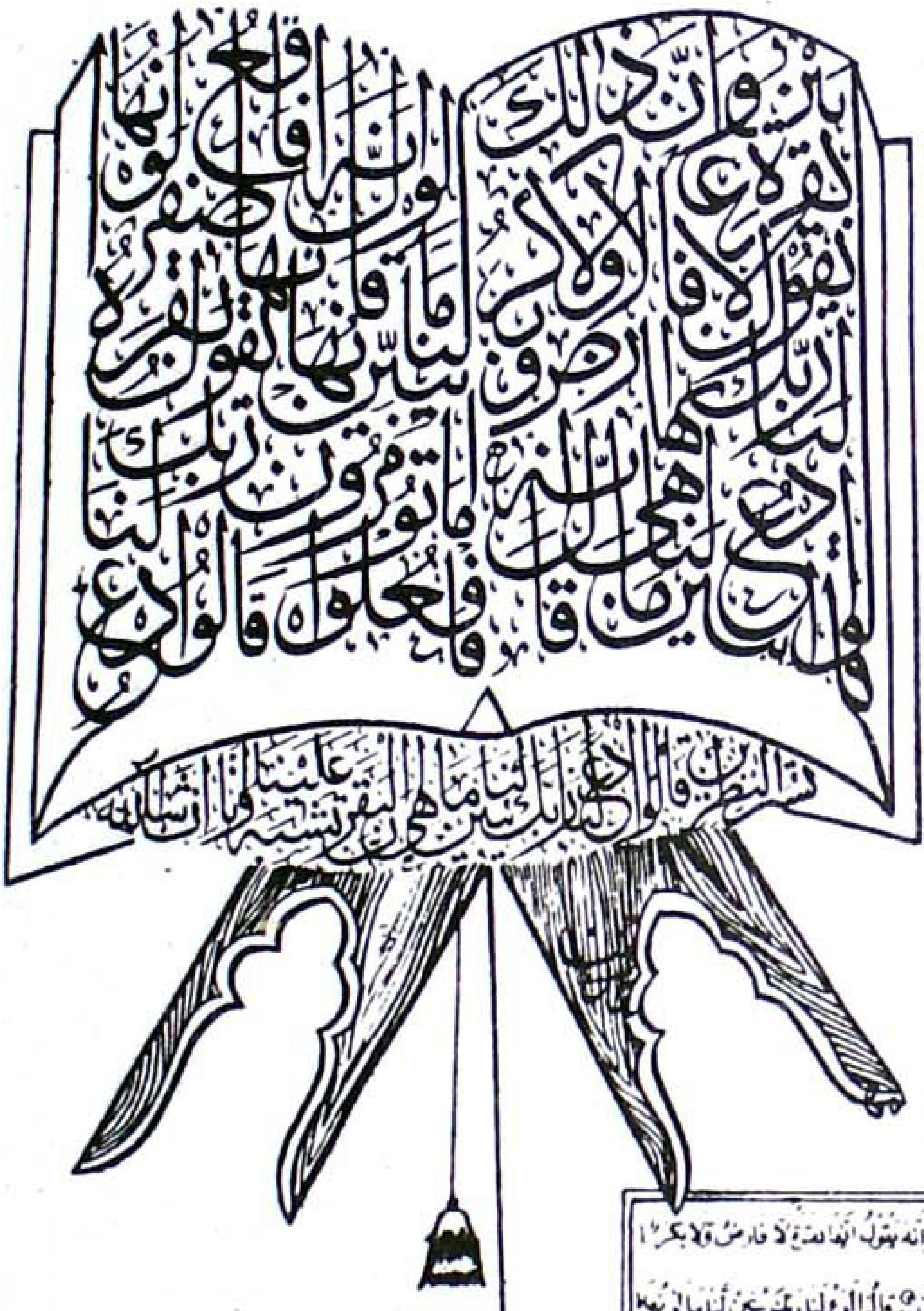

قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي قال انه يقول انها بقرة لا فارض ولا بكر
عوان بين ذلك فافعلوا ما تؤمرون ﴿٦٨﴾ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها
قال انه يقول انها بقرة صفراء فاقع لونها تسر النظرين ﴿٦٩﴾ قالوا ادع لنا ربك
يبين لنا ما هي ان البقر تشبه علينا وانا ان شاء الله لمهتدون ﴿٧٠﴾

خطِ ثلث در صورت قرآن مجید
بخط گوہر قلم

Marfat.com

عقیدہ ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم ☆

نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی و اعزازی صفت

''ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم'' کا عقیدہ مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم بنیادی اور نوعیت کا حامل ہے۔ اسے مسلمانوں کے لیے زندگی اور موت کا معاملہ کہا جائے تو اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہ ہوگا۔ یہی بنیاد ہے جس پر اسلامی معاشرے کی عظیم الشان عمارت اٹھائی جاتی ہے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کے نزدیک ہر معاملے میں '' فائنل اتھارٹی'' (Final Authority) اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ

☆ اس مضمون کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی شاخ ننکانہ صاحب کے بین الاقوامی مقابلہ مضمون نویسی ۱۹۸۶ء میں پیش کیا گیا۔ اور مجلس کی طرف سے اسے اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ اور پھر ایک جلسہ عام منعقدہ ننکانہ صاحب میں مؤلف مقالہ ہذا کو گولڈ میڈل اور تعریفی سند سے نوازا گیا۔ (سند کی فوٹو کاپی ساتھ منسلک ہے) مضمون مندرجہ ذیل رسائل و جرائد میں طبع ہو چکا ہے۔

☆ مطبوعہ: ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد ☆ مطبوعہ: ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی

☆ مطبوعہ: ماہنامہ ''مجاہد'' سرگودھا ☆ مطبوعہ: ماہنامہ ''حکمت قرآن'' لاہور

☆ مطبوعہ: ماہنامہ ''السعید'' ملتان ☆ مطبوعہ ماہنامہ ''نور اسلام'' لاہور

Marfat.com

کے احکامات کی تشریح وتعبیر کی ''فائنل اتھارٹی'' (Final Authority) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہٖ وذریتہٖ واحباءہٖ وسلم کی ذات اقدس ہے۔[1] آیئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوتؐ عظیمہ کے اس اہم ایمانی گوشے اور خصائص نبوت محمدی ﷺ کی اس عظیم خصوصیت وفضیلت یعنی ختم نبوت ﷺ کی دینی ومعاشرتی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالنے کے لیے قرآن وحدیث اور جمہوریت کے اجماع کو بالترتیب رہنما بناتے ہیں علاوہ ازیں لفظ عقیدہ، ختم اور نبوتؐ کی عربی لغات میں تشریح ومفہوم، آیہ ختم نبوت کی لغوی تفصیل کے لیے علماء ومفسرین کے علمی ارشادات سے بھی استفادہ کیا جائیگا۔ تاکہ موضوع کی مناسبت سے کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔ مزید یہ کہ چند ایک عمومی شبہات کا ازالہ بھی کیا جائے گا۔ لیکن طوالت وتفصیل وغیرہ سے گریز کرکے اختصار وعموم سے کام لیا جائے گا۔ کہ یہ مختصر مگر جامع مضمون طوالت کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ:

عقیدہ بمعنی پختگی، گرہ لگانا، یہ لفظ انسان کے ذہنی طور پر ایک بات پر مطمئن ہوجانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی بات پر عقیدہ یا یقین رکھنے والے کو معتقد کہا جاتا ہے۔[2] فیروز اللغات (اردو) کے مطابق عقیدہ ''دل میں جما ہوا یقین'' کو کہتے ہیں۔[3] جبکہ لغات کشوری کے مطابق عقیدہ کا معنی ہے ''بھروسہ دل کا، مذہب'' اور عقیدت کا معنی ہے ''جس پر یقین کرنے سے (یقین کرنے والا) اس مذہب میں شامل ہوسکے''[4] سرسید احمد خان

1- قومی ڈائجسٹ (قادیانیت نمبر) جولائی 1984ء، ص 1

2- اسلامی انسائیکلو پیڈیا شاہکار قسط نمبر 25 لفظ ''عقیدہ''

3- جامع ص 880

4- قلمی ص 205

Marfat.com

کے مطابق ''وہ تمام خیالات جو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ یقین جو انسان کسی چیز پر رکھتا ہے اس کو عقیدہ (یا ایمان) کہتے ہیں۔ یہ خیالات بغیر کسی خارجی اسباب کے اور بغیر تجربہ کے اور امتحان کے اور بدون کسی معقول ثبوت کے یکا یک دل سے اٹھتے ہیں اور ان پر ایسا یقین ہوتا ہے کہ کسی آنکھوں دیکھی چیز پر بھی نہیں ہوتا۔[1] خدا، رسول، فرشتے، الہامی کتابیں، انبیاو مرسلین، روز قیامت، حساب کتاب، جنت دوزخ، قضا وقدر، خیر وشر وغیرہ پر دینی نقطہ نظر سے پختہ یقین یا ایمان کو مذہبی عقیدہ کہا جاتا ہے۔ اور اب اگر مذکورہ تمام چیزوں کو قرآن و حدیث اور اجتہادی و اجتماعی ہدایات کی روشنی میں مانا جائے تو یہ ماننا اسلامی عقیدہ ہوگا۔ اس اسلامی عقیدہ کا حامل مومن ہوگا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے سیرت النبی جلد چہارم از سید سلیمان ندوی)

نبوت محمدیؐ پر ایمان کی اہمیت:

مسلمان ہونے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم پر پیغمبر اسلام ﷺ کے جو حقوق واجبہ ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو عقیدہ خاتمیت کے ساتھ تسلیم کیا جائے اور آپ ﷺ کے درود مسعود کے بعد دعویٰ نبوت و رسالت کرنے والوں کی تکذیب و تکفیر میں ہرگز کسی تساہل اور خاموشی سے کام نہ لیا جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی آمد کے بعد اور آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد نبی یا رسول کی حیثیت سے کسی کی سیادت کو تسلیم کرنا یا کسی کے جدید دعوی نبوت پر خاموش رہ کر اپنے آپ کو غیر جانبدار رکھنے کی کوشش کرنا بھی قرآن و حدیث کی واضح نصوص اور اجماع امت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ بلکہ یہ عمل اپنے آپ کو معذبین (عذاب یا فتنہ) کی صف میں لا کھڑا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جیسا

1- خطبات احمدیہ از سر سید احمد خاں ص ٦

Marfat.com

کہ بنی اسرائیل کا واقعہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ بچاؤ اور نجات کا یہی ذریعہ ہے کہ ہم اس علمی روشنی کو ان سطحی ذہن کے مسلمانوں اور جاہلوں تک پہنچائیں جن کو منکرین لغوی موشگافیوں اور عقلی دلائل کے تانے بانے میں الجھاتے ہیں اور دین اسلام اور خدا اور اس کے رسول مقبول ﷺ سے دور کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنے ایمان کو بھی درست رکھیں بقول حضرت امام اعظمؒ منکرین ختم نبوت یا مقلدین دعویٰ نبوت ﷺ سے بے بنیاد ولا طائل دلیلیں مانگ کر خود دائرہ کفر میں گرنے سے بچیں۔

ختم نبوت کے معانی:

لفظ ختم کو منکرین سب سے زیادہ لغوی شبہات کا ہدف بناتے ہیں۔ کہیں اس کو مہر کے معنوں میں لاتے ہیں تو کہیں انگوٹھی کے معنوں میں۔ اکثر لوگ اس لفظ کو فضیلت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں حقیقت کیا ہے۔ ''المنجد'' کے مطابق ختم بمعنی مہر لگانا (مہر) یا بند کرنا اور کسی چیز کا سلسلہ منقطع کر دینا مثلاً ختم الاناء برتن کا منہ بند کر دیا۔ ختم الکتب (خط پورا کر کے اس پر مہر لگا دی) ختم العمل (کام مکمل کر کے اس سے فارغ ہو گیا۔)(1)

ختام کل مشروب (وہ مزہ جو کسی مشروب کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے) خاتمۃ کل شیء عاقبتہٗ و اخرتہ (ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اسکی عاقبت اور آخرت) ختم الشیء بلغ اخرہ (کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا) اس معنی میں ''ختم قرآن'' بولتے ہیں اور اسی معنی میں قرآن مجید کی آخری آیات کو ''خواتیم'' کہا جاتا ہے۔(2)

1- بحوالہ رسائل و مسائل حصہ اول از مولانا مودودی ص ۳۳، مزید دیکھئے المنجد ص ۲۵۸

2- لسان العرب، قاموس، اقرب الموارد، بحوالہ تفسیر سورۃ احزاب ضمیمہ ختم نبوت از مولانا مودودی

Marfat.com

الصحاح للجوہری میں ہے ختم اللہ لہ بخیر (خدااس کا خاتمہ بخیر کرے) وختمت القرآن: بلغت آخرۃ (یعنی میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا) اختتمت الشیء: نقیض افتتحتہٗ (کسی چیز کا اختتام: افتتاح کی نقیض اختتام ہے) والخاتم والخاتم بکسر التاء وفتحھا و الختام و الخاتام کلہ بمعنی و خاتمۃ الشیء آخرہ. (یعنی خاتم، خاتم، ختام، خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشیء کہتے ہیں) ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیھم الصلوٰۃ و السلام ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لے آئے۔[1]

تہذیب میں ہے والخاتم و الخاتم من اسماء النبی ﷺ وفی التنزیل العزیز ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ای اخر ھم ومن اسمائہ العاقب ایضا ومعناہ اخر الانبیاء. (یعنی خاتم اور خاتم نبی ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ہیں قرآن مجید میں ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین. یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا۔ اور حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے اسماء میں العاقب بھی ہے۔ اس کا معنی آخر الانبیاء ہے)[2]

ختم الشیء وعلیہ (مہر لگانا) ختم العمل، ختم الکتب، ختم الاناء[3]، ختم علیک بابہ (اس نے تم سے اعراض کیا) ختم علی قلبہ (بے سمجھ بنانا) ختم، مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی اچھی طرح ختم کرنا۔ اختم الکتب (کتاب کا خاتمہ پر پہنچنا) اختتمہ (پورا کرنا) الخاتمۃ (خاتم کا مونث) بمعنی انجام، نتیجہ، اخیر)[4]

1- تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم از پیر محمد کرم شاہ الازہری، ص ۶۹ ۔ ۶۸

2- ایضاً

3- ان تراکیب کے معانی پیچھے صفحات میں گزر چکے ہیں لہٰذا اعادہ نہیں کیا گیا۔

4- بحوالہ علوم القرآن مولفہ شمس الحق افغانی، ص ۱۸۰ ۔ ۱۷۹

Marfat.com

الف: وفی المحکم لابن سیدہ و خاتم کل شی و خاتمته عاقبته واخرہ [1]

ب: وفی مجمع البحار و خاتم باالفتح بمعنی الطابع ای شی یدل علی انه لانبی بعدی. [2]

ج: وفی کلیات ابی البقاء وتسمیة نبینا خاتم الانبیا لان خاتم القوم آخر القوم ثم قال ونفی الاعم یستلزم نفی الاخص. [3][4]

امام راغب اصفہانی ''مفردات القرآن'' (اردو ترجمہ) میں لکھتے ہیں۔ ''الختم والطبع کا لفظ دو طرح سے استعمال ہوا ہے اور اس کے مصدر ختمت اور طبعت ہیں۔ بمعنی کسی چیز پر مہر کی طرح کے نشانات لگانا اور کبھی اس نشان کو کہتے ہیں جو مہر لگانے سے بن جاتا ہے مجازاً کبھی اس سے کسی چیز کا محفوظ کرنا مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ دروازوں یا کتابوں پر مہر لگا کر انہیں محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ کہ کوئی چیز ان کے اندر نہ داخل ہو اور نہ نکلے مثلاً خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور خَتَمَ عَلٰى سَمْعِه وقلبه (اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی) اور کبھی کسی چیز کا اثر لینے سے کنایہ ہو جاتا ہے۔ جیسا

1- ترجمہ: اور محکم مصنفہ ابن سیدہ میں ہے'' اور ہر چیز کا ختم کرنے والا اور اس کا اختتام ہونا اور اس کا آخر کو پہنچنا۔''

2- اور مجمع البحار میں ہے'' اور خاتم فتح (زبر) کے ساتھ طابع (سب سے پیچھے پیچھے) کے معنی میں ہے معنی یہ ہے کہ کوئی شے جو دلالت کرتی ہے۔ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

3- اور کلیات ابی البقا میں ہے'' اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو'' خاتم الانبیاء کا نام دیا گیا جیسے کہ خاتم لقوم کا معنی ہے آخر القوم (آخری قوم یا قوم کا آخری فرد) پھر کہا اور عموم کی نفی مستلزم ہے خصوص کی نفی کو۔''

4- علوم القرآن از علامہ شمس الحق افغانی ص ۱۸۰۔ ۱۷۹

Marfat.com

کہ مہر سے نقش ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اس سے کسی چیز کا انتہا کو پہنچ جانا مراد ہوتا ہے اور اسی سے ختمت القرآن کا محاورہ ہے۔ یعنی قرآن ختم کرلیا۔ اسی مفہوم میں قرآن سے مثال ہے قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ (ان کافروں سے کہو بھلا دیکھو تو اگر خدا تمہارے کان یا دو آنکھیں چھین لے اور تمہارے دل پر مہر کر دے) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ (یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا رکھی ہے) اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ (آج ہم ان (مجرموں) کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے) سورۃ احزاب میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمانے کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی آمد سے سلسلہ نبوت مکمل ہوگیا ہے اور اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"[1]

شرعی مفہوم ختم نبوت:

علامہ رشید رضا مصری اپنی عربی تصنیف "الوحی المحمدی" میں لکھتے ہیں کہ "آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ .... وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت دونوں حضور اکرم ﷺ کے بعد ختم ہوگئی ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کے بعد جو شرعی وحی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور گمراہ کن ہے بہت سے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا مگر ان کا جھوٹ ظاہر ہوگیا۔"[2]

نبی اور نبوت:

اسی طرح نبی اور نبوت کا مفہوم لغوی اور دینی حیثیت سے تلاش کیا جائے تو یہ مفہوم یقیناً وہی ہے جو عموماً اسلام کا ہمیشہ سے متفقہ عقیدہ رہا ہے۔

1- مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی (اردو ترجمہ) ص ۲۶۵-۲۶۴

2- الوحی المحمدی (اردو ترجمہ) ص ۸۲-۸۱

Marfat.com

ذیل میں چند ایک اقتباسات موضوع و مفہوم کی تشریح و تعبیر کی خاطر پیش کیے جاتے ہیں۔

1- نبوت کا لغوی معنی اگر نبا بمعنی خبر سے ماخوذ ہو تو نبی بمعنی شرعی و عرفی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے اور اگر نبوت بمعنی رفعت سے منقول ہو تو نبی تمام لوگوں سے رفیع اور بلند ہوتا ہے اور اگر نبی بمعنی طریق سے منقول ہو۔ تو پیغمبر اور نبی بھی اللہ تک رسائی کا راستہ اور وسیلہ ہے پہلی صورت میں مہموز اللام اور اخیر کی دو صورتوں میں معتل اللام ہے نبی کی شعری اور اصطلاحی تعریف شارح مواقف نے اسطرح بیان کی ہے کہ ''یعنی جس کو اللہ حکم دے کہ میں نے تم کو فلاں قوم کی طرف بھیجا ہے یا سب لوگوں کی طرف تو وہ نبی ہے۔''[1]

2- نبی عربی زبان میں النباء سے صفت ہے جسکے معنی ہیں ''مفید خبر جس کی اہمیت ہو'' اس میں فاعل و مفعول دونوں معنے درست ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی اللہ کی طرف سے مخبر بھی ہے اور اللہ کی طرف سے اسے خبر بھی دی جاتی ہے۔ نبی کا بالتشدید استعمال زیادہ ہے۔ اور اس میں ہمزہ کو یا سے بدل دیا گیا ہے۔ یا یہ لفظ النبوۃ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی بلندی اور شرافت کے ہیں۔

اہل کتاب کے نزدیک اس (لفظ نبی) کا اطلاق اس الہام والی شخصیت پر ہوتا ہے جو مستقبل کی پوشیدہ باتوں کی اطلاع دے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قدیم عبرانی زبان میں اس (لفظ نبی) کے اصل مادہ کا معنی یہ ہے مطلق بلند آواز سے بولنے والا یا شرعی امور میں بولنے والا ہمارے نزدیک نبی اسکو کہیں گے جس پر اللہ تعالیٰ صرف اپنی وحی نازل کرے اگر خدا اسے تبلیغ کا حکم بھی دے تو ہم اسے رسول کہیں گے۔ اس لیے

1- علوم القرآن از علامہ شمس الحق افغانی ص ۱۶۳

Marfat.com

ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہے۔ [1]

3- تنبا وتنبوا (نبوت کا دعویٰ کرنا) النبوۃ والنبوۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بناء پر غیب کی باتیں بتانے والا۔ پیش گوئی کرنے والا۔ خدا تعالیٰ کے مطلب کی خبریں دینے والا (نبی کہلاتا ہے) [2][3]

بعض لوگ غلطی سے کاہن، نجومی، حکیم، ستارہ شناس، مصلح، مفکر اور فلسفی وغیرہ کو بھی نبی اور رسول کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں ان کے مطابق پیغمبر پیش گوئی کرتا ہے کاہن بھی مستقبل کی خبر دیتا ہے۔ نجومی بھی ستاروں کا حساب لگا کر مستقبل میں جھانک سکتا ہے۔ فال دیکھنے والا بھی حال کے علاوہ ماضی اور مستقبل کی پوشیدہ باتیں بتا دیتا ہے۔ لوگوں کی قسمتوں کے ستارے دیکھنے والا یعنی رمال بھی آئندہ زمانہ کی باتیں بتلا سکتا ہے۔ مگر ان سب میں جھوٹ زیادہ اور سچ بہت کم ہوتا ہے۔ مصلح اور مفکر قوم (انسانوں) کے لیے سوچتے ہیں۔ غور و فکر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کی اصلاح کی تدبیر کرتے ہیں جبکہ بظاہر پیغمبر کا منصب بھی یہی نظر آتا ہے۔ اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ عباس محمود العقاد لکھتے ہیں کہ:

"نبی کے اعمال اور کاہن کے اعمال الگ الگ ہو جاتے

1- الوحی المحمدی ص ۸۱

2- المنجد اردو ترجمہ ص ۹۸۷

3- امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلویؒ کے نزدیک بھی "نبی ایسی شخصیت ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں دی جاتی ہیں۔ اسی بناء پر ان کے نزدیک نبی حامل علم غیب ہوتا ہے۔ امام صاحب کا معنی و مفہوم قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین ہے۔ "علم ما کان وما یکون" سے نوازے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے پیغمبر کو روز ازل سے روز آخر کے تمام علوم غیب سے مطلع فرما دیا ہے۔ (دیکھئے ملفوظات امام احمد رضا خان بریلوی)

Marfat.com

ہیں اور کبھی ان میں دشمنی (بھی) پیدا ہو جاتی ہے لٰہذا کہانت ایک پیشہ ہے۔ (جبکہ نبوت نہیں) اور یہی نبوت اور کہانت میں سب سے بڑا فرق ہے۔ کہ کہانت پیشہ ہے جبکہ نبوت پیشہ نہیں ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے نبوت کے کاموں کے لیے کسی کو نبی مقرر کیا ہو۔ جیسے کہ کہانت کے کاموں کے لیے اکثر کاہن مقرر کیے جاتے ہیں"[1]

پیغمبر اور دوسرے لوگوں میں وجہ امتیاز یہ بھی ہے کہ

1- پیغمبر کو خدا سے ہدایات ملتی ہیں جبکہ دوسرے لوگوں کو نہیں۔

2- پیغمبر کی بات (وحی) مستند، ثقہ اور منجانب اللہ ہوتی ہے۔ جبکہ عام لوگوں کی باتوں کا درجہ یہ نہیں ہوتا۔

3- پیغمبر نے کوئی فن اور کوئی علم سیکھا نہیں ہوتا (امی ہوتے ہیں) جبکہ دوسرے لوگ علوم وفنون کے حصول میں ایک عمر بسر کرتے ہیں۔

4- پیغمبر تمام انسانوں کی بھلائی (اور ترجیحا روحانی بھلائی) کے لیے سوچتا ہے۔ جبکہ دوسرے لوگ مخصوص طبقات، گروہوں اور قوموں کے لیے سوچتے ہیں۔ ترجیحاً ان کی سوچ وفکر دنیاوی و مادی زندگی کے فوائد کے لیے ہوتی ہے۔

5- پیغمبر لوگوں کی اصلاح اور بھلائی کے امور میں لوگوں کی مرضی اور ماحول کا پابند نہیں ہوتا۔ بلکہ احکامات الٰہیہ کا پابند ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے لوگوں کے اصلاحی اقدامات وتفکر، ماحول اور معاشرے کی ضرورت کے تحت ہوتے ہیں۔[2] اس سلسلے میں حضرت العلامہ امام محمد غزالی شافعیؒ کا

1- ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ، اردو ترجمہ، ص ۲۳۶-۲۳۵

2- سیرت النبی جلد چہارم از سید سلیمان ندوی

Marfat.com

ارشاد کیا خوب ہے:

"نبوت انسانیت کے رتبہ سے بالاتر ہے جس طرح انسانیت حیوانیت سے بالاتر ہے۔ وہ (یعنی نبوت) عطیہ الٰہی اور موہبت ربانی ہے سعی و محنت اور کسب سے نہیں ملتی (اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ)"(1)

صفات انبیاء:

اسلام میں انبیاء ہادی (رہنما) نذیر (ہوشیار کرنے والے) مبشر (خوشخبری سنانے والے) معلم (سکھانے والے) مبلغ (خدا کے احکام پہنچانے والے) نور (روشنی) مبین (خدا کی صفات کو واضح کرنے والے) مزکی (پاک و صاف کرنے والے) مطاع (واجب الاطاعت) حاکم (فیصلہ کرنے والے) آمر (حکم دینے والے) ناہی (منع کرنے والے) صاحب حکمت (حکمت و دانش والے) اور صاحب خلق عظیم (بڑے اخلاق کے مالک) کی سی صفات عظیمہ و عجیبہ کے حامل ہوتے ہیں۔(2)

آیتِ ختم نبوتؐ:

عقیدہ، ختم اور نبی و نبوت کے بالتفصیل لغوی جائزے کے بعد اب ہم قرآن مجید کی اس آیت کا ترجمہ، تشریح اور شان نزول وغیرہ پیش کرتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے اثبات کے سلسلے میں نص صریح ہے۔ یہی وہ آیہ مبارکہ ہے جس پر ایمان لانے کے بعد نبوت کے خاتمہ پر ہمارا ایمان و ایقان مکمل ہو جاتا ہے۔ اور عقیدہ ختم نبوت ہمارے لیے سعادت دو جہاں ہو جاتا

1- ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔

2- مقالات سیر از ڈاکٹر آصف قدوائی ص ۲۷

Marfat.com

ہے۔ بُقعۂ ایماں، حرزِ جاں، باعث نجات دو جہاں اور توشۂ ایں و آں ہو جاتا ہے، یہیں سے آیات قرآن پر کامل ہمارا ایمان پُر ایقاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن فرقان میں فرمایا گیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ؕ

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے (بھی) باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول (ہیں) اور (سلسلہ) انبیا کو ختم کرنے والے اور اللہ ہر شے سے (بخوبی) واقف ہے۔

(الاحزاب۔ ۴۰)

شانِ نزول:

اس آیہ مبارکہ پر گفتگو فرمانے سے قبل اس واقعہ کو نقل کیا جاتا ہے جو اس کے نزول کا سبب بنا ہے۔ یہ واقعہ حضور رسالت مآب ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ بن حارث، جنہیں ایک دور میں ''زیدؓ بن محمد ﷺ'' کہا جاتا تھا، کی حضرت زینب بنت جحش سے شادی، طلاق اور رسول خدا ﷺ سے شادی سے متعلق ہے۔ یہ تو سبھی پہ روشن ہے کہ حضرت زیدؓ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ آپؓ نے انہیں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ اور صاحب خلق عظیم ورحمتہ للعلمین ﷺ ہونے کی ایک بے مثال و لازوال روایت قائم کی۔ یہیں پر بس نہیں کیا گیا۔ بلکہ محبت و مودت نبوی ﷺ اور صلہ و مہربانی کا عالم یہاں تک وسیع ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ بنت جحش کا نکاح زیدؓ بن حارث سے کروایا۔ اسطرح زمرہ انبیاء میں مساوات انسانیت کی سب سے روشن مثال قائم کی۔ مگر دونوں کے ہم کفو نہ ہونے کی وجہ سے یہ رشتہ زیادہ عرصہ تک نہ نبھ سکا

Marfat.com

اور آخر کار "طلاق" پر ختم ہوا رسول اللہ ﷺ نے قریشی خاتون کی عزت و وقار کے پیش نظر اور غم طلاق کی تسلی و تشفی کی خاطر خود ان (حضرت زینبؓ بنت جحش) سے نکاح کر لیا۔ یہ فعل اہلیان مکہ کی روایتی معاشرت کے خلاف تھا۔ کیونکہ عرب معاشرے میں منہ بولے بیٹے کو نسبی بیٹے کی حیثیت حاصل ہوتی تھی اور عرب منہ بولے بیٹے کی مطلقہ منکوحہ سے نسبی بیٹے کی طرح نکاح کرنا ناجائز سمجھتے تھے۔ مگر اِدھر آں سرور ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کیا اُدھر عربوں نے ایک طوفان بے تمیزی کھڑا کر دیا۔ آیہ ختم نبوت سے قبل اور بعد کی آیات اسی واقعہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہی اس آیت کا سیاق وسباق ہیں۔

مذکورہ آیت میں خداوند کریم نے نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے کردار اور عظمت کی خود حفاظت کی اور کفار کے بے بنیاد اعتراضات کا جواب قرآن کریم میں دے کر آپ ﷺ کی شان ختم نبوت کو قیامت تک زندہ کر دیا۔ اس آیت میں تین باتوں کی طرف اشارہ کر کے اعتراضات مشرکین کو رفع کیا گیا ہے۔

اول: نکاح مذکورہ بالا قابل اعتراض نہیں ہے۔ اسلیے کہ رسول اللہ ﷺ [1] تم میں سے کسی (مرد، جوان، جو شادی کے قابل بھی ہو) کے باپ نہیں

1- یہاں آیت مذکورہ میں حضور اکرم ﷺ کا اسم ذاتی لایا گیا ہے۔ اس سے اس شبہ اور ابہام کا ازالہ بھی کر دیا گیا ہے جو بعد کے منکرین عام لوگوں کے ذہن میں پیدا کر سکتے تھے۔ اور انہیں عقیدہ ختم نبوت سے منحرف کر سکتے تھے۔ یعنی تمہارے مردوں کے حقیقی باپ نہ ہونے کا معاملہ محمد ﷺ سے ہے۔ اللہ کے رسول یعنی روحانی باپ ہونے کا معاملہ بھی محمد ﷺ سے ہے۔ اور خاتم النبیین ہونے کا شرف وفضیلت بھی محمد ﷺ کو حاصل ہے۔ دوسرے کسی رسول و نبی کو نہیں۔ رسول و نبی کے عام لفظ سے متردین ان فضائل کے حامل کے بارے میں شبہات پیدا کر سکتے تھے۔ مگر لفظ محمد ﷺ لا کر ان کے تمام شبہات کی جڑ کاٹ دی۔ اور ان فضیلتوں کا حق حقدار کو دے دیا گیا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو۔

Marfat.com

ہیں اور منہ بولے بیٹے یا باپ کسی طرح بھی حقیقی باپ یا بیٹے کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔ حقیقی حقیقی ہوتا ہے اور منہ بولا منہ بولا۔

دوم: اگر تم کو شبہ ہو کہ منہ بولے بیٹے کی طلاق یافتہ منکوحہ سے نکاح جائز ہی سہی۔ مگر کیا ضروری تھا کہ محمد ﷺ یہ نکاح کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کے لیے اس کام کو کرنا نہایت ضروری تھا۔ اس لیے کہ ایک نبی و پیغمبر کی حیثیت سے آپ ﷺ کے لیے زمانے کی بری اور بے بنیاد رسموں کو توڑنا اور بھی ضروری ہے۔ تاکہ امت کے لیے آپ ﷺ کا عمل حجت اور سند رہے اور آئندہ امت کے لیے اس کام کے کرنے میں کسی شبہ اور ہچکچاہٹ کا موقع نہ رہے۔

سوم: بحیثیت نبی و رسول، آپ ﷺ کے لیے یہ (اور اس طرح کی دوسری بھی) رسم توڑنی اور امت کے لیے نمونہ عمل پیش کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ آپ ﷺ محض اللہ کے نبی ہی نہ تھے۔ بلکہ آخری نبی تھے جن کی نبوت کو قیامت تک باقی رہنا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے ہاتھوں یہ جاہلانہ رسم آج نہ ٹوٹتی تو پھر قیامت تک نہ ٹوٹ سکتی کیونکہ آپ کے بعد قیامت تک کسی اور نبی نے نہیں آنا۔ جو آپ کے ادھورے چھوڑے ہوئے کاموں کی تکمیل کرنا۔ لہٰذا اپنے منصب کے تقاضے کے تحت آپ ﷺ ہی نے یہ رسم توڑنی تھی تاکہ حکم الٰہی پورا ہو کر رہے۔ (1)

ختم نبوت، نفی جنس:

بیان کردہ درج بالا واقعہ اور تفسیری اشاروں کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ اس آیت اور اس کے مفہوم کا اصلی مدعا کیا ہے۔ اگر اسے نفی کمال (منکرین ختم نبوت کا عقیدہ یا توجیہہ) کے معنوں

1- تفہیم القرآن تفسیر سورۃ احزاب از مودودی

Marfat.com

میں لیا جائے تو یہاں خاتم النبیین کا لفظ بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے موقع محل کا تقاضا ظاہر کرتا ہے کہ اس جگہ نفی کمال مراد نہیں بلکہ نفی جنس مراد ہے اور اس سے اشارہ حقیقی نبوت کا حقیقی الفاظ میں حقیقی انقطاع ہی ہے۔ (1)

اللہ و رسول ﷺ نے مطلقا تازہ نبوت کی نفی فرمائی۔ شریعت جدیدہ وغیرہ کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحتہ خاتم بمعنی آخر بتایا۔ متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اس معنی ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا۔ (کہ حضور ﷺ) تمام انبیا کے خاتم ہیں اور اسی بناء پر سلف و خلف آئمہ مذاہب نے نبی ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا۔ کتب احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔ (2)

آیت خاتم النبیین میں الف لام عہد خارجی یا ذہنی ہے جس سے مراد صرف تشریعی انبیا ہیں۔ گویا آپ صرف تشریعی انبیا کے خاتم ہیں۔ (یہ منکرین ختم نبوت کا پیدا کردہ مغالطہ ہے) عہد خارجی کے لیے سابق کلام میں خاص تشریعی انبیا علیہم السلام کا ذکر ضروری ہے جو یہاں (آیہ ختم نبوت میں) میں نہیں ہے۔ اور عہد ذہنی یا خارجی اس وقت لیا جاتا ہے جب استغراق ممکن نہ ہو۔ جیسے **اکله الذئب** اور **اشتر اللحم عند عامة اهل الاصول والعربية لام التعريف سواء دخلت على المفرد او الجمع تفيدا لاستغراق الا اذا كان معهودا** (3)

خاتم النبیین میں الف لام استغراق حقیقی کے لیے نہیں بلکہ عرفی کے لیے ہے یعنی انبیاء تشریعی مراد ہیں نہ کہ مطلق انبیاء جیسے کہ **یقتلون الانبیا**

1- رسائل و مسائل جلد اول، ص ۳۲

2- جزاء اللہ بابائہ ختم النبوۃ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۵۹ از مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ

3- کلیات ابی البقاء ص ۵۶۳

Marfat.com

میں صرف بعض وہ انبیاء مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے زمانے میں تھے۔ (یہ بھی منکرین کا ایک بہت بڑا مغالطہ ہے) جواب یہ ہے کہ استغراق عرفی وہاں لیا جاتا ہے۔ جہاں استغراق حقیقی ممکن نہ ہو۔ جیسے جمع الامیر الصاغۃ کیوں کہ تمام دنیا کے سناروں کا جمع کرنا ممکن نہیں بلحاظ عرف و عادت کے، لیکن خاتم النبیین میں بلا تکلف استغراق درست ہے۔ بخلاف یقتلون النبیین کے جہاں استغراق ممکن نہیں ہم پوچھتے ہیں۔ (منکرین سے) کہ آیہ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۔ اسی طرح وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِاىٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ میں کیا استغراق حقیقی مراد ہے یا عرفی؟[1]

عقیدہ ختم نبوت اور تفاسیر اہل سنت:

منکرین کی پیش کردہ لغوی موشگافیوں اور باطل مغالطوں کے جواب اور رد کے بعد اب مشہور و معروف تفاسیر سے چند اقتباسات بر اثبات عقیدہ ختم نبوت پیش ہیں۔ جو آیہ ختم نبوت کے معنی و مفہوم کو اور زیادہ نمایاں اور باطل شکن کرتے ہیں۔

1- وہ نبوت کو اختتام تک لائے اور اس پر (ختم نبوت) کی مہر لگا دی۔ اب یہ دروازہ روز حشر تک کبھی نہیں کھلے گا۔[2]

2- اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کے ذریعے نبوت کا خاتمہ کر دیا اسلیئے کہ وہ آخری نبی ہیں۔[3]

3- خاتم النبیین کہنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر ایک پیغمبر کے بعد دوسرا نبی آتا ہے تو وہ رشد و ہدایت اور احکامات وغیرہ کی وضاحت کا ایک مشن اپنے

1- تحریف سوم و چہارم مندرجہ علوم القرآن از مولانا شمس الحق افغانی ص ۱۸۷۔۱۸۶

2- تفسیر ابن جریر جلد بائیس ص ۱۲

3- تفسیر معالم التنزیل در بحث خاتم النبیین

Marfat.com

پیچھے چھوڑتا ہے اور اس کے بعد آنے والے کو اسے مکمل کرنا ہوتا ہے لیکن ایسا پیغمبر جس کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آتا۔ وہ اپنی امت کے لیے بہت زیادہ رحمدل ہوتا ہے اور امت کے لیے واضح اور مکمل ہدایت فراہم کرتا ہے اس لیے کہ وہ باپ کی مانند ہے اور جانتا ہے کہ اسکے بعد اس کے بیٹے کا کوئی سرپرست یا نگران نہیں۔ (1)

4- اسطرح یہ آیت (ختم نبوت) اس سلسلہ میں واضح حکم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور جب ان کے بعد کوئی نبی نہیں تو ان کے بعد کوئی رسول بھی رسالت کے لیے مخصوص نہیں ہوسکتا...... جو کوئی بھی نبی اکرم ﷺ کے بعد اس منصب (نبوت) کا دعوی کرتا ہے وہ کاذب، گمراہ، کافر اور منکر ہے۔ (2)

5- وخاتم النبیین ۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا۔ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت ہوگی نہ ہی اس کے ساتھ کوئی شراکت یا مجلس ہوگی اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (3)

6- وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے علم رکھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت کو ماننے والے ہوں گے۔ (4)

1- تفسیر کبیر جلد ششم

2- تفسیر ابن کثیر جلد سوم

3- تفسیر خازن در تفسیر سورۃ احزاب

4- تفسیر جلالین

Marfat.com

7- نبی پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد (قیامت تک) کوئی دوسرا شخص پیغمبر (رسول و نبی) مقرر نہیں کیا جائے گا۔ (اس لئے کہ یہ خدائی فیصلہ ہے)[1]

8- بعض لوگوں نے اس لفظ (ختم) کو خَتِمُ پڑھا ہے۔ جس کے معانی ہیں جو کوئی مہر لگاتا ہے۔ اس طرح لفظ خَتَمُ ، خَتِمُ کا مترادف ہے۔ اس لیے انؐ کی امت کے ولی اور علماء ولایت کی شکل میں حضور اکرم ﷺ کے جانشین ہوں گے کیونکہ نبوت میں جانشینی کو ختم کر دیا گیا ہے۔[2]

9- لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص ہے۔ اس لیے محمد ﷺ خاتم النبیین ہونے کے ناتے سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں خاتم المرسلین بھی ہونا چاہیے۔ اور ان کا آخری نبی و رسول ہونا یہ معنی دیتا ہے کہ دنیا میں اللہ کی جانب سے آپ کو نبوت ملنے کے بعد کسی جن یا انسان کے لیے منصب نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ جس کسی پر آپ ﷺ کے بعد نبوت کے سلسلہ میں وحی کا نزول ہوتا ہے کافر قرار دیا جائے گا۔ اور اس سلسلے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔[3]

10- اِشم (عاصم) لفظ خاتم کو خاتِم پڑھتا ہے جو کہ مہر لگانے کا آلہ ہے۔ جس کے ساتھ مہر ثبت کی جاتی ہے یہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سب سے آخر میں بھیجے گئے اور ان کی آمد پر نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا یا اس پر مہر لگا دی گئی۔[4]

1- تفسیر مدارک التنزیل جلد پنجم

2- تفسیر روح البیان جلد ۲۲

3- تفسیر روح المعانی در تفسیر سورۃ احزاب آیت زیر بحث

4- تفسیر حقانی در تفسیر خاتم النبیین

Marfat.com

11- اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰ آخر زمانے میں نازل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیروکار اور آپ ﷺ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ ﷺ کی امت کے ایک فرد ہیں۔ (1)

12- اور وہؐ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی ان کے بعد کوئی رسول تو درکنار کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کر دے۔ (2)

13- یہ ختم نبوت اس تکمیل دین کا لازمی اور بدیہی تقاضا ہے جس کا ذکر "اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" والی آیت میں ہوا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اب قیامت تک کسی نبی کے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ (3)

14- رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا اور آپ ﷺ کا آخری پیغمبر ہونا آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدعی نبوت کا کاذب و کافر ہونا ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق رہا ہے۔ (4)

1- تفسیر کشاف جلد دوم ص ۲۱۵

2- تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۱۰۳

3- تدبر قرآن جلد پنجم در بحث مسئلہ ختم نبوت

4- معارف القرآن جلد پنجم مسئلہ ختم نبوت

Marfat.com

15- یعنی آخر الانبیا کہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ حتی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں۔ مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ ﷺ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ﷺ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ (1)

16- اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضور ﷺ اتنی تندہی سے امت کے سامنے دین اسلام کے سارے گوشے آشکارا کرنے کی شاید زحمت نہ فرماتے لیکن اب جبکہ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور حضور ﷺ ہی اس سلسلہ ذہبیہ کی آخری کڑی ہیں۔ تو آپ ﷺ کی محبت اور الفت کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی چیز بھی ادھوری نہ رہنے دی جائے ...... اور اگر دور جاہلیت کی قبیح رسموں کو نہ مٹایا گیا تو پھر ایسی ہستی پیدا ہی نہیں ہوگی جو ان کو مٹا سکے۔ (2)

17- مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اسؐ کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اسؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اسیؐ کو سب پر ہے۔ (3)

18- یعنی آپ ﷺ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائیگی بس جن کو ملنی تھی مل چکی، اسی لیے آپ ﷺ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ (4)

1- خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان

2- ضیاء القرآن جلد چہارم ص ٦٦

3- تفسیر موضح القرآن ف ا ص ۱۰۷

4- تفسیر عثمانی ص ۵۴۹-۵۵۰

Marfat.com

19- خاتم اور خاتم دونوں کے معنی لغت میں آخر کے ہیں۔ آپ ﷺ کا لقب خاتم النبیین اس لیے ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی ہے اور نبوت کی تکمیل آپ کی آمد سے ہوگئی ہے۔[1]

20- وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ ولیکن محمد تو رسول اللہ و خاتم النبیین ہیں اللہ عزوجل نے نبوت آپ ﷺ کی ذات مبارک پر ختم فرمائی اور علم الٰہی ازلی وقدیم ہے۔[2]

21- خاتم بفتح تا بمعنی آخر اور بکسر تا بروزن فاعل، ختم کرنے والا۔ آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔[3]

22- چنانچہ آپ ﷺ سب نبیوں کے ختم پر ہیں ...... اور عیسیٰؑ گو نبی ہوں گے مگر ان کی نبوت حادث نہ ہوگی اور مستقل ہوکر نہ آویں گے۔[4]

عقیدہ ختم نبوت اور تفاسیر اہل تشیع:

درج بالا تفسیری حوالوں کے بعد اب صرف کتابوں کے ناموں کے حوالہ جات پیش کرنے مناسب ہی ہوں گے کہ اہلسنت وشافعی علماء کے علاوہ شیعہ مفسرین نے بھی ختم نبوت کے عقیدے کو آیہ مذکورہ یعنی وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے تحت شرح وبسط سے پیش کیا ہے۔

☆ تفسیری القمی از علی بن ابراہیم مطبوعہ عراق ص ۵۳۲

☆ تفسیر التبیان از شیخ ابوجعفر محمد بن حسن ابن علی طوسی۔ مطبوعہ عراق، جلد ہشتم ص ۳۱۴

☆ تفسیر منہاج الصادقین از ملا فتح اللہ کاشانی مطبوعہ عراق جلد ہفتم صفحہ ۳۳

1- تفسیر کاشف البیان جلد پنجم ص ٦٧

2- مواہب الرحمٰن المعروف جامع البیان جلد ۷

3- تفسیر مظہری جلد نہم

4- بیان القرآن جلد سوم ص ۵۳

Marfat.com

☆ تفسیر مجمع البیان از ابوعلی فضل ابن حسین طبرسی مطبوعہ عراق جلد دوم ص ۲۸۱
☆ تفسیر الصفی از ملا محسن کاشی مطبوعہ عراق ص ۴۹۱
☆ تفسیر البرہان از ہاشم ابن سلیمان ابن اسماعیل حسینی مطبوعہ ایران جلد سوم ص ۳۲۷
☆ انوار النجف از علامہ حسین بخش مطبوعہ لاہور جلد یازدہم ص ۲۱۱
☆ تفسیر عمدۃ البیان از مولانا سید عمار علی مطبوعہ دہلی جلد دوازدہم
☆ ترجمہ وتشریح قرآن از مولوی مقبول احمد مطبوعہ لاہور ص ۵۰۷
☆ ترجمہ وتشریح قرآن از حافظ فرمان علی ص ۵۷۵ [1]

عقیدہ ختمِ نبوّت اور حدیثِ رسولؐ:

اگر بفرض محال قرآن مجید کی بین آیت (آیہ ختم نبوت) کے باب میں منکرین ختم نبوت کی باطل تاویلات اور معانی ختم کی کثرت اور منکرین کے شکوک کو تسلیم کر ہی لیا جائے۔ تو بھی لامحالہ ہم کسی ایک حتمی معنی پر پہنچنے کے لیے حضور ختم المرسلت کے ارشادات عالیہ کی طرف رجوع کریں گے جو آپ ﷺ نے خاتمہ منصب نبوت و تائید آیہ ختم نبوت کے ذیل میں وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے۔ اس موقع پر بھی ایجاز و اختصار سے کام لے کر صرف صریح بیانات والی حدیثیں ہی پیش کی جائیں گی تاکہ منکرین کے لیے تاویل وکٹ حجتی کا موقع نہ رہے چنانچہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

اول: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور خاتمیت پناہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری اور دوسرے انبیا کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک عمارت بنائی ہو اور اسے نہایت عمدہ اور خوبصورت بنایا ہو لوگ چاروں طرف گھوم گھوم کر اسے دیکھ رہے ہوں اور کہہ رہے ہوں کہ اس سے بہتر عمارت ہم نے آج تک نہیں دیکھی لیکن بس ایک اینٹ کی جگہ اسمیں خالی ہے اور وہ

۱- بحوالہ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ بتاریخ 84-8-12 ۔

Marfat.com

اینٹ میں ہی ہوں۔ (بخاری کتاب المناقب، مسلم کتاب الفضائل) اور میں خاتم النبیین ہوں (مسلم، کتاب الفضائل) پس میں آیا اور پیغمبری کا سلسلہ بند کر دیا (مسلم، کتاب الفضائل) میرے ذریعے پیغمبری کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ (مسند ابو داؤد) تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری، مسلم، سنن نسائی، تفسیر ابن مردویہ)[1]

دوم: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''مجھے چھ باتوں میں (دوسرے) انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔ مجھے جامع ومختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔

۲۔ مجھے رعب کے ذریعہ سے نصرت بخشی گئی۔

۳۔ میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے۔

۴۔ میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی'' (یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادتگاہوں میں

1- اس مضمون کی احادیث میں بڑی حقیقت پوشیدہ ہے کہ تکمیل دین میں بھی ارتقائی منازل طے ہوتی رہی ہیں۔ عقل انسانی کے ساتھ دینی تصورات میں بھی ارتقا ہوتا رہا ہے جب ایک عمارت بنتی ہے تو بنیاد ڈالنے سے لے کر تکمیل عمارت تک ہر قدم ارتقائی قدم ہی ہوتا ہے عمارت دین کی تکمیل میں بھی یہی صورت رہی ہے ہر پیغمبر نے ایک اینٹ رکھ کر اس مقصد کو آگے بڑھایا ہے اور اسے تکمیل سے قریب ترین کر دیا ہے۔ لیکن پوری تکمیل حضور نبی کریم ﷺ کے آنے سے ہوئی اور فرمایا گیا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یہ اسلام ایک دین اور ایک نظام زندگی کی حیثیت سے تمام انبیا کا واحد دین تھا اور سب نے دین کی اس عمارت (اسلام) کو پروان چڑھانے میں اپنی استطاعت بھر حصہ لیا۔ مگر تکمیل و اختتام اور اس نعمت کا اتمام محمد عربی ﷺ کے حصے میں آیا۔ اور نبوت کا مقصد پورا ہو گیا۔ لہٰذا نبوت بھی ختم ہو گئی پس آپ ﷺ نے فرمایا۔ انا خاتم النبیین (گلستان حدیث از مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی ص ۱۲۳)

Marfat.com

ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے اور اگر پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمّم کر کے وضوو غسل دونوں ضرورتیں پوری کی جاسکتی ہیں۔)

۵۔ مجھے تمام دنیا کی طرف رسول بنایا گیا۔

۶۔ میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

سوم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی (ترمذی، مسند احمد)

چہارم: حضور علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے فرمایا ''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ (یعنی اب میرے بعد قیامت ہی آنی ہے) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو'' (بخاری، مسلم، ترمذی، موطا امام مالک، مستدرک حاکم)

پنجم: رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔'' (ابن ماجہ)

ششم: حضرت عبدالرحمٰنؒ بن جبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ ''ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اس انداز سے کہ گویا آپ ﷺ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ''میں محمد نبی امی ہوں'' اور اس کے بعد فرمایا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے'' (مسند احمد مرویات حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص)

Marfat.com

ہفتم: رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں" "عرض کیا گیا" وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ ﷺ" فرمایا "اچھا خواب یا صالح خواب" یعنی وحی کے آنے کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو وہ اچھے خواب کے ذریعہ سے ملے گا۔ (نسائی، مرویات ابوالطفیل)

ہشتم: حضور رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ بن الخطاب ہوتا۔" (ترمذی، بخاری، مسلم)

نہم: حضور سرور کائنات ﷺ نے غزوہ تبوک کے سفر پر روانہ ہوتے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا "میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے۔ جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم کتاب الفضائل الصحابہ) حدیث کی متعدد کتابوں میں جید صحابہ کے حوالہ سے الفاظ کے معمولی ردو بدل کے ساتھ یہ روایت کئی دفعہ دھرائی گئی ہے۔ (1) اس سلسلے میں جو تفصیلات ملی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث بالخصوص غزوہ تبوک کے سفر کے وقت کہی گئی ہے۔ غزوہ تبوک پر جاتے وقت حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت ونگرانی کے لیے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس پر بعض منافقین اور مکاروں کو باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔ حضرت علیؓ نے

1- اس حدیث کو الفاظ کے معمولی ردو بدل کے ساتھ متعدد کتب حدیث میں شامل کیا گیا ہے مثلاً (مسند امام احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، صحاح ابن ابی شیبہ، سنن ابن جریر، تہذیب الآثار، مستدرک حاکم، طبرانی معجم کبیر و وسیط، ابن مردویہ، بزار، طبرانی کبیر، المتفق و المتفرق، حلیہ ابونعیم، (فضائل الصحابہ وغیرہ وغیرہ (بحوالہ جزاء اللہ عدوہ، بابائہ ختم النبوۃ)

Marfat.com

جا کر حضور سرور عالم ﷺ سے سارا معاملہ عرض کیا اور گویا ہوئے کہ ''یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔'' اس موقع پر نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے حضرت علیؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ '' تم تو میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو۔ جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی'' لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت ﷺ کو یہ اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون کے ساتھ حضرت علیؓ کی یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے۔ اسلیے فورا آپ ﷺ نے تصریح فرما دی کہ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

دہم: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا '' بے شک میری امت کے زمانے میں تیس کذاب [1] ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ

1- حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ میں لکھا ہے کہ ''اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں کیونکہ یہ بے بنیاد دعوے عموماً جنون اور سوداویت سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں۔'' (بحوالہ ختم نبوت کامل حصہ دوم، ص۲۲۲)

علامہ ابن حجر عسقلانی کی درج بالا گفتگو پر تبصرہ فرماتے ہوئے مفتی محمد شفیع دیوبندی درج ذیل دو فائدے اخذ کرتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے موید اور منکرین ختم نبوت کے مخالف ہیں۔

اول: یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آج کل عموماً جنون یا سوداویت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔

دوم: یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت وحشمت کا قائم ہو جانا یا اس کے مذہب کا رواج پانا اور اس کے متبعین کا زیادہ ہونا اس مدعی نبوت کی سچائی یا حقانیت کی دلیل نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ کے بعد دعوی نبوت کرنے والا ہر شخص ہر حیثیت میں جھوٹا، گمراہ اور کافر ہی ہوگا۔ واللہ اعلم (ایضاً ص۲۲۳)

Marfat.com

میرے بعد کوئی نبی نہیں'' (صحیح مسلم، مسند امام احمد، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

یازدہم: میری امت دعوت میں ستائیں دجال کذاب ہوں گے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ بے شک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں'' (مسند امام احمد، طبرانی معجم کبیر، ضیائے مقدسی صحیح مختارہ بروایت حضرت حذیفہؓ)[1]

دوازدہم: رسول اللہ ﷺ نے'' فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں'' (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت نہیں) (بیہقی، طبرانی)

سیزدہم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔'' (یعنی کسی نبی سے منسوب مسجد جسکی طرف بغرض ثواب سفر کیا جائے۔ (مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ مکہ والمدینہ)

چہاردہم: حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ''میں آدمؑ کی پیدائش سے پہلے بھی پیغمبروں میں سے آخری تھا۔'' (مستدرک حاکم جلد 2)

پانزدہم: حضرت علیؓ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے موقع پر آپ ﷺ کے جسد خاکی سے خطاب کرتے ہوئی فرمایا تھا'' اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ کی وفات نے وہ چیز ختم کر دی جو پہلے کسی کی وفات سے ختم نہیں ہوئی تھی اور وہ (چیز) ہے نبوت، وحی الٰہی اور دوسری پیغمبرانہ اطلاعات'' (نہج البلاغہ جلد دوم)

شانزدہم: رسول ملاحم ﷺ نے فرمایا'' انبیا بنی اسرائیل (اپنی قوم) کی سیاست

1- دہم اور یازدہم حدیث امام احمد رضا خان بریلویؒ کی تصنیف ردمرزائیت صفحہ ۱۱۳-۱۱۲ سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

فرماتے تھے جب ایک نبی تشریف لے جاتا تو دوسرا اس کے بعد آتا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"[1]

ہفدہم: رسول کریم رحمتہ للعالمین ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا "میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہو اور بطور فخر ارشاد نہیں کرتا۔" (دارمی، تاریخ بخاری، طبرانی اوسط، سنن بیہقی بروایت حضرت جابرؓ بن عبداللہ)

ہشدہم: حضرت ابی موسیٰؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں مقفّیٰ ہوں" (یعنی آخر الانبیاء) (مسلم جلد دوم) امام نوویؒ سے اس حدیث پر یہ اضافہ فرمایا "یعنی میں آخر الانبیاء ہوں"

نوزدہم: ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابی ذرؓ (غفاری) سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "اے اباذرؓ: نبیوں میں سے پہلے (حضرت) آدمؑ تھے اور آخری نبی (حضرت) محمد ﷺ ہیں (ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے)[2]

بیستم: بیان کیا جاتا ہے کہ ابوجعفر اور ابوعبداللہ نے کہا ..... یقیناً اللہ نے تمہاری کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ دوسری تمام الہامی کتابیں ختم کردیں۔ اور تمہارے پیغمبر (محمد ﷺ) کے ساتھ پیغمبری کا سلسلہ بند کر دیا ہے" (اصول کافی جلد اول مطبوعہ نولکشور)[3]

مزید کئی مختصر احادیث میں صحابہ کرامؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضور ختم المرسلین ﷺ آخری نبی ہیں ذیل میں صرف چار روایات درج ہیں۔

1- جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ از علامہ بریلویؒ

2- حدیث ہشدہم ونوزدہم علوم القرآن از مولانا شمس الحق افغانی سے لی گئی ہیں۔ ص ۱۹۳۔۱۹۲

3- دیکھئے ضمیمہ ختم نبوت از مولانا مودودی

Marfat.com

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات ﷺ کو سب انبیا کے بعد بھیجا۔ (امیر المومنین حضرت عمرؓ بن خطاب)

۲۔ تمہارے نبی ﷺ آخر الانبیا ہیں۔ (حضرت انسؓ بن مالک)

۳۔ ان ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (حضرت عبداللہؓ بن اوفی)

۴۔ وہ ﷺ سب انبیا کے بعد بھیجے گئے (حضرت امام محمد باقرؒ)[1]

عقیدہ ختم نبوتؐ اور اجماع صحابہ:

احادیث کے مطالعہ سے بالصراحت یہ بیان ثابت ہوگیا ہے کہ جس طرح قرآن کریم میں آیت خاتم النبیین کا سیاق وسباق اسے ختم نبوت پر دال کرتا ہے۔ اسی طرح حدیث کا مطالعہ مختلف مواقع پر زبان رسالت سے آیہ ختم نبوت کے مفہوم کو اور موکد کر رہا ہے۔ اور آپ کی آمد و بعثت کو ختم نبوت کی دلیل بنا رہا ہے اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں رائی برابر بھی شک و تردد نہ تھا۔ بلکہ ان کے اذہان وقلوب میں یہ مسئلہ بھی اتنا ہی روشن اور واضح تھا جتنے کہ دوسرے مسائل۔ اسلامی شرع میں کسی مسئلے کی دینی حیثیت جانچنے کے لیے تیسرا درجہ اجماع صحابہ ہی کو حاصل ہے۔ اب ہم اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو صحابہ کرام کے طرز عمل کو عقیدہ ختم نبوت کی تائید میں ہی پاتے ہیں۔ بطور ثبوت چند ایک تصریحات درج ذیل ہیں۔

(الف) یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے وصال کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان مکذبین کی نبوت کو تسلیم کیا ان سے صحابہ

1- جزاء اللہ علاوہ بابائے ختم النبوۃ ص ۸۱۔ اگرچہ آپؒ صحابی نہیں ہیں مگر خاندان رسالت سے ہونے کی بناء پر آپ کو اس فہرست میں شامل کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

کرام نے عملی و نظریاتی دونوں محاذوں پہ جنگ کی۔ مسیلمہ کذاب یمامہ کے ایک قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک فرد تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات ہی میں اس نے دعویٰ نبوت کیا اور اپنے آپ کو نبوت محمدی ﷺ میں شریک و سہیم مشہور کر دیا۔ حضور اقدس ﷺ کے نام ایک خط لکھا جس کی ابتدا ان الفاظ سے کی گئی تھی۔

من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله
سلام علیک فانی اشرک فی الامر معک (1)

ترجمہ: مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد ﷺ اللہ کے رسول کی طرف، آپ ﷺ پر سلام ہو۔ (آپ ﷺ کو معلوم ہو کہ) میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی حضور سرور کائنات ﷺ کو یہ پیشکش کی کہ
''آپ ﷺ میری نبوت کو تسلیم کر لیں میں آپ ﷺ کے ساتھ مل کر کام کروں گا''

رسول اللہ ﷺ نے اس کے خوشامدانہ تخاطب اور شیطانی پیشکش کو رد کر دیا اور مسیلمہ کے ایلچی سے فرمایا:

''اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کرا دیتا۔''

پھر مسیلمہ کی شکایت کہ ''آپ تمام عرب کو اپنے زیر نگین لانا چاہتے ہیں حالانکہ عرب کا نصف علاقہ میرا ہے اور نصف علاقہ قریش کا لیکن قریش عدل و انصاف سے کام لینا بالکل نہیں جانتے۔'' کے جواب میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تمہارا خط سنا۔ جو سرتاپا خرافات پر مشتمل تھا۔ تم نے عرب کے نصف حصے پر اپنا حق جتایا ہے۔ لیکن ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور وہ اپنے نیک بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس زمین کا وارث بناتا ہے۔''(2)

1- طبری جلد دوم مطبوعہ مصر
2- اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

Marfat.com

عہد صدیقیؓ میں اس کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں قتال کیا گیا۔ مسلمان مقتولوں کو شہید سمجھا گیا اور مسیلمہ کذاب کے ہمراہی مقتولوں کو جہنمی سمجھا گیا۔ اس کے ہمراہی اسیران جنگ کو لونڈی و غلام بنایا گیا۔ اس طرح اس کاذب اور اس کے پیروکاروں کے فتنہ کا خاتمہ ہوا۔[1]

(ب) حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخر میں بنو اسد کا ایک سردار طلیحہ نامی بھی داعی نبوت بن بیٹھا۔ مگر اس نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اپنے دعویٰ نبوت کو عام نہ کیا۔ ہاں! آں حضرت ﷺ کے وصال مبارک کے فوراً بعد اپنے دعویٰ کی تشہیر و تبلیغ کی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے دور میں اس سے بھی حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں مقاتلہ کیا گیا۔ اسے شکست فاش ہوئی تو یہ میدان جنگ سے فرار ہو گیا اور دعویٰ نبوت سے تائب ہوا پھر دوبارہ اسلام کی صفوں میں شامل ہوا۔ اور ساری عمر استقامت کے ساتھ عقائد اسلام اور اثبات ختم نبوت پر کاربند رہا۔[2]

(ج) اسود عنسی جسے ذوی الحمار کہا جاتا تھا بھی یمن کا رہنے والا تھا۔ جب اس کے کاروبار اور شہرت کو ترقی ہوئی تو اس نے یمن میں متعین رسول اللہ ﷺ کے عمال کو وہاں سے نکال دیا اور بخران پر حملہ کر کے وہاں بھی اپنی حکومت قائم کر لی۔ رسول خدا ﷺ نے بھی اسے کچھ زیادہ اہمیت نہ دی اور اس کے ساتھ قتال کرنے کے بجائے یمن میں اپنے عمال کو یہ حکم بھیجا کہ اگر ممکن ہو سکے تو اسود عنسی کو گرفتار کر لیا جائے ورنہ کسی ترکیب سے قتل کر دیا

1- مسیلمہ کذاب کو وحشیؓ نے اپنے خاص ہتھیار ''حربہ'' سے قتل کیا تھا۔ (حیات محمد از محمد حسین ہیکل ص ۶۲۶۔۲۷) یہ حربہ وہی ہتھیار تھا جس کے ساتھ وحشی نے غزوہ احد میں حضرت امیر حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ یہ چھوٹا سا برچھا ہوتا ہے جسے تاک کر اپنے نشانے پر پھینکتے ہیں۔ وحشی جہاں اپنے حربہ سے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے قتل کا افسوس کیا کرتا تھا وہیں اس ہتھیار سے مسیلمہ کذاب کے قتل پر فخر بھی کیا کرتا تھا۔

2- حیات محمد از محمد حسین ہیکل ۶۲۶۔۲۷

Marfat.com

جائے۔ یمن میں رہنے والے صحابہ نے ایک رات اسود عنسی کا قصہ تمام کر دیا۔ اور خبر دینے مدینہ آئے۔ مگر جس دن وہ مدینہ پہنچے رسول خدا ﷺ اپنے رب کے پاس تشریف لے جا چکے تھے۔ [1]

(د) سجاح بنت سوید نامی ایک عیسائی عورت نے بھی دعویٰ نبوت کیا اور یمن میں آ کر اپنی نبوت کا مسیلمہ کی نبوت سے الحاق کر لیا۔ اور مسیلمہ سے شادی کر لی۔ اس طرح ان دونوں کے مشترکہ پیروکاروں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ مگر جب حضرت خالد بن ولیدؓ ان جھوٹوں سے مقاتلہ کرنے یمن میں آئے تو سجاح مسیلمہ کا ساتھ چھوڑ کر یمن کی طرف بھاگ گئی اور مسیلمہ مسلمانوں کے ہاتھوں میدان جنگ میں مارا گیا۔ سجاح شام میں جا کر پھر عیسائی المذہب ہوگئی اور اسی گم نامی کی حالت میں مر گئی۔ [2]

1- حیات محمد از محمد حسین ہیکل ۲۷-۶۲۶

2- سلسلہ وار مضمون ''شمشیر بے نیام'' راقم عنایت اللہ، مطبوعہ ماہنامہ حکایت لاہور

حکایت ڈائجسٹ لاہور کے نائب مدیر عارف محمود نے اپنے تحقیقی مضمون ''یمامہ کا شیطان'' میں لکھا ہے کہ ''اور پھر کسی نے سجاح بنت سوید کو نہ دیکھا کسی نے کہا وہ جزیرہ میں گوشہ نشینی کی عمر گزار رہی ہے اور کسی نے کہا کہ وہ اپنی ننھیال بنی تغلب میں سب سے کٹ کر خاموشی کی زندگی گزار رہی ہے یوں بہت سا وقت گزر گیا خلافت راشدہ کا شاندار زمانہ گزرا اور حضرت امیر معاویہ کا دور شروع ہوا تو انہوں نے سخت قحط کے باعث بنو تغلب کو بصرہ میں آباد کر دیا اور یہ پورا قبیلہ (عیسائی سے) مسلمان ہوگیا مگر اس قبیلے کی ایک حسین عورت کی دیانتداری اور پرہیزگاری نے سب کو متاثر کر دیا پھر بصرہ کی یہ عورت مشہور ہوتی گئی لوگ اس کی عزت کرتے تھے یہ گوشہ نشین مسلمان خاتون اپنی پرہیزگاری اور تقویٰ کے باعث یاد کی جانے لگی۔ اور آخر وہ مر گئی تب حاکم بصرہ حضرت سمرہؓ بن جنب نے بہ نفس نفیس اس کی نماز جنازہ ادا کی تو کسی نے پوچھا۔ ''جناب یہ خاتون کون تھیں؟''

تب انہوں نے کہا ''تم نہیں جانتے یہ سجاح بنت سوید تھی جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور تمام عمر اس (گناہ) کی توبہ کرتی رہی۔ (ماہنامہ حکایت لاہور، دسمبر ۲۰۰۱ء، ص ۱۲۶)

Marfat.com

بعد کے ادوار کے مسلمانوں میں بھی داعی نبوت و رسالت، مہدی و مسیح اور الہام و وحی کے حامل ہونے کے مدعی اٹھتے رہے ہیں اپنے پیچھے جاہل پیرو کاروں کا ایک گروہ اکٹھا کرتے۔ مگر صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچتے رہے۔[1] بقول مولانا سید مناظر احسن گیلانی:

"اور جن بد بختوں کے دل میں کبھی اس منصب (نبوت و رسالت) کی جھوٹی ہوک اٹھتی ہے یا اٹھوائی جاتی ہے تم دیکھو خلاف دستور بنی آدم کتنی بدسلوکیوں کے ساتھ آخر وقت تک اس کو دردراتے، دھتکارتے رہے۔ اٹھنے کو تو یہ اٹھ جاتے لیکن چند مغالطی پینتروں کے بعد ہی ان کو محسوس ہو جاتا کہ ان کے لیے دنیا میں کوئی کام نہیں بنی آدم کی بستیوں میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ پھر یوں ہی بازاری بے روز گاروں کی طرح بالآخر سرگردانی کے ساتھ بھٹکتے بھٹکاتے بہ ہزار حسرت و ناکامی و نامرادی کے گڑھوں میں ہمیشہ کے لیے مدفون ہو جاتے ہیں...... اگر کوئی نبوت کا نام لے کر کبھی اٹھا بھی تو قدرت کے ہاتھوں نے جلتی ہوئی گھانس کے خاکستر کے مانند اس کو وہیں بٹھا دیا۔"[2]

داعیان نبوت ہائے کاذبہ کے مندرجہ بالا احوال و انجام سے بات ثابت ہو گئی کہ ایسے جھوٹوں کے خلاف صحابہ کرامؓ سے لے کر ہر دور کے صحیح العقیدہ مسلمان جہاد و قتل کو جائز قرار دیتے تھے۔ داعی نبوت کو توبہ کا موقع رسول اللہ ﷺ نے خود بھی دیا ہے اور صحابہ کرامؓ بھی اس سنت محمدی ﷺ پر قائم

1- جھوٹے مدعیین کے انجام کی تفصیل کے لیے دیکھئے مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری کی تصنیف آئمہ ابلیس۔ حصہ اول و حصہ دوم مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور

2- النبی الخاتم ص ۱۲۸۔۱۲۸

Marfat.com

رہے۔ جیسے کہ طلیحہ اسدی کو یہ موقع دیا گیا۔ مگر بالآخر داعیان نبوت سے قتال کرنا ضروری سمجھا گیا۔ کہ ان کا خاتمہ ہی اسلام کے پنپنے کی ضمانت تھا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کے قرآنی عقیدہ میں ایک موہوم سا شک وتردد بھی ان کے دل میں نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس عقیدہ کبیدہ کے منکر کو ہرگز نہ بخشتے تھے۔

عقیدہ ختم نبوت اور اجماع امت:

اب اجماع امت کے طور پر ہر دور کے جید علمائے اسلام کے تصور ختم نبوت کے بارے میں آراو تاثرات لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ اجماع صحابہؓ کے بعد اجماع امت کی تائید کے ساتھ بھی اس عقیدہ کی حقانیت واضح ہو سکے۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق کہ ید الله علی الجماعة اور الجماعة لایجتمع علی الضلالة اور لا تجتمع امتی علی الضلالة [1] کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو اس حقیقت کے باور کر لینے میں یقیناً ہرگز کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ اکثر کی رائے عموماً صواب پر مبنی ہوتی ہے بقول شاعر

آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

اور اگر امت محمدی ﷺ کے اکثر اصحاب نے اس عقیدہ کو قرآن و حدیث کی روح اور اس کی ابدی صداقتوں کے ساتھ تسلیم کیا ہے اور منکرین کا رد کیا ہے تو یقیناً چند منکرین جھوٹے اور بدبخت اور جہنمی ہیں اور جماعت مسلمین جادہ حق کی طرف گامزن ہے حدیث نبوی ہے کہ

من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه [2]

1- ترجمہ: ا۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر (ہوتا) ہے۔
۲۔ جماعت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوتی۔
۳۔ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

2- سنن ابوداؤد بحوالہ انتخاب صحاح ستہ مرتبہ محمد سعید مجددی، ص ۳۷

Marfat.com

ترجمہ: جو جماعت سے نکل گیا۔ اسلام کی رسی اسکی گردن سے نکل گئی۔

لہٰذا چونکہ اکثر منکرین اس جماعت مسلمین ہی سے نکلے۔ لہٰذا اس حدیث مبارکہ کے مصداق بھی یہ لوگ حلقہ اسلام سے باہر نکل گئے اور ان کی شناخت بھی بدل گئی لہٰذا کوئی نقطوی ہوا تو کوئی بابی، کوئی بہائی ہوا تو کوئی مہدوی، کوئی اکبری، ہوا تو کوئی مرزائی قادیانی۔ لعنة الله علیهم اجمعین ایسے لوگوں کو تو ان کے دعویٰ پر دلیل مانگنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ:

''حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظمؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا: ''جو شخص اس (مدعی نبوت) سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں۔ لا نبی بعدی'' (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)[1]

اولاً: حضرت امام طحاویؒ فرماتے ہیں'' اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیا، امام الاتقیا، سیدالمرسلین، حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔[2]

ثانیاً: علامہ ابن حزم اندلسیؒ فرماتے ہیں'' یقیناً وحی کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ختم ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی۔ مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ'' محمد نہیں ہیں

1- خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان از امام ابن حجر مکی شافعی

2- شرح الطحاویہ فی عقیدۃ السلفیہ

Marfat.com

تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔"(1)

ثالثاً: علامہ قاضی عیاضؒ اپنی کتاب "الشفاء" میں ارقام فرماتے ہیں۔" اور جو کوئی اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی اسے (یعنی نبوت کو) حاصل کرسکتا ہے۔ اور اسطرح طہارت قلبی کے باعث نبوت کا منصب حاصل کرسکتا ہے جیسے کہ کچھ فلاسفر اور نام نہاد صوفی یہ دعوی کرتے ہیں۔ اور اسی طرح جو کوئی پیغمبر ہونے کا دعوی تو نہیں کرتا۔ لیکن وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اسطرح کے تمام لوگ کافر ہیں اور منکرین پیغمبر ﷺ ہیں کیونکہ انہوں (پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام) نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں اور یہ کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"(2)

رابعاً: علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں۔" اگر کوئی شخص اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ (محمد ﷺ) آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ عقیدہ مبادیات میں سے ایک ہے۔"(3)

خامساً: علامہ شہرستانی "الملل والنحل" میں لکھتے ہیں کہ (اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ) "نبی اکرم ﷺ کے بعد (بجز حضرت عیسیٰؑ) کوئی نبی آنیوالا ہے تو اسکے کافر ہونے میں دو آدمیوں میں بھی اختلاف نہیں"(4)

سادساً: ملا علی القاری الہروی "شرح فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں کہ" ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنا بالاجماع کفر ہے"

1- المحلیٰ جلد اول

2- الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد دوم

3- الاشباہ والنظائر از علامہ ابن نجیم

4- الملل والنحل جلد دوم

Marfat.com

سابعاً: امام محمد بن محمد الغزالیؒ الشافعی نے اپنی تصانیف ''معارج القدس'' اور ''الاقتصاد فی الاعتقاد'' میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور آیہ ختم نبوت کے اثبات پر طویل علمی گفتگو کی ہے۔ مکمل گفتگو کا نقل کرنا تو باعث طوالت ہوگا۔ تاہم ایک اقتباس درج ذیل ہے، فرماتے ہیں:

''امت نے بالاتفاق لفظ ''لا نبی بعدی'' سے اور نبی کریم ﷺ کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو منکر اجماع (اور منکر اجماع کافر ہے) ہونے کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔''(1)

ثامناً: امام زرقانی شرح ''مواہب اللدنیہ'' میں لکھتے ہیں۔ خاتم النبیین ای اخرھم (خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں) (2)

تاسعاً: شیخ محی الدین اکبر ابن العربی فتوحات مکیہ باب 310 جلد سوم ص 51 میں فرماتے ہیں۔ ''جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق سے محمد ﷺ کے بعد رسالت کا دروازہ قیامت تک بند کر دیا ہے۔'' (بحوالہ الیواقیت و الجواہر جلد دوم) پھر فرماتے ہیں ''اب ارتفاع نبوت کے بعد اولیاء اللہ کے لیے سوائے تعریفات کے کچھ باقی نہیں رہا اور اوامر و نواہی الٰہی کے سب دروازے بند ہوگئے ہیں۔ پس جو شخص محمد ﷺ کے بعد اس (نبوت) کا دعویٰ کرے وہ شریعت کا مدعی ہے۔ جو اس کی طرف وحی کی گئی ہے برابر ہے ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف ہو پس اگر وہ

1- الاقتصاد فی الاعتقاد المطبع الادبیہ مصر۔ بحوالہ اسلامی انسائیکلو پیڈیا شاہکار قسط نمبر ۱۸
2- شرح مواہب اللدنیہ جلد پنجم ص ۲۶۷

Marfat.com

مکلّف یعنی عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن ماریں گے اور اگر وہ پاگل ہے تو ہم اس سے کنارہ کشی کریں گے''(1)

عشراً: علامہ ابن حزم اپنی تصنیف ''الفصل فی الملل والنحل'' میں لکھتے ہیں ''جس کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر نے آں حضرت ﷺ کی نبوت اور معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے اسی کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر کی نقل سے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپؑ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ پس اس جملہ کے ساتھ اقرار واجب ہے اور حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا'' (جلد اول)

الاحد والعشر: تمہید ابوشکور سالمی (قلمی) میں ہے ''جان لو کہ ہر مسلمان عاقل پر یہ اعتقاد واجب ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے اور اب بھی وہی رسول اللہ ہیں۔ (یعنی صاحب الزمان رسول قیامت تک حضور ہی ہیں) .... اور حضور علیہ السلام خاتم الانبیا تھے۔ پس حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ سوائے نزول حضرت عیسیٰؑ کے جو حضور علیہ السلام سے پہلے رسالت و شریعت کے فرض پر تھے۔ وفات ان کی بعد کو ہوگی لہٰذا جو شخص فی زماننا نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہو جائے گا اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہوگا۔ کیونکہ اس نے نص قرآن میں شک کیا۔''(2)

الثانی والعشر: علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی فرماتے ہیں۔ ''کہ خدائے تعالیٰ ازاں خبر دہد و خدائے خبر داد کہ بعد از وے نبی

1- بعینہٖ یہی عقیدہ امام عبدالوہاب الشعرانیؒ نے اپنی تصنیف الیواقیت والجواہر جلد دوم میں ظاہر کیا ہے۔ دیکھئے ''اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ'' ص ۵۶

2- صفحہ ۱۰۵، قلمی بحوالہ اسلام اور قادیانیت ص ۵۶-۵۵

Marfat.com

دیگر نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلا در نبوت اور معتقد نباشد کہ اگر برسالت اور معترف بودے دیر اور ہرچہ ازاں خبر دادے صادق دانستے و بہماں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش مابداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کردے باز پسیں پیغمبران ست در زماں او تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہرکہ دریں بہ شک ست در آں نیز بہ شک ست و آنکس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان وارد کہ باشد کافر ست۔[1]

الثالث والعشر: امام نسفیؒ فرماتے ہیں"اور اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہاں! خدا کے رسول ہیں۔ اور سب انبیاء میں پچھلے اور حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں" میرے بعد کوئی نبی نہیں تو جو حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم ونص صریح کا منکر ہے۔ جسے ختم نبوت میں کوئی شک ہو وہ بھی کافر ہے۔"[2]

الرابع والعشر: علامہ یوسف اردبیلی شافعی "کتاب الانوار" میں فرماتے ہیں۔ "جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور ﷺ کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور ﷺ سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے۔ کافر ہو جائے گا۔"[3]

الخامس والعشر: حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں " جان لینا چاہیے کہ منصب نبوت حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ ﷺ پر ختم ہوگیا ہے۔ (مکتوب 260 دفتر اول)" اور اس منصب کے ختم کرنے والے حضور

1- جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ از امام احمد رضا خان بریلوی، ص ۸۵،۸۴

2- بحوالہ تفسیر روح البیان

3- بحوالہ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ ص ۹۳

Marfat.com

سید البشر محمد ﷺ ہیں اور حضرت عیسیٰ نزول کے بعد حضور خاتم الرسل ﷺ کی شریعت پر چلیں گے۔" (مکتوب ۳۰۱، دفتر اول)

السادس والعشر : مولانا محمد قاسم نانوتوی نے "مناظرہ عجیبیہ" میں لکھا ہے۔ "بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور (کے) نبی ہونے (میں) احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے (میں اسے) کافر سمجھتا ہوں۔ (ص ۱۰۳ سطر ۱۷) محققین کے نزدیک تو جیسے آپ ﷺ خاتم زمانی ہیں۔ ویسے ہی خاتم ذاتی اور خاتم مرتبی بھی ہیں۔ اور آپ ﷺ کو فقط خاتم زمانی کا اعتقاد کرنا یہ تو عوام کا خیال ہے کیونکہ صرف نفس خاتمیت زمانی میں کچھ فضیلت نہیں (بلکہ اصل فضیلت خاتم زمانی اور خاتم مرتبی دونوں میں ہے۔ یعنی جیسے آپؐ کے بعد منصب نبوت ختم ہے۔ ویسے ہی مرتبہ بھی ختم ہے۔ جو آپ ﷺ کے مرتبہ کے مشابہ ہو)[1]

السابع والعشر : مولانا عبدالحئی لکھنوی نے "زجر الناس" میں لکھا ہے۔ "لیکن ہمارے نبی ﷺ نے جمیع طبقات کے جمیع انبیا کو ختم کر دیا۔ یعنی آپؐ کے بعد کسی طبقہ میں بھی کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا ...... اور اپنی جگہ (یعنی آیت خاتم النبیین میں) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپؐ **علی الاطلاق والاستغراق** یعنی بغیر استثناء تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں"

الثامن والعشر : امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلویؒ قادری لکھتے ہیں۔ "یونہی محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ نص قطعی قرآن

1- تحذیر الناس ص ۳، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا عبدالحئی سے کچھ ایسے اقوال بھی نقل ہوئے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت سے متعارض ہیں۔ جنہیں اس موقع پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ ان پر گفتگو کسی دوسرے موقع پر ہوگی۔

Marfat.com

ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران (قطعی اجماعی لعنتی آگ میں داخل ہونے والا ہے) ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اسکے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفران (کافی، نمایاں کافر، کفر میں نمایاں) ہے۔"[1]

التاسع والعشر: علامہ عبدالغنی نابلسیؒ نے شرح الفرائد میں لکھا ہے " قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنی پر ہے۔ جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں۔ (یعنی حضور علیہ السلام کا آخری نبی ہونا)[2]

العشرون: بحر العلوم مولانا عبدالعلی محمد " شرح سلم" میں فرماتے ہیں " محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیا سے افضل ہیں۔ اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے۔ اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے۔ جو ابدالآباد تک باقی رہے گا۔"

الاحدوالعشرون: پیر اقبال علامہ جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ رسالت را تمام　　　تو نمودی ہمچو شمس بے غمام

(دفتر پنجم)

این همه افکار کفران زادشان　　　چوں در آمد سید آخر زمان

(دفتر چہارم)

1- جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوہ ص ۶

2- ایضاً ص ۹۲

Marfat.com

الثانی والعشرون: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''تفہیمات الٰہیہ'' جلد دوم میں ارقام فرماتے ہیں ممکن نہیں ہے کہ ان (حضور سرور کائنات ﷺ) کے بعد کسی نبی کا وجود (ہونا) ممکن ہو'' پھر فرماتے ہیں ''محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (جلد اول ایضا) آیہ ختم نبوت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ''نیست محمد پدر ہیچ از مردان شما ولیکن پیغمبر خدا و مہر پیغمبران یعنی بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد'' (بحوالہ علوم القرآن ص ۱۹۹)

الثالث والعشرون: مولانا کوثر نیازی ''اسلام ہمارا دین'' میں رقمطراز ہیں کہ ''جب نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو رسالت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ کیونکہ ان کے بعد زمانے کو کسی نبی اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

بصد یقیں و بصد اعتبار دیدہ وری
تجھی پہ ختم ہے روح الامیں کی نامہ بری

(ص ۲۶۔۲۵)

الرابع والعشرون: مشہور مفکر اور اہل قرآن غلام احمد پرویز عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں نظریات کو یوں بیان کرتے ہیں۔ ''وحی حضرات انبیاء کرام تک محدود تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پر ختم ہوگئی۔'' (ختم نبوت اور تحریک احمدیت ص ۲۸) ''کتاب دائمی اس لیے اس کتاب کے لانے والے نبی کی نبوت بھی دائمی کتاب کے بعد مزید کتابوں کے نزول کا سلسلہ ختم اس لیے نبی کے بعد نبوت کا سلسلہ بھی ختم'' (یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہا) (ایضاً ص ۲۳)

الخامس والعشرون: ڈاکٹر غلام جیلانی برق اپنی تصنیف ''حرف محرمانہ'' میں لکھتے ہیں کہ ''لغت، نحو اور کلام عرب کی روشنی میں خاتم الانبیا کے معنی صرف آخری نبی ہو سکتے ہیں۔ (ص ۲۰) تو خاتم النبیین کے معنی ہوں

Marfat.com

گے تمام نبیوں کا خواہ وہ ظلی ہوں یا امتی، ختم کرنے والا (ص ۳۲) ہمارا ایمان ہے کہ آں حضرت ﷺ خاتم الانبیا ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔" (ایضاً ص ۶۰)

السادس والعشرون: سید محمد انور شاہ محدث کشمیری لکھتے ہیں کہ "بلکہ خود آپ ﷺ کی نبوت کا سلسلہ ہی تا قیامت قائم و دائم رہے گا۔ آپؐ کے بعد کوئی نبوت نہ ہوگی۔" (خاتم النبیین ص ۱۴۵) تو اس سے خود بخود لازم آتا ہے کہ آپؐ سلسلہ نبوت کے بھی خاتم ہیں اور چونکہ آئندہ نبوت کی تجدید نہیں ہوگی۔ اس لیے اب قیامت تک آپؐ ہی کی نبوت دائم و قائم رہے گی۔" (ایضاً ص ۱۴۸)

السابع والعشرون: مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی اپنی موقر تصنیف "ختم نبوت کامل" میں رقمطراز ہیں۔ "آپ ﷺ بلا استثناء آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ جو آپ ﷺ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں ان کا آخری زمانہ میں آنا (ختم نبوت) کے قطعاً منافی نہیں۔" (ص ۱۰)

الثامن والعشرون: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ "یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ آخری رسول اور خاتم الانبیا ہیں جن کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں۔" (منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین ص ۲۰۶)

التاسع والعشرون: پروفیسر شیخ محمد ابوزہرہ مصری اپنی تصنیف "المذاہب الاسلامیۃ" میں رقمطراز ہیں کہ "مسلمان عہد نبوی سے لے کر آج تک اس بات کے معتقد رہے ہیں کہ نبی کریم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں آپ ﷺ نے صراحتاً فرما دیا تھا۔ لا نبی بعدی (میرے بعد نبی نہیں آئیں گے) ...... بہر حال مرزا صاحب کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔" (اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ص ۳۸۹۔۳۸۸)

Marfat.com

الثالث: پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ملفوظات میں درج ہے کہ "آنحضرت ﷺ کی رسالت کی ایک امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے بعد رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ مسلمہ طور پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی تھے اور آپ کی شریعت اس دنیا کے لیے خدا کی آخری شریعت تھی۔ اس شریعت میں اتنی وسعت رکھی گئی تھی کہ قیامت تک کے لیے پیش آنے والے انسانی مسائل کا حل اس میں موجود تھا۔ آپ کے آخری نبی ہونے کی خبر قرآن کریم میں نہایت وضاحت اور غیر مبہم الفاظ میں دی گئی ہے۔"(۱)

عقیدہ ختم نبوت اور فقہی حوالے:

اب مناسب ہوگا اگر چند فقہی کتب کے اقتباسات بھی عقیدہ نبوت کے اثبات کے سلسلے میں پیش کر دیئے جائیں۔ چنانچہ:۔

☆ فتاویٰ عالمگیری میں مندرج ہے کہ "اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے اور اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اسکی تکفیر کی جائے گی۔" (جلد دوم)

☆ "فتاویٰ ہندیہ" میں ہے کہ "یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہو جائے گا۔ اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا ہے۔ کہ یہ بھی مطلقاً کافر ہے۔"

☆ "فتاویٰ تاتارخانیہ" میں ہے "دعوت نبوت (حضور علیہ السلام کی بعثت کے بعد) بالاجماع کفر ہے یہ حکم عام ہے۔ کہ مدعی زمانہ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد و مسیلمہ واسود خواہ بعد میں کما تقدم سیاتی"

۱۔ مہر منیر فصل چہارم، ص ۱۶۴

Marfat.com

''مجمع الانہر'' شرح ''ملتقی الابحر'' میں ہے ''اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور علیہ السلام تمام انبیاو مرسلین کے خاتم ہیں۔ اگر حضور ﷺ کے رسول ہونے پر تو ایمان لایا۔ اور خاتم الانبیا ہونے پر ایمان نہ لایا۔ تو مسلمان نہ ہوگا۔'' (بحوالہ جزاء اللہ عدوہ باباٰبہ ختم النبوۃ)

منکرین ختم نبوت کے دلائل کے حوالہ جات محکمات کے بعد اب ان چند اعتراضات کا محاکمہ مختصراً پیش کیا جاتا ہے۔ جن کو بنیاد بنا کر منکرین ختم نبوت اپنے غیر قرآنی وغیر دینی نظریہ کے حق میں دلیلیں لاتے ہیں۔

دلیل اول: منکرین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ روایت بطور سند پیش کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ:

قولوا انہ خاتم الانبیا ولا تقولوا لا نبی بعدی

ترجمہ: کہو کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

علم حدیث کے ماہر علماء نے اس حدیث کو کئی وجوہ سے ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

اول: بقول ''ایمان'' از امام ابن تیمیہ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جب آنحضور ﷺ قرآن یا سنت کے الفاظ کا مطلب یا ان کی شرح بیان کرتے ہیں۔ تو ان کے مقابلے میں لغت کے معنی یا کسی اور مطلب یا شرح (جیسی کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے منسوب ہے) کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

دوم: اس روایت کے تمام روای نہیں تو اکثر راوی تو یقیناً مجہول یا غیر مصدقہ ہیں۔

سوم: اس روایت کو حدیث کے کسی مجموعے میں شامل نہیں کیا گیا بلکہ یہ لغت کی ایک کتاب تکملہ مجمع البحار اور قرآن مجید کی ایک شرح ''درمنثور''

Marfat.com

میں آئی ہے۔

چہارم: اس روایت کی سند معتبر نہیں ہے۔

پنجم: اس روایت کو کسی مسلمان عالم حتیٰ کہ مستشرق تک نے قابل اعتماد نہیں سمجھا اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات کے مقابلے میں اس مجروح روایت کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

لیکن اگر اس روایت کو تاویل کی نظر سے دیکھا جائے تو عقیدہ ختم نبوت اور روایت کے معنی و مفہوم میں کوئی تخالف و تضاد نہیں ہے۔ یعنی روایت کا مطلب جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، یہی ہے کہ حضور سرور کائنات خاتم الانبیا ہیں (تم بھی یہ بات کہو) مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ اس معنی و مفہوم کے حصہ اول میں تو صریحا عقیدہ ختم نبوت کا اثبات و اقرار ہے اب یہ کیسے ممکن ہے کہ ام المومنینؓ ایک ہی گفتگو اور ربط میں نصف فقرہ ایک موضوع کے حق میں کہیں اور نصف موضوع کے خلاف۔ یعنی آپ خود اپنے ماقبل الفاظ کی تردید و تنسیخ کریں یہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ آپؓ کو رواۃ کے اس طبقہ میں شمار کیا جاتا ہے ہے۔ جو راوی ہونے کے ساتھ ساتھ فقہی ذہن بھی رکھتا ہے۔ لہٰذا یہاں پہ آپؓ کا اشارہ لازماً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قرب قیامت میں آمد کی طرف ہے۔ چونکہ یہ آمد بعثت خاتم الانبیا کے بعد ہے اور یہ آمد بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وعقیدہ ختم نبوت سے ذرا بھی متعارض نہیں ہے اور پھر نزول عیسیٰؑ کا اثبات صحیح وقوی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ اب چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا تصور حدیث کے قابل اعتماد ذخیرہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرما دیا۔ کہ ''یہ مت کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا'' یعنی اگر یہ بات کہدی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز کوئی نبی نہ آئے گا تو یہ نزول مسیحؑ کا انکار ہے۔ اور مسئلہ نزول مسیح عقیدہ ختم نبوت کی

Marfat.com

روح کے منافی نہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منسوب درج بالا روایت بنظر تاویل منکرین ختم نبوت کے حق میں دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ عقیدہ ختم نبوت کے حق میں دلیل ہے اور عقیدہ نزول مسیح کو بھی موکد کرتی ہے۔ واللہ اعلم

دلیل دوم: دوسری روایت جو ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ وہ یہ ہے آنحضرت ﷺ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیمؓ کے حوالہ سے فرمایا۔ کہ ''اگر وہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے''

اس حدیث کو امام نوویؒ نے ''موضوعات الکبیر'' میں جھوٹ اور غلط قرار دیا ہے۔ راویوں کے سلسلے میں ابو شعبہ نامی راوی غیر معتبر ہے۔ امام ترمذی کے نزدیک وہ قابل اعتبار نہیں اور امام نسائی کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام احمد کا ارشاد ہے کہ ''اس روایت (نبوت ابراہیمؓ والی) میں کوئی وزن نہیں۔'' امام ابو حاتم نے اُسے (ابو شعبہ کو) حدیث کے معاملے میں نا قابل اعتبار بتایا ہے۔ ان تمام وجوہ کی بناء پر روایت کی ثقاہت مشکوک ہوگئی ہے۔ اور روایت قابل اعتبار نہیں رہی۔ (بحوالہ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ)

اگر اس روایت کو بھی تاویل کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ روایت بھی عقیدہ ختم نبوت کے موافق ہی نظر آتی ہے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری روایات مثلاً، حضور ﷺ کا حضرت علیؓ سے فرمانا کہ ''میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰؑ کیساتھ ہارون کی تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں'' یا حضرت عمرؓ کے بارے میں یہ ارشاد کہ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔'' مگر چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لہٰذا عمرؓ بھی نبی نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے آپ ﷺ کا یہ کہنا کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارون کی تھی (یعنی معاون نبی) مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اسلئے تم بھی ہارون کی حیثیت نبوت (معاون نبی) کے

Marfat.com

حامل نہیں ہو۔ بالکل اسی طرح آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ مگر یہ کہ میں نے اسے صدیق تو بنایا مگر خلیل (امور نبوت میں شریک و معاون) نہیں بنایا۔ کیونکہ اب اس کا بھی امکان باقی نہیں رہا۔ یعنی اسطرح کی تمام روایات کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہی نتیجہ نکلے گا کہ اعلیٰ تو اعلیٰ، ادنیٰ نبوت تک بھی آپ ﷺ کے بعد ختم ہے۔ نا اہل تو رہے ایک طرف نبوت کا امکان تو اہل حضرات کے لیے بھی ممکن نہیں ہے۔ اور اگر اہل کے لیے بھی ہوتا تو شرط کے ساتھ ہوتا۔ مگر چونکہ شرط موجود نہیں لہٰذا اس کی جزا بھی معدوم ہوگئی واللہ اعلم۔

دلیل سوم: متعدد بے بنیاد و بے کار دلائل میں سے تیسری دلیل اور اہم دلیل منکرین ختم نبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (امت مسلمہ کا عقیدہ ہے منکرین مرزائیوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ) قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام چونکہ اللہ کے ایک صاحب شریعت پیغمبر ہیں لہٰذا اگر ان کے آنے سے عقیدہ ختم نبوت مجروح نہیں ہوتا تو دوسرے جدید مدعیین کی آمد سے کیوں متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس دلیل بے وزن پر ذرا غور کیا جائے تو یہ ثابت ہو جائیگا کہ آمد عیسیٰؑ ثانی دراصل نبوت جدیدہ کے کِذب اور انقطاع کی دلیل ہے۔ اس موضوع پر بہت زیادہ علمی بحث کی گئی ہے۔ حضرت گرامی پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے اپنی تصنیف لطیف ''سیف چشتیائی'' میں اس موضوع کے متعلقہ ابحاث کو یوں نہایت عمدگی سے سمیٹا ہے کہ تمام موافقین و مخالفین نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ مزید برآں مولانا مودودیؒ نے ''سیرت سرور عالم ﷺ'' میں اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔ ''ہدایۃ المفتری'' میں مولانا محمد عبدالغنی پٹیالوی نے بھی اس عنوان پر کلام کیا ہے۔ غرضیکہ مفسرین، محدثین، مفکرین، اور حضرات فقہا نے اس مسئلے پر خوب سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ اور اسے عقیدہ

Marfat.com

ختم نبوت کے موافق تسلیم کیا ہے۔ مختصر دلائل درج ذیل ہیں:

1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور رسالت مآب ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔ جبکہ انقطاع صرف نبوت جدیدہ کا ہوا ہے۔

2- نزول عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات احادیث صحیحہ سے ہوا ہے۔ یہ ایک استثناء بھی ہوسکتا ہے۔ جو خود حضور اکرم ﷺ نے آمد عیسیٰؑ کے حوالے سے کیا ہو۔

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول اپنی نبوت وشریعت کا امر نہ کریں گے بلکہ شریعت محمدی ﷺ کا اعلان و نفاذ فرمائیں گے اگرچہ ان کی اپنی نبوی حیثیت اس وقت بھی کامل ہوگی۔

4- آمد عیسیٰ علیہ السلام دراصل حضور نبی کریم ﷺ کے صادق مخبر ہونے کی دلیل ہے۔ کہ آپ ﷺ نے نزول عیسیٰؑ کی پیشگوئی کی ہے۔

5- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد خود جھوٹوں اور دین محمدی ﷺ کے منکروں کے لیے سیف قاطع ہوں گے مثلاً دجال اور عیسائی یہودی وغیرہ۔ لہٰذا آپ کی آمد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات سے ہرگز متعارض نہیں ہوسکتی۔

عقیدہ ختم نبوت اور نزول عیسیٰؑ

"قومی ڈائجسٹ" کے قادیانی نمبر کے مرتب نے ایسی اکیس مستند روایات نقل کی ہیں جو عقیدہ نزول مسیح کے موضوع پر کافی و جامع ہیں اور عقیدہ کو اس کی روح و تفصیل سے واضح کرتی ہیں۔ ذیل میں صرف تین آراء پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ مضمون زیر مطالعہ کے قارئین بھی علماء و مفسرین کی جامع و علمی خیالات سے آگاہی حاصل کرسکیں۔

اول: علامہ تفتازانی "شرح عقائد نسفی" میں لکھتے ہیں کہ "یہ بات ثابت ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ آپ ﷺ کے بعد حضرت

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں آیا ہے مگر وہ محمد ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اسلیے نہ ان کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔ (1)

دوم: علامہ محمود آلوسی شکری تفسیر روح المعانی جلد ۲۲، ص ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ ''پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے۔ بہر حال! اس سے معزول تو نہ ہوں جائیں گے مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے کیونکہ وہ پچھلی شریعت ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے۔ اور اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت (محمد یہ ﷺ) کی پیروی پر مکلّف ہوں گے لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئیگی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپ ﷺ کی امت میں امت محمد یہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کرینگے۔''(2)

سوم: امام المفسرین و متکلمین علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ''انبیا'' کا دور حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہو گئے تو انبیا کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد محمد ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے۔''(3)

1,2- بحوالہ قومی ڈائجسٹ (قادیانیت نمبر) مدیر: مجیب الرحمن شامی، جولائی ۱۹۸۴ء، ص ۲۸۹_۲۸۸

3- تفسیر مفاتیح الغیب الکبیر جلد ۳ صفحہ ۳۴۳

Marfat.com

قابل غور نکات:

اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا کام ہے کہ لفظ ''خاتم النبیین ﷺ'' کا جو معنی و مفہوم لغت سے ثابت ہے جو قرآن کی عبارت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ جو حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں بیّن ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کے اجماع اور عمل سے متبادر ہے اور جو جمہوریت کے چودہ صدیوں کے اجماعی عقیدہ سے مصرح ہے۔ اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم و معنی لینا اور عامتہ المسلمین کی اجتماعی سوچوں کے مخالف کوئی اور سوچ اختیار کرنا ایک گمراہ کا کام تو ہوسکتا ہے ایک عقلمند اور صائب الرائے کا ہرگز نہیں۔ اس سلسلے میں تین باتیں قابل غور ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن و حدیث کی رو سے یہ اسلام کے اولین بنیادی عقائد میں سے ہے۔ جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا دارو مدار ہے ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر۔ اور وہ نبی نہ ہو اور اسے مان لے تو بھی کافر۔ ایسے نازک معاملے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے درست سمت میں رہنمائی نہ کرنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی آمد ممکن ہوتی تو اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں اسکی تصریح فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ارشادات عالیہ کے ذریعہ اس کی تاکید و تلقین فرماتے۔ اور دنیا سے ہرگز تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبردار نہ دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔ کہ آپ ﷺ کی امت پر عظیم شفقت اور رحمتہ للعالمینی سے ایسے تساہل (نعوذ باللہ) کی ہرگز امید بلکہ امکان تک نہیں ہے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام نے بالوضاحت اور کھلم کھلا ختم نبوت کی تشہیر اور انقطاع

Marfat.com

وحی کا اعلان فرمایا ہے۔ آیہ تکمیل دین کے ذریعہ ہدایت کے کامل اور مکمل ہو جانے کی نوید سنائی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہمارے ایمانوں سے کیا دشمنی ہے کہ رسول ﷺ کے بعد امکان نبوت و وحی موجود ہو جس کو ماننا باعث نجات اور جس کا انکار خسران دنیا و آخرت ہو۔ مگر ہم کو نہ صرف اس سے بے خبر رکھا گیا بلکہ اس کے برعکس عقیدہ کا حکم دیا گیا۔ فافهم (پس سمجھو)

اب اگر بفرض محال نبوت کا دروازہ کھلا ہو اور نبی بھی آ جائے تو ہم بلا خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے۔ باز پرس اور احتساب کا خطرہ اللہ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے ہی ہو سکتا ہے تو ہم قرآن کی ظاہر و باہر آیات، احادیث صحیحہ و متواترہ کا ذخیرہ علمائے امت کے اقوال و آرا اور عقلی و نقلی دلائل کا ذخیرہ اپنے عقیدہ کے ثبوت میں پیش کر کے گناہ انکار نبوت جدیدہ سے برأت چاہیں گے۔ جبکہ منکرین کے پاس عقلی اور بے بنیاد موشگافیوں اور گمراہ کن سوچوں کے پلندے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس لیے کہ قرآن و حدیث ان کے باطل نظریہ کی تائید سے خاموش ہیں۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہو جایا کرے جس نے پر مشقت عبادت اور مجاہدوں سے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لیا ہو۔ نہ ہی نبوت کوئی انعام ہے جو خدمات وغیرہ کے سلسلے میں عطا کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ ایک منصب جلیلہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ خاص ضرورت کے تحت اپنے خاص بندوں کو مقرر فرماتے ہیں۔ بمصداق آیہ قرآنی:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۃ الانعام۔۱۲۴)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔

Marfat.com

قرآن الفرقان سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں ذات الٰہی کی طرف سے حضرات انبیاء کو مبعوث کیا گیا ہے۔

اول: یہ کہ کسی قوم میں ہدایت و رہنمائی کی ضرورت ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا ہو اور کسی دوسری قوم میں مبعوث نبی کا پیغام بھی اس قوم تک نہ پہنچا ہو۔

دوم: یہ کہ کسی قوم میں نبی کی تعلیمات کو یا تو بھلا دیا گیا ہو یا پھر وہ محرف کر دی گئی ہوں اس حالت میں ان تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم: یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو۔ اور تکمیل دین کے لیے ابھی مزید انبیا کی بعثت کی ضرورت ہو۔

چہارم: یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور معاون نبی کی حاجت ہو۔

اب خود قرآن یہ اعلان کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کو تمام جہانوں، قوموں اور مخلوقات کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔ اور دنیا کی تمدنی تاریخ یہ بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر آج تک مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ کی تعلیمات و پیغام دنیا کے ہر کونے اور ہر خطہ کے فرد تک بآسانی و سہل ترین انداز میں پہنچا ہے۔ لہٰذا اب الگ الگ قوموں اور خطوں میں مزید انبیا بھیجے جانے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ قرآن و حدیث اور سیرت محمدی کا پورا ذخیرہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات بالکل اپنی اصلی شکل میں، بغیر کسی حک و اضافہ کے محفوظ و مامون ہیں۔ جن سے آج کے دور کا صاحب نظر انسان بھی بھرپور رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد اس وجہ سے بھی کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تیسری وجہ کے مطابق بھی انسانیت کو کسی قسم کے نبی

Marfat.com

کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید نے خود بالصراحت اس حقیقت کا اعلان کر دیا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا [1] (المائدہ۔۳) تو جب محمدی ﷺ دین اور تعلیمات بمعہ اپنی جزئیات کے مکمل ہیں تو نئے نبی کی کیا حاجت ہے۔ چوتھی ضرورت سے بھی انسانیت کو کسی نبی کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اگر معاون نبی مقرر کیا جاتا تو وہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کے ساتھ مقرر ہوتا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد کسی فاتر العقل کا اس نوع کی نبوت کا مدعی ہونا گمراہی وضلالت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

ان مذکورہ بالا چار وجوہات کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ جو نبی کی بعثت کی مقتضی ہو۔ ہاں ! اگر منکرین یہ کہیں کہ مذکورہ وجوہات کے مطابق تو زمانے کو نبی کی ضرورت نہیں مگر چونکہ انسانیت گمراہ ہو چکی ہے لہٰذا اسکی اصلاح اور تجدید تعلیمات کے لیے یقیناً نبی کی ضرورت ہے۔ تو یقیناً یہ ایک شبہ ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ اصلاح کے لیے مصلحین (REFORMERS) کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ انبیاء کی اور تعلیمات وشریعت محمدی ﷺ کے احیاء کے اجرا کی ذمہ داری علماء واولیائے امت پر ڈالی گئی ہے کہ وہ وارث امور نبوت ہیں بمطابق حدیث رسول اللہ ﷺ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل کے مشابہ (کام و کردار میں) ہیں) اور پھر نبی اصلاح وتجدید کے لیے نہیں آتا بلکہ اس کی بعثت اس لیے ہوتی ہے کہ وحی الٰہی کو عوام تک پہنچایا جائے۔ گزشتہ تعلیمات میں وقت اور حالات کی ضرورت کیمطابق نسخ واضافہ کیا جائے۔ حامل وحی کو نبی مانا جائے۔ اسکی اطاعت ونافرمانی ایمان وکفر کی علامت ہو۔ لہٰذا یہ شبہ

1- ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو گیا ہوں۔

Marfat.com

صرف ایک مغالطہ ہے۔

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ کسی قوم میں نئے نبی کے آنے سے لازماً اس قوم میں دو گروہ بنیں گے۔ ایک اس نئے نبی کو ماننے والا اور دوسرا اس کا منکر ومخالف۔ ان میں سے درحقیقت ایک گروہ مومن ہوگا اور دوسرا کافر۔ ان دونوں کی متبوع تعلیمات، شریعتیں، جزئیات دین بالکل الگ الگ ہوں گی۔ ان کے معاشرتی تعلقات منقطع ہوں گے۔ ان کے رسم ورواج وغیرہ الگ الگ ہوں گے اور ان کا ثقافتی تمدن اور دینی قدریں بھی ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہوں گی۔ اسطرح یہ قوم وحدت کا مظہر نہ ہوگی بلکہ انتشار کا شکار ہوگی۔ اب ایک صاحب فہم یہ بات سوچنے پر مجبور ہے کہ جب:

1- ایک نبی کی تعلیمات اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہیں۔
2- مکمل ترین اور ہر زمانے کی ضرورت کے مطابق ہیں۔
3- وہ نبی تمام جہانوں کی طرف ''رحمت'' بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔
4- اس کے حواری (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) اور بعد میں علماء وصلحاء امورنبوت کے وارث قرار دیئے گئے ہیں۔
5- اس نے کہہ بھی دیا ہے کہ اس کے بعد یہ منصب ختم ہے۔

تو پھر یہ نئے انبیا کا آنا کس حکمت کے تحت ہے یہ نئے مدعی نبوت ورسالت تو انسانیت کے امن واتحاد کو سبوتاژ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ لہٰذا لازماً یہ ہونا چاہیے کہ انبیا کی آمد کا سلسلہ رکے تاکہ لوگ امن وآشتی کے ساتھ مکمل ہدایت کی روشنی میں ''رحمتہ للعالمین'' کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے اپنی زندگی کا لائحہ عمل مستقل بنیادوں پہ طے کرسکیں۔ اس طرح کوئی ان کے دینی امن کو منتشر کرنے کا باعث نہ ہوگا۔ (1)

آخری نبی ومکمل تعلیمات کے آجانے کے بعد بھی نئے نبیوں کا

1- ہفت روزہ ''ہلال'' سیرتؐ نمبر نومبر دسمبر ۱۹۸۷ء، ص ۶۴۔۶۱

Marfat.com

انتظار مایوسی پیدا کرتا ہے۔ انسان بے کار و بے حوصلہ ہو کر نئے کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ (جیسا کہ مدینے کے یہودی ''اُس نبیؐ '' کا انتظار کیا کرتے تھے) کہ اس کے آنے سے تائید الٰہی بھی بصورت فرمانبرداری اس کے شامل حال ہوگی۔ اس طرح وہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر نئے کی حمایت کے ساتھ قابو پا سکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد یہودی قوم کی تاریخ اس مایوسی پر گواہ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہودیوں کے سوال و جواب بھی ''نئے نبی'' کی امید اور اس دور کے لوگوں کی یاس و ناامیدی کا مظہر ہیں۔ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت مدینہ کے یہودیوں کا اظہار تاسف کہ ہم نئے نبی کے منتظر تھے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہوگا اور اس کے توسط سے ہم تمام جزیرہ عرب کو اپنے زیرنگیں لے آئیں گے۔ مگر یہ نبی تو بنی اسمٰعیلؑ میں سے آ گیا'' اور اسی وجہ سے انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔ اور مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ امت محمدی کو جو بھی تعلیمات دی گئی ہیں وہ سب عملی، امید افزاء اور آگے بڑھنے کی روح اپنے اندر رکھتی ہیں۔ انہی تعلیمات کے جوش کی وجہ سے مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ جیسی عظیم طاقتوں سے ٹکر لی اور ان کی شان و شوکت کو خاک میں ملا دیا۔ مسلمانوں کا جذبہ جہاد اور عمل تبلیغ جوش، امید اور کامرانی کا مظہر ہے۔ اب نئے آنے والے کا انتظار کیونکہ مایوسی اور بے عملی پھیلاتا ہے۔ لہٰذا مسلمان واضح تعلیمات، صریح ارشادات اور کامل اتفاق و اتحاد کو چھوڑ کر ایک نئے کا انتظار نہیں کر سکتے۔ اور امید کی دنیا سے نکل کر ناامیدی کے عمیق گڑھوں میں نہیں گر سکتے۔ (1)

1- ختم نبوت اور تحریک احمدیت از پرویز

Marfat.com

آخری بات

اب اس بحث کو تفسیر ابن کثیر کے ایک اقتباس کے ساتھ ختم کرتا ہوں فرماتے ہیں کہ

''بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ نے حدیث متواترہ میں خبر دے دی کہ سرکار کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ جو شخص نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ گر ہے اگر چہ اس سے خرقِ عادت (ظاہر) ہو اور وہ شعبدے دکھائے اور طرح طرح کے جادو طلسمات اور نیرنگیاں پیش کرے عقلمند جانتے ہیں کہ (یہ سب) دھوکہ اور فریب ہے۔''(1)

برصغیر پاک و ہند کے عظیم شاعر، مفکر اور فلسفی علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم جن کے نظریات اور خیالات کی مغربی و مشرقی دنیا میں نہ صرف پذیرائی ہوئی بلکہ انہیں اپنایا گیا اور آگے متعارف کروایا گیا۔ اور ان کے عظیم نظریات و خیالات کی بناء پر انہیں ایک بے مثال اور عہد ساز مفکر قرار دیا گیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں علامہ صاحب کا نظریہ بھی جمہور امت کے ساتھ متفق اور منکرین کے باطل نظریات کے مخالف ہے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

پس خدا برما شریعت ختم کرد ۔۔۔ بر رسولؐ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را ۔۔۔ او رسل را ختم و ما اقوام را
خدمت ساقی گری باما گذاشت ۔۔۔ داد مارا آخریں جامے کہ داشت
''لا نبی بعدی'' ز احسان خداست ۔۔۔ پردہ ناموس دین مصطفےٰؐ ست

اپنی کم مائیگی، عجز بیانی، قلم کی شکستہ روی اور تحریر کی بے تاثیری کے باوجود عقیدہ ختم نبوت کو قرآن، حدیث، لغت، اکابر دین، مفسرین، مفکرین،

1- جلد سوم، ص ۴۹۴، بحوالہ ہفت روزہ ''ہلال'' سیرت نمبر دسمبر ۱۹۸۹ء ص ۱۱۸

Marfat.com

دانشور طبقہ اور فقہا حضرات کے اخذ کردہ اقوال و نتائج کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ منکرین کے فریبوں اور مغالطوں کا رد کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ عقلی و متکلمانہ گفتگو کے ذریعے بھی اس عقیدہ صحیحہ کو باور کرایا گیا ہے۔ مگر انسانی کوشش خام ہے۔ لیکن یہ کوشش منکرین کے لیے نہیں بلکہ مبتدعین کے لیے ہے۔ اس لیے کہ منکرین تو اس قرآن سے بھی ہدایت حاصل نہ کر سکے جو ''ھدی للمتقین'' کے لقب سے ملقب ہے۔ وہ ہوا و ہوس کے غلام ہیں۔ شیطان کے ورغلائے ہوئے کذاب مدعیین کے اندھے پیروکار ہیں۔ لیکن تہی دامن ہیں۔ قرآن و شریعت کی تائید سے محروم۔ عام سطح کے انسان اور عام ذہن کے مسلمانوں کے لیے بہر حال ایک کوشش ہے تاکہ وہ منکرین کی لفظی موشگافیوں، شیطانی دلائل، غیر قرآنی براہین اور خواہش نفس کے مظہر مغالطوں اور شبہات میں کہیں اپنا دامن ایمان نہ جلا بیٹھیں اور دائرہ کفر میں گرنے سے بچ سکیں۔ اب اگر انہوں نے اس تحریر کے مطالعہ کے بعد کوئی نصیحت حاصل کرلی۔ تو الحمد للہ، اور اگر وہ پھر بھی منکرین کے شیطانی جال میں پھنس گئے تو بھی اس عاجز کی طرف سے تو فرض کی ادائیگی کی کوشش ہو چکی ہے۔

اب مانیں یا نہ مانیں تمہیں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عاجزی و بندگی کے ساتھ عقائد صحیحہ و اعمالِ حقہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ''لصوص ایمان'' ٹولے سے ہمیں اور ہمارے ایمان کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

مآخذ ومصادر

☆ آئینہ تلبیس (دونوں جلدیں) ابوالقاسم رفیق دلاوری

☆ القرآن المجید منزل من اللہ علی رسولہ الکریم

☆ ابوبکر صدیق (اردو) محمد حسین ہیکل/ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

☆ اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ

☆ اسلامی انسائیکلو پیڈیا شاہکار شاہکار فاونڈیشن، لاہور

☆ المنجد عربی/ اردو دارالاشاعت کراچی، لاہور

☆ الوحی المحمدی رشید رضا مصری

☆ تفسیر ابن کثیر عربی/ اردو امام ابن کثیر

☆ تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی

☆ تفسیر ضیاء القرآن (چہارم) پیر کرم شاہ الازہری

☆ تفسیر کاشف البیان محمد علی خان ہوتی

☆ تفسیری حاشیہ عثمانی علامہ شبیر احمد عثمانی

☆ تفہیم القرآن مولانا مودودی

☆ حیاتِ محمد ﷺ عربی/ اردو محمد حسین ہیکل

☆ ختم نبوت اور تحریکِ احمدیت پرویز

☆ رسائل ردمرزائیت مولانا احمد رضا خان بریلوی

☆ رسائل ومسائل (حصہ اول) مولانا مودودی

☆ سیرت النبی ﷺ (چہارم) سید سلیمان ندوی

☆ علوم القرآن علامہ شمس الحق افغانی

☆ قومی ڈائجسٹ (قادیانیت نمبر) جولائی 1984ء

☆ گلستانِ حدیث مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی

Marfat.com

- ☆ ماہنامہ حکایت لاہور مدیر عنایت اللہ
- ☆ مجلس تحفظ ختم نبوت کے شائع کردہ متعدد پمفلٹس متعلقہ عنوان مضمون'
- ☆ مفردات القرآن (دونوں جلدیں) امام راغب اصفہانی
- ☆ مقالاتِ سیر ڈاکٹر آصف قدوائی
- ☆ ملفوظات امام احمد رضا خان بریلوی
- ☆ مہرِ منیر ملفوظات پیر مہر علی شاہ گولڑوی
- ☆ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ بتاریخ 12 اگست 1984ء
- ☆ ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی دسمبر 1989ء (سیرت ﷺ نمبر)
- ☆ ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی نومبر، دسمبر 1987ء (سیرت ﷺ نمبر)

Marfat.com

ختمِ نبوّت رحمت ہے ☆

جیسا کہ پچھلے مقالہ میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں سے ہے بلکہ اگر ذرا گہرائی و گیرائی سے اس عقیدہ کی اہمیت کو سمجھا جائے تو یہ ثابت ہونا کچھ مشکل نہیں کہ اسلام کے تمام بنیادی عقائد میں اگر کسی عقیدے کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔ تو وہ یہی عقیدہ ختم نبوت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمانیات میں زندگی اور موت کی سی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر تمام اسلامی عقائد بلکہ دین اسلام کے ارکان بھی استوار ہوتے ہیں۔ اگر یہ بنیاد کمزور ہوگئی۔ تو ہر مدعی نبوت والہام آں حضرت ﷺ کی رحمت و بخشش کی غلامی کا شرف ہم سے چھین کر اپنی مکروہ، بے بنیاد، جہنم واصل اور لعنتی غلامی کا طوق ہمارے گلے میں ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم محمد عربی ﷺ کے امتی مسلمان نہ رہیں گے بلکہ کبھی باب [1] کے غلام ہوں گے اور کبھی بہاء اللہ [2] کے

☆ یہ مقالہ افواج پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ ''ہلال'' راولپنڈی کے سیرت نمبر میں شائع ہوا۔

1- محمد علی باب، مشہور مدعی کذاب 2- ایک مشہور مدعی نبوت و رسالت

Marfat.com

پیروکار، کبھی مرزا قادیانی[1] ہمارا رہبر دین ہوگا اور کبھی پرویزی و چکڑالوی و نیچری عقائد ہمارے گلے کا طوق ہوں گے۔ اور اگر ہم اس عقیدہ کو مضبوطی و استقامت سے پکڑے رہیں تو جو نعمتیں، برکتیں، سعادتیں اور اشراف ہمارے مقدر میں ہو سکتے ہیں۔ ان کا سرسری اندازہ ذیل کے تقابل سے کیا جا سکتا ہے۔

1- عام نبوت ''رحمت'' ہے اور تشریعی نبوت عام کی نسبت بلند مرتبہ رحمت ہے۔ لہٰذا یہ زیادہ شرف کا باعث ہوگی۔ یعنی رحمت عظیمہ۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی عظیم تشریعی نبوت ہمارے لیے عین رحمت عظیمہ ہے۔ آپ کا سردار انبیاء سید المرسلین امام النبیین والرسل (معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں امامت کی طرف اشارہ) ہونا آپ ﷺ کی رحمت عظیمہ کو ''رحمت عظیمہ تر'' بنا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرما دیا تھا۔ کہ:

> ''اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ میرے دور میں ہوتے (جو کہ صرف تشریعی نبوت کی وجہ سے رحمت عظیمہ تھے) تو ان کو میری (رحمت عظیمہ تر کے) اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا۔''[2]

اب اگر ہم حضور ''رحمۃ للعالمین'' ﷺ کی نبوت و شریعت (رحمت عظیمہ تر) کو تا قیامت اور تمام زمانوں اور قوموں لے لیے نہ مانیں بلکہ آپ کے بعد ظلی، بروزی، متبع، برساتی، داعیین نبوت کو ماننا اور ان کی پیروی کرنا شروع کر دیں تو یہ دراصل رحمت عظیم تر سے انکار و محرومی ہے۔ لہٰذا نبوت محمدی ﷺ کا تا قیامت اقرار و پیروی رحمت اور اس سے انکار اور مدعیین کذاب کا اقرار رحمت سے دوری ہے۔

1- مشہور ہندوستانی کذاب (پورا نام غلام احمد قادیانی) قادیانی و مرزائی فرقے کا بانی۔

2- حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہٗ الا اتباعی
ترجمہ: اگر موسیٰؑ (آج) زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا۔

Marfat.com

2- ختم نبوت کا عقیدہ قرآن مجید کی ایک آیہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط [1] سے صریحاً اور ایک سو دوسری آیات قرآنی سے اشارۃ و مفہوما ثابت ہے۔ دو سو دس احادیث سے مصدق ہے۔ اجماع صحابہ، جمہور امت کا اجماع، علمائے دین، اصفیاء، ازکیاء اور فلاسفر غرضیکہ ہر زمانے اور ہر شعبے کے رجال صالحین سے ثابت و مصدق ہے۔ اب اگر ہم اس عقیدے سے روگردانی کر کے مدعیین نبوت جدیدہ کی حامی بھریں تو یہ دراصل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے یعنی قرآن و حدیث کا انکار ہے۔ اجماع صحابہ کا رد ہے۔ ہر دور کے اکابر امت کے اجماع کا بطلان ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم قرآنی فیصلے کے مطابق ظالم، کافر، فاسق قرار پاتے ہیں۔ [2] دوسرے لفظوں میں یہ قرآنی لعنتیں صرف ایک عقیدہ ختم نبوت کو نہ ماننے کی وجہ سے وارد ہو رہی ہیں۔ اور اگر ہم عقیدہ ختم نبوت پر کار بند ہو جائیں۔ تو ہم ان چونسٹھ صحابہ [3] کی پیروی کرنے والے مسلمانوں کی قطار میں شامل ہوں گے۔ جو نہ صرف ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں بلکہ اس غیر متزلزل یقین کی وجہ سے قتال کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ [4] لہٰذا یہ نتیجہ نکلا کہ ختم نبوت ﷺ کا عقیدہ خدا، اسکے رسول ﷺ کی اطاعت، صحابہ کے گروہ میں شمولیت اور علمائے دین کی ہمنوائی ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں رحمت ہے۔ جبکہ اس عقیدہ سے روگردانی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی، جمہور امت کے عقیدے سے

1- احزاب۔۴۰

2- مائدہ۔۴۳، ۴۴، ۴۷

3- جنہوں نے روایات ختم نبوت وغیرہ کی روایت کی ہے۔

4- ختم نبوت از مفتی محمد شفیع دیو بندی

Marfat.com

اختلاف اور ظلم، کفر، فسق کا بوجھ اٹھانا ہے۔ جو کہ عذاب ہے۔ بغاوت ہے۔ رحمت سے دوری ہے۔

3- قرآن سے پہلے کے صحف سماویہ اپنے اپنے حاملین کی زبان سے بعد میں آنے والے کی خبر دیتے رہے ہیں۔ اور اس آنے والے کو ان کتب و حاملان کتب نے اپنے مشن کی تکمیل کرنے والا اور سب سے بڑا (بلند مرتبت) کہا ہے۔ مثلاً

الف۔ یوحنا کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الوداعی پیغام میں جس روح حق، شفیع سچائی کی روح اور وکیل کی بار بار بشارت دی گئی ہے۔ اسکی صفات یہ ہیں۔

اول: حضرت عیسیٰؑ کی اصلی تعلیم کو یاد دلائیں گے۔

دوم: شریعت عیسویٰؑ میں تبدیلی کر دیں گے۔

سوم: حضرت مسیحؑ کی عظمت و جلال کو دنیا میں قائم کریں گے۔

چہارم: ان (حضرت عیسیٰؑ) کی رسالت کی گواہی دینے والا اور ان پر ایمان نہ لانے والوں کو گنہگار ٹھیرانے والا

پنجم: اپنی طرف سے کچھ نہ کہیں گے (بلکہ) اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتیں بیان کریں گے۔[1]

ب۔ یوحنا نے جب بپتسمہ دینا شروع کیا تو یروشلم کے فریسیوں کے فرستادہ کاہن اور لاوی اس سے پوچھنے لگے "کیا تو ایلیا ہے؟ کیا تو مسیح ہے؟ کیا تو وہ نبی ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ "نہیں میں تو اس (نبی) کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق بھی نہیں وہ نبی ابدالآباد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔"

1- بفوائے آیت قرآنی وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی' (قرآن کی تصدیق) (سورۃ نجم آیہ ۴-۳)

Marfat.com

ج۔ حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں۔ ''وہ بالکل محمدؐ (تعریف کیا گیا) ہے یہ ہے میرا دوست، میرا محبوب'' (تسبیحات سلیمانی)

د۔ مہاتما بدھ نے نندا کو اپنی رخصتی کے وقت تسلی دیتے ہوئے کہا ''میں کوئی آخری بدھ نہیں اپنے وقت پر دنیا میں ایک اور بدھ آئیگا۔ مقدس، منور القلب، عمل میں دانائی سے لبریز، مبارک، عالم کائنات اور انسانوں کا عدیم النظیر سردار[1] جو غیر فانی حقائق میں نے ظاہر کیے ہیں وہ بھی ظاہر کرے گا۔

ہ۔ ژنداوستا میں ہے۔ ''اس کا نام استوت ارمیا (بمعنی محمد ﷺ) ہوگا''۔

و۔ ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھاگوت پراٹ میں ہے۔

''پیغمبر کی ولادت امن والے شہر مکہ (شمبھل) میں
سب سے بڑے سردار (پروہت) کے ہاں بارہ ربیع
الاول (شکل بکمیچھ) کو ہوگی۔ باپ کا نام عبداللہ
(ویشنو ویش) اور ماں کا نام آمنہ (سومتی) ہوگا۔''

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ قرآن مجید اس طرح کی خبروں اور بشارتوں سے بالکل خاموش ہے اور حامل قرآن بھی بار بار ''لا نبی بعدی'' کے اعلان سے اپنے بعد تمام آنے والوں، خواہ وہ ظلی ہوں، بروزی ہوں یا متبع ہوں کی نفی کر رہے ہیں کیا یہ اس بات کی نوید نہیں کہ محمد عربی ﷺ کی سیادت کا ڈنکا تا قیامت بجنا مقصود الہی ہے۔ اب اگر ہم ختم نبوت کا انکار کریں تو یہ جماعت میں سے نکل جانے کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''جو جماعت سے نکل گیا۔ اسلام (الدین رحمۃ) کی

1۔ اصل لفظ ''متیریا'' ہے بمعنی نرم دل، مہربان، رحمت وغیرہ۔ یہ قرآن مجید کے ''رحمۃ للعلمین'' کا مترادف ہے۔

Marfat.com

رسی اس کی گردن سے نکل گئی۔"(1)

لہٰذا ختم نبوت سے وابستگی رحمت سے وابستگی ہے اور ختم نبوت سے انحراف دراصل رحمت سے اعراض ہے۔

4- تمام انبیا و رسل اپنی تعلیمات میں دو بنیادی عقائد کو اولیت دیتے رہے ہیں۔ ایک اللہ کی عبادت اور ایک رسول اللہ ﷺ کا اقرار۔ جاتے وقت ہر پیغمبر اپنے بعد ایک کے آنے کی بشارت دیتا رہا ہے اور آخری ایک نے صرف اپنے آپ ﷺ کو تا قیامت باقی رہنے کا اعلان کیا۔ کسی اور ایک (اپنے بعد آنے والے) کی نوید نہیں سنائی۔ بلکہ واضح الفاظ میں انکار کیا۔ جس ایک (اللہ) کی عبادت کی تعلیم ان بہت سوں کے تبلیغی مشن میں شامل رہی ہے۔ اس ایک نے ہی "خاتم النبیین" کے لاثانی لقب سے آئندہ کو آنے والوں کا سلسلہ بند کر دینے کی خبر دی۔ اب شک کی بات یہ ہے کہ ایک کا اقرار بہت سوں سے نجات کے مساوی ہوتا ہے۔ مثلاً علامہ اقبالؒ کا یہ شعر اس نکتہ کی کتنی بہترین ترجمانی کرتا ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ بات اب نتیجہ خیز ہوگئی ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ کو حرز جان بنا کر ہم قیامت تک رحمت عالم ﷺ کے دامن سے وابستہ رہ سکتے ہیں اور ختم نبوت سے علیحدگی کی صورت میں مدعیان نبوت و رسالت، الہام اور وحی اور مہدیین کے دروازوں پر ناصیہ فرسائی ہمارا مقدر بن جائیگی۔ لہٰذا ختم نبوت رحمت عظیم تر سے ناتا اور اس کا انکار زحمتوں میں کودنا ہے۔

5- اتحاد و اتفاق ایک ایسی صفت ہے۔ جو ہمیشہ سے اللہ اور اس کے

1- عربی متن یوں ہے: من فارق الجماعۃ شبراً فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (ابوداؤد)

Marfat.com

رسولوں کے ہاں مستحسن رہی ہے۔ انتشار و افتراق کو نہ کبھی اللہ نے پسند فرمایا ہے اور نہ اسکے رسولوں نے۔ اللہ نے حکما اتحاد و یگانگت کا حکم دیا۔ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۔ [1] اتحاد و اتفاق کو نعمت قرار دیا۔ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۔ [2] فتنہ و بے اتفاقی کو قتل سے شدید تر قرار دے کر اتحاد کی عظمت اور انتشار کی شناعت ظاہر کر دی اَلۡفِتۡنَةُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ [3] اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے یہ اتحاد و اتفاق قیامت تک باقی رہنے والا ہے کہ مسلمان ہندوستان میں ہو یا مصر میں، افریقہ میں ہو یا پاکستان میں۔ ہر خطہ میں مسلمان محمد عربی ﷺ کی شریعت کا پیروکار ہے۔ بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

ہر ایک کا مرجع قرآن و حدیث ہے اور منزل اتحاد و اتفاق، یہاں تک کہ ظلم فلسطینیوں پر ہو اور تکلیف پاکستانیوں کو ہو، مسلم کشی ہندوستانی مسلمانوں کی ہو اور درد مصر و لیبیا کے مسلمان محسوس کریں، ایک مسلمان قیدی عورت آواز ہندوستان سے دے اور حجاج عراق میں بیقرار ہو جائے۔

اب اگر ہم نبوت محمدی ﷺ سے ہمیشہ استواری رکھیں اور نئے

1- دیکھئے ترجمہ و حوالہ: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

2- اور جب تم دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اس کی نعمت سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ (آل عمران۔۱۰۳)

3- فتنہ قتل سے شدید تر ہے۔ (البقرۃ۔۱۹۱)

Marfat.com

آنے والے لوگوں کو قرآن و حدیث کے صریح و متعدد احکامات کے بعد آنکھیں بند کر کے ٹھکراتے چلے جائیں تو دوسرے لفظوں میں ہم اتحاد کو قائم رکھیں گے اور اگر ختم نبوت محمدی ﷺ کو خصوصیت محمدی ﷺ قرار نہ دیں بلکہ نئے آنے والوں کا استقبال کرتے رہیں تو کئی وجوہ سے ہم انتشار کا شکار ہونگے۔

الف۔ مدعیین کے پیروکار گروہوں میں بٹ کر

ب۔ عقائد کے اختلاف و انتشار سے

ج۔ ایک دوسرے کو کافر و مومن قرار دے کر

د۔ اپنے اپنے نبی و ملہم کے ارشادات، احکامات، مزعومہ کتابیں، اس کے علاقہ جات اور اس سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو مرجع و قبلہ مان کر اور تقدیس کا درجہ دے کر

ہ۔ ایک نبی کی امت اور دوسرے نبی کی امت میں جنگ و جدال سے

و۔ مدعیان نبوت و الہام کی کثرت اور ان کے دعووں و احکامات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کو دیکھ کر نئی نسل دین، دین کی ضرورت، نبی کا مقام و مرتبہ اور روحانی زندگی سے متنفر ہو جائیگی۔ اس تنفر کا سبب بن کر ہم بھی انتشار کا بری طرح شکار ہوں گے۔ لہٰذا ختم نبوت کے عقیدہ کو اپنی زندگی کا جزو بنانا اتحاد و اتفاق یعنی رحمت کی علامت اور اس سے گریز انتشار یعنی رحمت سے دوری ہے۔

6- حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کا مبعوث ہونا اللہ کا فضل ہے۔[1]

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا (اللہ نے مومنین پر فضل کیا کہ ان میں ایک رسول ﷺ مبعوث کیا) ساتھ ہی باری تعالیٰ نے اپنے اس فضل کا تا قیامت رہنا آیت خاتم النبیین سے خاص کر دیا ہے۔

1- سورۃ آل عمران۔ ۱۶۴

Marfat.com

اب اگر ہم نئے آنے والوں کی پذیرائی کریں اور انہیں رہبرو رہنما قرار دے کر محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے نکل جائیں تو دوسرے لفظوں میں :

الف۔ وہ اللہ کے فضل سے منہ موڑنا ہے۔

ب۔ اس فضل خداوندی کی ابدیت کو ٹھکرانا ہے۔

لہٰذا متحقق ہوا کہ دین اسلام پر کار بند رہنا اور اسے بفحوائے آیہ قرآنی (سورۃ احزاب۔ ۴۰) تا قیامت رہنا تسلیم کر کے ہم اللہ کے "فضل" کی بشارت کے مستحق ہیں۔ اور دین اسلام سے بغاوت کر کے اور اسکا تا قیامت انکار کر کے اللہ کے فضل سے منہ موڑنے والے ہوں گے۔ پس نبوت محمدی ﷺ اللہ کا فضل اور اس سے انکار فضل الٰہی سے اعراض ہے۔

7- رسول خدا ﷺ کو قرآن نے "رحمتہ للعالمین" [1] کے بے مثال و منفرد خطاب سے نوازا ہے۔ یعنی آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت انسانوں جنوں، جمادات، حیوانات، تمام زمانوں اور تمام قوموں کو محیط ہے۔ جس طرح اللہ کے رحم اور ربوبیت کے دو درجے ہیں کہ

الف۔ تمام عالمین کے لیے تمام مخلوقات کے لیے

ب۔ صرف مسلمانوں کے لیے

بعینہٖ اسی طرح رحمت للعالمین ﷺ کی شفقت ورافت کے دو درجے ہیں۔ یعنی عالمین کے لیے اور امت کے لیے۔ عالمین کے لیے اس اسطرح کہ آپ ﷺ کے پیش کردہ اصولوں اور نظریات کو غیر مسلم قوموں نے اپنایا۔ اور وہ فلاح پا رہی ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات سے استفادہ کیا اور وہ معلم بن گئی ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے نمونہ لیا اور اپنی زندگیوں کو سنوار لیا ہے (یاد رہے یہ سب بنیادی فائدہ ہے آخرت کا فائدہ نہیں) اور مسلمانوں

1- مکمل آیت اس طرح ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیا۔ ۱۰۷)

Marfat.com

کے لیے اسطرح رحمت ہے کہ:

الف۔ وہ آپ ﷺ کی امت میں شامل ہوکر اللہ کی رحمت کے سائے تلے ہیں۔

ب۔ آپ ﷺ کی امت میں شمولیت کی وجہ سے اللہ کی نعمتوں اور بشارتوں کے مستحق ہیں۔

ج۔ قیامت کو شفاعت محمدی ﷺ کے مستحق ہونے کے امیدوار ہیں۔

د۔ اتحاد و اتفاق پر قائم ہیں۔

ہ۔ قرآن جیسی سردار عالم کتاب کے حامل ہیں۔

و۔ مزکی سے تزکیہ پائے گئے ہیں۔

ز۔ آخرت میں بخشش کے امیدوار ہیں۔

ح۔ حشر کے دن متعدد سعادتوں سے نوازے جائیں گے۔

ط۔ جنت کے وارث ہیں۔

ی۔ آپس میں نرم دل اور دشمنوں کے لیے سخت ہیں۔

ک۔ اللہ کی حکمتوں پر بغیر چون و چراء کیئے راضی ہونے کی بناء پر اللہ کی رضا کے مستحق ہیں۔

ل۔ تمام دنیاوی سعادتوں کے تاقیامت حقدار ہیں۔ کہاں تک گنواؤں افراد امت مرحومہ لا تعداد سعادتوں کے حامل ہیں۔

اب اگر ہم رحمت للعالمین سے رشتہ توڑ کر جدید مدعیان نبوت کے دعوؤں پر کان دھریں اور انہیں اپنا کعبہ وقبلہ تسلیم کرلیں۔ تو یہ رحمت سے دوری ہے اور دامن رحمت للعالمین ﷺ کو تھامے رکھنا دراصل نعمت و برکت کا حصول ہے۔ جس سے وہی اعراض کر سکتے ہیں جو ابدی شقاوتوں میں گرنے کے متمنی ہوں۔

8- رسول آخرت ﷺ کے وجود مسعوذ کے ساتھ ہی کتاب خاتم یعنی قرآن مجید، فرقان حمید کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ قرآن مجید وہ عظیم کتاب ہے۔ جس کے فضائل و محامد کو شمار کرنا بھی ناممکن و مشکل امر

Marfat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں چند خصائص ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) ہدایت ہے۔ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (الجاثیہ آیہ ۲۰) هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ۔۲)

(۲) نصیحت ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ (التکویر۔۲۷) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ (القمر۔۴۰)

(۳) فیصلہ کن کلام ہے۔ تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان۔۱)

(۴) کتاب مبین ہے۔ طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ (النمل۔۱) طٰسٓمٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (قصص۔۱)

(۵) رحمت ہے۔ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (العنکبوت۔۵۱) اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ (زخرف۔۳۲)

(۶) شفا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل۔۸۲)

(۷) ہدایت پہ قائم رکھنے والی ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل۔۹)

(۸) شیطان سے محفوظ ہے۔ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حٰمٓ السجدہ۔۴۲)

اس کے علاوہ قرآن کے بے شمار فضائل و محاسن ہیں جن کا شمار کرنا ایک دفتر طوالت کا محتاج ہے۔ ایمان لانے کو اتنے ہی کافی ہیں اب بات یہ ہے کہ اگر ہم حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین و آخر الرسل تسلیم کریں تو آپ کی ذات مبارک کے ساتھ ہی قرآن مجید بھی لازما ناسخ ادیان اور تا قیامت نافذ

Marfat.com

العمل کتاب مانی جائے گی۔ نتیجتاً یہ رحمت، نصیحت، نعمت، شفاء، کتاب مبین، فیصلہ کن کلام، فرقان، ہدایت پر قائم رکھنے والی کتاب اور صحائف گزشتہ کا مہیمن[1] قیامت تک ہمارا ہادی ورہنما ہوگا اور ہم رحمتہ للعالمین ﷺ (محمد رسول اللہ) و رحمتہ للمومنین[2] (قرآن پاک) کے سائے تلے ہوں گے۔ مزید و مزید اللہ کی لازوال و بے مثال رحمتیں بھی ہمارے سروں پر سایہ فگن ہوں گی۔ اور اگر ہم عقیدہ ختم نبوت سے منہ موڑیں تو ہم دو طرح سے رحمت سے دور ہونے کے ساتھ ساتھ رحمت خداوندی سے بھی محروم ہو جائیں گے۔

الف۔ قرآن سے جو رحمت ہے، نصیحت ہے، شفا ہے، ذکر ہے، کتاب مبین ہے اور ہدایت پہ قائم رکھنے والا صحیفہ ہے۔

ب۔ رسول اللہ ﷺ سے جنہیں خدائے قدوس نے رحمتہ للعالمین کا لازوال و عدیم النظیر لقب عطا کر کے آپ ﷺ کی رحمت اور شفقت کو سورۃ براۃ (توبہ) کی آخری سے پہلی آیات میں بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

9- خدائے وحدہ لاشریک نے جسطرح قرآن مجید میں اپنے رسول مقبول ﷺ کے بے مثال خصائص کا تذکرہ کیا ہے۔ جس طرح قرآن فرقان کی ابدی و سرمدی عظمت کا ذکر کیا ہے۔ بالکل اسی طرح دین محمدی ﷺ کو بھی ناسخ ادیان اور اپنا پسندیدہ دین کہا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام (بے شک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے)[3] اسلام کو

1- سورۃ مائدہ۔ ۴۸

2- بنی اسرائیل۔ ۸۲

3- آل عمران۔ ۱۹

Marfat.com

مکمل دین قرار دیا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا)[1] مکمل نعمت کہا ہے۔ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (اور میں تمہارے لیے اس دین سے راضی ہوگیا ہوں)[2] جوکوئی اس دین کے علاوہ کوئی اور دین پیش کرے اس سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ[3]

اس دین میں پورے کے پورے داخل ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً (اور اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ)[4]

اس دین کو چھوڑنے والوں کو مرتد قرار دیا گیا ہے۔اور اگر وہ مرجائیں تو وہ کافر ہی مریں گے۔ وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ بہ[5] اوران کے تمام اعمال باطل ہونے کی نذارت دے دی گئی ہے۔[6]

اب اگر ہم اسلام سے اعراض کریں اور جدید مدعیین کی طرف رجوع کریں تو ہم ایک تو اللہ کے حکم کے نافرمان ہونگے دوسرے مرتد ہوں گے۔ تیسرے مکمل دین کو چھوڑیں گے۔ چوتھے اللہ کے پسندیدہ دین سے منحرف ہوں گے۔ پانچویں ہمارے تمام نیک اعمال باطل قرار پائیں گے۔

1- المائدہ۔۳
2- ایضاً
3- آل عمران۔۸۵
4- البقرہ۔۲۰۸
5- ایضاً۔۲۱۷
6- دیکھئے سورۃ آل عمران آیہ ۹۱۔۹۰، النساء۔۱۳۷، مائدہ۔۵، البقرہ۔۲۱۷

Marfat.com

چھٹے ہم ان عقائد کے پیروکار ہوں گے جنہیں اسلام کے مقابلے میں اللہ اور قرآن قبول نہیں کرتا۔ دوسری طرف اگر ہم عقیدہ ختم نبوت کو حرز جان بنالیں تو ہم یقیناً نبوت والہام کے تمام جدید دعویداروں کو ٹھکراتے رہیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اللہ کے پسندیدہ دین کے حامل، مکمل ترین دین کے پیروکار، اللہ کی نعمت (اور وہ بھی مکمل) کے حقدار اور خدا کے رضا شدہ دین کے وارث ہوں گے۔ لہٰذا نبوت محمدی ﷺ پر قیامت تک ایمان رحمت اور اس سے روگردانی رحمت کو ٹھکرانا ہے۔ اور قعر مذلت میں گرنا ہے۔

10- قرآن مجید نے مسلمانوں کو گزشتہ اقوام پر فیصلہ کن گواہ بنایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (اور اس طرح کیا ہم نے کہ تم کو امت معتدل، تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور رسول ﷺ تم پر گواہی دینے والا)[1] اس آیہ مبارکہ پر گفتگو کرتے ہوئے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

> "ایسے ہی ہم نے تم کو تمام امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تمام امتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادت قرار دیئے جاؤ اور محمد ﷺ تمہاری عدالت وصداقت کی گواہی دیں"[2]

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب تفسیر "بیان القرآن" میں اسی آیہ مبارکہ کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "تاکہ دنیا میں شرف واعتدال حاصل ہونے کے علاوہ

1- البقرہ۔۱۴۳

2- تفسیری حاشیہ قرآن عثمانی، ص ۲۷

Marfat.com

آخرت میں بھی تمہارا بڑا شرف ظاہر ہو کہ تم ایک بڑے مقدمہ میں جس میں ایک فریق انبیاء ہوں گے اور فریق ثانی ان کی مخالف قومیں ہوں گی۔ اور ان مخالف لوگوں کے مقابلہ میں (تم) گواہ تجویز ہو۔ اور شرف بالائے شرف یہ ہے کہ تمہارے قابل شہادت اور معتبر ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ گواہ ہوں اور اس شہادت سے تمہاری شہادت معتبر ہونے کی تصدیق ہو۔ اور پھر تمہاری شہادت سے اس مقدمہ کا حضرات انبیاء کے حق میں فیصلہ ہو اور مخالفین مجرم قرار پا کر سزایاب ہوں۔[1]

اس آیہ کریمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امتوں پر گواہ ہونے کے ناتے مسلمان متعدد اشراف و اعزاز کے حامل ہیں مثلاً

الف۔ گزشتہ نبیوں اور پیغمبروں کی محبت۔ اس لیے کہ مدعی گواہ سے محبت کرتا ہے۔ مسلمان چونکہ پیغمبروں کے حق میں گواہی دیں گے لہٰذا پیغمبروں کی مسلمانوں سے محبت ضروری ہے۔ یہ وہ شرف ہے جو اور کسی قوم کو حاصل نہیں ہے۔

ب۔ مسلمانوں کی گواہی کی خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین ﷺ سے تصدیق۔ جو دراصل مسلمانوں کے سچے ہونیکی شہادت ہے۔

ج۔ اللہ کے ہاں مسلمانوں کے عادل، متقی، دیانتدار اور صادق القول ہونے کا ثبوت۔

د۔ پیغمبران سابقہ کی شکرگزاری کے حامل۔ اس لیے کہ گواہ کا مدعی ہمیشہ شکرگزار ہوتا ہے۔

ہ۔ اللہ کی نگاہ میں امت محمدی ﷺ کی قدر و منزلت، کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے مقدمے میں ''فیصلہ کن گواہی'' کے لیے اس امت کو چنا ہے۔

1- بیان القرآن جلد اول مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور، ص ۷۹

Marfat.com

ورنہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی ہی کافی تھی۔

لیکن اس شرف شہادت کے حقدار ہم اس وقت ہو سکتے ہیں جب ہم تمام امتوں اور سب پیغمبروں سے آخر میں ہوں۔ اگر ہمارے بعد اور امتوں ، نبیوں اور ملہموں کا آنا مانا جائے تو ہمارے لیے یہ نہ صرف شرف گواہی سے محرومی ہے بلکہ آیت قرآنی کا بھی انکار ہے۔ پیغمبروں کی محبت اور ان کی شکر گزاری سے روگردانی ہے اور اللہ کے عطا کیے گئے شرف شہادت سے منہ موڑنا ہے۔ جو کہ اللہ نے مسلمانوں کو اپنی خاص رحمت ، برکت ، فضل اور عطا کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ختم نبوت پر ایمان رحمت وشرف کا حصول ہے اور اس کا انکار کفر اور خسران وطغیان ہے۔

تلک عشرة الکاملة ۔ یہ دس دلیلیں ہیں جو اس بات پر شاہد ہیں کہ ختم نبوت محمدی ﷺ رحمت ہے۔ اور اس سے اعراض کفر و ضلالت ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس قرآنی نظریہ کو نہ مانے رسول مقبول ﷺ کی تشریحات و توضیحات کا منکر ہو۔ اجماع امت کا مخالف ہو۔ تو یہ اس کی ضد بازی تو ہو سکتی ہے۔ عقلمندی نہیں۔ اور ضد بازی کو قرآن نے لعنت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے سورۃ اعراف ۔۱۰۰، سورۃ محمد ۔۱۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نبوت ورسالت کے تاقیامت رہنے (ختم نبوت) کے عقیدہ پر کاربند قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سے روگردانی کرنے سے بچائے۔ مزید براں: ضد بازی جیسی لعنت سے بچائے۔ تاکہ ہم قرآنی تعلیمات کو ان کی حقیقت کے ساتھ سمجھ سکیں اور ہدایت یافتہ ہوں۔

آمین ثم آمین، برحمتک یا ارحم الرحمین o

Marfat.com

انسانی حقوق سیرت طیبہؐ کی روشنی میں ☆

خلاقِ عالم نے انسان کی تخلیق حقیقی سے پہلے اس کی حاجتوں اور ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے کائنات اور اسکی نعمتیں پیدا کیں۔ تخلیق اور ہبوط الی ارض (زمین پر اتارا جانا) کے بعد جہاں خدائے بزرگ و برتر نے انسان کی روحانی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی رہنمائی و ہدایت کو انبیاء وصحائف کی تبعیث وتنزیل کا سلسلہ جاری کیا۔ وہاں انسان کی دنیاوی و جسمانی خواہشوں اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اس کی تمام بنیادی ضرورتوں کی فراہمی اپنے اوپر واجب کر لی مثلاً پانی، ہوا، رزق، زندگی، موت وغیرہ! مزید برآں خدا تعالیٰ نے انسانی ضرورتوں کی فراہمی کو زمین و آسمان کے درمیان مقید کر دیا۔ اسے انسانوں کے لیے عام کر کے انسانی حقوق کی

☆ یہ مقالہ وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور حکومت پاکستان اسلام آباد کے زیر اہتمام سالانہ مقابلہ برائے تحقیقی مضمون نویسی سال ۱۹۹۱ء کے لیے لکھا گیا۔ جسے وفاقی علاقہ اسلام آباد اور دوسرے ملحقہ علاقوں سے دوم انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ چنانچہ صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان نے سیرت کانفرنس ۱۹۹۱ء میں راقم کو -/1500 روپے نقد انعام اور تعریفی سند سے نوازا۔ (سند کی فوٹو کاپی مقالہ کے آخر میں لف ہے)

مطبوعہ

ماہنامہ ''نور اسلام'' لاہور، ماہنامہ ''حکمت قرآن'' لاہور، ماہنامہ ''السعید'' ملتان

Marfat.com

تاکید و اہمیت کو واضح و عام کر دیا۔ چنانچہ فرمادیا۔ خَلَقَ لَکُمْ مَّافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (بقرہ۔۲۹) ”زمین میں جو کچھ ہے وہ خدا نے تمہارے (یعنی انسانوں کے) لیے پیدا کیا ہے۔“

انبیاء کرام اپنے اپنے وقت پر ایک ایک کر کے آتے رہے۔[1] اور انسانی حقوق متعین کرتے رہے۔ بانیان مذاہب نے بھی انسانی حقوق متعین کیے مصلحین بھی انسانی حقوق کے تعین میں کوشاں رہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر دور میں انسانی حقوق کی ہی پامالی ہوئی۔ انسان کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کیا گیا اور اس پر صرف فرائض عائد کر کے اس کے انسان ہونے کا مذاق اڑایا گیا۔ اور اس کے حقوق کی دھجیاں اڑائی گئیں۔

حضور سرور ہر عالم حضرت محمد ﷺ جب مبعوث ہوئے تو عربوں میں بطورِ خاص اور غیر عربوں میں بطورِ عام انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور استحصال عام تھا۔ مثلاً باہمی حقوق مفقود تھے ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان حقوق و فرائض کا تصور معدوم تھا۔ معاشرے میں مختلف طبقات کے حقوق کی کوئی پروا نہیں کرتا تھا۔ زور آور ہر احتساب سے آزاد تھا اور کمزور ہر فریاد سے محروم اور فرائض کے بوجھ تلے کراہ رہا تھا۔ طبقہ اناث مظلومیت کا شکار تھا۔ غلامی اور انسانی خرید و فروخت عام تھی۔ رعایا کی کوئی قابل احترام حیثیت نہ تھی اور اس کے کوئی حقوق بھی متعین نہ تھے۔ جو زبردست ہوتا تھا وہ حاکم بن جایا کرتا تھا۔ بچے محرومی کا شکار تھے اور لڑکیاں شرم و عار کا باعث ہونے کے سبب پیدا ہوتے ہی حوالہ موت کر دی جاتی تھیں۔ ماں باپ، اقربا، پڑوسی، مہمان، استاد، شاگرد، امیر، غریب، مزدور، آجر،

1- وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ (فاطر۔۲۴) اور کوئی امت ایسی نہیں کہ جس میں کوئی ڈرانے والا نہ بھیجا گیا ہو۔

وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد۔۷) اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی (ہوا) ہے۔

Marfat.com

دوست، دشمن سب حقوق سے نا آشنا تھے۔ غرضیکہ انسانیت کی تذلیل اور حقوق انسانی کی ناقدری وعدم ادائیگی ہر سطح پر عام تھی۔[1]

رسول اللہ ﷺ سے ماقبل مذاہب کی تعلیمات میں بھی انسانی حقوق کی کوئی متعین شکل نہ تھی۔ احکامات ایسے مبہم اور مغلق تھے کہ کچھ بھی سمجھ میں نہ آتا تھا۔[2] مگر آپ ﷺ نے معاملہ کی نزاکت و اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ان کی تعیین ایسے تفصیلی، عام فہم اور مدبرانہ انداز میں کی۔ کہ دوسروں کی تعلیمات اسلامی نقطہ نظر کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ نے تین طریقوں سے حقوق انسانی کی تعلیم دی۔

اول: تعلیمات قرآنی کی تبلیغ وتشہیر کر کے، جس کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔

دوم: اپنے اقوال ارشادات اور تقریری عمل[3] سے لوگوں کو پابند کر کے۔

سوم: آپ کے اپنے پیش کردہ طرز زندگی اور معمولات روز و شب میں حقوق انسانی کی نگہداشت اور آپ ﷺ کا طرز عمل بھی

1- تفصیل کے لیے دیکھئے اصلاحات کبریٰ از ابو القاسم رفیق دلاوری، سیرت رسول عربی ﷺ از مولانا نور بخش توکلی، سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی جلد اول، ششم، اسلام کے کارہائے نمایاں از پروفیسر غلام رسول چوہدری، تصورات عرب از عبید اللہ قدوسی، سیرت سرور عالم ﷺ از مولانا مودودی جلد اول

2- دیکھئے پرانا اور نیا عہد نامہ مختلف احکام جو ایکدوسرے سے متضاد بھی ہیں اور مبہم بھی، مزید دیکھئے اظہار الحق از مولانا رحمت اللہ کیرانوی (تینوں جلدیں)

3- آپؐ کا ایسا عمل کہ آپؐ کوئی کام ہوتا ہوا دیکھتے مگر اس پر ناراضی، ممانعت یا حوصلہ افزائی نہ فرماتے۔ بلکہ سکوت فرماتے۔ آپؐ کے سکوت کو ایک طرح کی رضامندی شمار کیا جاتا ہے۔ اور آپؐ کے اس طرز عمل کو تقریری کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی باندی بریرۃؓ کو اسکے خاوند کے ہاں بھیجنے کی تلقین کرتے وقت یہی انداز اپنایا تھا۔

Marfat.com

امت کے لیے نمونہ ہدایت رہا اور رہے گا۔ جس کی پیروی
کا حکم بھی قرآن میں دے دیا گیا تھا۔ یعنی لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب۔۲۱)
تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں (پیروی
کرنے کو) عمدہ نمونہ ہے۔''

آپ ﷺ نے تڑپتی، سسکتی، محروم، مقہور، مجبور اور استحصال زدہ انسانیت کو وہ سہارا دیا۔ کہ قیامت تک تاریخ اسے یاد رکھے گی چنانچہ انسانیت دوستی کا سب سے پہلا عملی ثبوت آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے پیش کیا اور احکامات ارشادات، تعلیمات، اور وصایا[1] کے ذریعے اپنی امت کو حقوق انسانی کی بجا آوری کا پابند کر دیا نہ صرف انسانوں کو ان کے حقوق سے بہرہ ور کیا۔ بلکہ جانوروں تک کو بھی ان کے حقوق سے نوازا۔ اور ان کے حقوق کے سلسلے میں حکیمانہ ارشادات سنائے۔

کیونکہ تمام انسان مل کر رہتے ہیں۔ یہ اجتماعی بودوباش معاشرتی ماحول پیدا کرتی ہے۔ اس سے پہلے کہ انسانوں کے مختلف طبقات کے حقوق کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات پیش کی جائیں۔ موزوں ہوگا۔ اگر معاشرتی اصول مختصراً پیش کر دیئے جائیں تا کہ انسانی حقوق کو سمجھنے سمجھانے کے لیے راہ ہموار ہو سکے چنانچہ اس سلسلہ کی تعلیمات درج ذیل ہیں۔

1- احکامات سے مراد وہ احکام ہیں۔ جو آپؐ نے حکم کے انداز میں امت کے لیے ارشاد فرمائے اور جن پر عمل فرض اور جن کا انکار کفر ہے۔ ارشادات آپؐ کے وہ اقوال وغیرہ ہیں۔ جن میں آپؐ نے حقوق کے بارے میں ترجیحات، ترغیبات اور اجرو کرامت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ ان پر عمل مخاطب کی اپنی سہولت و مرضی پر چھوڑ دیا ہے کوئی عمل کرے تو ثواب کا حقدار اور نہ کر سکے تو کوئی عذاب نہیں۔ وصایا سے مراد وہ احکامات وارشادات ہیں جو خطبہ حجتہ الوداع سے لے کر وصال تک ارشاد ہوئے

Marfat.com

۱۔ تمام انسان برابر ہیں:

قرآن کا ارشاد ہے: یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ ...... اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ (الحجرات۔۱۳)

> ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ''بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے ہاں! عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے (بحوالہ مسند احمد)[1]

۲۔ تمام مسلمان (مومن) بھائی بھائی ہیں:

ارشاد الٰہی ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (الحجرات۔۱۰) (ترجمہ: بے شک! تمام مومن بھائی بھائی ہیں) وَاِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (المومنون۔۵۲) (ترجمہ: اور تم سب ایک ہی جماعت ہو) رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے'' ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں'' (مستدرک حاکم، طبری، ابن اسحاق) دوبارہ ارشاد نبوی ﷺ ہوا۔

1- پروفیسر چوہدری غلام رسول صاحب نے ''اسلام کے کارہائے نمایاں'' ص ۲۳۰ پر مسند احمد کے حوالے سے '' سرخ اور سیاہ'' کا ذکر کیا ہے مگر ''انسان کامل'' کے مؤلف پروفیسر خالد علوی نے ''سفید اور سیاہ'' بحوالہ مسند احمد جلد پنجم لکھا ہے مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبیؐ جلد دوم ص ۱۴۵ پر مسند احمد کے حوالہ سے ہی سرخ اور سیاہ کا ذکر کیا ہے کئی سیرت نگاروں نے سرخ و سیاہ و سفید کا ذکر ہی نہیں کیا۔ مثلاً محمد حسین ہیکل نے اپنی سیرۃ الرسول ﷺ میں یا محمد رضا مصری نے اپنی سیرت الرسول ﷺ میں۔

Marfat.com

''اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔'' (بحوالہ بخاری)

۳۔ آپس میں اتحاد واتفاق:

اعلان الٰہی ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران۔۱۰۳) (ترجمہ: سب کے سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔) پھر ارشاد ہوا ''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے (آپس میں) تفرقہ کیا اور اختلاف کیا۔'' رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک عمارت کا ایک جزو دوسرے جزو کو قوت دیتا ہے۔'' پھر اپنی انگلیوں کو (آپس میں) ملا کر اپنے ارشاد کی تائید میں مثال بتائی۔ ایک اور حدیث میں ہے ''تو مومنوں کو ایک دوسرے سے رحم، محبت اور مہربانی میں ایسا دیکھے گا۔ جیسا کہ بدن میں ایک عضو بیمار ہو جائے تو تمام اعضا بخار اور بیماری میں اس کے شریک ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

۴۔ آپس میں ضرورتمندوں کی امداد وتعاون:

قرآن مجید میں فرمایا گیا: وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ۔۲) (ترجمہ: اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو)

آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل آیا۔ آپ ﷺ اسکی طرف متوجہ ہوئے (پھر صحابہؓ کی طرف توجہ کی) اور فرمانے لگے'' اس شخص کی مجھ سے سفارش کرو تم کو ثواب ہوگا۔ (بخاری)

آپس میں مسلمانوں کی امداد وتعاون کو آپ ﷺ نے بار بار قومی وعملی دونوں طریقوں سے سراہا ہے۔

Marfat.com

۵۔ آپس میں عدل وانصاف:

ارشاد خداوندی ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ (النحل۔۹۰) (ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں عدل کا حکم دیتا ہے۔) پھر ارشاد ہوا: اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ۔۸) (ترجمہ: عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔) پھر ارشاد ہوا ترجمہ: ''اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کو کھڑے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس (بات) پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف کے رستے سے ہٹ جاؤ۔'' (ایضاً) پھر ارشاد ہوا'' (صرف اسے ہی قتل کرو جو) انصاف کے (حصول میں) ضروری ہو۔ (بنی اسرائیل۔۳۳)

۶۔ جان و مال اور آبرو کی حرمت:

فرمان خداوندی ہے''اور اپنے درمیان) کسی جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر یہ کہ انصاف چاہو (بنی اسرائیل۔۳۳) رسول اللہ ﷺ کا خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد ہے'' تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ویسی ہی حرمت رکھتی ہیں جیسے کہ آج کے دن (یوم الحج) کی حرمت ہے'' (البخاری)

۷۔ مذہبی آزادی:

فرمان الٰہی ہے۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۥ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (البقرہ۔۲۵۶) (ترجمہ: دین کے سلسلے میں (کسی پر) کوئی جبر نہیں ہے۔ ہدایت کی راہ گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔)

۸۔ ملکیت میں اشتراک:

ارشاد خداوندی ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (البقرہ۔۳)

Marfat.com

(ترجمہ: اور جو ہم نے ان (متقین) کو (رزق) دیا ہے اس میں سے (دوسروں کے لیے بھی) خرچ کرتے ہیں)۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے ترجمہ: اور ان کے مالوں میں سوالی اور مانگنے والے محتاج کا حق ہے۔ (الذاریات۔ ۱۹)

۹۔ کسی کو غلام نہ بنایا جائے:

حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: ''وہ لوگ بہت برے ہیں جو آدمیوں کی (غلام بنا کر خریدو) فروخت کرتے ہیں'' (بخاری)

۱۰۔ آپس کی ذمہ داری:

حضور صاحب لولاک ﷺ کا ارشاد ہے کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ (بخاری) ''تم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی۔''

۱۱۔ تکریم انسانیت:

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل۔۷) ''اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو بزرگی (تکریم وعزت) دی ہے۔''
پھر فرمایا: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات) بے شک اللہ کے ہاں عزت والا وہ ہے جو متقی ہے۔

۱۲۔ ممانعت کینہ پروری:

ارشاد رسالت ﷺ ہے لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا ...... الخ (بخاری) ترجمہ: آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو۔ نہ ایکدوسرے سے حسد کرو اور نہ ایکدوسرے سے منہ پھیرو۔ اور سب مل کر خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔''

Marfat.com

۱۳۔ آپس میں حق رحم:

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے: **من لا یرحم لا یرحم** (بخاری)
(ترجمہ: جو انسانوں پر) رحم نہیں کرتا۔ اس پر بھی (خدا کی طرف سے) رحم نہیں کیا جاتا یا یہ کہ انسان بھی اس پر رحم نہیں کرتے۔) مستدرک حاکم میں ارشاد نقل ہوا ہے کہ "تم زمین والوں (عموماً کل مخلوقات خصوصاً انسانوں) پر رحم کرو۔ تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔"

۱۴۔ آپس میں حسن اخلاق کا حق:

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے "اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔" (جامع ترمذی)

۱۵۔ دوسروں کے لیے اپنی پسند کے معیار پر انتخاب کی پابندی:

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے پانچ باتیں گنائیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ **واحب للناس ماتحب لنفسک** (بخاری جز و دوم) یعنی تم لوگوں کے لیے وہی کچھ چاہو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔"[1]

۱۶۔ حق صلح وسازگاری:

ارشاد خداوندی ہے: **فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ** (انفال۔ ۱)
(ترجمہ: پس خدا سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملہ کی اصلاح کرو) **وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ...... فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ** (حجرات۔ ع ۱)
(ترجمہ: اگر مسلمان کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں۔ تو ان میں صلح کرا دو۔

1- تورات اور انجیل میں یہی تعلیم ان الفاظ میں آئی ہے "تم اپنے پڑوسی (ساتھی) کو ایسا چاہو جیسا کہ تم اپنے آپ کو چاہتے ہو" بحوالہ سیرت النبیؐ از سید سلیمان ندوی جلد ششم ص ۲۹۹

Marfat.com

اور اگر ایک (فرقہ) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرے اس سے لڑو۔ حتیٰ کہ وہ حکم خداوندی کی طرف رجوع کرے اور جب وہ رجوع کرے تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) پھر فرمایا ہے" مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

۱۷۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

قرآن میں ارشاد ہوا ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ...... وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران۔) (ترجمہ: تم میں سے ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہیئے جو لوگوں کو نیک کام کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور برے کاموں سے منع کرے) ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ...... وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران۔) (ترجمہ: اے مسلمانو! تم ان سب امتوں میں سے بہترین ہو جو لوگوں کی رہنمائی کے لیے پیدا ہوئیں تم لوگوں کو اچھے کام کرنے کے لیے کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ" تم میں سے جو کوئی بری (نا مشروع) بات دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے مٹا دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جانے یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔" (صحیح مسلم)

۱۸۔ آپس میں حق گواہی:

قرآن میں ارشاد ہوا ہے (ترجمہ اے لوگو! گواہی کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے۔" (البقرہ۔ ع ۳۹) ایک اور جگہ ارشاد

Marfat.com

ہوا۔ (ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو) (النساء۔ ع ۲۰) پھر ارشاد ہوا (ترجمہ: اور (خدا کے خاص بندے وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہ دیں۔) (الفرقان۔ ع ۶)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی مقبول نہیں اور اس کی جس پر حد لگائی گئی ہو اور نہ اسکی جو اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہو اور نہ اس شخص کی جو ولاء اور قرابت میں متہم ہو۔ اور نہ اس شخص کی اپنے خاندان کے متعلق گواہی مقبول ہے جس کا خرچ اس خاندان پر منحصر ہے۔''(1)

۱۹۔ پابندی عہد کا حق:

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ (بنی اسرائیل۔۳۴) (ترجمہ: عہد کو پورا کیا کرو) حضور ﷺ کا ارشاد ہے لادین لمن لا عهدله (مشکوۃ) (ترجمہ: جس میں عہد نہیں اس میں ایمان نہیں) حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا قبل از نبوت ایک کاروباری عہد کی پابندی میں تین دن تک کھڑا رہنا بھی منقول ہوا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر پابندی عہد کی کئی مثالیں سامنے آتی ہیں۔

۲۰۔ آپس کے رازوں کی حفاظت کی پابندی:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ ''دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ (جو ستار ہے) تمہارے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔''

1- کیونکہ گواہ میں تمام کے تمام عیوب ایسے ہیں۔ جو حقوق انسانی کے استحصال اور ضرر پر محیط ہیں۔ اسلیے حضور اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو ''شرف گواہی'' سے محروم کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ نور میں بھی ایسے افراد کا تذکرہ موجود ہے جو حقوق انسانی میں رخنہ ڈالنے کے سبب تا ابد گواہی کے حق سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

(بخاری) پھر فرمایا۔ ''مجلسوں میں جو باتیں کی جائیں وہ امانت ہیں۔'' ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''سب سے بدترین خائن وہ ہے جو رات کو اپنی بیوی (یا بیوی خاوند) کے پاس لیٹے اور دن میں اس کا تذکرہ کرے۔''

۲۱۔ تکفیر بازی سے اجتناب:

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء۔۹۴) (ترجمہ: اور جو شخص تم پر سلام کا اظہار کرے تم اس سے یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے تو کفر ان دونوں میں سے کسی ایک پر لوٹ آتا ہے۔''

۲۲۔ آپس میں جھگڑے کی ممانعت:

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ (انفال۔۴۶) (ترجمہ: اور آپس میں جھگڑا نہ کرو (اگر ایسا ہوگا تو تم) ہمت ہار جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (یعنی رعب ختم ہو جائیگا) رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ''اختلاف (جھگڑا بازی) سے بچو کہ پہلی اقوام اختلاف ہی کی وجہ سے تباہ ہوئی تھیں۔'' (بخاری)

۲۳۔ غیبت کی ممانعت:

ارشاد الٰہی ہے ترجمہ: اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے۔ تو یقیناً تم اسے برا سمجھتے ہو'' (الحجرات۔۱۲) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے'' اور ''جس نے غیبت سنی گویا اس نے (خود) غیبت کی۔''

Marfat.com

۲۴۔ آپس میں خیر خواہی:

خدا تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (حشر ۱۰) (ترجمہ: اے خدا! ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے کینہ نہ رہنے دے۔) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو بے مدد چھوڑے اور نہ اسکی تحقیر کرے۔" (صحیح مسلم) پھر فرمایا "وہ (مسلمان) نہ تو اس (دوسرے مسلمان) پر ظلم کرے نہ اس کو اس کے دشمن کے حوالہ کرے۔" (سنن ابی داؤد) پھر ارشاد ہوا "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔" (بخاری) مزید فرمایا گیا "اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔" (سنن ابی داؤد) پھر ارشاد ہوا "مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے" (بخاری) پھر ارشاد رسالتؐ ہوا "حسد سے بچو کہ یہ نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے سوکھی لکڑی کو آگ" (ابو داؤد) ایک اور موقع پر فرمایا "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم" (بخاری) ایک اور مقام پر فرمایا "ظالم ہونے کی صورت میں اسے ظلم سے روکو یہ اسکی مدد ہوگی"

۲۵۔ مجموعی حقوق:

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔ اول سلام کا جواب دینا، دوم اس کے چھینکنے پر "یرحمک اللہ" کہنا، سوم اس کی دعوت کو قبول کرنا، چہارم بیمار ہو تو عیادت کو جانا، پنجم مر جائے تو جنازہ کے ساتھ چلنا۔ (سنن ابی داؤد) بخاری نے اس پر دو کا اضافہ کیا ہے یعنی "امداد مظلوم اور ایفائے عہد"

مختصراً یہ پچیس حقوق باہمی طور پر مسلمان رعایا کے آپس کے حقوق

Marfat.com

ہیں۔ جو انفرادی طور پر فرد پر لازم ہیں۔ اور سرکار دو عالم نے قرآنی تعلیمات اور اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعہ ان کی پابندی کو ضروری قرار دیا ہے۔ تا کہ مسلم معاشرہ امن وسکون ، بھائی چارہ ، ہمدردی ، راست بازی اور تقویٰ کی آماجگاہ بنا رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور سرور دو عالم ﷺ تک جتنے بھی انبیاء و رسل آئے وہ مکمل طور پر بشری حالت میں آئے۔ اگرچہ ان کی ہمارے ساتھ بشریت میں کوئی نسبت ہی ممکن نہیں۔ مگر پھر بھی یہ سنت الٰہیہ رہی ہے کہ انسانوں کی طرف انہی میں سے ایک انسان کو رسول بنایا گیا یا نبی مقرر کیا گیا۔[1] اس لیے انسانوں کے حقوق کا تذکرہ کرتے وقت بہتر ہے کہ سب سے پہلے انبیا کے حقوق پر ایک نظر ڈالی جائے کہ حفظ مراتب کے اعتبار سے انبیاء کا مقام عموماً انسانوں میں سب سے بلند اور حضور ﷺ کا مقام بالخصوص ''بعد از خدا'' ہے۔ تو آیئے ذرا نبی و رسول علیہ السلام (ﷺ) کے

1- خدا تعالیٰ کے کلام میں اس موضوع پر تفصیل وتشریح موجود ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے:

i- لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران۔۱۶۴)
ترجمہ: مومنوں پر اللہ کا فضل ہے کہ (اس نے) انہی میں سے ایک رسول ﷺ مبعوث کیا۔ مِنْ قَوْمِهٖ

ii- وَقَالَ الْمَلَاُ الذین کفروا و کذبوا ...... مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ (المومنون ۳۴۔۳۳)
ترجمہ: (منکرین حضرت ہودؑ نے کہا) یہ شخص کچھ بھی نہیں ہے بس ایک بشر ہے تم ہی جیسا، جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے''

iii- وَمَا اَرْسَلْنَا ...... قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا (الانبیا۔۷) اے نبی ﷺ! ہم نے تم سے پہلے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

iv- اے نبی ﷺ! تم سے پہلے جو بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ وہ سب انسان ہی تھے۔
(سورۃ یوسف۔۱۰۹)

Marfat.com

حقوق پر ایک نگاہ ڈالیں۔

اطاعت وتسلیمات:

۱۔ فرمان خداوندی ہے: (ترجمہ) اے رسول اللہ ﷺ! آپ یہ فرما دیں کہ اللہ اور (اس کے) رسول ﷺ کی اطاعت کیا کرو پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔ (آل عمران۔ ع۔۴)

۲۔ فرمایا رب کریم نے: (ترجمہ) جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (النساء۔ ع۔۱۱)

۳۔ ارشاد الٰہی ہے: (ترجمہ) اے مسلمانو! جو چیز تم کو پیغمبر ﷺ دے دیا کریں لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو منع کریں اس سے رک جایا کرو (الحشر۔ ع ۱)

۴۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے "جس نے میری اطاعت کی تو گویا اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میرے نافرمانی کی تو گویا اس نے خدا کی نافرمانی کی۔" (بحوالہ کتاب الشفا از قاضی عیاضؒ)

بیعت:

۱۔ فرمانِ قرآن ہے: (ترجمہ) بیشک وہ لوگ جو (صلح حدیبیہ کے وقت) آپؐ سے بیعت کر رہے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ (الفتح ع۔۱)

۲۔ اعلان قرآن ہے: (ترجمہ) بے شک! اللہ ان مسلمانوں سے خوش ہو گیا ہے جبکہ یہ لوگ آپؐ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو اخلاص تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا۔ (الفتح۔ ع ۳)

Marfat.com

عدم مخالفت:

۱۔ کلام ربانی یوں وارد ہوا ہے: (ترجمہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سخت ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ (المجادلہ۔ ع ۳)

آداب:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (ترجمہ) اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو جیسے کہ تم آپس میں (بات) کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔ (الحجرات۔ ع ۱)[1]

اتباع سنت:

۱۔ ارشاد الٰہی ہے: (ترجمہ) اے نبی ﷺ! آپ لوگوں سے فرما دیں کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ (آل عمران۔ ع، ۴)

۲۔ پھر ارشاد ہوا: (ترجمہ) تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ (الاحزاب ع۔۲)

احترام ازواج مطہرات:

۱۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: (ترجمہ) نبی ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیبیاں (مومنین)

1۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے ''نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب ﷺ'' میں حضور ﷺ کی ایک حدیث بیان فرمائی ہے (جس کا خلاصہ یوں ہے) کہ ''میری قبر پر آؤ تو مجھے ایسے مخاطب نہ کرنا جیسے تم اپنے مردوں کو پکارتے ہو۔ بلکہ میرا ''ادب'' زندہ کی حیثیت سے ہی کرنا۔ (صفحات ۲۸۹۔۲۸۸)

Marfat.com

کی مائیں ہیں"۔ (الاحزاب ع۔۱)

۲۔ قرآن میں ایک اور مقام پر آیا: (ترجمہ) اے مسلمانو! پیغمبر ﷺ کے گھر (بلا اجازت) نہ جایا کرو مگر جب تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے (بلایا جائے)...... (اور وہ بھی) عین وقت پر اور جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔ (الاحزاب۔ ع ۷)

ایذا دہی سے بچنا:

۱۔ قرآن میں آیا ہے: (ترجمہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو کسی طرح کی تکلیف دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں خدا کی لعنت ہے۔ (الاحزاب ع ۷)

۲۔ حکم ربانی یوں وارد ہوا: (ترجمہ) اے مسلمانو! ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی تھی (الزام تراشی کرکے) (الاحزاب ع۔۹)

ممانعت استہزا:

۱۔ حکم الٰہی بدیں الفاظ آیا: (ترجمہ) آپ ان (منافقین) کو فرما دیں کہ اچھا تم استہزا کیے جاؤ۔ (التوبہ۔ ع۸) سورۃ البقرہ میں بھی منافقین کا مومنوں کے ساتھ استہزا آمیز رویہ کا ذکر کیا گیا ہے مومنوں میں پیغمبر علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ (آیات ۸ تا ۲۰)

حمایت ونصرت:

۱۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: (ترجمہ) مدینے کے رہنے والوں اور گردوپیش کے دیہاتیوں کو یہ زیبا نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں (التوبہ۔ع ۱۵)

۲۔ کتاب الٰہی میں آیا ہے: (ترجمہ) پس جو لوگ اس نبی ﷺ پر ایمان

Marfat.com

لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور اتباع کرتے ہیں اس نور کی جو اس نبی کے ساتھ اتارا گیا یہی لوگ مفلحون (کامیاب) ہیں (الاعراف۔ ع ۱۹)

• درود وسلام:

۱۔ فرمان قرآن ہے: (ترجمہ) اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں تو اے مسلمانو! تم بھی پیغمبر ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہو۔ (الاحزاب۔ ع ۷)

۲۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جب کوئی مؤمن مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں فرماتا ہے۔ دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے۔" (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ بحوالہ نسائی)

روضہ مبارک کی زیارت:

آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو خانہ کعبہ کا حج کرے اور میری قبر کی زیارت نہ کرے وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے۔" (ترمذی)

افراط وتفریط کی ممانعت:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے دوسرے نبیوں پر فضیلت نہ دو ۔ اگرچہ میں قیامت کے دن تمام بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں گا۔ جس کی قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں ہی لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہوگی۔" (مسلم) آپ ﷺ نے وصیت کی "ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ بنا لو" (ترمذی)

Marfat.com

نسبت جھوٹ کی ممانعت:

حضور رسالت مآب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار (ترمذی) ''اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگائے تو اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا چاہیے''

عدم تفرقہ:

۱۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا تو ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر عطا فرمائے گا۔ (النساء ع ۲۱)

تمام انبیأ پر یکساں ایمان اور ان کی کتابوں پر ایمان:

۱۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: (ترجمہ) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو پہلے نازل ہو چکی ہیں اعتقاد رکھو اور جو شخص اللہ، اسکے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز قیامت کا انکار کرے تو وہ شخص بہت بڑی گمراہی میں جا پڑا۔ (النساء ع ۲۶)

۲۔ حکم ربانی ہے: (ترجمہ) بے شک جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض انبیاء کو مانتے ہیں بعض کو نہیں ...... پس یہ لوگ پکے کافر ہیں۔ اور ہم نے ایسے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء ۱۵۱۔۱۵۰)

Marfat.com

اقتدا کا حق:

حکم ربی ہے: (ترجمہ) یہ حضرات انبیاء ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلیے۔ (انعام ع۔1) بیشک رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے۔ (الاحزاب ع ۲)

انبیا کے حقوق ذکر کرنے کے بعد اب اسلامی معاشرے کے مختلف افراد کے حقوق علیحدہ علیحدہ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات اور سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ عنوان مضمون کے حوالہ سے مکمل ہو جائے۔

ا۔ والدین کے حقوق:

ا۔ نیک سلوک: وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (البقرہ۔۸۳، النسا۔۳۶، بنی اسرائیل۔۲۳) ''اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو''

۲۔ شکر گزاری: اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ (لقمان۔۱۴) ترجمہ: ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرے۔

۳۔ گفتگو میں ادب و نرمی: ترجمہ: پس ان کو اُف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے ادب کے ساتھ گفتگو کرو۔ (بنی اسرائیل۔۲۲)(1)

۴۔ عاجزی: اور ان دونوں (ماں اور باپ) کے آگے رحم کے ساتھ عاجزی کا بازو جھکاؤ۔ (بنی اسرائیل ۲۴)

۵۔ اطاعت بالمعروف: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے نیکی کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ (العنکبوت۔ ۸) اور ماں باپ کی اندھی تقلید

1- حضرت امام حسنؓ کا قول ہے کہ اگر ''اُف'' سے نیچے بھی کوئی درجہ ماں باپ کو تکلیف دینے کا ہوتا تو اللہ جل شانہ، اس کو بھی حرام قرار دے دیتے (التفسیر در منثور از دیلمی بحوالہ ''حقوق العباد'')

Marfat.com

سے منع کیا گیا ہے۔ (البقرہ۔ ۱۷)

۶۔ والدین کے لیے دعا: وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا (بنی اسرائیل۔ ۲۴) ترجمہ: اور کہہ اے میرے رب تو ان دونوں (ماں اور باپ پر رحم کر جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹا ہوتے وقت پالا۔

۷۔ درجہ بندی: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''تیرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق تیری ماں (تین دفعہ فرمایا) ہے اور پھر تیرا باپ'' (سنن ابوداؤد) (ایک اور شخص سے فرمایا) ''تم اور تمہارا مال تمہارے والد کی ملکیت ہے۔'' (ایضاً) پھر فرمایا: ''ماں باپ کی خدمت کا درجہ جہاد کے برابر (یا اس سے زیادہ) ہے۔'' (مسلم) پھر فرمایا: ''جہاد پر جانے سے پہلے والدین کی اجازت ضروری ہے۔'' (سنن ابو داؤد) پھر فرمایا: ''ماں کی خدمت مرتبہ جہاد کے برابر ہے'' (سنن نسائی) پھر فرمایا: ''مرحوم والدین کی خدمت یہ ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے ان کے نامکمل وعدوں کو پورا کیا جائے۔ ان کی قرابتوں کو قائم رکھا جائے اور ان کے دوستوں کی عزت کی جائے'' (سنن ابی داؤد) پھر فرمایا: ''والد راضی تو اللہ راضی، والد ناراض تو اللہ ناراض'' (ترمذی)

۸۔ ماں باپ کے لیے خرچ کرنا: قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (بقرہ۔ ۲۱۵) ترجمہ: فائدہ کی جو چیز تم خرچ کرو پس ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے (خرچ کرو)۔

۹۔ محبت کی نظر سے دیکھنا: حضور پُرنور شافع یوم النشور ﷺ کا فرمان ہے'' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد جب بھی رحمت (محبت) کی نظر سے ماں باپ کو دیکھے تو ہر نظر کے عوض اللہ جل شانہ اس کے لیے مقبول حج کا ثواب لکھ دیتے ہیں ...... اگرچہ روزانہ سو بار

Marfat.com

اسی طرح دیکھے۔" (مشکوٰۃ از بیہقی)

۱۰۔ والدین کی طرف توجہ نفلی عبادت سے بہتر ہے: ایک دفعہ حضرت جریج ؒ ماں کی پکار سن کر بھی عبادت میں مشغول رہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: "والدہ کے بلانے پر جواب دینا رب کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔"

(بحوالہ فتح الباری شرح صحیح بخاری از امام ابن حجر عسقلانی)

۲۔ اولاد کے حقوق:

۱۔ تحفظ جان: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ خَشْيَةِ اِمْلَاقٍ ط (انعام۔۱۵۱)

ترجمہ "اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو نہ مار ڈالو۔"

۲۔ رضاعت و حضانت: فرمان قرآن ہے "جو باپ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پیئے تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال تک دودھ پلائیں" (البقرہ۔۲۳۳)

۳۔ شفقت و محبت: حضور ﷺ امام حسن ؓ کو چوم رہے تھے کہ ایک اعرابی (اقرع ؓ بن حابس) نے دیکھ کر کہا "میرے دس بچے ہیں میں نے آج تک کسی کو نہیں چوما۔" حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائیگا۔" پھر فرمایا "اگر اللہ تیرے دل سے شفقت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"(1)

۴۔ عدل و برابری: ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں سے ایک کو غلام ہبہ کر دیا۔ اور حضور ﷺ کو اس پر گواہ بنانا چاہا تو حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا "کیا تو نے اپنے ہر لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے۔" اس صحابی نے عرض کیا۔ "نہیں" حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا "میں تو ایسے ظالمانہ عطیہ پر گواہ نہ بنوں گا۔" (ابوداؤد۔ کتاب البیوع)

1- بالترتیب بخاری کتاب التوحید، بخاری کتاب الادب

Marfat.com

۵۔رزق حلال کی فراہمی: حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ طلب الحلال جہاد (رزق حلال کی طلب جہاد ہے)۔ ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی۔ تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر قے کروا دی۔ اور فرمایا۔ "صدقہ آل محمد پر حرام ہے" اس طرح آپ ﷺ اپنی اولاد کو حرام رزق سے بچاتے تھے۔

۶۔اچھی تعلیم و تربیت: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لیے اس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ اسکی اچھی تعلیم و تربیت کرے۔"
(ترمذی، مسند امام احمد)

۷۔اولاد کے حق میں دعا: (۱) فرمان قرآن ہے "اور جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما۔" (الفرقان۔ ۶)

(۲) پھر فرمایا "اور (اے خداوند) میرے لیے میرے کاموں کو میری اولاد میں صالح بنا۔" (سورۃ الاحقاف)

۸۔تربیت اخلاق: حضور سرور عالمین ﷺ کا ارشاد ہے "باپ کا اپنے بچہ کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔" (مسلم)

۹۔عفو و درگزر کرنا: ارشاد خداوندی ہے "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں بعض تمہارے دشمن بھی ہیں سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم (انہیں) معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ (بھی) معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔" (التغابن۔ ۱۴)

۱۰۔میراث دینا: ارشاد باری ہے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیٓ اَوْلَادِکُمْ ...... فَلَهَا النِّصْفُ (النساء۔ ۱۱) ترجمہ: اللہ تمہاری اولاد کے متعلق تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے ایک مرد کے لیے دو حصے عورتوں کے حصہ سے۔ پھر اگر اولاد میں دو یا اس سے زیادہ عورتیں ہوں تو ان کے لیے اس کی دو تہائی

Marfat.com

ہے اس ترکہ میں سے جو چھوڑا اور اگر اکیلی ہو تو اس کے لیے (مرد سے) نصف حصہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جب بچہ پیدا ہو کر روئے (اور مر جائے) تو اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے وارث قرار دیا جائے۔'' (بشرط زندگی)

۱۱۔ نکاح: رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ''جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اسے اس کا اچھا نام رکھنا چاہیے۔ اور جب بالغ ہو جائے تو اسکی شادی کرنی چاہیئے۔ اگر وہ بالغ ہو اور اسکی شادی نہ ہو اور اس نے گناہ کیا تو اس کا گناہ باپ کے سر ہے۔'' (بحوالہ اسلام کے کارہائے نمایاں ص ۲۴۰)

۱۲۔ قتل بنات کی ممانعت: قتل بنات کا قیامت کے دن سختی سے حساب ہوگا۔ جس کا ذکر یوں ہوا ہے۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (التکویر ۸۔۹) ترجمہ: یاد کرو جب (قیامت میں) زندہ (دفن کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا) تو کس جرم میں ماری گئی ہو۔''

۱۳۔ بیٹیوں سے حسن سلوک: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''بیٹیاں تمہاری بہترین اولاد ہیں'' (مسند الفردوس) پھر فرمایا: کوئی شخص کوئی چیز لے کر گھر میں داخل ہو تو پہلے وہ چیز لڑکی کو دے پھر لڑکے کو۔''

۱۴۔ اولاد کے لیے خرچ کرنا: حضرت ام سلمہ ؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا ''کیا اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا بھی کوئی اجر ہے'' فرمایا ''یقیناً (ہے)'' (بخاری)

۱۵۔ عقیقہ: رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے'' (بخاری) ''جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اسکی طرف سے قربانی کی جائے۔'' (ابی داؤد)[1][2]

1- لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری۔ (ایضا)

2- اولاد کا ماں باپ پر یہ بھی ایک حق ہے کہ اگر ذکور ہو تو اس کا ختنہ کروایا جائے۔

Marfat.com

۳۔ میاں بیوی کے مشترکہ حقوق (آپس میں):

عائلی زندگی میں ایسے حقوق جن کا فریقین کی طرف سے پورا کیا جانا ایک جیسا لازمی ہے۔ ان کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

الف۔ مساوی حیثیت: مرد عورت دونوں مساوی الحقوق ہیں چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ''میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے سے ہو۔ (آل عمران۔ ۱۹۵) پھر ارشاد ہوا'' اور جو نیک عمل کرتا ہے مرد ہو یا عورت وہ مومن ہو تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ (مومن۔۴۰)

ب۔ مادی حقوق: مادی لحاظ سے بھی عورت مرد کے مساوی ہے چنانچہ حکم الٰہی ہے'' مردوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں۔ (النساء۔۳۲)

ج۔ وراثت میں برابری: اعلان خداوندی ہے'' مردوں کے لیے اس سے ایک حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں اور عورتوں کے لیے اس سے ایک حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں۔''[1] (النساء۔ ع ۷)

د۔ ایک دوسرے کے ترکہ میں حصہ: خاوند کا بیوی کے ترکہ میں حصہ رکھا گیا ہے اور بیوی کا خاوند کے ترکہ میں حصہ رکھا گیا ہے۔ جس سے چشم پوشی حقوق کا ضیاع ہے۔ (دیکھئے النساء۔ ع ۲)

ہ۔ لعان کا باہمی حق: خاوند بیوی پر شک کرے مگر کوئی شرعی گواہ پیش نہ کر

1- ایک مستشرق نے اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کیا کہ حضور علیہ السلام نے (اپنی تعلیمات وعمل کے ذریعے) عورت کو مملوکیت کے درجہ سے نکال کر مالکیت کا درجہ بخشا اور اسے پہلا شرعی وارث قرار دیا۔ (بحوالہ اسلام کے کارہائے نمایاں ص ۲۳۴)

Marfat.com

سکے تو چار دفعہ قسم کھا کر اپنی سچائی کا اظہار کرے اور جھوٹا ہونے کی صورت میں اللہ کی لعنت طلب کرے۔ اسی طرح عورت چار دفعہ قسم کھا کر اپنے پاک دامن اور خاوند کے جھوٹا ہونے کا اقرار کرے اور اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں اللہ کی لعنت مانگے۔ (تفصیل کے لیے سورۃ نور ع۔ ۱)[1]

و۔ محبت و صلح کلی: میاں بیوی کا ایک دوسرے پر حق ہے کہ وہ محبت و صلح کلی سے رہیں۔ معمولی رنجشوں کو کینہ کی بنیاد نہ بنائیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ[2] (مصالحت میں بھلائی ہی بھلائی ہے) حضور سرور عالم ﷺ کا بھی ارشاد ہے کہ ''کوئی مسلمان شوہر اپنی مسلمان بیوی (اور بیوی خاوند سے) سے نفرت نہ کرے اگر اسکی ایک عادت ناپسندیدہ ہے تو یقیناً کئی عادتیں پسندیدہ ہونگی۔'' (مسلم)

ز۔ اعتدال و میانہ روی: میاں بیوی دونوں کا ایک دوسرے پر حق ہے کہ عائلی زندگی کے تمام معاملات میں اعتدال و میانہ روی کو اختیار کیا جائے ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ خیر الامور اوسطھا (بیہقی) ترجمہ: سب سے اچھا راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔

ح۔ ایک دوسرے کا پردہ:[3] ارشاد خداوندی ہے۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (بقرہ۔ ۱۸۷) ''عورتیں تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو''۔ پوشاک کی تشریح کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی سیرت

1- اس قسما قسمی (یعنی لعان) کے بعد ضرور بالضرور میاں بیوی میں جدائی کر دی جائے گی۔ اس لیے کہ عائلی زندگی میں اعلانیہ شک کو ہرگز راہ نہیں۔

2- النساء۔ ۱۲۸

3- قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے بڑی خیانت یہ ہوگی کہ میاں یا بیوی اپنی خلوت کی باتیں باہر بتادے (جن کا پردہ رکھنا ضروری ہے) (مسلم، ابوداؤد)

Marfat.com

النبی ﷺ جلد ششم میں لکھتے ہیں'' اس پوشاک کے پردہ میں جیسا کہ ابھی کہا گیا ہے بیسیوں معنی پوشیدہ ہیں تم ان کے ستر پوش ہو اور وہ تمہارے لیے۔ تم ان کی زینت ہو اور وہ تمہارے۔ تم ان کی خوبصورتی ہو اور وہ تمہاری، تم ان کی تکمیل کا ذریعہ ہو اور وہ تمہاری'' (ص ۲۲۷)

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں: ''مختصر الفاظ میں لباس پردہ ہے ہر عیب کو چھپاتا ہے...... کیا ایک اچھی بیوی اپنے خاوند کے لیے اور ایک اچھا خاوند اپنی بیوی کے لیے پردہ نہیں ہے؟ یقیناً ہے'' (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۱۲۷) مولانا محمد عمر عثمانی دیوبندی پردہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔'' اس اعتبار سے مرد عورتوں کا لباس (پردہ پوش) ہے اور عورت مردوں کے لیے لباس (پردہ پوش) ہے۔'' (فقہ القرآن جلد سوم، ص ۴۸)

ط۔ برابر کے حقوق: قرآن کریم میں ارشاد ہے'' اور عورتوں کے لیے ایسے ہی حقوق ہیں جیسا کہ دستور کے مطابق ان کے ذمے فرائض (یعنی مردوں کے حقوق ہیں) (البقرہ۔ ۲۲۸)

۴۔ خاوند کے حقوق:

الف۔ مجموعی حکم: (1) قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے'' نیک عورتیں اپنے خاوندوں کی اطاعت گزار ہوتی ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے مال اور آبرو کی حفاظت کرتی ہیں'' (نسا۔۳۴)

ارشاد نبوی ﷺ ہے'' عورت جب پانچوں وقت نماز ادا کرے ماہ رمضان کے روزے رکھے اپنی آبرو کی حفاظ کرے اپنے خاوند کی

1۔ اس مجموعی حکم سے خاوند کے چار حق ثابت ہوتے ہیں یعنی
(۱) رویہ درست رکھنا (۲) اطاعت (۳) حفظ غیب (۴) گھر کی دیکھ بھال

Marfat.com

اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے (جنت میں) داخل ہو جائے۔ (صحیحین)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور جواب دہ ہے"

ب۔ ہمبستری کا حق: ارشاد رسالت ﷺ ہے "جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر خواب کی طرف بلائے اور وہ (بلا عذر شرعی) انکار کرے اور اس سبب سے وہ غضبناک ہو کر سو رہے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔" (ترمذی)

ج۔ خاوند کی خوشی: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔" (سنن نسائی، ترمذی) پھر فرمایا" اور (عورت) اپنی جان و مال میں کسی ایسی بات میں اس (خاوند) کی مخالفت نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔" (ایضاً)

د۔ طلاق دینے کا حق: قرآن مجید میں طلاق دینے کا حق خاوند کا ہے اگر کسی بھی وجہ سے نباہ ممکن نہ ہو (دیکھئے سورۃ البقرہ، آل عمران) حضور ﷺ کا ارشاد ہے" جائز چیزوں میں سے طلاق کو اللہ بہت ناپسند کرتا ہے۔" (ابو داؤد)

ہ۔ خاوند کی خدمت: حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے ہاتھوں سے نبی کریم ﷺ کے کپڑے دھوتیں اور سر مبارک میں تیل لگاتیں گھر کا تمام کام کاج خود کرتی تھیں۔ (بحوالہ حقوق العباد) حضرت فاطمہؓ بھی اپنے گھر کا تمام کام خود کیا کرتی تھیں حتیٰ کہ کنوئیں سے پانی کی مشکیں بھی بھر کے لاتی تھیں۔

و۔ خاوند کی شکر گزاری: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں سے ارشاد فرمایا: "تم اچھا سلوک کرنے والے شوہروں کی ناشکری سے بچو۔"

Marfat.com

(الادب المفرد)

ز۔ شوہروں کے حقوق کی ادائیگی کی فضیلت: حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''شوہروں کی اطاعت کرنا اور ان کے حقوق کو پہچاننا جہاد کے برابر درجہ رکھتا ہے۔'' (ترغیب وترہیب) طبرانی میں بھی اسی مضمون کی حدیث آئی ہے۔

ح۔ خاوند کے لئے آرائش و زیبائش: عورت کا صرف خاوند کے لیے بننا سنورنا جائز ہے ارشاد رسالت ہے ''بہترین بیوی وہ ہے کہ جب اسے خاوند دیکھے تو خوش ہو جائے۔'' (سنن نسائی)

ط۔ خاوند کی موت پر سوگ: قرآن نے عورتوں پر لازم کر دیا ہے کہ وہ شوہر کی وفات پر کم از کم چار مہینے دس دن غم سوگ منائیں۔ (سورۃ البقرہ۔ ۲۳۴) یاد رہے دوسروں (غیر خاوندوں) کی وفات پر صرف تین دن سوگ کی اجازت ہے۔

۵۔ بیوی کے حقوق:

الف۔ حسن سلوک: قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء۔۱۹) اور عورتوں کے ساتھ معروف طریقے (حسن معاشرت) سے زندگی گزارو۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے حق میں بہتر ہے۔ (ترمذی) سب سے کامل مومن وہ ہے ...... جو اپنے اہل وعیال سے نرم سلوک کرے۔ (ترمذی)

ب۔ نفقہ وسکنی: قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے ''مرد عورتوں کے گزارہ کے ذمہ دار ہیں۔'' (النساء۔۳۴) ''چاہیے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق (اہل وعیال پر) خرچ کرے'' (الطلاق)

Marfat.com

حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے "(شوہر پر) بیوی کا حق یہ ہے کہ اسے عمدہ کھانا اور لباس ملے" (ترمذی) "کوئی مومن اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے۔" (مسلم)

ج۔ حق مہر کی ادائیگی: ارشاد خداوندی ہے وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط (نسا۔۴) ان عورتوں (جو حبالہ عقد میں آ جائیں) کو ان کے مہر بلا بدل دو" پھر فرمایا "وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (نسا۔۲۵) "پس عورتوں کے مقرر شدہ مہر ان کو دے دو" حضور ﷺ کا ارشاد ہے "جن شرطوں کو تم پورا کرتے ہو ان سب میں زیادہ ضروری اس کو پورا کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے تم نے عورتوں کے ناموس کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔" (صحیحین)

د۔ بیویوں میں عدل و برابری: سورۃ نساء میں ارشاد ہوا "پس اگر تم کو خوف ہو کہ عدل نہیں کر سکو گے تو ایک ہی یا جس کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے (پر اکتفا کرو) یہ زیادہ نزدیک ہے تاکہ تم ناانصافی نہ کرو" (آیت۔۳)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "جب آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے حقوق میں انصاف اور برابری نہ رکھی ہو۔ تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔" (ترمذی)

ہ۔ خلع کا حق: قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ "پس اگر تمہیں ڈر ہو کہ وہ دونوں (میاں بیوی) اللہ کی حدود کو قائم نہیں کر سکیں گے تو پھر اس کے بارے میں کچھ گناہ نہیں جو عورت (علیحدگی حاصل کرنے کو کچھ) فدیہ (خاوند کو) دے دے یہ اللہ کی حدیں ہیں۔" (البقرہ۔ ۲۲۹) حبیبہؓ بنت سہل کا (1) اپنے میاں کے ساتھ نباہ نہ ہوا تو حضور ﷺ نے اس کے خاوند

1- سنن نسائی

Marfat.com

ثابت بن قیس سے فرمایا ''اس (حبیبہؓ) سے کچھ لے لو (اور اسے آزاد کرو) انہوں نے (غالباً اس کا باغ) لے لیا۔ اور حبیبہ اپنے کنبے میں جا بیٹھی''۔

و۔ باعصمت عورتوں کی عزت کی حفاظت: قرآن پاک میں ارشاد ہوا '' جو لوگ پاکدامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔'' (سورۃ نور۔۲۳)

ز۔ ناگوار مار پیٹ کی ممانعت: حضور ﷺ کا ارشاد ہے '' وہ لوگ جو اپنی عورتوں کو مارتے ہیں وہ تم میں سے اچھے آدمی نہیں ہیں۔'' (ابو داؤد، ابن ماجہ) پھر فرمایا: '' نہ بیوی کے منہ پر تھپڑ مارو نہ اسے برا بھلا کہو اور گھر کے سوا اسے کہیں اور تنہا مت چھوڑو۔'' (ترمذی، ابی داؤد) پھر فرمایا: ''پس عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تو زندگی اچھی گزرے گی۔'' (ترغیب و ترہیب)

ح۔ ظلم و تعدی کی ممانعت: خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے '' اور بیویوں کو (رجوع کرکے) اسلیے نہ روکو کہ تم انہیں تکلیف پہنچانا چاہو تا کہ ان پر زیادتیاں کر سکو جو ایسا کرے گا وہ خود اپنے نفس پر بھی ظلم کرے گا۔''

(البقرہ۔۲۳۱)

۶۔ رشتہ داروں کے حقوق:

الف۔ حسن سلوک: قرآن کریم میں ارشاد ہوا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبىٰ (البقرہ۔۸۳) ترجمہ: اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص فراخ رزق اور لمبی عمر چاہتا ہے وہ اقارب (رشتہ داروں) سے (اچھے) تعلقات استوار کرے۔'' (بخاری)

ب۔ صلہ رحمی: قرآن میں ارشاد ہوا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ

Marfat.com

وَالْاَرْحَامَ (النسا۔۱) ترجمہ: ”اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داروں سے باخبر رہو۔“

حضور صاحب لولاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”اقارب (رشتہ داروں) سے قطع تعلق (صلہ رحمی کا انقطاع) کرنے والا کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“ (بخاری)

ج۔ مالی امداد: قرآن مجید میں حکم ہے فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ (الروم۔۳۸) ”پس قرابت داروں (قرابت دار) کو ان کا حق ادا کرو۔ یہی حکم سورۃ بنی اسرائیل آیہ ۲۶ میں بھی ہے۔ ☆

نبی کریم ﷺ مکہ میں اپنی پھوپھیوں کی مالی مدد فرمایا کرتے تھے۔[1] اور مدینہ میں خیبر کے مال کے دو حصے مسلمانوں کے اور ایک حصہ اہل وعیال وقرابت داروں کے لیے وقف تھا۔[2]

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”مسکین کو صدقہ دینا ایک ثواب ہے اور قرابتداروں کو صدقہ دینا دوگنا ثواب ہے۔“ (مشکوٰۃ) قربانی کے گوشت میں ایک حصہ قرابتداروں کا رکھا جاتا ہے جو کہ سنت رسول ﷺ ہے۔

د۔ صحیح راستے کی طرف راہنمائی: حضور رحمۃ للعالمین کو دوسری وحی یہ کی گئی۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ[3] ترجمہ: اور اپنے اہل خاندان رشتہ داروں کو برائی سے ڈراؤ۔

ہ۔ صلہ رحمی کے انقطاع کی ممانعت: حضور ﷺ کا فرمان ہے ”اللہ دو

☆ چونکہ رشتہ دار ہمیشہ ایک سے زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا ترجمہ میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ جبکہ واحد کا صیغہ آنا چاہیے تھا۔ اسی لیے واحد کے صیغہ کو بھی نمایاں کر دیا گیا ہے۔

1- طبقات ابن سعد

2- سنن ابی داؤد

3- الشعراء رکوع۔۱۱

Marfat.com

آدمیوں پر کبھی نظر کرم نہیں ڈالے گا ایک قاطع قرابت اور دوسرا برا ہمسایہ'' (مسند الفردوس)

و۔ تعظیم، شفقت و مہربانی: رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے ''بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر۔'' (بیہقی) پھر فرمایا ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں (ترمذی) جو لوگوں (یعنی رشتہ داروں) پر مہربانی نہیں کرتا تو خدا بھی اس پر مہربانی نہیں کرتا۔'' (صحیحین)

ز۔ میراث میں حصہ: ارشاد خداوندی ہے۔ (ترجمہ) ''اور رشتہ دار اللہ کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حقدار ہیں''۔ (انفال ع۔۱۰) ''مگر یہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو یہ جائز ہے'' (الاحزاب۔ع ۱)

قرآن مجید اور حدیث میں اخیافی بہن بھائیوں [1] سگی اور سوتیلی بہنوں [2] بیٹیوں، پوتیوں [3]، عصبات [4]، ذوی الارحام [5]، حجب [6]، کا وراثت میں حصہ داری کا ذکر آیا ہے۔

۷۔ یتیموں کے حقوق:

الف۔ نیک سلوک: قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى (النسا۔۳۶) ترجمہ: اور ماں باپ،

1- النساء۔ ع ۲
2- ایضاً۔ ع ۲۴
3- ایضاً۔ ع۔۱۰
4- بخاری و مسلم
5- انفال۔ ع۔۱۰
6- بحوالہ حقوق و فرائض اسلام ص ۳۰۷۔۳۰۶

Marfat.com

رشتہ دار اور یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ ''جو کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ نیک سلوک کرے گا جو اس کے پاس (زیر کفالت) ہے تو میں اور وہ جنت میں دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے۔'' پھر آپؐ نے انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ پھر فرمایا۔ ''مسلمانوں میں اچھا گھر وہ ہے جس میں اگر کوئی یتیم ہو تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جا رہا ہو۔ اور برا (گھر) وہ ہے جس میں یتیم سے بدسلوکی ہو رہی ہو۔ (ریاض السنۃ)

ب۔ یتیموں کی عزت: ارشاد الٰہی ہے کَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ (الفجر۔ ۱۷) ترجمہ: ''ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ہو۔'' پھر فرمایا فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ''یتیم کو کبھی نہ جھڑکو (الضحیٰ۔ ۹)

ج۔ کھانے کی امداد: ارشاد خداوندی ہے ''اور اس (خدا تعالیٰ) کی محبت کی وجہ سے (ایمان والے) مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔'' (الدہر۔ ۸)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو کھانے پلانے کے لیے گھر لے جائے گا۔ اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (ترمذی)

د۔ یتیم کی کفالت: حضور کا ارشاد ہے ''میں اور یتیم کا سرپرست نیز دوسرے محتاجوں کا سرپرست ہم دونوں جنت میں اسطرح ہوں گے۔'' یہ کہہ کر آپ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔ (بخاری)

ہ۔ یتیم کی جائیداد کی حفاظت: اللہ کا فرمان ہے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ ...... يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (الانعام۔ ۱۵۲) ترجمہ: ''اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو مگر بہترین طریقے سے حتیٰ کہ وہ جوان ہو جائے۔'' اسی مضمون کی آیات سورۃ نساء میں بھی آئی ہیں۔ (دیکھیئے رکوع۔ ۱)

Marfat.com

و۔ یتیم لڑکیوں کے حقوق کی رعایت: قرآن میں بیان ہوا ہے۔ ''اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف قائم نہ رکھ سکو گے (تو دوسری آزاد عورتوں میں سے) اپنی خواہش کیمطابق دو دو، تین تین، چار چار عورتوں سے نکاح کرلو۔''[1]

ز۔ یتیموں کی مالی امداد: ارشاد الٰہی ہے ''تو آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ تم جو بھی مال خرچ کرو (اس میں) ماں باپ، قریبی رشتہ دار اور یتیموں ...... کا حق ہے اور جو بھلائی بھی تم کرو گے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔[2]

یاد رہے کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ خدا، اس کا رسول ﷺ، قرابتدار، یتیموں، محتاجوں اور (بدحال) مسافروں کا حق ہے۔ (انفال۔ ع ۵)

ح۔ یتیم کی خیر خواہی: حکم الٰہی ہے ''لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو آپ ان سے کہدیں کہ ان کی اصلاح کرنا بہتر ہے اور اگر تم اُن سے مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ (البقرہ۔ ع ۲۷)

ط۔ یتیموں کے حقوق کے سلسلے میں انصاف پر قائم رہنے کی تاکید: سورۃ النساء میں ارشاد ہوا ہے ''اور یہ کہ یتیموں کے لیے انصاف پر قائم رہو''۔

۸۔ پڑوسی کے حقوق:

حسن سلوک: ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور احسان کرو ماں باپ ...... قریبی پڑوسی اور دور کے پڑوسی ...... کے ساتھ (النساء۔ ۳۶) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہیں'' (بخاری) پھر فرمایا: ''جبرئیلؑ مجھے ہمسایہ کے متعلق اتنا کچھ بار

1- سورۃ النساء۔ ع ۱ (ابتدائی آیات)

2- النساء۔ ۳۶

Marfat.com

بار کہتا رہا کہ مجھے خیال آنے لگا کہ شاید وہ اسے شریک وراثت بنا دے گا۔" (صحیحین)

ہدیہ بھیجنا: حضور ﷺ کا ارشاد ہے "جب تم گوشت خریدو یا کوئی اور چیز پکاؤ تو شوربہ زیادہ رکھو تا کہ کچھ ہمسایہ کو بھی بھیج سکو۔" (بخاری)

عزت واحترام: حضور رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے" (بخاری) پھر فرمایا "اسے ایذا نہ دے" (ایضاً)

پڑوسی کے لیے پیار: حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "تم میں سے کوئی شخص ایمان والا ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک وہ اپنے پڑوسی کی جان کے لیے وہی پیار نہ رکھے جو خود اپنی جان کے لیے پیار رکھتا ہے۔" (مسلم)

پڑوسی کی ضرورتوں کا خیال: ارشاد نبوی ﷺ ہے "وہ مومن نہیں جو خود تو شکم سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا سوئے۔" (بیہقی وادب المفرد)

پڑوسی کے ساتھ برائی کی شناعت: حضور ﷺ کا فرمان ہے "زنا حرام ہے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام کیا ہے لیکن دس بدکاریوں سے بڑھ کر بدکاری یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ چوری حرام ہے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ نے اسکو حرام کیا ہے لیکن دس گھروں میں چوری کرنے سے بڑھ کر یہ ہے کہ کوئی اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرالے۔" (ادب المفرد)

مجموعی حکم: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "پڑوسی اگر تمہاری اعانت کا طالب ہو تو اس کا ہاتھ بٹاؤ۔ اگر تم سے قرض مانگے تو اسے قرض دو اگر وہ محتاج ہو تو اس کی مالی امداد کرو اگر بیمار ہو تو اس کی تیمار داری کرو اگر مر جائے تو اس کے کفن دفن میں شرکت کرو۔ اگر اسے بھلائی پہنچے تو اسے

Marfat.com

مبارکباد دو۔ اگر مصیبت میں گھرا ہو تو اظہار ہمدردی کرو اگر مکان پڑوسی کے مکان سے اونچا کرنا چاہو تو اس کی رضامندی پہلے حاصل کرو۔ اگر کھانے پینے کی چیزیں (بالخصوص پھل) لاؤ تو اسے بھی بھیجو۔ ورنہ راز داری قائم رکھو۔ اسے کسی بھی قسم کی ایذا سے محفوظ رکھو۔"

(بحوالہ غیر فانی تہذیب)[1]

۹۔ مسافروں اور مہمانوں کے حقوق:[2]

الف۔ نیک سلوک: خدا تعالیٰ فرماتے ہیں وَابْنِ السَّبِيلِ (النسا۔ ۳۶)
ترجمہ: اور مسافر کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

ب۔ مالی امداد: مال غنیمت میں مسافروں کا حصہ رکھا گیا ہے۔ وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ ...... وَابْنِ السَّبِيلِ (انفال۔ ۴۱) ترجمہ: اور جان لو کہ جو تم فتح پا کر حاصل کرو اس کا .... مسافروں کے لیے (حصہ ہے)

ج۔ تکریم و تعظیم: حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔" (بخاری) پھر فرمایا "اپنے مہمان کا جائزہ عزت کیساتھ دے۔" (ایضاً)

د۔ مہمان کی مشایعت: حضور ختم المرسلت ﷺ نے فرمایا "سنت میں سے ایک بات یہ ہے کہ آدمی (میزبان) اپنے مہمان کے ساتھ اسکی تعظیم کے لیے گھر کے دروازے تک جائے۔" (ابن ماجہ، بیہقی)

1- حقوق العباد بحوالہ الترغیب والترہیب۔ اس میں پڑوسی کا ایک اور حق بیان ہوا ہے کہ "اپنے باورچی خانہ کے دھوئیں سے اسے رنج نہ دو"

2- حضرت ابراہیمؑ کی مہمانداری اور مہمان کے حقوق کا مجملاً تذکرہ سورۃ ذاریات آیہ ۲۴ تا ۲۸ ہوا ہے۔ علما نے اس حکایت سے مہمان کے متعدد حقوق ثابت کئے ہیں۔ دیکھیے فقہ القرآن جلد سوم، مصنفہ مولانا محمد عمر عثمانی

Marfat.com

ہ۔ایثار: قرآن مجید میں آتا ہے کہ (مسلمان، مہمانوں یعنی مہاجروں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو (حشر۔ ع ۱) حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ "مومن کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اسکے ساتھ خاطر مدارت کی مدت ایک دن رات ہے" (صحیحین)

۱۰۔ میزبانوں کے حقوق:

الف۔ بے اجازت گھر میں نہ جانا: ارشاد الٰہی ہے "اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں گھر والوں سے پوچھے بغیر اور ان پر سلام بھیجے بغیر نہ داخل ہوا کرو۔" (نور۔ ع ۴)

ب۔ دستر خوان سے کھائے پیئے بغیر اٹھنے کی ممانعت: حضور ﷺ کا ارشاد ہے "جب دستر خوان بچھا دیا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے حتی کہ دستر خوان نہ اٹھایا جائے۔" (ابن ماجہ)

ج۔ میزبان کے لیے دعائے خیر: حضور ﷺ ایک انصاری کے ہاں مہمان ہوئے طعام کے بعد آپ ﷺ نے ایک چٹائی پر نماز پڑھی اور ان (گھر والوں) کے لیے دعا مانگی۔ (بخاری)

د۔ تین دن مدت قیام: حضور ﷺ وجہ تخلیق کائنات کا ارشاد ہے۔ "(ضیافت) ایک دن اور ایک رات اور مہمانی تین دن کی ہے اس سے آگے (میزبان کی طرف سے) مہمان پر صدقہ ہوگا۔" (بخاری)

ہ۔مہمان کا میزبان کو اپنے ساتھیوں کے بارے میں مطلع کرنا: ایک دفعہ حضور ﷺ ایک دعوت میں تشریف لے گئے راستے میں ایک شخص آپ کا ہم جلیس ہوا۔ تو آپ ﷺ نے میزبان کو بتا کر اس کے ساتھ آنے کی اجازت لی۔"

و۔ ہدیہ پیش کرنا: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایکدوسرے (مہمان میزبان کو

Marfat.com

اور میزبان مہمان کو جواباً کچھ) تحائف دیا کرو اس سے کدورت ختم ہو جاتی ہے۔" (ترمذی، بخاری)

۱۱۔محتاجوں کے حقوق:[1]

☆ حسن سلوک: قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے والمساکین (النساء۔۳۶) اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرو۔

☆ کھانا کھلانا: ایمان والوں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ "اور اس (خدا تعالیٰ) کی محبت کی وجہ سے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔" (الدہر۔ ۸)

☆ مسکین کی اعانت کے لیے سفارش کرنا: حضور ﷺ کے پاس کوئی محتاج اور سوالی آتا تو آپ ﷺ صحابہ سے فرماتے "تم (اسکی مدد کے لیے) سفارش کرو تو تمہیں بھی ثواب ملے گا۔"

☆ احسان جتلانے اور ریاکاری کی ممانعت: ارشاد خداوندی ہے "اے مسلمانو! احسان جتلا کر اور سائل کو تکلیف دے کر اپنی خیرات کو اس شخص کی طرح باطل اور ضائع نہ کرو جو ریاکاری کے لیے خرچ کرتا ہے۔" (البقرہ۔ رکوع ۳۶)

☆ مسکین کے ساتھ نرمی کا رویہ: قرآن مجید میں آیا ہے "نرمی سے جواب دے دینا اور (سائل کے اصرار سے) درگزر کرنا اس خیرات سے بہت بہتر ہے جسکے پیچھے تکلیف دی جائے۔" (ایضاً)

☆ مالی امداد: قرآن کریم میں ارشاد ہے "بلکہ نیکی تو ان کی ہے ...... اور اپنے مال کو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں،

1- محتاج کے ذیل میں سائل، نادار، ضرورت مند، مسکین، غربا، معذور تمام لوگ آگئے ہیں۔

Marfat.com

مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور قیدیوں کو چھڑانے میں صرف کیا۔"
(البقرہ۔ ۱۷۷)

☆ جھڑکنے کے ممانعت: قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (والضحیٰ۔ ع 1) اور سائل کو نہ جھڑکو۔

☆ محتاج کی امداد، اعانت کی فضیلت: ارشاد رسول ﷺ ہے" بیواؤں اور مسکینوں کی امداد کرنے والے کا مقام وہی ہے جو غازی کا یا شب زندہ دار صائم کا ہے۔" (بخاری)

☆ مسکین کو خالی ہاتھ لوٹانے کی ممانعت: حضور صاحب قرآن ﷺ کا ارشاد ہے۔"سائل کو کچھ دے کر واپس کیا کرو اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی کیوں نہ ہو۔" (مشکوۃ)

۱۲۔ بیمار کے حقوق (1)

الف۔ دین وعبادات میں آسانی: ارشاد خداوندی ہے۔ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ (نور۔ ۶۱) "اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں۔" روزے کے سلسلے میں (سورۃ البقرہ) اور غسل وغیرہ کے سلسلے میں (سورۃ المائدہ) بھی مریض کو رعایت دی گئی ہے۔

ب۔ عیادت: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر سات حقوق ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ جب بیمار پڑے تو اسکی عیادت کی جائے۔" (بخاری)

ج: تسلی و دعا: ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا:"جب کسی مریض کی عیادت کرنے جاؤ تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر ہاتھ رکھو اسے تسلی و تشفی دو اور اسکی شفا

1- بیمار کے ساتھ معذور بھی شامل ہیں اور انہیں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی رعایت میں شامل کیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھئے سورۃ ۴۸۔ آیہ ۱۷ اور سورۃ ۲۴۔ آیہ ۶۱

Marfat.com

کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعا کرو۔" (سنن ابی داؤد)

د۔ عیادت کے آداب: خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا "مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلے میں شوروشغب نہ کرنا چاہیے اور کم بیٹھنا چاہیے۔ (بروایت ابن عباسؓ، مشکواۃ) اور مریض سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنی چاہیے اس لئے کہ مریض کی دعا فرشتوں کی طرح ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ ملازم کے حقوق (1)

الف۔ مسلمانوں کے بھائی: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں انہیں اللہ نے تمہارے تصرف میں دے رکھا ہے۔" (بخاری)

ب۔ مجموعی حکم: حضور ﷺ کا حکم ہے "(تو آقا کو چاہیے کہ) اسے (ملازم یا غلام کو) وہ کپڑا پہنائے جو خود پہنتا ہے اس پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے زیادہ کام کی صورت میں اس کی مدد کرے۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ج۔ کھانے میں شرکت: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ "جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا پکائے ...... تو مالک کو چاہیے کہ اسے ساتھ بٹھا کر کھلائے۔" (مسلم)

د۔ حسن سلوک: حضور صاحب معراج ﷺ کا ارشاد ہے کہ "پس تم اپنی اولاد کی طرح ان کی (ملازموں اور غلاموں) کی خاطر کرو اور ان کو بھی وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔" (ابن ماجہ)

1- ابتدائے اسلام کے وقت میں غلام اور کنیزیں ہوا کرتی تھیں۔ آج تنخواہ دار نوکر، ملازم گھریلو خادم یا خادمہ ہوتے ہیں۔ جو عنوان زیر بحث میں شامل سمجھے جائیں۔

Marfat.com

ہ۔ خوش گفتاری: خادم کو الٹ پلٹ ناموں سے نہیں پکارنا چاہیے۔[1] اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے[2] طعنہ زنی اور عیب جوئی ونکتہ چینی سے بچنا چاہیے۔[3]

و۔ مارنے کی ممانعت: حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ "میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عرصہ گزارا۔ آپؐ نے تمام عمر مجھے اف تک نہ کہا (مارنا تو کجا)[4] حضرت علیؓ کو آپؐ نے ایک غلام بخشا تو ساتھ ہی ہدایت کی کہ "اسے مارنا مت"[5]

ز۔ درگزر و معافی: صحابہؓ کے سوال پر کہ "ہم اپنے خادموں کی غلطیوں سے کتنا درگزر کریں" آپؐ نے ارشاد فرمایا "اگر دن میں ستر مرتبہ بھی غلطی کرے تو بھی معاف کردو۔" (مشکوٰۃ۔ ابوداؤد)

ح۔ نرمی و آسانی: حضور خاتم المرسل ﷺ کا ارشاد ہے "تم اپنے ملازموں سے جتنی ہلکی خدمت لوگے اتنا ہی اجروثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔" (ترغیب وترہیب)

ط۔ آزاد کرنا: غلاموں کی آزادی پر بڑے اجروثواب کا تذکرہ آیا ہے۔[6] آزادی کے بہت سے راستے بتائے گئے ہیں۔[7] متعدد گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی بتایا گیا ہے۔[8]

ی۔ غلاموں کے متعدد معاشرتی حقوق: غلاموں کے نکاح کیے جائیں۔[9] ان سے حرام کاری نہ کروائی جائے۔[10] غلام ماں باپ اور ان کی اولاد میں تفریق نہ پیدا کی جائے۔[11] تہمت نہ لگائی جائے۔[12]

1- الحجرات۔۱۱ 2- ایضاً 3- الھمزہ۔۱

4- صحیح بخاری کتاب الادب 5- مشکوٰۃ المصابیح 6- سورۃ البلد۱۲۔۱۳

7- مثلاً مکاتبت، تدبیر، ام ولد وغیرہ

8- مثلاً قتل خطاء کفارہ ظہار، کفارہ یمین، روزہ توڑنے کا کفارہ وغیرہ

9- سورۃ نور ع۔۴ 10- ایضاً 11- ترمذی 12- مسلم، بخاری

Marfat.com

ک۔ غلام یا نوکر کہنے کی ممانعت: حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''کوئی آقا اپنے غلام کو میرا عبد نہ کہے بلکہ فتای (میرا جوان) کہے۔'' (صحیح بخاری)

۱۴۔ آقاؤں یا مالکوں کے حقوق

الف۔ میرا آقا یا مالک کہنے کی ممانعت: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''غلام (یا نوکر) اپنے آقاؤں کو ''میرا ربّ'' نہ کہیں بلکہ مولیٰ کہیں۔'' (صحیح بخاری)

ب۔ مجموعی حقوق: نوکر یا غلام فرائض کو محنت سے ادا کریں خیانت نہ کریں، آقا کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں، آقا کی عدم موجودگی میں اس کے مفادات کا خیال کریں۔ (بحوالہ حقوق العباد، ص ۱۷۳)

۱۵۔ معلّم کے حقوق:

الف۔ تعظیم و توقیر: قرآن کی متعدد آیات [1] اور احادیث مبارکہ میں [2] عالم کی تعظیم و فضیلت کثرت سے بیان ہوئی ہے۔ جو اس بات کو مستلزم ہے کہ جس کے لیے وہ احترام و اکرام ثابت ہو۔ اسکی دوسرے انسان بھی توقیر و تعظیم کریں۔

ب۔ اقتداء: حدیث شریف میں آیا ہے العلماء امتی کا نبیا بنی اسرائیل ۔ [3] ان العلماء ورثة الانبیا [4] قرآن و حدیث میں جگہ جگہ انبیا کی اقتداء کا حکم آیا ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل کے مماثل اور انبیاء کا ورثہ ہونے کے سبب علماء بھی یقیناً لائق تقلید ہیں۔ (بشرطیکہ

1- مثلاً النساء ۵۸، فاطر ع۔۴، مجادلہ ع۔۲

2- مثلاً ترمذی، ابوداؤد، مسند امام احمد، ابن ماجہ میں بیان ہے۔

3- ترجمہ: میرے امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی مماثل ہیں۔

4- ترجمہ: بے شک علماء انبیا کے وارث ہیں۔

Marfat.com

ان کا علم درست ہو اور عمل مسلسل ہو) دیکھئے گفتگو الحقوق والفرائض اسلام ص ۲۳۴)

ج۔ ممانعت توہین: حضور پرنور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''تین آدمیوں کو صرف منافق ہی حقیر سمجھتا (اور ان کی توہین کرتا) ہے۔ ان میں سے ایک ''عالم'' بھی ہے۔'' (بحوالہ طبرانی)

د۔ مالی خدمت: ارشاد نبوی ﷺ ہے ''اے لوگو! جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو (ان میں) سب سے زیادہ اجرت کا استحقاق کتاب اللہ (اور اس کے عالم) رکھتی ہے۔'' (بخاری)

ہ۔ عالم کی طرف سفر: شاگرد پر فرض ہے کہ وہ علم کے حصول کی خاطر عالم (استاد) کی طرف جائے۔ بفحوائے حدیث نبوی ''علم حاصل کرو خواہ اس کے لیے تمہیں چین جانا پڑے''[1] عالم کا شاگرد کے پاس آنا اس کے اپنے حق کی پامالی ہے۔

و۔ بے کار سوالات سے پرہیز: شاگرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ بے کار سوالات سے بچے، قرآن و حدیث میں حضور ﷺ سے فضول و بے کار سوالات پوچھنے کی ممانعت آئی ہے۔

ز۔ سوال پوچھنے کا احسن طریقہ: حضور صاحب علم خدائی ﷺ کا ارشاد ہے کہ احسن السوال نصف العلم (مشکوٰۃ) ''اچھے انداز میں سوال پوچھنا نصف علم ہے۔''

1- بعض محققین نے اس حدیث مبارکہ کو وضعی قرار دیا ہے اور اپنے موقف کے حق میں پرزور دلائل دیئے ہیں مگر راقم کا نظریہ اس سے مختلف ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلی گفتگو کے لیے دیکھئے ''مقالات حدیث''

Marfat.com

۱۶۔ متعلم کے حقوق

الف۔ باکردار ہو: حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ "میں ایک معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" (مشکوٰۃ) حضور ﷺ "تلمیذ الٰہی" تھے آپ ﷺ کا کردار بے مثال اور آپؐ کا طریقہ اخذ و ماخوذ احسن نمونہ ہے۔

ب۔ متعلم کے لئے علم کی حفاظت: علم کی حفاظت تین طریقوں سے ممکن ہے۔ (۱) مصروف مطالعہ رہ کر (۲) علم پر عمل کر کے (۳) علم کی تشہیر کر کے۔[2,1] علم کی حفاظت کر کے ہی عالم اسے آگے شاگردوں کو منتقل کر سکتا ہے۔

ج۔ حسن سلوک: حضور ﷺ کا حکم ہے "بہت سے لوگ زمین کے دور دراز حصوں سے تمہارے پاس آئیں گے پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے اچھا سلوک کرنا۔" (ترمذی کتاب العلم)

پھر فرمایا۔ "تعلیم دو اور سختی نہ کرو کیونکہ علم سختی سے بہتر چیز ہے" (جمع الجوامع للسیوطی) عالم کا حلم اسکے علم کی زینت ہے (مسند الفردوس) آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے "آسانی کرو اور سختی نہ کرو لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور متنفر نہ کرو" (بخاری کتاب العلم)[3]

1- دوسروں کو پڑھانے والا اور اس (علم) پر خود عمل نہ کرنے والا اس چراغ کی طرح ہے جو صرف دوسروں کو روشنی دیتا ہے خود روشنی کے فائدہ سے محروم رہتا ہے۔ (حدیث بحوالہ طبرانی) جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے وہ اس خزانے کی طرح ہے جو کہیں خرچ نہ ہو۔ (عساکر) تعلیم کو روکنا خیانت ہے، تعلیم دینا گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسند الفردوس) حضور کا ارشاد ہے۔ "علم سیکھو اور آگے سکھاؤ" (مسند دارمی)

2- احیاء العلوم جلد اول، مشکوٰۃ، کتاب العلم، مسند احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ

3- یسّروا ولا تعسّرا وبشّروا ولا تنفروا (مشکوٰۃ المصابیح)

Marfat.com

د۔ تفہیم: استاد کا فرض ہے کہ جب وہ علم دے تو اچھی طرح سمجھائے۔ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی بات کہتے تو تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والوں کی سمجھ میں اچھی طرح آجائے۔ (بخاری)

۱۷۔ مطلقہ کے حقوق:

- **طلاق میں عدل وانصاف قائم رکھنا:** جب کوئی عورت ''ناپسندیدہ'' ہو جائے اور اس کو طلاق دینے کا ارادہ ہو جائے تو طلاق دے دی جائے اور طلاق کے تمام تقاضے بحسن وخوبی پورے کیے جائیں۔ مثلاً حق مہر کی ادائیگی جو مال ان کو طلاق سے پہلے دے دیا ہے اس کا واپس نہ لینا۔ تفصیل سورۃ النساء میں بیان ہوئی ہے۔
- **ظلم کی ممانعت:** عورت کو طلاق دیتے وقت کسی طرح کا ظلم روا نہ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ نہ تم اسے طلاق دو اور نہ ہی معروف طریقہ کے مطابق بساؤ۔ اس پر کسی قسم کی ناروا پابندی بھی نہ لگاؤ۔ تفصیل سورۃ نساء میں ہے۔
- **حسن سلوک:** اگر طلاق دیتے وقت عورت کی ''کچھ'' دل جوئی کر دی جائے۔ (مال اور کپڑوں وغیرہ سے) تو یہ ضرور کی جائے۔
- **طلاق حَسَنَہ:** عورت کو طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بطریق احسن دی جائے۔ اس طرح عورت کے لیے بھی گنجائش ہو گی کہ اگر وہ ضد یا غلط رویہ اپنائے ہوئے ہے تو شائد اس سے رجوع کر سکے۔
- **بعد از طلاق تعلقات:** قرآن کریم نے وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (البقرہ۔ ۲۳۷) کے حکم سے بعد از طلاق اچھے تعلقات (رشتہ دار یا واقف کار کی حیثیت سے) قائم رکھے جانے پر زور دیا ہے۔

Marfat.com

۱۸۔ مزدور (محنت کش) کے حقوق:

الف۔ آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد ہے ”مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔“ (ابن ماجہ)

ب۔ ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے روز میں تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا۔ جن سے ایک وہ جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پورا پورا کام لیا۔ مگر پھر (پوری) مزدوری ادا نہ کی۔“ (بخاری)

ج۔ مزدور کی ضرورت کا استحصال کرتے ہوئے ایسا نہ ہو کہ اس سے کام تو زیادہ لیا جائے لیکن مزدوری کام کے اعتبار سے معقول و موزوں نہ ہو۔ یہ مزدور کے حق مزدوری کا غصب ہے۔

۱۹۔ آجر کے حقوق:

محنت و دیانتداری: مزدور محنتی اور دیانتدار ہو قرآن کریم میں ہے ”بے شک بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور ایماندار ہو۔“ (القصص ۲۶)

دانستہ سستی و عدم توجہی کی ممانعت: قرآن کریم میں ”ویل للمطففین“ (1) کے الفاظ سے ایسے تمام افراد کے لیے شدید وعید آئی ہے جو (i) کام چور ہوں۔ (ii) وقت ٹالیں ، (iii) دانستہ سستی کا مظاہرہ کریں (iv) آجر کے وقت میں نجی امور انجام دیں۔ (2)

1- ترجمہ: ”ویل“ (جہنم کا ایک طبقہ) ہے کام میں ڈنڈی مارنے والوں کے لئے۔

2- بحوالہ حقوق العباد، ص ۳۹۸

Marfat.com

۲۰۔ حاکم کے حقوق:

اطاعت: ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اور (ایسے ہی فرمانبردار رہو) ان لوگوں کے جو تم میں سے حاکم ہوں۔ (النساء۔ ۵۹)[1]

حضور شافع یوم النشور علیہ کا ارشاد بامراد ہے ”خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں۔[2] (خواہ وہ حاکم کی اطاعت ہی کیوں نہ ہو) پھر فرمایا ”خدا اور رسول علیہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں اطاعت صرف امر معروف میں ہے۔“ (مسند بزار، مستدرک حاکم، احیاء العلوم)

تعظیم: حضور اکرم علیہ کا فرمان ہے ”جس نے خدا کے مقرر کردہ حاکم کی بے عزتی کی اللہ تعالیٰ اس کی بے عزتی کرے گا۔“ (مشکوۃ، ترمذی)

تحریص مال اور بری سفارش کی ممانعت: رسول اللہ علیہ نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت کی ہے (ترمذی) دونوں کو جہنمی بتایا ہے۔ (بخاری) برائی کی سفارش کرنے والے کو قرآن میں برائی کی سزا میں حصہ دار قرار دیا گیا ہے۔ (النساء۔ ۸۵)

غدر اور نقض عہد کی ممانعت: خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے الفتنة اشد من القتل (البقرہ۔ ۱۹۱) ”(ایک صالح حکومت میں) فتنہ پیدا کرنا قتل سے بھی شدید تر ہے۔“ حضور علیہ نے منافق کی خصلت بتائی ہے کہ جب وعدہ

1۔ یہاں لفظ اولی الامر استعمال ہوا ہے۔ اس میں وہ سب اشخاص شامل ہیں جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام و ذمہ داری ہو۔ وہ اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں یا ذہنی و فکری رہنمائی کرنے والے علما و سیاستدان یا ملکی انتظام کرنے والے حکام، عدالتی فیصلہ کرنے والے جج یا قوم اور قبیلہ کے سردار (حقوق العباد ص ۳۵۹)

2۔ مسلم کتاب الامارت

Marfat.com

کرتا ہے تو توڑ دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

بغاوت اور فساد کی ممانعت: قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (البقرہ۔ ۶۰) ”اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ یہی حکم سورۃ الاعراف ۷۴ میں بھی آیا ہے۔

۲۱۔ رعایا کے حقوق:

☆ عدل: ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل۔ ۹۰) بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ پھر فرمایا اعدلو (مائدہ) عدل (ضرور) کرو۔ ھو اقربُ للتقوٰی (یہ تقوٰی کے قریب ہے)

☆ خوش اخلاقی: خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (البقرہ۔ ۸۳) ترجمہ: اور لوگوں سے بھلی بات کہو۔ حضور اکرم و اعظم ﷺ کا ارشاد ہے ”ایک میٹھا بول صدقہ ہے۔“ (بخاری)[1]

☆ احساس فرض: رعایا کا یہ حق ہے کہ حکام اپنے سرکاری وقت کو ان کی بھلائی اور خدمت میں صرف کریں حضور اکرم ﷺ نے بیکار باتوں کا مشغلہ ترک کرنے کی تعلیم دی ہے۔ (مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، موطا امام مالک)

☆ خبر گیری: حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ”جس بندے کو اللہ اپنے بندوں کا محافظ و نگہبان ٹھہرائے اور وہ رعیت کی خیر خواہی اور خیر اندیشی کے ساتھ حفاظت و نگرانی نہ کرے۔ تو وہ بہشت کی بو بھی نہ سونگھ سکے گا۔“ (بخاری و مسلم)

1- یہی بات قرآن مجید میں بھی کہی گئی ہے۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَۃٍ (البقرہ۔ ۲۶۳) ترجمہ: اچھی بات صدقہ ہے

Marfat.com

☆ **حرص منصب سے بچنا:** حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''تم لوگ عنقریب حکومت کی حرص کرو گے حالانکہ وہ قیامت کے دن ندامت اور پشیمانی کا باعث ہوگی۔'' (بخاری) حضرت ابوذرؓ غفاری کو آپؐ نے نصیحت کی کہ ''تو دو شخصوں پر بھی امیر نہ بن'' (مسلم)

☆ **درست فیصلہ:** درست فیصلہ کرنا عوام کا حق اور حاکم کا فرض ہے۔ فیصلہ کرتے وقت عدل پیش نظر ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز عادل حاکم عرش الٰہی کے سائے تلے ہوگا''

☆ **خیر خواہی:** حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''(عوام کے ساتھ) آسانی کرنا (انہیں) مشکل میں نہ ڈالنا (انہیں) خوشخبری سنانا۔ نفرت نہ دلانا باہم ایک دوسرے کی اطاعت کرنا۔ تفرقہ اور پھوٹ نہ ڈالنا'' (صحیحین) پھر فرمایا ''بدترین امراء وہ ہیں جو رعیت پر ظلم کریں'' (مسلم) پھر ارشاد ہوا ''اے اللہ! جو شخص میری امت کے کسی کام کا حاکم مقرر کیا جائے اور وہ انہیں مشقت میں ڈالے تو تو اسے مشقت میں ڈال'' (مسلم)(1)

☆ **بنیادی ضروریات کی فراہمی:** حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''بنیادی ضرورتیں چار ہیں۔ رہنے کے لیے گھر، جسم ڈھانپنے کو کپڑا، کھانے کے لیے روٹی، اور پینے کے لیے پانی'' (ترمذی) ان کی فراہمی حکام کا فرض ہے۔

۲۲۔ بیوہ کے حقوق:

❀ **مرحوم شوہر کے ترکہ میں حصہ داری:** بیوہ کو اس کے مرحوم شوہر کے

1- ایک حدیث پاک میں فرمایا ''اچھے حاکم وہ ہیں (جو اپنی رعایا پر نرم ہوں اور) رعایا ان کے لیے دعا کرے اور برے حاکم وہ ہیں (جو اپنی رعایا پر سختی کریں اور) رعایا انکے لیے بددعا کرے۔''

Marfat.com

ترکہ میں حصہ دار قرار دیا گیا ہے۔ (تفصیل سورۃ النساء میں دیکھئے)[1]

- ایک سال تک نان ونفقہ: سورۃ البقرہ میں ارشاد الٰہی ہے کہ "انہیں (بیوہ) ایک سال تک خرچ (نان نفقہ) دیا جائے گھر سے نکالے بغیر۔ پھر اگر وہ عدت گزار کر) نکل جائیں اور دوسرا نکاح کر لیں ...... تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔" (البقرہ۔۲۴۰)
- نکاح ثانی: ارشاد خداوندی ہے "اور اپنے میں سے بیوہ عورتوں کا نکاح کرادیا کرو" (النور۔۳۲) حضور ﷺ کی ایک (سیدہ عائشہ صدیقہؓ) زوجہ کے علاوہ اکثر ازواج مطہرات بیوہ تھیں۔
- بیوہ کے لیے دوڑ دھوپ کی فضیلت: صحیحین میں ارشاد نبوی ﷺ ہے "بیوہ عورتوں اور مسکینوں کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ جہاد میں دوڑ دھوپ کرنے والا"

۲۳۔ احباب کے حقوق:

الف۔ اتحاد و بے تکلفی: قرآن کریم میں ارشاد ہے "کوئی مضائقہ نہیں اگر کھایا جائے ...... اپنے دوستوں کے گھروں سے" (النور ع ۸)

ب۔ ایثار: مومنوں (انصار مکہ) کی قرآن میں یہ ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ "وہ ایثار کرتے ہیں (مہاجر دوستوں کے لیے) اپنی ذات پر" (حشر ع ۱)

ج۔ احسان وسلوک: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "سب سے بڑھ کر نیکی آدمی کا اپنے باپ (اپنے تو ترجیحاً ہوئے) کے دوستوں کے ساتھ (اچھا)

1۔ اولاد والی ہو تو قرض وغیرہ کی ادائیگی کر کے شوہر کے ترکہ میں آٹھواں حصہ اور بے اولاد ہو تو قرض وغیرہ کی ادائیگی کر کے شوہر کے ترکہ میں چوتھا حصہ ملے گا۔ (سورۃ النساء آیت۔۱۲)

Marfat.com

سلوک کرنا ہے۔" (الاحزاب ع ۔ ۱) حدیث شریف میں بھی دوستوں کے ساتھ (اچھے) سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

د۔ تعارف: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" جب ایک شخص دوسرے شخص سے دوستی اور بھائی چارہ کرے تو چاہیے کہ اسکا اور اسکے باپ کا نام پوچھ لے اور دریافت کرے کہ وہ کن لوگوں میں سے ہے۔" (ترمذی)

ہ۔ دوستوں میں باہمی حقوق: مجموعی طور پر باہمی حقوق کا تذکرہ یہ ہے (i) مال کو اپنے دوست سے عزیز نہ رکھے، (ii) ایثار کرے اور اپنا حصہ اسے دے دے، (iii) دوست کی خدمت گزاری میں مصروف ہو، (iv) دوست کے حق میں ہمیشہ اچھی بات کہے، (v) اس کے عیب چھپائے، (vi) دوست کے لیے اپنی محبت اور شفقت کو اس پر ظاہر کرے، (vii) اسے علم دین کی تعلیم دے، (viii) قصور پر مواخذہ نہ کرے، (ix) اگر گناہ کرے تو نرمی سے نصیحت کرے، (x) زندگی میں اور موت کے بعد دوست کو اچھے لفظوں سے یاد کرے، (xi) اسکی دوستی اور وفاداری کو فراموش نہ کرے، (xii) دوست سے تکلف نہ کرے، (xiii) اپنے آپ کو دوست سے کم تر سمجھے، (xiv) اس سے کوئی غلط امید نہ رکھے۔"(۱)

۲۴۔ دشمن کے حقوق:

الف: عدل و انصاف: خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے لیے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص (یعنی دشمن) قوم کی عداوت تمہارے لیے اس بات کا باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو کہ وہ

3- الحقوق و الفرائض اسلام، ص ۶۴۹

Marfat.com

تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔" (المائدہ ۲)

ب۔ ظلم و زیادتی کی ممانعت: باری تعالیٰ کا فرمان ہے "جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی ان کے ساتھ خدا کے راستے میں لڑو لیکن زیادتی نہ کرو زیادتی کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا" (بقرہ۔ ع ۲۴) پھر ارشاد ہوا "اور اگر وہ (دشمن) فساد سے باز آجائیں تو ان پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔" (ایضاً)

ج۔ دشمن کے قاصد، عورتوں اور بچوں کی رعایت: حضور ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے ایلچی سے فرمایا: اگر میں قاصد اور ایلچی کو مار ڈالنے والا ہوتا تو تم کو ضرور قتل کر دیتا۔" (مسند احمد) حضرت عبدالرحمٰن بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "(دشمن کے) عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا" (بخاری و مسلم)

د۔ عہد کی پابندی: حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جس شخص مین اور کسی قوم میں عہد ہو تو اسے چاہیے کہ نہ کھولے اور نہ باندھے (یعنی اس میں تغیر و تبدل نہ کرے)

ہ۔ صلح کی طرف سبقت: قرآن مجید کا فرمان ہے "اگر کفار صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس (صلح) کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔" (انفال ع ۸)

و۔ پناہ دینا: ارشاد باری تعالیٰ ہے "اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دے دو...... پھر اس کو اس کی امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔" (توبہ ع ۱)

ز۔ دین کے بارے میں زبردستی نہ کرنا: پروردگار عالم کا فرمان ہے "دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں" (بقرہ ع ۲۴) حضور ﷺ کا ارشاد ہے" دین خیر خواہی کا نام ہے اس میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔"

Marfat.com

۲۵۔ غیر مسلموں کے حقوق:

غیر مسلم رعایا کی دو قسمیں ہیں ایک ذمی جو کسی صلح نامہ یا معاہدہ کے ذریعہ اسلامی حکومت کے زیر اثر ہوں۔ دوسرے مفتوحین جو جنگ میں مغلوب ہوئے ہوں۔ دونوں گروہوں کے حقوق درج ذیل ہیں:

الف: معاہدین کے حقوق:

حضور ﷺ نے اہل بخران (یہ لوگ عیسائی تھے) کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا جس میں ان کے مذہبی، معاشرتی، معاشی اور شہری حقوق کی حفاظت کی گئی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے اسلام کے کارہائے نمایاں مصنفہ پروفیسر چوہدری غلام رسول، ص ۲۶۹) حضور صاحب مرتبت عظیمہ ﷺ کا فرمان ہے ''خبردار جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کے حقوق میں کمی کریگا یا اس پر ناروا بوجھ ڈالے گا یا اسکی مرضی کے خلاف کوئی امر انجام دے گا میں اس کے خلاف مستغیث بنوں گا۔'' (بحوالہ ایضاً)

ب۔ مفتوحین کے حقوق:

1- روزی اور کفاف: اسلامی حکومت میں ضعیف، بے کار اور معذور ذمیوں کے گزارہ کے لیے بیت المال سے وظیفہ دیا جائے گا۔ (کتاب الاموال از ابوعبیدہ اندلسی)

2- فدیہ کی ادائیگی: اگر ذمی دشمن کے قبضہ میں آجائے اور فدیہ دے کر چھڑانے کی ضرورت پیش آئے تو اس کا فدیہ بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔ (بحوالہ ایضاً)

3- جان کی حفاظت: ذمیوں کی جان مسلمانوں کی جان کے برابر ہے۔ اس کے قاتل کو یا تو قتل کیا جائے گا یا اس کا خون بہا ادا کیا جائے گا۔[1]

1- بحوالہ اسلام کے کارہائے نمایاں ص ۲۷۰

Marfat.com

4- مال کی حفاظت: ذمی کے مال کی حفاظت بھی اسلامی حکومت کے ذمہ ہے اور اس کے مال یا جائیداد کے نقصان کی تلافی کرنا ضروری ہے۔ (کتاب لاموال از ابوعبیدہ اندلسی)

5- شرعی آزادی: ذمیوں کو اسلامی ریاست میں مکمل شرعی آزادی کے ساتھ رہنے کا حق ہے ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ (ایضاً)

6- تحفظ عزت: ذمی کو تکلیف دینا ویسے ہی ناجائز ہے جیسے ایک مسلمان کو اور اس کی برائی کرنا بھی ایک مسلمان کی طرح ممنوع و حرام ہے۔ (درمختار جلد۲)

7- جزیہ اور خراج کی وصولی میں نرمی: ذمیوں سے جزیہ اور خراج کی وصولی میں سختی سے منع کیا گیا ہے اور ان کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے اور ان پر ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (کتاب الخراج مصنفہ امام ابو یوسف)

۲۶۔ حقوق اہل کتاب:

☆ بحث میں نرمی: فرمان الٰہی ہے "اور ان (اہل کتاب) کے ساتھ بحث کرو تو پسندیدہ طریقے سے کرو۔ (نحل ع ۔ ۱۶) اے مسلمانو! اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کیا کرو مگر عمدہ طریقے سے" (العنکبوت ع۔۵)

☆ زیادتی کی ممانعت: حضورﷺ کا ارشاد ہے "بیشک خدا نے اس بات کو حلال نہیں کیا کہ اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ۔ اور نہ یہ حلال کیا ہے کہ ان کی عورتوں کو مارو۔ اور نہ یہ کہ ان کے پھل کھاؤ جب وہ تم کو وہ چیز دیتے ہیں جو ان پر مقرر ہے۔" (یعنی جزیہ) (ابوداؤد)

☆ میل جول: فرمان خداوندی ہے "اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے

Marfat.com

حلال ہے اور وہ پارسا عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں ...... جو اہل کتاب میں سے ہوں جبکہ تم ان کو معاوضہ (مہر) دیدو۔" (المائدہ ع۔1)

☆ فیصلے میں انصاف کرنا: فرمان الٰہی ہے" (اے پیغمبر ﷺ) اگر یہ یہودی آپ ﷺ کے پاس آئیں ...... اور اگر آپ ﷺ فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں۔" (المائدہ ع۔۷)

۲۷۔ حقوق اہل معاملہ:

ناپ تول میں انصاف: ارشاد خداوندی ہے" اور انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور کم نہ تولو (الرحمٰن ع۔۱) پھر ارشاد ہوا" کم دینے والوں کے لیے بڑی تباہی اور بربادی ہے کہ لوگوں سے ماپ کر (پورا) لیتے ہیں اور جب لوگوں کو دیتے ہیں تو (کم ماپ یا کم تول کے ساتھ) کم (کرکے) دیتے ہیں۔" (التطفیف ع۔۱)

ادھار تحریری شکل میں: فرمان خداوندی ہے" اے ایمان والو! جب تم ایک معیاد معین تک ادھار کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو۔" (مکمل تفصیل کے لیے سورۃ البقرہ ع۔۳۹ آیت ۲۸۲ دیکھیں)

خوش معاملگی: حضور ﷺ کا ارشاد ہے" جو شخص لوگوں کے مال لیتا ہے اور اس کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے تو خدا اس کو ادا کرا دیتا ہے۔ (بخاری)" قرض کی تلافی بس یہی ہے کہ قرضہ ادا کر دیا جائے اور قرض دینے والے کا احسان مانا جائے۔" (نسائی)

قرض کی واپسی میں رعایت: حضور ﷺ نے فرمایا" مالدار آدمی کا اپنے قرض (کی واپسی) میں دیر کرنا ظلم ہے" (بخاری، مسلم) حضور ﷺ نے ایک تباہ حال قرض دار کے بارے میں قرض خواہوں سے فرمایا۔" جو کچھ تم نے پالیا ہے اس پہ کفایت کرو" (مسلم)

Marfat.com

قرآن مجید میں آیا ہے'' اور اگر کوئی (قرضدار) تنگدست ہو تو فراخی تک کی مہلت دینا (قرض خواہ پر ضروری) ہے۔'' (البقرہ۔ ع۔ ۳۸)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ (بخشش اور آسانی کا خواہشمند تاجر) تنگدست مقروض کو مہلت دے یا سارا قرض اسے معاف کر دے۔'' (مسلم)

سختی کرنے کا حق: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا'' حقدار کو سختی کرنے کا حق ہے۔'' (صحیحین)

معاملات میں سہولت و آسانی: حضور ﷺ نے فرمایا'' خدا اس شخص پر رحم کرے جو خریدنے اور تقاضا کرنے میں فیاضی کرنے والا ہو'' (بخاری)

اس کے علاوہ بھی سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات سے ہمیں معاشرے کے متعدد اصحاب کے متعدد حقوق کے نمونے ملتے ہیں۔ مثلاً رضاعی بہن بھائیوں کے حقوق، سفر کے ساتھی کے حقوق، تاجر اور خریدار کے حقوق، مردہ کے حقوق، بیوی بچوں (اہل و عیال) کے حقوق، تنگ دست مسافر کے حقوق، لاوارث اور بے سہارا لوگوں کے حقوق، نوجوانوں کے حقوق، حقوق الصبیان (بچوں کے حقوق)، تجارت کے حقوق، قاضی اور فریقین کے حقوق، خود اپنی جان کے حقوق، کاروباری ساتھی کے حقوق، حتی کہ پیدا ہونے والے بچے کے قبل از پیدائش اور بعد از پیدائش حقوق بھی ذکر ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل و تشریح کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ عمومی طور پر انسانوں پر عالمی برادری کے حقوق اور عورتوں کے مختلف حقوق بھی بیان ہوئے ہیں غرضیکہ انسانوں کے حقوق کا تحفظ کر کے خاتم النبیین ﷺ نے قیامت تک آنیوالے انسانوں کی مکمل دستگیری کی ہے۔ اسلیے کہ آپ کے بعد نہ کسی نبی نے آنا ہے اور نہ کسی امت نے کہ جو آپ ﷺ کی تعلیمات میں اضافے کی گنجائش باقی رہتی۔

Marfat.com

حجتہ الوداع کا خطبہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے بلاشبہ انسانی حقوق کا عالمی منشور ہے۔[1] انسانوں کے حقوق کے محافظ ﷺ نے آج سے پندرہ صدیاں پیشتر ہی انسانی حقوق کا اتنا عمدہ اور مکمل تحفظ کیا کہ آج کا اقوام متحدہ کا ہیومین چارٹر آپ ﷺ کے قائم کردہ منشور کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس مختصر تحریر میں خطبہ حجتہ الوداع کے حوالے سے انسانی حقوق پر گفتگو کرنا ممکن نہیں۔ لیکن دو باتیں ضرور کہی جاسکتی ہیں۔

اول: خطبہ میں اپنوں اور غیروں کے حقوق کا تحفظ بے مثال انداز میں کیا گیا ہے۔

دوم: خطبہ کا اختصار اور اس سے مترشح احکام و تفصیلات کا اقتصا حضور صاحب جوامع الکلم ﷺ کی معجز بیانی پر شاہد ہے۔ قوانین کی چودہ سو سالہ مسلم و غیر مسلم تاریخ ان دونوں کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔

تحریر زیر نظر شاہد ہے کہ واقعی انسانی حقوق کے حوالے سے سرور کائنات اپنوں اور غیروں کے لیے رحمت ابدی ثابت ہوئے۔

Marfat.com

مآخذ ومصادر

☆ القرآن الحکیم — نزل من اللہ علی النبی الامی الکریم

☆ احکام القرآن — چوہدری نذر محمد (ترجمہ: مولانا مودودی)

☆ اسلام کا نظام حکومت — مولانا حامد الانصاری غازی

☆ اسلام کے کارہائے نمایاں — پروفیسر چوہدری غلام رسول

☆ اسلامی نظریۂ حیات — خورشید احمد

☆ اسوۂ حسنہ — مرتبہ

☆ اصلاحاتِ کبریٰ — مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری

☆ اصولِ فقہ اسلام — سر عبدالرحیم

☆ انوار الحدیث — مولانا جلال الدین امجدی

☆ تاریخ حدیث — ڈاکٹر غلام جیلانی برق

☆ حقوقِ العباد — سید اوصاف علی

☆ حقوق وفرائض اسلام — مولانا محمد فیروز الدین

☆ خطبہ حجۃ الوداع — محمد رسول اللہ

☆ دینِ رحمت — شاہ معین الدین احمد ندوی

☆ ذکرِ رسول ﷺ — مولانا کوثر نیازی

☆ راہِ عمل — مولانا جلیل احسن ندوی

☆ رسولِ اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب — سید اسعد گیلانی

☆ روزنامہ "جنگ" لاہور/راولپنڈی — دینی صفحات

☆ روزنامہ "مشرق" لاہور — دینی صفحات

☆ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور/ راولپنڈی — ملی صفحات

☆ زادراہ — مولانا جلیل احسن ندوی

Marfat.com

☆ سیرت النبی ﷺ (جلد سوم)	سید سلیمان ندوی
☆ سیرت رسولِ عربی ﷺ	مولانا نور بخش توکلی
☆ سیرت سرور عالم ﷺ	مولانا مودودی
☆ غیر فانی تہذیب	پروفیسر سعید احمد
☆ فقہ القرآن (جلد سوم)	مولانا محمد عمر عثمانی
☆ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور	پیر کرم شاہ الازہری
☆ محمد رسول اللہ ﷺ	محمد رضا مصری / محمد عادل قدوسی
☆ مصباح اسلامی تہذیب وتمدن	سید شبیر حسین شاہ زاہد
☆ نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب	مولانا اشرف علی تھانوی
☆ نقوش رسول ﷺ نمبر	ادارہ فروغ ادب لاہور
☆ ہفت روزہ ''ہلال'' راولپنڈی	سیرت نمبرز

Marfat.com

اسلامی فلاحی مملکت اور اس کے قیام کے لئے عملی تجاویز، اسوہ نبوی ؐ کی روشنی میں ☆

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام از ابتدا تا انتہا فلاح و صلاح کا دین ہے اسلام میں بحیثیت دین اور بحیثیت نظام زندگی انفرادی و اجتماعی، خانگی و مجلسی اور حکومتی ورعایا کی سطح پر ہر طرف فلاح و بہبود کا دَور دَورہ ہے۔ حدیث شریف میں اسلام کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ الدین النصیحۃ یعنی دین (اسلام) نصیحت (بھلائی) ہے۔ بھلائی و بہتری کا یہی وہ عنصر ہے۔ جو اسلامی ریاست کے ایک عام آدمی کی زندگی سے لے کر حکمرانوں تک کی زندگی میں ''حقوق وفرائض'' کی شکل میں ہر جگہ نمایاں، تاباں، بلکہ غالب نظر آتا ہے۔

☆ اس مقالہ کو وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور حکومت پاکستان اسلام آباد کے سالانہ مقابلہ مضمون نویسی ۱۹۹۲ء کے لیے لکھا گیا اور اسے وفاقی علاقہ اسلام آباد اور ملحقہ علاقوں سے اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ اور سیرت کانفرنس ۱۹۹۲ء میں صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان نے راقم مقالہ ہذا کو اپنے ہاتھوں سے تین ہزار روپے (نقد) کے انعام اور تعریفی سند سے نوازا۔ (سند کی فوٹو کاپی مقالہ کے آخر میں لف ہے)

Marfat.com

پروردگار عالمین کی طرف سے انبیاء کی تبعیث لاریب عالم انسانیت کے لیے نعمت و احسان ہے۔ * اور دوسری مخلوقات کے لیے رحمت کی نوید۔ مگر بالخصوص طبقہ انسانیت کے لیے انبیاء کی آمد دو طرح سے رحمت و برکت ہے۔

اول: ہدایت و اطاعت کا راستہ معین کیا۔

دوم: مکمل اور بے عیب نظام زندگی (مع اصول ہائے جہانبانی) عطا فرمایا۔ **

گنتی کے انبیاء کرام مسند جہانبانی پر فائز نظر آتے ہیں۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام [1]، حضرت داؤد علیہ السلام [2]، حضرت سلیمان علیہ السلام [3]، حضرت موسیٰ علیہ السلام [4] اور حضرت محمد مصطفی ﷺ۔ ابوالانبیا سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے قبیلہ کے شیخ ہونے، چارسو غلاموں کی فوج رکھنے، شام و بابل کے اطراف کئی بادشاہوں سے جنگیں کرنے اور وعدہ

---

* جیسا کہ قرآن میں آیا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران۔۱۶۴)

** جیسا کہ قرآن میں آیا ہے: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرہ)

1- خواجہ نظام الملک طوسی نے "سیاست نامہ" میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضرت یوسفؑ کو بموجب وصیت جب ان کے جدامجد حضرت ابراہیمؑ کے پہلو میں دفن کیا جانے لگا تو حضرۃ جبرائیلؑ آئے اور اس دفن پر اعتراض کیا۔ اس لیے کہ حضرت یوسفؑ نے پیغمبری کے علاوہ بادشاہی بھی کی ہے۔ لہٰذا انہیں حضرت ابراہیمؑ کے روضہ میں نہیں دفنایا جا سکتا۔ (دیکھئے اردو ترجمہ ص ۱۷)

2- قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے وشددنا ملکه واتینه الحکمة وفصل الخطاب (ص۔۲۰) ہم نے ان کی حکومت کو مضبوط کیا اور انکو حکمت (سیاست) اور سمجھانے کا بہترین طریقہ عنایت کیا۔ مزید دیکھئے سورۃ یٰسین آیہ ۱۷۔ آیہ ۲۶، سورۃ انبیا۔ آیہ ۷۹

3- دیکھئے سورۃ نمل آیہ ۱۵ تا ۴۴، سورۃ البقرہ۔۱۰۲، انبیا۔ ۷۸، ۷۹، ۸۱

4- دیکھئے قصص القرآن جلد اول از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

Marfat.com

خداوندی کہ ’’ان کی اولاد کو ارض مقدس کی حکومت عطا کرے گا۔‘‘ کے باعث ایک حد تک مسند حکومت پر براجمان تصور کیے جا سکتے ہیں۔[1]

اسلام کا نظریہ حکمرانی بہت زیادہ واضح اور اصولی ہے۔ حضور رسالتمآب ﷺ نے اپنے طرز عمل اور حکیمانہ ارشادات سے اسلام کے تصور حکمرانی کو بین و معیّن کر دیا ہے۔ آپ ﷺ سے ابدی و سرمدی تعلیمات اور ان کی عملی شکل درج ذیل ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے۔

اول: تعلیمات قرآن کے ذریعے، جس کی آپ ﷺ نے تبلیغ و تشہیر اور نفاذ میں سرگرم کوششیں کیں اور اپنے پیروکاروں کو ان کی اطاعت کا خوگر بنایا۔

دوم: آپ ﷺ کے اپنے حکیمانہ، مدبرانہ اور اصلاحانہ ارشادات عالیہ، جو حدیث و فقہ کی سینکڑوں کتابوں میں گوہر تابدار کی طرح ہمارے لیے نشان منزل ہیں۔

سوم: عہدیداروں کے لیے آپ ﷺ کے فرامین و ہدایات، معاہدے اور متعدد دوسرے احکامات جو ایک فلاحی اسلامی ریاست کے خدوخال کو عیاں و نمایاں کرتے ہیں۔

چہارم: مدینہ میں آپ ﷺ کی قائم کردہ ابتدائی اسلامی ریاست جو اپنی ہیئت میں بہت زیادہ مکمل، منضبط اور اصولی تھی۔

پنجم: خلفائے راشدینؓ کے دور کی اسلامی ریاست جو تعلیمات قرآن، ارشادات نبوی ﷺ اور عوام کی فلاح و خدمت کے نکتہ نظر سے اسلام کا درخشاں اور منضبط عہد کہلاتی ہے۔

ششم: مسلم علماء، محدثین، فقہا اور فلاسفہ کے اصول جہانبانی کے سلسلے میں اقوال و تشریحات، جو اسلامی فلاحی ریاست کی مثالی ہیئت کو مزید واضح

1- تورات۔ سفر تکوین بحوالہ سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی جلد دوم ص ۵۸ (حاشیہ)

Marfat.com

کرتے ہیں۔

ہفتم: دور نبوی ﷺ، عہد خلافت راشدہ اور تعلیمات قرآنی وارشادات پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کئی مسلمان حکمرانوں کے عہد کی نظریں جو اسلامی تصور حکمرانی کا زندہ ثبوت ہیں۔ اور ایک فلاحی ریاست کی بہترین مثال، مثلاً حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ریاست، محمود غزنوی، ایبک والتمش اورسوری وعالمگیری حکومتیں۔

جس دور اور جس علاقے میں حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے وہ دور فترت و جاہلیت اور وہ علاقہ بدترین وحشت ناکی کا مظہر کہلاتا تھا یوں کہا جا سکتا ہے کہ پورا عرب انارکی (Anorchy) کا گہوارہ تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا دشمن تھا۔ ایک گروہ دوسرے گروہ سے خار کھاتا تھا۔ اور معمولی رنجشیں سینکڑوں سالوں کی لڑائی پر پھیل جاتی تھیں۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا۔ لوٹ کھسوٹ عام تھی غلامی اور بردہ فروشی کا بہت غالب رواج تھا۔ داخلی و خارجی اطمینان مفقود تھا۔ جنگ کی تلوار ہر وقت عربوں کے سر پر لٹکتی رہتی تھی۔ سیاسی نظام سرے سے ناپید تھا۔ نہ صرف عرب بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں نہ کوئی اصولی سیاست تھی۔ نہ کوئی نظام جہانبانی، نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی طرز زندگی۔ قبائل کا انفرادی تشخص پھر ہر شخص کا انفرادی تشخص نمایاں رہتا تھا۔ شیوخ قبائل اگرچہ متعدد اجتماعی امور نمٹاتے تھے اور صلح صفائی کرواتے تھے مگر اقتدار و اختیار سے وہ محروم تھے اور کسی فیصلے پر عملدرآمد نہ کروا سکتے تھے۔ (1)

اسلامی سیاسیات میں سلطنت کے تنظیمی ڈھانچے کو ریاست، سلطنت یا حکومت کے نام سے یاد نہیں کیا گیا بلکہ خلافت، امامت اور امارت کی اصطلاحات اختیار کی گئی ہیں۔ اور جو فرق سٹیٹ (STATE) اور گورنمنٹ

1- دیکھئے اردو ڈائجسٹ رحمتہ للعالمین نمبر حصہ دوم ص 151 تا 156 مئی 1989ء

Marfat.com

(Govt.) میں ہے وہی خلافت اور امامت اور امارت کے درمیان قائم کیا گیا ہے۔[1] حکومت قانون کی متحرک قوت ہے سلطنت یا ریاست اس رقبہ زمین کو کہا جاتا ہے جس پر حکومت قائم ہو اور جہاں انسانوں کی سیاسی تنظیم ایک اجتماعی ہئیت اختیار کر لیتی ہے۔[2] اسلامی اصطلاحات میں نظم مملکت سے مراد ہے سیاسی ،ملکی ،مالی اور عدالتی نظام[3] اسلامی نظام حکومت میں معمولی فرق کے ساتھ خلافت امامت اور امارت کا مفہوم ایک ہی ہے۔ یعنی شرعی اصولوں کے مطابق قائم کی گئی حکومت اور اس حکومت کے سربراہ کو خلیفہ ،امام اور امیر میں سے کچھ بھی کہا جا سکتا ہے اور اسلامی حکومت کا رئیس بھی جو تینوں خطابات کو حاوی ہے۔ اب موجودہ تحریر میں خلافت کا ذکر ہو یا خلیفہ کا امارت کا لفظ آئے یا امیر کا ، امامت پر گفتگو ہو یا امام پر۔ مطلب ایک ہی سمجھا جائے گا یعنی اسلامی ریاست کا انتظام اور اس کا رئیس۔

قرآن مجید میں اللہ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔[4] اور خلافت کو زمین پر نظام ربوبیت کا مظہر قرار دیا ہے اس سے روگردانی کرنے والوں کو مجرمین کہا ہے اور گروہ مجرمین کی ہلاکت وعذاب کی خبر دی ہے۔[5] قرآن مجید نے خلافت اور خلیفہ کے لیے درج ذیل عناصر کو ضروری قرار دیا ہے۔

۱۔ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت عدل و انصاف کیا جائے۔
(سورۃ ص ۔ ۲۶)

1- اسلامی ریاست از امین احسن اصلاحی ص ۹، ۸
2- اسلام کا نظام حکومت از مولانا حامد الانصاری غازی ص ۵
3- مسلمانوں کا نظم مملکت از ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن ص ۱۴
4- سورۃ البقرۃ ۔ ۳۰
5- سورۃ یونس ۱۴، ۱۳

Marfat.com

۲۔ سربراہ علم وحواس اور اعضاء سے سلامت ہو۔ (البقرہ۔ ۲۴۷)

۳۔ خلافت کے حقدار وہ ہیں جو ایمان لائیں اور لوگوں کی خیر خواہی کے کام کریں (سورۃ النور۔ ۵۵)

۴۔ متقی ہوں (الحجرات۔ ۱۳)

۵۔ خلافت کے حقدار وہ ہیں جو حکومت ملنے کے بعد عبادت الٰہی کریں مستحقین کی مالی اعانت کریں۔ لوگوں کو نیکیوں کی تاکید کریں اور برائیوں سے روکیں۔ (سورۃ الحج)

۶۔ روئے زمین کے وارث وہ لوگ ہوں گے جو صالح و صلاحیت مند بندے ہوں گے۔ (سورۃ الانبیاء)

۷۔ حکومت و سلطنت کا وارث وہی ہوسکتا ہے جو ملک کے خزانوں کی حفاظت بھی کرے اور (امور سلطنت کا) علم بھی رکھنے والا ہو۔ (سورۃ یوسف ۵۵۔۵۴)

قرآن مجید نے وارثان حکومت و حقداران نیابت کی بیسیوں صفتیں بیان کی ہیں۔ جن سب کا احصاء ممکن نہیں۔ درج بالا بارہ صفات سمجھنے کو کافی ہیں۔ خلافت کے لغوی معنی ہیں جانشینی کے اور اس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کے جانشین کی حیثیت سے شرعی اصولوں کے مطابق دینی اور دنیاوی امور میں فرمانروائی کرنا اور شرعی نکتہ نظر سے یہ فرمانروائی شریعت کے دستور اور قوانین کی پابند ہوتی ہے۔ (1)

خلافت کا حقیقی مقصد ناموس اسلام کا تحفظ اور شرعی زاویہ نگاہ سے حکومت کے نظم ونسق کی تنظیم اور اس کا قیام ہوتا ہے۔ علامہ الماوردی نے خلیفہ کی یہ خصوصیات بیان کی ہیں:

"خلیفہ کے لیے علم، عدالت، کفایت اور ان اعضا اور

1- مقدمہ ابن خلدون بحوالہ اسلام کا نظام مملکت از ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن

Marfat.com

حواس صحت وسلامتی ضروری خیال کی جاتی ہے جن کا اثر رائے وعمل پر پڑتا ہو خلیفہ میں کم سے کم اتنی علمی استعداد لازمی خیال کی جاتی تھی کہ وہ نئے نئے مسائل کا اپنی اجتہادی قابلیت سے فیصلہ کر سکے عدالت سے مراد بلند سیرت اور معاصی سے اجتناب ہے۔ کفایت کا مفہوم یہ ہے کہ آئین اور حدود اسلام کے نافذ کرنے کی قوت رکھتا ہو فوجی بصیرت ہو وقت پر جہاد کا جوش و ولولہ پیدا کر سکے۔ مدبر اور صاحب فہم ودرایت ہو۔"(1)

خلیفہ اور خلافت کے سلسلے میں درج بالا قرآنی وتشریحی گفتگو سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسلامی سیاست میں دینی حکومت دنیاوی حکومت پر حاوی ہے۔ (تھیا کریسی) حقیقت یہ ہے کہ اسلامی سیاست میں دین و دنیا بین بین چلتے ہیں۔(2) رسول مقبول ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

"اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوسکتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی سی ہے اور حکومت گویا اس کی نگہ بان ہے جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہ بان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے۔" (کنز العمال)(3)

1- الاحکام السلطانیہ ص۱۴ (اردو ترجمہ) مزید دیکھئے مقدمہ ابن خلدون، ص۱۵۲ (اردو ترجمہ)

2- اسی عنوان پر حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کا یہ شعر بصیرت کا حامل ہے۔

نظام پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

3- دیکھئے اسلامی نظریہ حیات مرتبہ خورشید احمد ص ۴۰۵

Marfat.com

فکر اسلامی میں ریاست کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ خود خالق ارض وسموات اپنے نبی کریم حبیب عظیم ﷺ کو یہ دعا سکھاتا ہے:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل۔۸۰)

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) دعا کرو کہ اے پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔)(1)

خدائے پاک نے اپنے رسول مقبول ﷺ کی بعثت کو تمام ادیان پر (بزور) غالب کرنے کی نوید بھی سنائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ۙ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ○ (التوبہ۔۳۳)

ترجمہ: وہ اللہ جس نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے خواہ یہ مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

یہ آیت ہجرت نبوی ﷺ سے کچھ پہلے نازل ہوئی تھی جسے آپ ﷺ اکثر دعا کے طور پر تلاوت کیا کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے۔ کہ

"اے اللہ! یا تو مجھے خود اقتدار عطا کر دے یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنا دے تا کہ میں طاقت سے دنیا کے بگاڑ کو

1- ابن جریر اور ابن کثیر نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے ان اللہ لیزع بالسلطان مالا یزع بالقرآن ترجمہ: اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں (برائیاں، منکرات) کا سد باب کر دیتا ہے جن کا سد باب قرآن سے نہیں کرتا۔ بحوالہ اسلامی نظریہ حیات ص ۴۰۵)

Marfat.com

درست کر سکوں برائیوں کے سیلاب کو روک سکوں نیکیوں
کو قائم کر سکوں اور تیرے قانون عدل کو جاری کر سکوں"

مدینہ کی اسلامی ریاست جسے رحمتہ للعالمین ﷺ نے قائم کر کے کائنات کی تڑپتی، سسکتی، مظلوم، مجبور، مقہور مخلوقات کی تکلیف کو راحت میں بدل دیا، پر دو پہلوؤں سے گفتگو ہو گی۔

اول حضور اکرم ﷺ کی انتظامی ہیئت حاکمہ جو کہ اصل و بنیادی اسلامی ریاست ہے۔

دوم آپ ﷺ کے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کارنامے جو مذکورہ ریاست کے توسط سے اور بعد کی مسلم ریاستوں کی مثالوں سے بحسن و خوبی قائم کیے گئے۔

یہی اصل روح ہے اسلامی فلاحی ریاست کی۔ اور یہی اس مقالہ کا موضوع ہے۔

مدینہ بھی باقی خطہ عرب کی طرح لاقانونیت اور سیاسی عدم استحکام کا شکار تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وہاں آپؐ نے ایک اسلامی تشخص کی بنیاد رکھی مسجد نبویؐ ابتدائی اسلامی ریاست کا پہلا دربار تھی۔ جہاں نزاعات کے فیصلے کیے جاتے تھے اور بلا شبہ آپ ﷺ سارے معاملات کے نگران اعلیٰ تھے۔ اسی استحکام سازی میں پانچ چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا اور رسالت مآب ﷺ نے مہاجرین و انصار میں "مواخاۃ" کا رشتہ قائم فرمایا۔ [1] چنانچہ ارشاد ہوا۔

1- علامہ شبلی نعمانی نے "سیرت النبیؐ" جلد اول ص ۲۷۷، محمد رضا مصری نے "محمد رسول اللہ" ص ۲۸۹،۹۰، اور قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے "رحمتہ للعالمین" دوم ص ۳۶۲،۶۴ میں اور پیر کرم شاہ الازہری نے "ضیاء النبیؐ" جلد سوم، ص ۱۷۵ پر "مواخاۃ" میں شامل صحابہ کی فہرست دی ہے۔

Marfat.com

تا خوا فی اللہ اخوین اخوین (راہ خدا میں دو دو کس بھائی بھائی بن جاؤ)
نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے مرحلہ میں پچاس جوڑے بنے۔ بعدازاں بقول حضرت انسؓ ہمارے گھر میں نبی اکرم ﷺ نے دو یا تین بار مہاجرین و انصار کے درمیان اخوت کو باہمی حلف کے ذریعہ قائم فرمایا۔[1] پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت انسؓ بن مالک کے مکان میں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ کل نوے آدمی تھے بنیاد یہ تھی کہ یہ ایک دوسرے کے غم خوار ہونگے اور موت کے بعد نسبی قرابتداروں کی بجائے یہی ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔ وراثت کا یہ حکم غزوہ بدر کے بعد ختم کر دیا گیا۔ اور دور جاہلیت کے رسم ورواج مٹا دیئے گئے۔[2]

جب مدینہ میں مہاجرین و انصار (مسلمانوں) کے درمیان داخلی وسیاسی امن قائم ہوگیا تو سرور کائنات ﷺ نے مدینہ کی مختلف اقوام وقبائل کے درمیان ایک اور باہمی معاہدہ کیا۔ جو آپؐ کے پاکباز صحابہ کرامؓ کی منتخب اور ممتاز جماعت (مہاجرین وانصار) مدینے کے قدیم اور اعلیٰ قبائل سے تعلق رکھنے والے مشرکین اور یہود مدینہ کے درمیان طے پایا۔ اس معاہدہ کو ''میثاق مدینہ'' کہا جاتا ہے۔ لیکن تاریخ اور سیرت کی کتب میں اسے ''صحیفہ'' کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ترپن دفعات پر مشتمل یہ معاہدہ گوناگوں سیاسی اہمیت کا حامل ہے۔ مثلاً دفعہ نمبر ۱ میں مسلمانوں کو ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) قرار دیا گیا ہے۔ دفعہ نمبر ۲ تا نمبر ۱۰ میں معاہدہ میں شامل تمام مدنی قبائل کے سابقہ خون بہا کے طریقہ کو برقرار رکھا گیا ہے۔ شق نمبر ۱۱ تا نمبر ۲۴ میں اہل ایمان کی ذمہ داریاں گنوائی گئی

1- رحمتہ للعالمین جلد دوم ص ۳۶۲

2- اردو ڈائجسٹ رحمتہ للعالمین نمبر دوم ۹۰ ـ ۸۷ میں ابن ہشام کے حوالے سے اس معاہدہ کی سولہ دفعات نقل کی گئی ہیں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

ہیں۔ شق نمبر ۲۵ تا نمبر ۳۶ میں یہودیوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ شق نمبر ۳۷ تا نمبر ۵۳ میں معاہدہ کے تمام فریقوں کی سلطنت مدینہ کے سلسلہ میں قیام امن اور دفاع کی مشترکہ ذمے داریوں کو واضح کیا گیا ہے۔ حضور سرور عالمین ﷺ کو آخری منصف مانا گیا ہے۔ ۱ھ میں میثاق مدینہ کی رو سے جو منظم ریاست قائم ہوئی وہ صرف ڈیڑھ سو مربع کلومیٹر پر محیط تھی۔ جس کے صرف گنتی کے محلے تھے اور آبادی صرف چند ہزار تھی۔ مگر حضور اکرم ﷺ کی زیر نگرانی سیاست اسلامیہ کے تحت یہ اسلامی سلطنت صرف دس سال کے عرصے میں اتنی پھیلی کہ پندرہ لاکھ مربع کلومیٹر کے وسیع علاقے میں اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ اور دورِ فاروقی تک یہ رقبہ اکیس لاکھ مربع کلومیٹر سے بڑھ گیا تھا۔ ظاہر ہے اسلامی ریاست کے پھیلاؤ کا نقطہ آغاز میثاق مدینہ ہے۔ جو مدنی رعایا کی فلاح وصلاح کا ضامن ٹھہرایا جاتا ہے۔ مثلاً:

☆ اس معاہدہ پر تمام مدنی قبائل بشمول یہود نے برضا و رغبت صاد کیا اور متفقہ طور پر اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ کسی کو مجبور کیا گیا نہ کسی کو لالچ دیا گیا۔

☆ قبائل کے انتشار کو ختم کر کے انہیں اس معاہدہ کے ذریعے متحد کیا گیا۔ اگرچہ ان کا علیحدہ تشخص بھی تسلیم کیا گیا۔ مگر ہر فریق کو مساوی حیثیت دے کر بھی سلطنت مدینہ کے حوالے سے انہیں ایک کر دیا۔

☆ اس معاہدہ کے تحت محمد ﷺ کو یہودیوں اور مشرکین سے بھی رسول اللہ تسلیم کروالیا گیا۔ دفعہ ۲۴ کے تحت آخری فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہوگا'' منوایا گیا۔ دفعہ ۳۷ کے تحت آپ ﷺ کو منصف اعلیٰ (Chief Authority) یا (Final Authority) قرار دیا گیا ہے۔

Marfat.com

☆ معاہدہ کی دفعہ ۱۶اور دفعہ ۲۶ کے تحت غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔ انہیں سیاسی حیثیت سے مساوی اور دینی حیثیت سے آزاد قرار دیا گیا۔

☆ صحیفہ کی شق نمبر ۱۳ کے تحت تمام اہل ایمان کو ظالم کی مخالفت کرنے کا پابند بنایا گیا۔ دفعہ ۱۱ کے تحت مفلس ، قلاش اور مقروض کو مدد دینے کا پابند بنایا گیا ہے۔

☆ معاہدے کی دفعہ ۴۵ کے تحت یہ لازم قرار دیا گیا کہ کسی عورت کو اس کے خاندان والوں کی اجازت کے بغیر (دوسرا قبیلہ یا خاندان) پناہ نہیں دے گا۔

☆ میثاق کی شق نمبر ۴۳ کے تحت مدینہ کو ''حرم'' قرار دیا گیا اس طرح مدینہ کے دفاع کی ذمہ داری فریق قبائل پر ڈال دی گئی۔ دفعہ ۴۲ میں جنگی مصارف ہر قبیلہ کو خود برداشت کرنے کا پابند بنایا گیا۔

☆ میثاق مدینہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی سیاسی فہم و بصیرت کا پہلا کارنامہ تھا۔ جو بعد کی درخشندہ و تابندہ اور ہمیشہ بے مثال (Unique) رہنے والی اسلامی فلاحی ریاست کا تتمہ قرار پایا۔

اس سے پہلے کہ اسلامی ریاست کی خصوصیات اور دور نبوی ﷺ میں ابتدائی ریاست کے خصائص بیان کیے جائیں اور اسلامی ریاست میں انسانی فوز و فلاح کے کارنامے صفحہ قرطاس پر بکھیرے جائیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کے انتظامی خدوخال مختصراً پیش کیے جائیں تاکہ فلاحی اقدامات کے پس منظر میں ان کی بنیادی اہمیت نمایاں ہوتی رہے۔

خلافت عظمیٰ:

دنیا میں صرف ایک خدا کی عالمگیر عظمت قائم کرنا اسلام کا مقصد

Marfat.com

وحید ہوتا ہے۔ بقول علامہ آلوسی ''آدم اور تمام پیغمبر خلیفۃ اللہ کا عہدہ رکھتے ہیں اور روئے زمین پر عمرانی سیاسی اجتماعی اور حکومتی سرگرمیوں میں خدا کی نیابت کرتے ہیں۔''[1]

خلافت عامہ:

اسلامی خلافت عامہ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ '' دنیا میں ایک عام طرز کی حکومت قائم کرنا تاکہ صحیح تمدن پھیلے اور بد امنی دور ہو۔''[2] بقول شاہ ولی اللہ ''یہ بات ایک حقیقت کے طور پر جان لینی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ خلافت (الٰہی) کا منصب دے کر بھیجے گئے ہیں دنیا میں ان کے دینی نظام کا غلبہ دو باتوں پر موقوف ہے۔ (۱) جنگ و جہاد (۲) اسلحہ و جنگ کی تیاری''[3]

خلافت راشدہ:

بہتر سے بہتر طرز حکومت جسمیں تمام خوبیاں موجود ہوں اور تمام خرابیاں خارج ہوں خلافت راشدہ کہلاتی ہے بقول امام راغب اصفہانی خلافت راشدہ ''رشد و ہدایت'' ہے۔ لہٰذا خلافت راشدہ مکمل طور پر ہدایت یاب حکومت ہے ارشاد رسالت ہے '' تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کے (قانون) کی اطاعت واجب ہے۔''[4]

1- تفسیر روح المعانی جلد اول، ص ۲۰۲

2- تفسیر ابن کثیر سورۃ نور

3- حجۃ اللہ البالغہ بحث جنگ و جہاد

4- حدیث کے یہ الفاظ خطیب حضرات خطبات جمعہ میں اکثر دہراتے ہیں۔
"علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین" (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ صحیح بخاری)

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ کی اسلامی ریاست میں اور خلافت راشدہ میں مندرجہ بالا تینوں قسم کی حکومتیں پائی جاتی ہیں۔ اب ریاست اسلامی کے خال و خط نمایاں کیے جاتے ہیں۔

حاکمیت کبریٰ:

حاکمیت کبریٰ صرف اللہ کی ذات کو حاصل ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام ۵۷) فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (مومن۔۱۲) وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (رعد۔۴۱)[1]

تمسک بالقرآن:

اسلامی حکومت میں قرآن سے رجوع ایک ناگزیر امر ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ ''ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ جو کچھ سمجھا دے آپ کو اللہ'' (النساء۔۱۰۵) حجتہ الوداع کے موقع پر آں حضرت ﷺ نے فرمایا علیکم بالقرآن (قرآن پر کار بند رہنا)۔

نمائندہ نظام ربوبیت (رسول اللہؐ) کی اطاعت:

قرآن مجید کا ارشاد ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا [2] (حشر۔۷) ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ من اطاعنی فقد اطاع اللہ.
ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی (رواہ الشیخان

1- تینوں آیات کے ترجمے ذیل میں درج ہیں۔
(۱) بے شک حکم اللہ کا ہے۔
(۲) پس حکم اللہ بلند و بزرگ کا ہے۔
(۳) اور اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کے بعد کچھ (کوئی حکم) نہیں ہے۔

2- ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دے، لے لو اور جس سے روکے، رُک جاؤ۔

Marfat.com

فی الصحیحین والنسائی)

اولوالامر کی اطاعت:

حاکم وقت نبی ہو یا رسول، خلیفہ ہو یا سلطان اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے سورۃ النساء آیت۔ ۵۹ میں ارشاد ہے اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم [1] رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے صاحب امر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے صاحب امر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ (بخاری کتاب الاحکام)

مشورت:

حضور صاحب لولاک ﷺ نے اپنی انتظامی سلطنت میں مشورت (صلاح ورائے وغیرہ) کو شامل کیا۔ ارشاد خداوندی ہے وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ (آل عمران۔۱۵۹) [2] حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ''میں نے نبی ﷺ سے زیادہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیتے رہنے والا کبھی کسی شخص کو نہیں پایا۔'' [3]

قانون بیعت:

اسلامی حکومت میں بیعت کو خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے۔ مکی زندگی میں بیعت عقبہ اور مدنی زندگی میں بیعت الشجرہ (معاہدہ حدیبیہ

1- ترجمہ: اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور جو تم میں سے حاکم وقت ہو۔ (اس کی بھی)

2- اور معاملہ (قضیہ) میں ان سے مشورہ کیا کرو۔

3- رواہ احمد والشافعی

Marfat.com

سے پہلے) اسکی واضح مثالیں ہیں۔ فتح مکہ کے بعد بھی آپ ﷺ نے ایک بیعت عامہ لی۔ مردوں سے آپ ﷺ نے اور عورتوں سے حضرت عمر فاروقؓ نے۔

قانون کی بالادستی:

اسلامی حکومت میں ہر حالت میں قانون و اصول کو بالادستی حاصل ہے قانون کے ماخذ چار ہیں۔(۱) قرآن (۲) حدیث و سنت (۳) تعامل صحابہ (اجتہاد) (۴) قیاس و رائے [1]

رئیس مملکت کا انتخاب:

عہد نبوی میں تو آپ ﷺ بلا مقابلہ خلیفۃ اللہ تھے اور پہلی اسلامی حکومت کے رئیس بھی۔ مگر عہد خلافت راشدہ میں انتخاب کے مختلف جمہوری و عوامی طریقہ ہائے کار اختیار کیے گئے۔ مثلاً حضرت ابو صدیقؓ کا انتخاب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے بالمقابل ہونے پر آپ کے ساتھی مہاجرین نے کر دیا۔ جس کی بیعت عامہ کے ذریعے توثیق ہوگئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو صدیق اکبرؓ نے نامزد کر دیا۔ جسے عوام نے قبول کرلیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کو ایک مشاورتی کمیٹی نے منتخب کیا اور بیعت عامہ کے ذریعے اس انتخاب کی توثیق ہوگئی اور مولا علی کرم اللہ وجہہ کو عوام الناس نے ہی خلیفہ چنا۔

1- بعض علماء کے نزدیک تعامل صحابہ ایک علیحدہ ماٰخذ ہے اور اجتہاد علیحدہ۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو تامل صحابہ دراصل اجتہاد ہی کی ایک قسم ہے صحابہ کا اجتہاد تامل صحابہ کہلاتا ہے تعامل صحابہ کے بعد بھی اجتہاد کے دروازے کھلے ہیں مفہوما تامل صحابہ اور اجتہاد میں کوئی فرق نہیں ہے۔

Marfat.com

انتظام سلطنت:

اسلامی سلطنت میں انتظامی خاکہ بہت واضح اور عوامی ہے۔ جس پر فرداً فرداً مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے اسلام کا نظام حکومت از حامد الانصاری۔)

(الف) امامت کبریٰ: حکومت و ریاست کی اعلیٰ انتظامی مشینری جس کے عناصر ترکیبی یہ تھے۔(۱) امام ملت (۲) امین الملت (۳) اولوا الامر (۴) کاتب (۵) ترجمان (۶) امین الخاتم

(ب) مجلس وزراء: دور نبوی ﷺ میں یہ دراصل مجلس شوریٰ تھی۔ اور موقع و محل کے مطابق انہی میں سے اہل لوگوں کو مختلف امور کی ذمہ داریاں سونپ دی جاتی تھیں۔

(ج) صیغہ دینی: یہ وزارتی صیغہ ان امور کی نگرانی کرتا تھا۔ (۱) امر بالمعروف و نہی عن المنکر (۲) دعوت و تبلیغ (۳) احتساب (۴) تعلیم و تربیت۔ اس صیغہ کا امیر ہر زمانہ میں امام ہوتا ہے۔ وزارت دینی میں یہ عہدیدار تھے۔ (۱) امام (۲) امین الامت (۳) نقیب (۴) داعی (۵) محتسب (۶) علماء امت

(د) صیغہ امن عامہ: امن و امان کا قیام اس صیغہ کی ذمہ داری ہے اسکی تشکیل اس طرح سے ہے۔ (۱) امام، (۲) امین الامت (۳) امیر الرایۃ (جھنڈے کا امیر) (۴) امیر الامن

(ہ) صیغہ خارجہ: یہ صیغہ دنیا میں عالمگیر امن کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے اسلامی ریاست کی طرف سے خارجی معاملات کا ذمہ دار ہے۔ سفارتی تعلقات، معاہدات اور دوسرے امور انجام دیتا ہے اس کے عہدیدار یہ ہیں۔ (۱) امام (۲) وزیر (خارجہ) (۳) دفتر خارجہ

Marfat.com

(۴) سفراءمملکت [1]

(و) صیغہ امور داخلہ: اسلامی ریاست میں اندرونی نظم ونسق اور امن کی ذمہ داری اس صیغہ پر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے داخلی امن اور بہتر نظم ونسق کے لیے یہ اقدامات کیے۔

☆ داخلی نظام کے تمام شعبوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔

☆ یہود مدینہ کو میثاق مدینہ کے ذریعہ دفاع مدینہ کی ذمہ داریوں میں پابند کیا۔

☆ سرحدی دفاع کا نظام مضبوط کیا اور گشتی دستوں کا باقاعدہ انتظام کیا۔ یہ گشتی دستے ''سریہ'' مہموں کو سر کرتے تھے۔

☆ مدینہ سے عدم موجودگی کی صورت میں آپ ﷺ مدینہ میں داخلی انتظام اپنے نائب الحکومت کے سپرد کرتے تھے۔[2]

☆ آں حضرت ﷺ نے مدینہ کو داخلی نظم ونسق کے سلسلے میں بارہ

1- عہد نبوی ﷺ میں اس صیغہ کے تحت مختلف ملکوں اور حکمرانوں کی طرف اسلامی حکومت کی طرف سے گیارہ سفارتیں بھیجی گئیں۔ انیس سفیر مقرر کیے گئے۔ یہ مشہور معاہدے ہوئے۔(۱) معاہدہ عقبہ (بیعت عقبہ اول و دوم) قبل از ہجرت (۲) معاہدہ جہنیہ (۳) معاہدہ بنی ضمرہ (۴) میثاق مدینہ (۵) معاہدہ حدیبیہ (۶) معاہدہ تبوک (۷) معاہدہ ثقیف (۸) بخران کے عیسائیوں سے معاہدہ اور دفاع مدینہ کے سلسلہ میں مدینہ کے اردگرد کے قبائل سے دفاعی معاہدات یا غیر جانبدار رہنے کی تحریریں لکھی گئیں۔ مزید برآں: مندرجہ ذیل حکمرانوں کو سرکار دو عالم ﷺ نے دعوتی مکتوب روانہ کیے (۱) مقوقس شاہ مصر (۲) ہرقل قیصر روم (۳) خسرو پرویز شاہ ایران (کسریٰ) (۴) نجاشی والی حبش (۵) والی دمشق (۶) والی عمان (۷) والی یمامہ (۸) والی بحرین (۹) شاہان حمیر (۱۰) (۱۱) شام کے قبائلی حکمران (۱۲) پاپائے روم

2- چودہ غزوات کے موقع پر آپ ﷺ نے مدینہ میں اپنے نائب مقرر فرمائے۔ دیکھئے اسلام کا نظام حکومت از مولانا حامد انصاری غازی ص ۷۱۔۳۷۰

Marfat.com

صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبہ میں ایک امیر عامل مقرر فرمایا۔[1] دور صدیقیؓ اور دور فاروقیؓ میں جو صوبے اور عامل بنائے گئے ان کی تفصیل اسلام کا نظام حکومت مؤلفہ مولانا حامد الانصاری غازی کے ص ۳۷۲ پر دیکھئے۔

(ز) صیغہ دفاع و جہاد: دفاع دشمنوں سے اور جہاد ظالموں، بے دینوں، فاسقوں، باغیوں اور مرتدین سے کیا جاتا ہے۔ صیغہ دفاع و جہاد مذکورہ دونوں امور کا ذمہ دار تھا۔ قرآن میں لاتعداد مقامات پر جہاد و قتال کے احکامات آئے ہیں اور حضور ﷺ کے ارشادات بھی موجود ہیں جو آگے ذکر کیے جائیں گے۔ فوج کی تشکیل دور نبوی ﷺ میں یہ تھی۔

☆ اسلامی فوج کا پہلا دستہ۔ بیس مجاہدین سپاہی (اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ)

☆ اسلامی فوج کا دوسرا دستہ۔ سو مجاہد سپاہی (اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ)

☆ اسلامی فوج کا تیسرا دستہ۔ ایک ہزار مجاہد سپاہی (فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ الف)

☆ اسپ سوار فوج۔ قرآن مجید میں اسے ''رباط الخیل'' کہا گیا ہے (وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِہٖ)[2]

☆ فولاد پوش فوجی دستے۔ فتح مکہ کے وقت تمام مسلمان فوج آہن پوش تھی۔ جسے دیکھ کر ابو سفیان نے کہا تھا۔ ''اب محمد کی حکومت زبردست ہوگئی ہے''

☆ ایک مکمل فوج۔ غزوہ بدر (۲ ہجری) کے موقع پر مکمل اسلامی

1- عہد نبوی ﷺ میں اسلامی سلطنت کے صوبوں اور ان کے عاملین کے نام کے لیے دیکھئے اسلام کا نظام حکومت مؤلفہ مولانا انصاری ص ۳۷۱

2- یہ تینوں آیات سورۃ انفال میں آئی ہیں۔

Marfat.com

فوج تین سو تیرہ تھی اور ۹ھ میں غزوہ تبوک کے موقع پر فوج تیس ہزار تھی۔ مکمل فوج میں یہی ترقی ہوئی۔

علاوہ ازیں اسلامی ریاست کی فوج کے حوالے سے عہد نبوی ﷺ میں فوج کی عام لام بندی اور فوجی لباس کا بھی رواج تھا۔ علمبرداران بھی ہوتے تھے۔ اور امیر الافواج بھی ہوتا تھا۔ دوران جنگ امیر الافواج کا مستقر اہم اور محفوظ جگہ پر ہوتا تھا* سالار فوج کی ہر حال میں حفاظت کی جاتی تھی۔ سالار کا ہر فوجی حکم مانا جاتا تھا۔ محاذ جنگ کا نقشہ ہر وقت سالار فوج کے پیش نظر رہتا تھا۔ فوجی جاسوسی اور جارحیت کا رواج بھی عام تھا۔ فوج کی باقاعدہ صف بندی ہوتی تھی اور قلب، میمنہ، میسرہ کے ناموں سے محاذ کی تشکیل بھی ہوتی تھی۔ جنگ و قتال میں قلعہ بندی، خندقیں اور کمین گاہوں کا قابل عمل تصور بھی موجود تھا۔ دستہ دستہ کی شکل میں اور جمیع فوج کی شکل میں حملہ ہوتا تھا۔ جنگی قیدی اور تاوان برائے آزادی پر بھی عمل ہوتا تھا۔ غرضیکہ ابتدائی اسلامی ریاست میں جنگ و جنگی ضروریات پر مکمل ہدایات اور انکی عملی صورتیں موجود تھیں۔[1]

(ح) صیغہ عدل و انصاف: عدل و انصاف کے بغیر ایک فلاحی و دینی سلطنت کا تصور محال ہے۔ قرآن و سنت میں لاتعداد نظیریں اور احکامات اس سلسلے میں موجود ہیں۔ یہاں صرف مذکورہ صیغہ کے انتظامی ڈھانچہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو اسطرح ہے۔

۱۔ عدالت عالیہ مرافعہ امامت کبریٰ ۲۔ عدالت عالیہ وزارت عدل

۳۔ عدالت عالیہ ولایت ۴۔ عدالت فوق العادہ (سپیشل ٹربیونل)

ابتدائی عدالتیں یہ تھیں۔

۱۔ عدالت اصلاح ۲۔ عدالت تحکیم

1- دیکھئے اسلام کا نظام حکومت ص ۳۷۲ تا ۳۸۵

* جسے "عریش" کہا جاتا تھا

Marfat.com

۳۔ عدالت حاکمہ ابتدائیہ ۴۔ عدالت حاکمہ مصر

(ط) صیغہ نظام اقتصادی: اس صیغہ کے ذمہ ارضی پیداوار کا انضباط، محاصل کی تحصیل اور جمع آوری، سرمایہ اور محنت کی متوازن شیرازہ بندی، زراعتی، صنعتی، تجارتی اور مالی امور کی نگہداشت، بیت المال کے مدات آمدنی، اسلامی ریاست میں ضروریات زندگی کی مساوی تقسیم، برابر کی خوشحالی کی کفالت اور دوسرے اقتصادی و معاشرتی امور تھے صیغہ نظام اقتصادی کے مطابق اسلامی ریاست میں انسان کے چار بنیادی معاشی حقوق ہیں۔

۱۔ بیت یسکنہ (رہنے کے لیے گھر)

۲۔ ثوب یواری عورتہ (تن ڈھکنے کے لیے کپڑا)

۳۔ جلف الخبز (پیٹ کے لیے روٹی)

۴۔ والماء (پانی)

معاشی ذرائع یہ ہیں:

۱۔ زراعت ۲۔ تجارت ۳۔ صنعت وحرفت ۴۔ وراثت

بیت المال۔ مال کی تقسیم کے بارے میں سرکار رسالت مآب ﷺ کا یہ حکم مشعل راہ ہے "کتاب اللہ کے مطابق اپنا مال ان لوگوں میں تقسیم کرو جن کا حق مقرر کردیا گیا ہے۔"[1]

(ی) انتظام آبادی: حضور اکرم ﷺ نے انتظام آبادی کے سلسلے میں چار نکات کو ہدف بنایا۔

۱۔ تنظیم ۲۔ تعلیم و تحقیق ۳۔ اشتمال و استعمال اراضی

۴۔ امداد باہمی و اپنی مدد آپ۔

آپ ﷺ نے مدینہ پہنچنے کے پہلے ہی سال مردم شماری کروائی۔ اور

1- اسلام کا نظام حکومت ص ۴۰۴، بحوالہ مسلم وابوداؤد

Marfat.com

مدینہ کے انتظامی ڈھانچہ کو چار خطوں میں تقسیم کیا۔

۱۔ نقابت: نظام حکومت میں سب سے چھوٹی اکائی جو آٹھ کنبوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ جن میں سے ایک کنبہ کا سربراہ قائد منتخب کیا جاتا۔ جو نقیب کہلاتا اور حکومت کے مختلف امور کی انجام دہی کا فریضہ اس کی ذمہ داری ہوتی۔

۲۔ عرافت: بارہ نقابتوں پر مشتمل ایک اکائی (چھیانوے کنبوں کا مجموعہ) جس کا قائد عریف کہلاتا تھا۔ سرکاری امور کی انجام دہی اور بیت المال کی نگرانی عرفا کی ذمہ داری ہوتی تھی۔

۳۔ نظارت: ابتدائی اسلامی نظام میں اضلاع کی تقسیم کا انتظام نہیں تھا۔ بلکہ نظارت کا نظام رائج تھا۔ جو چوبیس عرافتوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ اس کا سربراہ ناظر کہلاتا تھا جو سرکاری افسر ہوتا تھا۔ یہ عہدہ موجودہ دور کے کمشنر کے عہدے کے برابر ہوتا تھا۔ یہ بھی سرکاری امور کی انجام دہی کے سلسلے میں عوام کے ردعمل کا ذمہ دار ہوتا تھا۔[1]

۴۔ عمالت: کئی نظارتوں کو ملا کر ایک عمالت بنائی جاتی تھی۔ صوبے یا عمالت کے سربراہ کو عامل کہتے تھے۔ اور موجودہ دور کے گورنر کی طرح عامل کا تقرر مرکزی اسلامی حکومت کرتی تھی۔

(ک) رفاہ عامہ کے کام: ابتدائی اسلامی ریاست میں نظام تعلیم پوری طرح منضبط و مدون تھا۔ تبلیغ دین کے علاوہ آں حضرت ﷺ نے تعلیم کے کئی درجے بنائے تھے۔ مثلاً تعلیم السنہ (مختلف زبانوں کی تعلیم) تعلیم عسکری (فوجی تعلیم) تعلیم الصنعت و حرفت (مختلف دستکاریوں

۱۔ دیکھئے مقالہ ''جدید فلاحی مملکت کی بنیاد حضور ﷺ پرنور نے رکھی'' راقم محمد احسن مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۱۸، ۲۵ جون ۱۹۹۲ء (ملی ایڈیشن)

Marfat.com

اور فنون کی تعلیم) زرعی تعلیم و تحقیق (زراعت کی تعلیم) اور تعلیم التجارت (تجارت کی تعلیم) وغیرہ اوقات کار کے لحاظ سے تین طرح کی کلاسز ہوتی تھیں۔ (۱) یومیہ ، (۲) اسبوعیہ ، (۳) فصلیہ۔ یاد رہے کہ دینی و دنیاوی قیادت سونپتے وقت عہدیدار کی تعلیمی حیثیت بھی دیکھی جاتی تھی۔

(ل) شہری نظام: اسلامی فلاحی ریاست میں شہروں کے قیام اور یہاں کی ضرورتوں کی مکمل منصوبہ بندی کی گئی اور شہری نظام کو وسیع ، فعال ، اور فلاحی بنانے کے لیے یہ اصول مقرر کیے گئے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے" اپنے شہروں کو بہت پھیلنے نہ دینا۔"

☆ شہروں میں مقامی حکومتیں قائم کی گئیں اور ضروری سہولتیں فراہم کی گئیں۔

☆ احتساب کا محکمہ قائم کیا گیا۔ جس کا فریضہ یہ تھا کہ" اچھے کام جاری کرے اور برے کاموں کو روکے"

☆ راستوں کو کھلا رکھا جائے ، انہیں صاف رکھا جائے اور آمدورفت کو سہل بنایا جائے۔ نہ راستوں پر بیٹھا جائے نہ راستوں پر رفع حاجت کی جائے نہ وہاں تجاوزات بنائے جائیں۔ اس سلسلہ میں حضور ﷺ کے واضح ارشادات موجود ہیں۔[1]

☆ بلدیات (حکومت) کی ذمہ داری ہے کہ شہریوں کو رہائشی مکانات بنا کر دے مالداروں کے مکانات ان کے اپنے خرچ پر اور غریبوں کے مکانات بیت المال سے بنوائے جائیں۔

☆ معاشرے میں ایک دوسرے کو سہولت پہنچائی جائے اور ایذا دہی سے بچا جائے حضور ﷺ کا ارشاد ہے" مسلمان وہ ہے

1- اردو ڈائجسٹ رحمۃ اللعالمین نمبر دوم ص ۱۰۵،۱۰۴

Marfat.com

جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''
پھر فرمایا۔ ''اپنے ہمسائے کے لیے وہی بھلائی چاہو جو اپنے
لیے چاہتے ہو۔''

☆ حفظان صحت کے سلسلے میں ارشاد رسالتﷺ عام ہیں۔ مثلاً ملاوٹ کی ممانعت، بیماری اور بیماروں کے سلسلے میں ہدایات وغیرہ۔

☆ مساوات و اخوت کو رواج دیا جائے، خادموں اور غلاموں کو مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں۔ ''جان مال اور عزت کو ایک دوسرے کے لیے حرام'' قرار دے کر آپﷺ نے شہری نظام کو امن وسکون دیا اور داخلی بے چینی اور عدم اطاعت کا راستہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔ (1)

(م) <u>متفرق محکمے:</u> (۱) عدلیہ کا محکمہ اپنی باقاعدہ شکل میں دور نبویﷺ ہی میں قائم ہوا جسے انتظامیہ سے علیحدہ رکھ کر فعال بنایا گیا۔ اس محکمہ کا سب سے بڑا عہدیدار صدر الصدور (چیف جسٹس) ہوتا تھا۔

(۲) محکمہ افتا کے قیام کا واحد مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو قانون سے واقفیت دلائی جائے۔

(۳) محکمہ مال دور خلافت راشدہ میں اصلاً قائم ہوا۔ جس کا سربراہ صاحب الخراج کہلاتا تھا۔

(۴) پولیس کی ابتدائی شکل تو عہد نبویﷺ میں ہی وجود میں آ گئی تھی۔ مگر ایک محکمہ کی حیثیت سے یہ شعبہ دور خلافت فاروقی میں قائم ہوا۔ جس کا سربراہ ''احدث'' کہلاتا تھا۔

(۵) سرکاری حکام اور اہلکاروں کے کام کی جانچ پڑتال کے لیے ایک علیحدہ شعبہ قائم تھا۔ جو عوام کے حالات انتظامی افسروں اور عملے کی کاروائیوں

3- دیکھئے خطبہ حجۃ الوداع منقول از شبلی نعمانی فی سیرت النبی جلد دوم، ص ۱۵۲

Marfat.com

کا خفیہ طریقے سے پتہ چلا کر خلیفہ کو حالات سے باخبر رکھتا تھا۔

(۶) محکمہ نظارت نافعہ آج کے دور کے پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کی ابتدائی شکل ہے۔ جس کے ذمہ دفاتر، سرکاری عمارتوں، سڑکوں، پلوں اور نہروں کی تعمیر اور شہروں کی آباد کاری تھی۔ دور خلافت راشدہ میں صرف مصر میں اس محکمہ کے ایک لاکھ بیس ہزار کارکن سال بھر اپنے کام میں مصروف نظر آتے تھے۔ مصر کی ۶۹ میل لمبی نہر ''امیر المومنین'' اسی محکمہ کا شاہکار ہے۔

ابتدائی اسلامی ریاست کے انتظامی و محکمانہ خدوخال کے ایک جامع سے مطالعہ کے بعد اب ان رفاہی کاموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو دور رسالت مآب ﷺ اور خلافت راشدہ میں اسلامی فلاحی مملکت کے حوالے سے کیے گئے۔ یا جن پر باری تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے ارشادات ہماری رہنمائی کو موجود ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے خلیفہ یا رئیس مملکت کا منصب، اس کی ذمہ داریاں اور اسلامی سلطنت میں اس کے حقوق کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ کسی بھی مملکت میں سربراہ مملکت کا کردار مثالی ہوتا ہے جو اپنی قوم کے مجموعی کردار کا نمائندہ ہوتا ہے۔

رئیس مملکت اسلامی: (*)

خلیفہ یا رئیس مملکت اسلامی کے انتخاب کی یہ شرطیں ہیں۔

1- اسلام: کوئی شخص جو خدا کا حکم بردار (مسلمان) نہیں ہے مسلمانوں کی حکومت کا قائد نہیں ہوسکتا۔ فرمان خداوندی ہے۔ واولوا الامر منکم

* قرآنی آیات اور حدیثوں کے لیے دیکھئے مولانا مودودی کی تصنیف ''اسلامی ریاست'' ص ۳۴۷_۳۵۰

Marfat.com

(النساء۔ ۵۹) ترجمہ: اور جو تمہی میں سے تمہارا حاکم ہو۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''اگر ایک غلام عامل حکومت کتاب اللہ کے مطابق قیادت کرے تو اس کے حکم کو سنو اور اطاعت کرو۔'' (بحوالہ ادب الدنیا والدین ص ۸۱)

2- اخلاق اور کردار: امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں لا یصلح لخلافة اللّٰہ تعالیٰ الامن کان طاھر النفس ...... ومن لم یکن طاھر النفس لم یکن طاھر القول والفعل (بحوالہ الذریعہ الی مکارم الشریعہ باب ۸)[1]

3- آزادی: رئیس حکومت کو شخصی اور اجتماعی طور پر آزاد ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ایک غلام یا غیر آزاد شخص ایک آزاد امت کی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرسکتا۔ (در المختار جلد ا ص ۵۱۲)

4- مرد ہونا: ارشاد پیغمبر اول و آخر ﷺ اس سلسلے میں حرف آخر ہے۔ لن یفلح قوم ولو امرھم امراۃ (بخاری)[2]

5- شجاعت و طاقت: اسلامی حکومت کے رئیس کا شجاع اور طاقتور ہونا ایک ناگزیر شرط ہے۔ (بحوالہ المواقف جلد ۸، ص ۳۴۹) امام کو اتنی طاقت حاصل ہونی چاہیے کہ وہ اسلامی نظام کی حفاظت کرسکے اور اپنے احکام جاری کرسکے (بحوالہ السیاست الشرعیہ از ابن تیمیہ ص ۷)

6- قریشی ہونا: ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ الائمة من القریش (حاکم قریش میں سے ہیں) پھر فرمایا ان ھذا الامر فی قریش (بے شک یہ

1- ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کو صحیح نہیں رکھ سکتا مگر جو کوئی پاکیزہ نفس ہو۔ اور جو کوئی پاکیزہ نفس نہیں ہے وہ پاکیزہ کردار اور پاکیزہ قول بھی نہیں ہوسکتا۔

2- ترجمہ: ایسی قوم فلاح (کامیابی) نہیں پاسکتی اگر اس کی حاکم کوئی عورت ہو۔

Marfat.com

حاکمیت قریش میں ہے)[1]

اطاعت کی شرطیں:

حاکم کی اطاعت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر ایک چھوٹے سر والے حبشی غلام کو امیر مقرر کر دیا جائے۔ جب تک وہ تمہارے اندر اللہ کی کتاب کو قائم رکھے'' (بخاری) حاکم کی مخالفت کے سلسلے میں صحابہؓ نے استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تک وہ نماز پڑھیں'' (اس وقت تک جنگ نہ کرو) رسول اللہ ﷺ نے ایک اچھے امیر کی یہ صفت بیان کی ہے کہ ''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور جو تم سے محبت کریں وہ تمہارے لیے دعا کریں اور تم ان کے لیے دعا کرو اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں۔ جن پر تم لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔ (مسلم باب خیار الامتہ وشرارہم)

حضور اکرم ﷺ نے رئیس سلطنت اسلامی کی حیثیت کا تعین یوں کیا۔ **سید القوم خادمھم** (قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے) اور شہنشاہی نظاموں کے خاتمہ کی یوں خبر دی ''قیصر و کسریٰ کی شہنشائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔'' اور یہ بھی اشارہ کیا کہ ''اس قسم کے (جبر و استبداد پر مبنی) شاہی

1- قریشی کی شرط پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن لکھتے ہیں کہ ''قریشی عصبیت کے لحاظ سے ممتاز تھے اور ان میں مرکزیت قائم کرنے کی صلاحیت تھی اور وہ اتنی طاقت رکھتے تھے کہ ظالم سے مظلوم کا حق دلوا سکیں۔ اس زمانہ میں صاحب عصبیت قبیلہ کا خلیفہ آسانی سے لوگوں کی شیرازہ بندی کرتا تھا اور اندرونی فتنہ و فساد اور اختلافات کو دبا دینے میں اسے کوئی دشواری نہیں تھی۔ شہریوں کو اس کے زیر حکومت جان و مال کے تحفظ کی توقع تھی۔ (اسلام کا نظم مملکت ص ۲۶) ڈاکٹر صاحب کی اس رائے سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا حاکموں کے لیے قریش کی شرط لگانا بھی اسلامی حکومت کے استحکام اور عوام کی بہبودی کے خیال سے تھا۔

Marfat.com

نظام پھر نہ قائم ہونے چاہئیں" (رواہ البخاری عن ابو ہریرہؓ) اپنے بادشاہ ہونے کی نفی کرتے ہوئے ایک شخص سے کہا ھون علیک فانی لست بملک ترجمہ: مجھ سے ڈرو نہیں میں بادشاہ نہیں ہوں (بحوالہ صحیح بخاری)

اب آپ ﷺ کی زندگی میں سادگی اور مشقت انگیزی دیکھئے کہ آپ ﷺ قوم کے خادم تھے یا نہیں چنانچہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"یورپ کی نا آشنا نگاہ میں اگرچہ آپ ﷺ کی زندگی کا یہ دور (جب آپ ﷺ سلطنت اسلامی کی تشکیل میں مصروف تھے صلح حدیبیہ کے بعد) جدید ایشائی شاہانہ زندگی کا ایک طرب انگیز مظہر تھا۔ لیکن آشنایانِ حقیقت کو شہنشاہ عرب پھٹے پرانے کپڑوں میں مدینہ کی گلیوں کے اندر غلاموں اور مسکینوں کے کام کرتا ہوا نظر آتا ہے وہ تاج وتخت سے بے نیاز، قصر وایوان سے مستغنی، حاجب و دربان سے بے پروا، مال و زر سے خالی اور خدم وحشم کے بغیر دلوں پر حکومت کر رہا تھا۔ نہ اس کی حکومت میں حفاظت حاکم کے لیے پولیس تھی نہ بڑے بڑے انتظامی دفاتر نہ کثیر التعداد ارباب مناصب نہ وزرائے شوریٰ نہ امرائے سیاست نہ الگ الگ حکام و قضاۃ وہ ایک ہی ذات تھی جو ہر فرض ہر خدمت کی خود ہی ذمہ دار تھی۔ لیکن بآیں ہمہ وہ اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے اونٹ کے ایک بال کے برابر بھی زیادہ مستحق نہیں سمجھتا تھا۔ اس کے عدل و انصاف کے آگے فاطمہؓ جگر گوشہ نبوت اور عام مجرم برابر تھے۔"(1)

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کا دست مبارک

1- سیرت النبی از شبلی نعمانی حصہ دوم ص ۶۰۔۵۹

Marfat.com

چومنا چاہا تو آپ نے اسے پسند نہ فرمایا اور دست مبارک پیچھے ہٹا کر فرمایا ''یہ اہل عجم کا طریقہ ہے میں بادشاہ نہیں ہوں تم ہی میں سے ایک ہوں''

مسجد قبا اور مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں آپ ؐ نے عام مسلمانوں کے ساتھ حصہ لیا۔ عاشق مزاج پیروکاروں کے اصرار کے باوجود بھی آپ ﷺ گارا ڈھوتے اور پتھر اٹھاتے رہے ایک موقع پر جانثار صحابہؓ نے آپ ؐ کے حصے کا کام کرنے کی پیشکش کی تو آپ نے فرمایا '' مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے آپ کو ممتاز کروں'' جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ ﷺ نے مدد اور خدمت کے باوجود خود اسے جوڑا۔ حضرت خبابؓ بن الارت کی بکریوں کا دودھ ایک عرصے تک دوہتے رہے۔ (1) محدثین عظام نے آپ ؐ کے مسکن شاہی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

> ''سید العرب ﷺ کا مسکن چند چھوٹے چھوٹے حجروں پر مشتمل تھا انہی میں ازواج مطہراتؓ رہتی تھیں۔ ہر حجرے کی وسعت تین ساڑھے تین گز تھی۔ ان کی انچائی بس اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر ہاتھ بلند کرتا تو وہ چھت کو چھو جاتا۔ حجروں کی دیواریں مٹی کی تھیں اور ان پر کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں کی چھت تھی۔ ان حجروں کے ساتھ نہ کوئی صحن تھا نہ دالان، مٹی کی دیواروں میں بعض اوقات شگاف پڑ جاتے تھے جن سے دھوپ اندر آتی تھی۔ بارش میں بالوں کے کمبل حجروں کے گرد لپیٹنے پڑتے تھے تاکہ پانی اندر نہ آئے۔ ہر حجرے کے دروازے پر ٹاٹ یا کپڑے کا پردہ یا ایک ایک پٹ کا کواڑ تھا۔ ان حجروں کے علاوہ ایک معمولی سا بالا خانہ بھی تھا۔ (2)

1- اردو ڈائجسٹ رحمۃ للعالمین نمبر دوم ص ۱۸۵ تا ۱۸۷

2- مسند ابو داؤد، ادب المفرد للبخاری

Marfat.com

اسلامی ریاست کے رئیس اول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دنیا سے بے رغبتی کا یہ حال تھا کہ:

اکثر موٹے اور کھردرے کپڑے کا لباس زیب تن فرماتے (بخاری) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہننے کے لئے کپڑوں کا صرف ایک ہی جوڑا ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ) کھری چارپائی پہ سوتے جس پر تکیہ ہوتا۔ جسمیں خرمے کی چھال بھری ہوتی پشت مبارک پر چارپائی کے بان کی بدھیاں پڑ جایا کرتی تھیں۔ (مسلم) بوریئے پر استراحت فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک کی چشم دید شہادت ملاحظہ فرمائیے آپ فرماتے ہیں کہ:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم جو کی روٹی کھاتے تھے یہ روٹی ایسے موٹے آٹے کی ہوتی تھی کہ پانی کے گھونٹ کے بغیر حلق سے نیچے نہ اترتی تھی۔ آپؐ کے لیے کبھی پتلی چپاتی نہ پکائی گئی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ فرمایا کرتے تھے۔ اور تو اور بقول سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں مہینوں تک چولہا نہیں جلا کرتا تھا۔“ سوال یہ ہے(☆) کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ زندگی کی یہ غربت اور سختی یقیناً اختیاری تھی۔ حتی کہ ازواج مطہرات نے دنیاوی آسائشوں (ضرورتوں) کا مطالبہ کیا۔ تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواہش کو ناپسند فرمایا۔ اور قرآن کریم میں ارشاد ہوا ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور آسائش و آرائش کی خواہاں ہو تو آؤ میں تم کو تمہارا حق دے کر اچھی طرح رخصت کر دیتا ہوں۔ اور اگر تم خدا، اسکے رسولؐ اور آخرت کی خواہاں ہو تو جان لو کہ اللہ نے تم سے اچھے کام کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“
(الاحزاب - ۱۸)

Marfat.com

غریب تھے؟ ہر گز نہیں آپ ﷺ ایسے حاکم تھے جن کا قومی اموال میں تو بحیثیت پیغمبر حصہ (1) بنتا ہی تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھی بھی آپ ﷺ پر اپنا مال ومنال قربان کرنے کو تیار رہا کرتے تھے۔ ہر روز اموال کے ڈھیر مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی زیر نگرانی عوام الناس میں بانٹے جاتے مگر آپ ﷺ ایک حبہ بھی لینا پسند نہ فرماتے تھے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس روزانہ کثرت سے مال آتا اور آپ ﷺ تقسیم کر کے سکون کی نیند سویا کرتے ورنہ مسجد میں ہی سو جایا کرتے تو پھر زندگی کی یہ سختی کیوں؟ اس کا واحد جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے سے زیادہ اپنی رعایا کی فلاح وخوشحالی عزیز تھی اور اپنے عزیزوں سے زیادہ ریاست کے ضرورتمندوں کا خیال تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے بقول ''آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا آں حضرت ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو آپؓ نے جواب دیا۔

حین حطمه الناس (ابوداؤد، کتاب الصلوۃ) ''ہاں! لیکن اس وقت جب لوگوں (کی بھلائی کے لیے دن رات کی مشقت) نے آپ ﷺ کو چُور چُور کر دیا تھا۔''

اسلامی ریاست میں رئیس حکومت کے فرائض و اختیارات بمطابق شرع اسلامی یہ ہیں۔

1- نظم حکومت: تنفیذ امر، حکومت کے قوانین و احکام کا اجرا، حق اور انصاف کی حکومت کو بصورت محکم باقی رکھنا امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر کاربند رہنا امن عامہ کا قیام اور فساد کا انسداد (2)

1- اموال میں رسول اللہ ﷺ کا خصوصی حصہ یہ تھا۔ فے، خمس الخمس، صفی (کتاب الاموال از ابو عبیدہ ص ۸،۷) فدک آپ ﷺ کی ملکیت تھا۔ بنو نضیر (یہودیوں) کی املاک اور باغات بھی خاص آپ ﷺ کی ملکیت تھے (ایضاً ص ۱۰ تا ۱۲)

2- قرآن حکیم سورۃ آل عمران، احکام القرآن للجصاص جلد ۲، روح المعانی جلد ۱ ص ۲۰۲

Marfat.com

2- حکومت باشوریٰ: شوریٰ حکومت اسلامیہ کے لیے ایک اہم عنصر ہے۔[1] رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے ''خدا کی بالا دست حکومت سے مجھے یہ ہدایت ہے کہ میں تم کو اسکی طرف دعوت دوں مجھے اس کام میں وزرا (مشیروں اور ساتھیوں) کی ضرورت ہے کون ہے جو میرے ساتھ وزیر کی حیثیت سے کام کرے۔'' (بحوالہ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد 2 ص ۲۲)

3- حفاظت مذہب: امام مذہب کا محافظ ہے مذہب کے حقوق اور ضابطوں کی حفاظت اس طرح ہونی چاہیے کہ مذہب کی قوت کمزور نہ ہو اور امت زوال اور پستی کی جانب نہ جائے۔[2]

4- سیاسی انتظام: امت کے اجتماعی نظام کو قائم رکھنا امام کا حق ہے حقوق عامہ کی نگہداشت، سوسائٹی کے اختلافات کی اصلاح اور ظلم و زیادتی کا مداوا امام کی سیاسی ذمہ داریوں میں داخل ہیں۔[3] حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے ''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک اونٹ بھی پیاسا مر جائے تو اس کی باز پرس مجھ سے ہوگی۔''[4] اس سے انسانوں کی بھلائی و فلاح کی ترجیح کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

5- عمرانی فرائض: روئے زمین پر تعمیر و تمدن کے واجبات کو پورا کرنا، زراعت کی توسیع، شاداب درختوں، باغوں اور چمن زاروں کی آبیاری، شہروں کا قیام، آبادیوں اور مکانوں کی تشکیل، نہروں کا اجرا، خوشحال زندگی کی تکوین، معاشی اصلاح اور اقتصادی تعاون کا بحال رکھنا۔ یہ

1- اس عنوان پر حدیثیں اور حضور ﷺ کے ارشادات پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

2- احکام السلطانیہ از علامہ الماوردی، ص ۱۳،۱۲

3- روح المعانی جلد ا ص ۲۰۲، فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۰۲، احکام القرآن للجصاص جلد ۲ حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۱۴۸

4- طبری ج ۸، ص ۲۷۳ التبر المسبوک ص ۶۱

Marfat.com

سب دور نبوی ﷺ اور عہد خلافت راشدہ کے حالات سے ظاہر ہے کہ یہ تمام امور باحسن انجام قرار پاتے رہے۔ (اصلاح بین الناس کے لیے حضور اکرم ﷺ کی کوششوں کے لیے دیکھئے سیرت النبی جلد دوم ص ۱۶۵ از شبلی نعمانی)

6- امور عامہ: اسلامی معاشرہ کی بہتری، رعایا کی اصلاح، حقوق و فرائض کی دستیابی، انسانوں کی فلاح و بہبود، عہدیداروں کے فرائض و اختیارات میں تناسب، کمزوروں اور طاقتوروں کے توازن کی دیکھ بھال، سرحدوں کی حفاظت اور دشمنوں سے برسر پیکار ہونے کے لیے افواج کی تیاری۔ یہ سب امام کا فرض ہے۔[1]

امیر و مامور کے تعلق کی نوعیت:

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے ہر شخص محافظ و نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں دیئے گئے ہیں۔ پس امیر جو لوگوں کا نگران ہے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ اور (وہ) امیر (جو) اپنے گھر والوں کا نگران ہے پس اس سے اس کی رعیت (بیوی بچوں) کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

1- حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی نے اپنی تصنیف ''البدور البازغہ'' میں مقالہ اول فصل ۱۱ میں امام المسلمین کے فرائض گنواتے ہوئے پانچ ضرورتوں کا ذکر کیا ہے۔(۱) محکمہ قضاۃ و عدلیہ (۲) شہری انتظامیہ (۳) جہاد (۴) کوتوال (شہری نظام) (۵) امور مذہبیہ کی نگرانی۔ اور امام کے سات معاونین کا ذکر کیا ہے جو اسلامی سلطنت میں فلاحی حکومت کے بہترین قیام کے لیے ضروری ہیں۔ (۱) وزیر اعظم (۲) سپہ سالار اعظم (۳) امیر البحر (۴) قاضی القضاۃ (۵) شیخ الاسلام (۶) حکیم و طبیب (۷) ناظر خانہ۔ ان معاونین کی کارکردگی پر نظر رکھنا اور ان کی تنخواہیں ادا کرنا بھی امام المسلمین کی ذمہ داری ہے۔ (دیکھئے دوسرا مقالہ فصل ۱۸)

Marfat.com

اور بیوی اپنے شوہر کے گھر اور شوہر کی اولاد کی نگران ہے اور اس سے اولاد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ [1]

۲۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے "جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔" (متفق علیہ)

۳۔ فرمان رسالت ﷺ ہے "جس کسی شخص نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملہ کی ذمہ داری قبول کی پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی ......تو اللہ اس کو منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔"

۴۔ ارشاد رسول ﷺ ہے "جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو اور وہ مسلمانوں پر محض رشتہ داری یا دوستی کی وجہ سے کسی کو حکمران بنائے تو اس کے اوپر اللہ کی لعنت ہوگی۔ اللہ اس کی طرف سے کوئی فدیہ قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دے گا۔" (کتاب الخراج از امام ابو یوسفؒ)

۵۔ ارشاد رسالت ﷺ ہے "مسلمانوں کو اجتماعی معاملات کے ذمہ دار کی بات سننی اور ماننی ضروری ہے چاہے وہ حکم اپنی طبیعت کے لیے خوشگوار ہو یا ناخوشگوار بشرطیکہ وہ معصیت نہ ہو" (متفق علیہ)

خلیفہ کے بغیر اسلامی ریاست:

حاکم کے بغیر حکومت ایسے ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے الوالی من الرعیته کالروح من الجسد (کنوز الحقائق حدیث نمبر ۱۰۲) "حاکم رعیت میں ایسے ہیں جیسے جسم میں روح" حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے "اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امارت کے نہیں۔"

2- راہ عمل از جلیل احسن ندوی، ص ۵۰، ۲۴۸۔ بحوالہ صحیحین

Marfat.com

خلیفہ کے حقوق یا شہریوں کے فرائض:

۱۔ سمع وطاعت: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کارکنان حکومت کے احکام کو ماننا اور ان کی تعمیل کرنا واجب ہے۔ (بخاری) پھر فرمایا انما الطاعة فی المعروف (اطاعت صرف نیک کاموں میں ہے)

۲۔ خیر خواہی: یہ اسلامی حکومت کا شہریوں پر دوسرا حق ہے جس کے لیے قرآن اور حدیث میں ''نصح'' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ حکومت کی بھلائی چاہنا اور نقصان سے احتراز کرنا۔[1]

۳۔ تعاون: ارشاد خداوندی ہے تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ۔۲)[2] ایک دفعہ حضرت عمر نے محسوس کیا کہ لوگ حکومت کی ذمہ داریوں سے بچنے لگے ہیں تو انہیں اکٹھے کر کے فرمایا۔ ''اگر آپ لوگ میری مدد نہیں کریں گے تو آخر میری مدد کے لیے کون لوگ آئیں گے۔'' (کتاب الخراج ص۔۶۵)

۴۔ مالی قربانی: قرآن مجید میں زکوٰۃ کا حکم سینکڑوں جگہ آیا ہے جو اسلامی مملکت کے شہری اپنے رئیس مملکت کو ادا کریں گے اس کے باوجود بھی اہل ثروت شہریوں کا فرض ہے کہ وہ بوقت ضرورت ریاست کے لیے اپنے اموال پیش کرتے رہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ؟ قُلِ الْعَفْوَ (البقرہ۔۲۱۹)[3]

۵۔ جانی قربانی: بوقت ضرورت ریاست کے تحفظ، دفاع اور بقا کی خاطر شہریوں کا اپنی جان پیش کرنا ایک لازمی امر ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے

1- اسلامی ریاست از مودودیؒ ص ۳۵۹

2- ترجمہ: نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں آپس میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں آپس میں تعاون نہ کرو۔

3- ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں، فرما دیجئے جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو۔

Marfat.com

"تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم کو (ریاست کی حفاظت و دفاع کی خاطر) خدا کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلنے کے لیے کہا جاتا ہے تو تم زمین پر جم جاتے ہو۔ (توبہ۔ ۳۸)

ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے "تم پر جہاد فرض ہے خواہ تمہارا امیر نیک ہو یا بد" (ابوداؤد) پھر فرمایا "تین چیزوں سے جہاد کرو جان، مال اور زبان سے" (ابو داؤد، نسائی)

خلیفہ کے فرائض یا شہریوں کے حقوق:

سب سے پہلے یہ تعین کرنا ضروری ہے کہ اسلامی ریاست میں شہری کا درجہ کسے حاصل ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِى الدِّيۡنِ (توبہ۔۱۱) ترجمہ: "پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی بن گئے۔" رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

> "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ یہ باتیں کرنے لگیں تو ان کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔ (مسلم باب الامر بقتال) یہاں تک وہ ہمارے طریقہ پر نماز پڑھنے لگیں ہمارے قبلہ کی طرف رخ کریں اور ہمارے طریقہ پر اپنے ذبیحہ کو ذبح کریں تو ہمارے اوپر ان کا خون اور ان کا مال حرام ہوگیا۔ (بخاری باب فضل استقبال القبلہ) جس نے ہمارے طریقہ پر نماز پڑھی ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلم ہے (ایضاً)"

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مانعین زکوۃ کے خلاف اقدامات کرتے وقت ایک مسلمان شہری کی یہ تعریف کی ”جو اللہ اور ریاست کے حقوق میں سے کسی حق کو تلف نہ کرے“(1)

اب ذیل میں ایک اسلامی مملکت کے شہریوں کی حیثیت متعین کی جاتی ہے۔ رسول اللہ کا ارشاد پاک ہے:

۱۔ تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تم کو چاہتے ہیں تم ان کو دعائیں دیتے ہو اور وہ تم کو دعائیں دیتے ہیں۔ (مسلم عن عوف بن مالکؓ)

۲۔ **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده** (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں) (صحیحین)

۳۔ **الخلق عیال الله** (مخلوق خدا کا کنبہ ہے) لہٰذا ان کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ (ایضاً)(2)

آئیے اب اسلامی ریاست میں خدا کے کنبہ کے حقوق پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی زمین پر بلا تفریق تمام مسلم و غیر مسلم رعایا کے مشترک حقوق ذکر کیے جاتے ہیں۔

❁ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ دوسروں کو روکنا ناجائز ہے نمک اور آگ (ایندھن) کے استعمال سے۔ (بحوالہ ابوداؤد) چراگاہوں کا مالک اللہ اور اس کا رسول ہے۔ (ریاض السنۃ) یعنی ان سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پھر فرمایا ”تین چیزوں میں سب کا حصہ ہے۔ پانی، گھاس، اور ”ایندھن“ (ابن ماجہ) پھر فرمایا۔ ”تم کنوئیں کا فالتو پانی مت روکو تاکہ گھاس کی نشوونما نہ رک جائے۔“ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی) پھر ارشاد ہوا۔ ”انسان

1۔ اسلامی ریاست از اصلاحی، ص ۱۰۵، ۱۰۴

2۔ بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام از مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

Marfat.com

کے بنیادی حقوق چار ہیں[1] رہنے کے لیے گھر، تن ڈھاپنے کے لیے کپڑا، خشک روٹی اور پانی (ترمذی) حضور ﷺ نے پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (ریاض السنۃ)

❁ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی، گھاس (چراگاہ) اور آگ (ایندھن وغیرہ) (بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ)

❁ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں "نمک، گندھک (زمینی معدنیات) مومیائی اور مٹی کے تیل میں تمام لوگ برابر کے شریک ہیں۔" (بحوالہ اسلام کے کارہائے نمایاں، ص ۲۸۸)

حقوق عامہ:

اسلامی ریاست میں لوگوں کے حقوق عامہ ذکر کیے جاتے ہیں جن کو پورا کرنا یا جن کی دستیابی کے لیے موزوں حالات پیدا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

(الف) جان و مال اور عزت کی حفاظت: قرآن میں ارشاد ہوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل۔۳۳) لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (بقرہ۔۱۸۸) لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (حجرات۔۱۱)[2]

1- علامہ ابن حزم اندلسی نے "المحلی" میں حدیث رسول ﷺ کے حوالے سے پانچ انسانی ضرورتیں بیان کی ہیں۔ (۱) روٹی کا ٹکڑا (۲) پانی (۳) تن ڈھانکنے کے لیے کپڑ (۴) رہائش کے لیے مکان (۵) علاج اور تعلیم کی سہولتیں (بحوالہ مقالات سیرت 1982ء ص 34 مطبوعہ محکمہ اوقاف حکومت پنجاب)

2- آیات کا بالترتیب ترجمہ درج ذیل ہے۔
(۱) اور کسی جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ۔
(۲) اپنے اموال کو اپنے درمیان باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔
(۳) کوئی قوم دوسری قوم کا تمسخر نہ اڑائے۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔" (ایک) مسلمان کی ہر چیز (دوسرے) مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی، اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی (صحیح مسلم)[1]

(ب) شخصی آزادی: رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے لایوسر رجل فی الاسلام بغیر عدل (موطا امام مالک) ترجمہ: اسلام میں کوئی شخص بغیر عدل کے قید نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) مذہبی آزادی: قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (بقرہ۔۲۵۶) لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (کافرون۔۶) مگر ولا تفرقوا سے فرقہ بازی کی ممانعت کی گئی ہے۔[2]

(د) قانونی مساوات: ایمان کی سعادت حاصل کرنے میں (قانوناً) سب برابر ہیں۔ (بقرہ۔ ۲۸۵) لوگوں کے درمیان (بلا تفریق) اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم ہے۔ (مائدہ۔ ۴۸)

مدینہ کی ایک معزز عورت (فاطمہ مخزومیہ) نے چوری کی تو قطع ید کی سزا تجویز ہوئی۔ سزا کی معافی کے لیے (حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ذریعے) سفارش کی گئی تو آں حضور ﷺ نے سخت ناپسند فرمایا اور ارشاد ہوا۔" اس ذات کی قسم جس کی مٹھی میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ (بحوالہ مسلم باب قطع السارق الشریف)

1- ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔ قتل صرف تین موقعوں پر جائز ہے۔
(۱) شادی شدہ زانی کا (۲) مرتد کا (۳) قاتل کا
(اور وہ بھی عدالت کا کام ہے کہ اس پر عملدرآمد کروائے)

2- آیات کا بالترتیب ترجمہ یوں ہے۔
(۱) دین میں کوئی جبر (تنگی) نہیں ہے۔
(۲) تمہارے لیے تمہارا دین، میرے لیے میرا دین۔
(۳) اور تم تفرقے میں نہ پڑو (اور تم گروہ گروہ نہ ہو جاؤ)

Marfat.com

(ہ) معاشرتی مساوات: ارشاد الٰہی ہے۔ ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف شاخوں اور قبیلوں میں اس لیے تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں وہی عزت والا ہے جو تمہارے درمیان زیادہ متقی ہے۔'' (الحجرات ۔۱۳) حضور ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد فرمایا۔ ''یاد رکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے'' (سیرت النبی دوم از شبلی نعمانی بحوالہ مسند احمد)

(و) عدل وانصاف: قرآن میں حکم الٰہی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (نحل ۔۹۰)[1] فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو (نساء ۔۵۸) عدل کے ساتھ فیصلہ نہ کرنے والے کو کافر، ظالم اور فاسق کہا گیا ہے۔ (مائدہ)[2]

(ز) تعلیم کا انتظام: عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ (زمر ۔۹) علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں (زمر ۔۲۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة (علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے) ایک اور ارشاد میں'' مہد سے لحد تک علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔''

(ح) آزادی اجتماع کا حق[3]: قرآن کریم میں ارشاد ہے'' اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیکی

1- ترجمہ: بے شک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔

2- آیات ۴۴ ۔۴۵ ۔۴۷

3- فاروق اعظمؓ کا ارشاد ہے: اسلام جماعت سے، جماعت ریاست سے اور ریاست اطاعت سے زندہ رہ سکتی ہے۔ (مسند دارمی باب فی ذہاب العلم)

Marfat.com

کا حکم دے اور برائی سے روکے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (آل عمران۔۱۰۴)

(ط) نجی زندگی کی حفاظت: سورۃ نور میں ارشاد ہوا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا (۲۷) ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

(ی) ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق: قرآن مجید میں مظلوم کو یہ حق دیا گیا ہے۔ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ط (النساء۔۱۴۸)[1] برائی کے اظہار کو اللہ صرف مظلوم کی حد تک اجازت دیتا ہے۔

(ک) مذہبی دلآزاری سے تحفظ: قرآن کریم میں ہدایت آئی ہے کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (انعام۔۱۰۸) ترجمہ: ان بت پرستوں (یا بتوں) کو برا بھلا نہ کہو جنہیں (یا جو) اللہ کے سوا پکارتے ہیں (عبادت کرنے کو)

(ل) آزادی سکونت: رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے ''تم جہاں چاہو رہو ہمارے اور تمہارے درمیان صرف یہ شرائط ہیں کہ نہ تم خونریزی کرو اور نہ تم راہزنی کرو اور نہ کسی پر ظلم کرو۔'' (بحوالہ نیل الاوطار)

(م) کسی کو غلام نہ بنایا جائے: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ان من شرار الناس الذین یبیعون الناس (بخاری) ترجمہ: آدمیوں کو فروخت کرنے والے بہت برے لوگ ہیں۔ پھر فرمایا: اشرار الناس الذین یشترون الناس ویبیعونھم (ترمذی) ترجمہ: برے لوگ وہ ہیں جو

1- ترجمہ: اللہ پسند نہیں کرتا کہ (کسی کی) برائی کا اظہار اعلانا کیا جائے مگر جس کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔

Marfat.com

انسانوں کی خرید وفروخت کرتے ہیں۔[1]

(ن) ملکیت کا حق: قرآن کریم میں حکم و اجازت ہے ''خدا کے فضل (رزق) کی تلاش کے لیے زمین میں پھیل جاؤ'' (جمعہ۔۱۰) ہر آدمی اپنے کیے کا پھل پانے کا حقدار ہے (طور۔۱)

انفرادی ملکیت: ان شرائط کے ساتھ روا ہے۔(۱) اسراف نہ کرے (۲) عیاشی وبدکاری سے بچے۔ (۳) غربا و مساکین کی مدد کرے۔ (۴) بوقت ضرورت فاضل دولت اسلامی سلطنت (یا قوم) کے حوالے کر دے۔(رمز ایمان از برق ص۔۱۴۷)[2] اسلام میں نجی ملکیت کے ذرائع یہ ہیں۔ جن پر اسلامی ریاست کی کوئی قدغن نہیں۔ بشرطیکہ یہ ہر طرح سے جائز و صحیح ہوں اور ان میں کوئی برائی راہ نہ پائے۔ یعنی ان ذرائع سے استفادہ کرنے اور محصول شدہ مال و دولت سے اللہ کی مخلوق کا حق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی، مجرمانہ غفلت یا ارادۃً برائی نہ ہو۔

۱۔ تجارت: رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''سب سے بہترین کمائی تجارت ہے جس میں نافرمانی رب کے طریقے اختیار نہ کیے جائیں۔ اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا'' (مسند احمد)[3]

۲۔ مزدوری محنت: فرمان الٰہی ہے ''مرد کے لیے حصہ ہے جو اس نے

---

(1)۔ ممانعت غلامی اور آزادی غلاماں کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات اتنی وسیع ہیں کہ اس جگہ ان کو شامل گفتگو کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

(2)۔ قرآن و حدیث کے حوالے یہ ہیں اعراف ۳۱، بنی اسرائیل ۲۷، ۲۶، معجم الصغیر ص ۹۱ اعراف ۹

(3)۔ نافرمانی رب کے طریقے مثلاً ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، منافع کی زیادتی، خرید وفروخت کرتے وقت جھوٹ بولنا۔ اور اسی طرح کے دوسرے ناپسندیدہ امور ہیں جن پر آپ ﷺ نے تہدید بھی کی اور سزا بھی دی اور ان افعال کی برائی کے احکامات بھی موجود ہیں۔

Marfat.com

کمایا اور عورت کے لیے حصہ ہے جو اس نے کمایا۔ (النساء۔۳۲)
لیکن ان کی دولت پر سائل و محروم کا بھی حق ہے۔ (ذاریات۔۹)

۳۔ بنجر زمین کی آبادی: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے من احیا ارضاً میتا فھو لہ (بحوالہ ''اسلام میں نظام عدل'') ترجمہ: جو شخص کسی بنجر زمین کو آباد کرے گا وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

۴۔ زراعت: پہلے سے حاصل شدہ زمین کی آمدنی بھی نجی ملکیت میں شامل ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے ''زمین میں خود کھیتی کرو یا اپنے کسی بھائی سے کھیتی کراؤ یا اپنے پاس رکھو'' (کاشتکاری کرنے کو)

۵۔ وراثت: ماں باپ یا قریبی عزیزوں کے مال و دولت سے ملنے والا حصہ بھی انسان کی نجی ملکیت ہے۔ مکمل احکامات سورۃ النساء آیات ۱۱۔۱۲ میں دیکھئے۔

۶۔ شکار: شکار سے حاصل کردہ پرندے جانور ان کی قیمتی کھالیں اور ہڈیاں بھی نجی ملکیت ہیں۔ موتی، مرجان، گھونگھے اور قیمتی پتھر بھی نجی ملکیت شمار ہونگے۔

۷۔ عطیات و ہدایا: کسی کو ملنے والے تحائف، عطیات، ہدیے نذرانے خواہ قیمتی ہوں یا غیر قیمتی، نجی ملک شمار ہوں گے۔ (دیکھئے رمز ایمان ص ۱۵۴)

(س) بیرونی خطرات سے حفاظت: قرآن مجید میں ارشاد ہے ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور مقابلہ میں بڑھ کر صبر دکھاؤ اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کرو'' (آل عمران۔۲۰۰)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''اللہ کی راہ میں ایک دن (سرحدوں پر) پہرہ دینا دیگر مقامات پر ہزار دن کے پہرے سے بہتر ہے۔'' (ترمذی، نسائی)

Marfat.com

(ع) حاجتمند کی کفالت: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''میں اس کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہیں اس کی جانب سے دیت ادا کروں گا۔ (ابوداؤد کتاب الفرائض) پھر فرمایا '' جس نے کوئی بار چھوڑا تو وہ میرے ذمہ ہے اور جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا حق ہے'' (ایضاً) پھر فرمایا '' تو اس کا قرض میں (بیت المال سے) ادا کروں گا۔'' (کتاب الاموال) پھر فرمایا'' تین آدمی ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ (ریاست) کا حق ہے اوّل غازی دوم آزادی چاہنے والا غلام سوم نکاح کا خواہشمند''

(ف) استطاعت کے مطابق بوجھ: عن عبداللہ بن عمرؓ '' ہم اطاعت کی بیعت کرتے تو آپ ﷺ فرماتے کہ ''یوں کہو کہ جہاں تک تمہاری استطاعت میں ہوگا۔'' (مسلم باب البیعت علی السمع)

(ش) غیر مسلم رعایا کے حقوق: غیر مسلم رعایا کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) معاہد: جو جنگ کے بغیر کسی معاہدے یا صلح نامہ کے ذریعے اسلامی حکومت کے ماتحت آ گئے ہوں ان معاہدین کے حقوق کے لیے بخران کے عیسائیوں کے ساتھ رسول کریم ﷺ کا وہ تحریری معاہدہ درج کیا جاتا ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے معاہدین کے حقوق بیان کیے ہیں۔

''بخران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں، ان کا مذہب، ان کی زمینیں، ان کا مال، ان کے حاضر و غائب، ان کے قافلے، ان کے قاصد، ان کی مورتیں، اللہ کی امان اور اس کے رسول ﷺ کی ضمانت میں ہیں۔ (ان لوگوں اور ان کے احوال) کی موجودہ حالت میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا۔ اور نہ ان کے حقوق میں سے کسی حق میں دست اندازی کی جائے گی۔ اور نہ مورتیں بگاڑی جائیں گی۔ نہ

Marfat.com

کوئی اسقف اپنی اسقفیت سے ، نہ کوئی راہب اپنی رہبانیت سے، نہ کنیسا کا کوئی منتظم اپنے عہدے سے ہٹایا جائے گا اور جو بھی کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اسی طرح رہیگا۔ ان کے زمانہ جاہلیت کے کسی جرم یا خون کا بدلہ نہ لیا جائے گا۔ نہ ان سے فوجی خدمت لی جائے گی۔ اور نہ ان پر عشر لگایا جائے گا۔ اور نہ اسلامی فوج ان کی سر زمین کو پامال کرے گی۔ ان میں سے جو شخص اپنے کسی حق کا مطالبہ کرے گا تو اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ نہ ان کو ظلم کرنے دیا جائے گا اور نہ ان پر ظلم ہوگا۔ ان میں سے جو شخص سود کھائے گا وہ میری ضمانت سے بری ہے۔

اس صحیفہ میں جو لکھا گیا ہے اس کے ایفا کے بارے میں اللہ کی امان اور محمد النبی ﷺ کی ذمہ داری ہے یہاں تک کہ اس بارے میں خدا کا کوئی دوسرا حاکم نازل ہو۔ جب تک یہ لوگ مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں گے۔ ان کے ساتھ جو شرائط کئے گئے ہیں (ہم) ان کی پابندی کریں گے ان کو ظلم سے کسی بات پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

خبردار! جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا۔ یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے گا۔ یا اس سے اس کی مرضی کے خلاف کوئی چیز حاصل کرے گا تو اس کے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث ہوں گا۔'' (دیکھئے فتوح البلدان از بلا ذری ص ۷۶ مزید دیکھئے کتاب الخراج از قاضی امام ابو یوسف)

مفتوحین: دوسرے نمبر پر وہ غیر مسلم رعایا آتی ہے جو باقاعدہ جنگ وقتال

Marfat.com

کے بعد مطیع ہوئی ہو۔ ان کے حقوق کچھ مختلف ہیں۔ مثلاً

(۱) روزی اور کفاف کی ذمہ داری مسلم ریاست کی ہے۔ بشرطیکہ مفتوح غیر مسلم اپنی روزی کمانے سے معذور ہو (بحوالہ کتاب الاموال ص ۴۶)

(۲) اگر مفتوح غیر مسلم کسی دوسرے دشمن کے قبضہ میں آجائے اور فدیہ دے کر چھوڑانے کی ضرورت پیش آئے تو اسلامی بیت المال سے اسکا فدیہ ادا کیا جائے۔[1] (ایضاً ص ۱۲۷)

(۳) اسلامی حکومت میں ایک ذمی (مفتوح غیر مسلم) کی جان ایک مسلمان کی جان کے برابر ہے اور قصاص یا خونبہا دیا جائے گا۔ حضور انور ﷺ نے اپنے عہد میں ایک ذمی کے مال کے نقصان کا ہرجانہ دلوایا تھا۔ (کتاب الاموال ص ۱۵۱) اس کے علاوہ ذمیوں کے مذہبی حقوق بھی ہیں جن میں تحفظ عزت (درمختار جلد اول ص ۲۷۳) شخصی معاملات میں آزادی (کتاب الاموال ص ۲۶) اور جزیہ اور خراج کی وصولی میں نرمی کا حق اہم ہیں (کتاب الخراج ص ۸۲) غرضیکہ غیر مسلم رعایا کو دینی امتیاز کے علاوہ کسی بھی معاملے میں عام مسلم شہریوں سے فروتر نہیں سمجھا گیا۔ اور ان کو مساوی حقوق دیئے گئے ہیں۔[2]

خارجہ پالیسی:

کسی بھی حکومت کے محاسن و معائب کا جائزہ لیتے وقت اس کی خارجہ پالیسی پر نظر ڈالنی ضروری ہوتی ہے اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کی

1- اگر کوئی ذمی دشمن ملک میں قید ہو جائے تو اس کی رہائی کے لئے جہاد تک کرنے کا حکم بھی آیا ہے۔ (کتاب الاموال ص ۱۸۸)

2- مولانا مودودی نے غیر مسلموں کو پارلیمنٹ کے ممبر بننے کا حق چند شرائط کے ساتھ دیا ہے۔ صدر مملکت کا منصب اور کلیدی عہدوں پر نہ آنے کے حق میں ہیں (دیکھئے اسلامی ریاست ص ۵۹۸ تا ۶۰۱)

Marfat.com

اہم خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔معاہدات میں مسلم مفادات کا تحفظ: دوسری غیر مسلم حکومتوں سے اس قسم کے معاہدات نہ کیے جائیں گے جن سے دوسری اسلامی حکومتوں کے مفادات مجروح ہوتے ہوں قرآن فرقان میں کہا گیا ہے۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (1)

ترجمہ: اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

۲۔معاملات صلح وامن کے پیامبر: قرآن مجید میں ارشاد ہے۔"اور اگر وہ (دشمن) صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ۔" (انفال۔۶۱)"اور ان (دشمنوں) سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کے لیے ہو پھر اگر وہ رک جائیں تو ظالموں کے سوا کسی اور پر کوئی سزا نہیں ہے۔" (بقرہ۔۱۹۳)

۳۔خارجہ پالیسی، عالمی انسانی برادری کی مظہر: قرآن کریم میں ارشاد ہے "سب لوگ ایک ہی امت ہیں لیکن وہ آپس میں جھگڑتے ہیں۔" (یونس۔۱۹) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے"الخلق عیال اللہ (مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) (بیہقی)

۴۔پابندی عہد، خارجہ پالیسی کا بنیادی پتھر: قرآن مجید کا فرمان ہے اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل۔۳۲) یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (مائدہ۔۱) (2)

1- آل عمران۔۲۸

2- دونوں آیتوں کا بالترتیب ترجمہ درج ذیل ہے۔

ا۔ وعدے کو پورا کرو بے شک عہد (وعدہ) کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

۲۔ اے ایمان والو! اپنے وعدوں کی پابندی کیا کرو۔

Marfat.com

۵۔ بین الاقوامی عہد کی پابندی: قرآن فرقان کا ارشاد ہے ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کے نام پر انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ کسی قوم کی دشمنی تم کو اس امر پر نہ اکسائے کہ عدل کا دامن چھوڑ دو تم بہر حال انصاف کا معاملہ کرو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔'' (مائدہ۔۸)

٦۔ جارح قوم کا ڈٹ کا مقابلہ کرنا چاہیے: فرمان خداوندی ہے ''وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا'' (بقرہ۔۱۹۰) ترجمہ: اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔'' دشمن سے بدلہ اتنا ہی لینا چاہیئے جتنی اس کی خرابی ہے ظلم و زیادتی کی ممانعت ہے۔ پھر فرمایا ''اور بدی کا بدلہ اس کی مثل سزا ہے۔'' (الشوریٰ۔۴۰)

کسی بھی حکومت کے فلاحی اقدامات کا اندازہ کرتے وقت اس کی اقتصادی حالت، مالی آمدن کے ذرائع اور عوام کے لیے اخراجات کی مدّات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اسلامی ریاست کی اقتصادی حالت کا جائزہ لیتے ہیں تو فوز و فلاح اور بہبودی انسانیت کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ عوام کے لیے حکومت کے فلاحی اقدامات تو موجودہ مقالہ میں جگہ جگہ بکھرے ہوئے ہیں۔ یہاں صرف اسلامی ریاست میں آمدنی اور اخراجات کے عنوان پر مختصر گفتگو کی جاتی ہے۔ چنانچہ اسلامی مملکت میں آمدنی کے ذرائع حسب ذیل ہیں۔

۱۔ زکوٰۃ: بہت معمولی خدائی ٹیکس (اڑھائی فیصد سالانہ) جو ایک سال کے گزرنے پر جمع شدہ مال پر مسلمان شہری سے لیا جاتا ہے۔ یہ سونا چاندی، مویشی، سامان تجارت اور غلہ و پھل پر لگتا ہے۔ نصاب ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی قیمت کا دوسرا مال یا نقدی ہے۔

Marfat.com

۲۔ صدقات: یہ وہ مال ہے جو امرا مجموعی طور پر غربا کی امداد کے لیے بیت المال کو دیتے ہیں یاد رہے کہ اہل ثروت خود بھی غریبوں کی صدقات سے بلا واسطہ مدد کرتے ہیں

۳۔ خمس: مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو بیت المال کو جاتا ہے مال، رکاز، دفینوں اور کانوں سے نکلی ہوئی معدنیات کا پانچواں حصہ بھی بیت المال میں آتا ہے۔

۴۔ فیئ: وہ مال جو دشمن سے بغیر جنگ کے حاصل ہوتا ہے۔

۵۔ خراج: سرکاری لگان جو غیر مسلم کاشتکاروں کی مقبوضہ زرعی اراضی پر زمین لی پیداوار، زرخیزی اور وسائل آبپاشی کی آسانیوں کو مد نظر رکھ کر سالانہ شرح سے وصول کیا جاتا ہے۔

۶۔ عشر: اسلامی ریاست کے مسلم کاشتکاروں پر عائد شدہ لگان کو عشر کہا جاتا ہے۔ عشر کی شرح بارانی زمین پر ۱/۱۰ اور چاہی (نہری) زمین پر ۱/۲۰ کے حساب سے ہوتی ہے۔

۷۔ جزیہ: یہ وہ معمولی ٹیکس ہے جو اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندوں سے لیا جاتا ہے اس کے بدے میں اسلامی حکومت ان کے مال، جائیداد، جان اور عزت کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کی شرح حسب ذیل ہوتی ہے۔

(الف) مالداروں سے: ۴۸ درہم سالانہ (بارہ روپے)

(ب) متوسط طبقہ سے: ۲۴ درہم سالانہ (چھ روپے)

(ج) ادنی طبقہ سے: ۱۲ درہم سالانہ (تین روپے)

غربا، اپاہج، اندھوں اور معذور افراد سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اسلامی حکومت ان کی کفالت کرتی ہے۔ (دیکھیئے کتاب الخراج از امام ابو یوسف، کتاب الاموال باب ۴ تا ۱۰ از ابو عبیدہ اندلسی)

Marfat.com

۸۔ عشور: یہ وہ تجارتی ٹیکس ہے جو غیر مسلم تاجروں کے مال پر وصول کیا جاتا ہے جسے وہ اسلامی ریاست میں بغرض تجارت لے کر آئیں۔

۹۔ کراء الارض: اسلامی مملکت کی اراضیات کا مقررہ لگان جو کاشتکاروں کی باہمی رضامندی سے وصول کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ وقف: وہ سرمایہ یا جائیداد جو اسلامی ریاست کے دولتمند حضرات مفاد عامہ کے لیے اجتماعی ملکیت میں دے دیتے ہیں۔

۱۱۔ ضرائب: یہ وہ ٹیکس ہے جو امراء پر اسوقت عائد کیا جاتا ہے۔ جب وہ اسلامی معاشی قوانین پر عمل نہیں کرتے اور عوام کی غربت اور تنگدستی کا باعث بنتے ہیں۔

۱۲۔ اموال فاضلہ: وہ سرمایہ جس کا مالک اس دنیا میں سے اٹھ جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو۔ بیت المال میں داخل کرلیا جاتا ہے۔

۱۳۔ ضبط شدہ جائیداد: حضور پرنور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص اونٹوں کی زکوۃ نہ دے اس کے آدھے اونٹ ضبط کرلو" (ابو داؤد، کتاب الزکوۃ) حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے اونٹ ضبط کرلیے کہ اس نے سرکاری چراگاہ میں چرائے تھے۔ (سراج الملوک ص ۱۱۶) آپؓ نے ایک تاجر شراب کے کچھ مویشی اور مال بھی ضبط کرلیا تھا (کتاب الاموال ص ۹۶) حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے دس ہزار درہم ضبط کر لیے کہ انہوں نے بحرین کا عامل ہوتے ہوئے کمائے تھے۔ (فتوح مصر ص ۱۴۸) فاروق اعظمؓ راشی (تحفے تحائف لینے والے) حکام کا مال ضبط کرلیا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۱۴۔ جرمانہ: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "اگر کوئی شخص باغ سے پھل چرائے تو

Marfat.com

اس سے پھل کی دگنی قیمت لے کر صاحب باغ کو دی جائے۔ (ابو داؤد کتاب الحدود) علامہ شوکانی کے بقول ''گم شدہ اونٹ کو بغیر اعلان کیے رکھنے والے سے ایک اونٹ بطور جرمانہ وصول کیا جائیگا۔'' (نیل الاوطار جلد ۴ص ۱۸۱) ترک صلوٰۃ، شراب نوشی اور رشوت خوری پر بھی جرمانے تجویز کیے گئے ہیں۔

مصارف: اسلامی ریاست کے بیت المال میں سے خرچ کے مدات یہ ہیں:

زکوٰۃ وصدقات: کے مستحقین سورۃ توبہ آیہ ۶۰ کی رو سے حسب ذیل اشخاص مستحق زکوٰۃ ہیں۔ (۱) فقرا (۲) عاملین زکوۃ (۳) مولفۃ القلوب (نومسلموں کی امداد) وغیرہ (۴) فی الرقاب (غلاموں کی آزادی)[1] (۵) غارمین (۶) فی سبیل اللہ (جہاد، تبلیغ) (۷) ابن السبیل (مسافر جو تنگدست ہو گیا ہو) عشور کے مصارف بھی یہی ہیں۔

مال غنیمت: سورۃ انفال آیہ ۔۴۱ کے مطابق مال غنیمت کے پانچویں حصہ میں یہ لوگ حقدار ہیں وَلِذِي الْقُرْبىٰ وَالْيَتَامىٰ وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (قریبی، یتیم، مسکین اور ضرورت مند مسافر)

معاش: ☆ اسلامی ریاست ضرورتمندوں اور مستحقین کی معاش کی کفیل ہے اول مالدار حضرات خود (المحلیٰ از امام ابن حزم اندلسی جلد نمبر ۱، ص ۱۵۷) دوم اسلامی ریاست (جامع ترمذی کتاب الاحکام)

☆ اسلامی ریاست غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ (قواعد الاحکام فی مصالح الانام جلد ا ص ۱۳۸)

☆ اسلامی ریاست بوڑھوں، نابیناؤں اور معذوروں کے لیے سہولتیں فراہم کرنے کی پابند ہے۔ (بحوالہ سیرت عمر بن عبدالعزیز از ابن جوزی و سیرت عمر بن عبدالعزیز از عبدالحکم)

1۔ مقروض وتاوان رسیدہ لوگ (کتاب الاموال ص 851)

Marfat.com

وظائف: اسلامی ریاست میں لوگوں کو بیت المال سے ان کی کوشش اور کام کی نوعیت کے مطابق وظیفہ ملے گا۔ (کتاب الاموال ص ٦٠٦) وظیفہ بچے کی پیدائش کے دن ہی سے جاری ہوگا۔ (ایضاً ص ٣٥٥) عورتوں اور غلاموں کو بھی بیت المال سے وظائف ملیں گے۔ (ایضاً ص ٣٦٢) نادار لوگوں کا روزینہ بھی بیت المال سے مقرر ہوگا۔ (ایضاً)

متفرق: مفلس مقروض کا قرض بیت المال ادا کرے گا۔ (کتاب الاموال مولفہ امام ابو عبیدہ اندلسی) نادار کنواروں کی شادیاں اور ان کی طرف سے حق مہر بھی بیت المال کی طرف سے ادا ہوگا۔ (ایضاً) غیر مسلم کا شتکاروں کو مالی امداد بھی دی جائیگی جو تنگدستی کی وجہ سے اپنی زمینوں کا انتظام نہیں کر پاتے (ایضاً) انتظامیہ کے عہدیداروں کی تنخواہیں بھی اسلامی ریاست ادا کرے گی۔ (ایضاً ص ٣٩٩) بے گھر کو گھر، ننگے کو لباس اور مسافر کو سواری و رسد زکوٰۃ (بیت المال) سے دی جائیگی۔ (ایضاً ص ٨٣٢)

زرعی فلاح و بہبود:

اسلامی ریاست میں زرعی اصلاحات اور کاشتکاری کے سلسلے میں بھی فلاح و بہبود کا خیال رکھا گیا ہے۔ جس پر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(الف) زمین و آسمان کا مالک اللہ ہے: سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آیہ۔١٨٠) پھر ارشاد ہوا۔ له مَافِيَ السَّمٰوٰت وما فی الارض [1]

1- آیات کا ترجمہ بالترتیب درج ذیل ہے۔

١۔ اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمینوں کی مالکیت۔

٢۔ اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں ہے۔

Marfat.com

(ب) زمین بے کار نہ رہنی چاہیے: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "اگر کسی کے پاس زمین ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کی کاشت کرے ورنہ اپنے کسی بھائی کو دے دے۔" (بخاری)

(ج) کھیتی باڑی کرنا صدقہ ہے: ارشاد نبوی ﷺ ہے "جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے۔ یا کھیتی باڑی کرتا ہے۔ اور اس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا چوپایہ کھاتا ہے۔ تو اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے" (بخاری)

(د) جو آباد کرے زمین اسکی ملکیت ہے: آپ ﷺ نے فرمایا ہے "جس شخص نے افتادہ زمینوں کو آباد کیا وہ اسکی ملک ہے جس شخص نے کسی زمین کو گھیر لیا وہ اسکی ملک ہے"

(ہ) رفاہ عامہ کے قابل زمینی ملکیت کی منسوخی:

(۱) پانی کے چشمے کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتے۔

(۲) جانوروں کی خوراک والے درخت (پیلو) شخصی ملکیت نہیں ہو سکتے۔

(۳) چراگاہیں کسی ایک آدمی کی ملکیت نہیں ہو سکتیں۔

(۴) ایسی زمین جس سے بہت سارے لوگ استفادہ کرتے ہوں ایک آدمی کی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ [1]

(و) جو زمین کاشت نہ ہو حکومت اسے ضبط کر لے گی: رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہ قانون تھا کہ جو شخص تین سال تک اپنی زمین بیکار چھوڑے رکھے تو حکومت اس زمین کو اپنی تحویل میں لے گی (کتاب الاموال ص ۲۴۴) حضور ﷺ نے ایک شخص کو ٹکڑا زمین دیا وہ کاشت نہ کر سکا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے اسے واپس لے لیا۔ (ایضاً)

۱۔ سیرت النبی جلد دوم از شبلی نعمانی ص ۸۱ تا ۸۳

Marfat.com

(ز) مالک زمین اپنی ضرورت سے زائد پانی، گھاس، خودرو بوٹیوں اور درختوں کو دوسروں سے نہیں روک سکتا: اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کتاب الاموال ص ۴۴۳ تا ۴۴۷ میں دیئے گئے ہیں۔

جہاد مفاد عامہ کا ایک ذریعہ:

مستشرقین اور معاندین کے نزدیک جہاد قتل و غارت گری کا دوسرا نام ہے۔ تصور جہاد ہی کی وجہ سے یہ لوگ مسلمانوں کو وحشی قوم قرار دیتے ہیں۔ جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔ اسلام میں جہاد جنگ وقتال سے ایک علیحدہ چیز ہے اور یہ مفاد عامہ اور تحفظ انسانیت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جس کا ایک مختصر موازنہ درج ذیل ہے:

۱۔ جنگ ایک دنیاوی قتل وغارت گری کا نام ہے جبکہ جہاد دین کے لیے لڑنے کا نام ہے۔

۲۔ جنگ قوموں، قبیلوں اور خاندانوں کے درمیان ہوتی ہے جبکہ جہاد اللہ کے بندوں اور اللہ کے دشمنوں کے درمیان ہوتا ہے۔

۳۔ جنگ کا حکم نہ خدا نے دیا ہے نہ اس کے رسول مقبول ﷺ نے، مگر جہاد کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کی طرف سے ہے۔

۴۔ جنگ کرنے سے تمام انبیاء اور ان کی شریعتوں نے منع کیا ہے جبکہ جہاد تمام انبیاء ورسل کسی نہ کسی شکل میں کرتے رہے ہیں۔

۵۔ جنگ میں قتل ہونے والا مردہ اور بچ آنے والا ظالم اور لٹیرا ہوتا ہے جبکہ جہاد میں قتل ہونے والا شہید (جسے زندہ کہا گیا ہے) اور بچ جانے والا غازی (بہادر) بن کر واپس آتا ہے۔ یہ دونوں جنتی ہیں۔

۶۔ جنگوں سے قوموں کے تمام عام وخاص متاثر ہوتے ہیں، جبکہ جہاد میں صرف لڑ سکنے والے افراد پر ہاتھ اٹھایا جاتا ہے۔

Marfat.com

۷۔ جنگ میں تباہی ، بربادی اور لوٹ مار ہوتی ہے، جبکہ جہاد زندگی اور حفاظت کا پیغام بر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر نے کہا ہے۔ع

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

۸۔ جہاد میں بظاہر تلواریں بے نیام ہوتی ہیں اور خون بہتا ہے مگر اس کا انجام آخر کار امن و سلامتی ہوتا ہے، جبکہ جنگ میں انجام کار ایسا نہیں ہوتا۔[1] بقول شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ

جنگ شاہاں جہاں غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است[2]

جہاد کی اجازت:

جہاد کی اجازت اور مقاصد پر ہی غور و فکر ہمیں اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ آیئے ذرا دیکھیں اس سلسلہ میں اسلام کا کیا نکتہ نظر ہے۔

اول: مدافعت: اگر دشمن حملہ آور ہو تو اس سے اپنے آپ کو، ریاست ، رعایا اور مفاد عامہ کو بچانے کے لیے جہاد فرض ہے۔ (سورۃ حج۔ ۳۹)

دوم: نقض عہد: معاہدوں کو توڑنے والی قوم سے جہاد کرنا ضروری ہے۔ (انفال ۔ ۵۶) عہد شکنوں کو میدان جنگ میں سخت سزا دینے کا حکم ہے۔ (انفال ۔ ۵۷)

سوم: [3] احترام انسانیت اور مظلوموں کی دستگیری: سورۃ نساء میں ارشاد ہوا "تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں جہاد نہیں کرتے کمزور مردوں عورتوں اور بچوں کے لیے:"

1- مصباح اسلامی تہذیب و تمدن و تاریخ عنوان جہاد
2- حضور پاک کا جلال و جمال مولفہ امیر افضل خاں ، ص ۱۱
3- سورۃ نسا۔ ۷۵

Marfat.com

چہارم: استعماری حکومت کے خلاف: کلام پاک میں کہا گیا ہے "تم ان سے لڑتے رہو یہاں کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے (خالص) ہو جائے"۔ (بقرہ۔۱۹۳)

صرف یہی نہیں کہ جہاد کی اجازت دے دی اور آزاد چھوڑ دیا۔ جہاد میں ہر طرح کی اخلاقی پابندیاں لگا کر اسے مکمل طور پر انسانیت پناہ اور صلہ رحمی کا معاملہ قرار دیا گیا ہے۔

پہلی اصلاح: صرف مدافعت، انسانیت کے احترام، ظالم کے خلاف، ناقض عہد قوم کے خلاف اور لادینی حکومت کے خلاف جہاد کی اجازت دی گئی ہے یہ تمام امور کائناتی (Universal) ہیں۔

دوسری اصلاح: غیر مقاتلین کو قتل کرنے کی ممانعت کی ہے۔ چنانچہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ (بروایت حضرت انسؓ)

"کسی بوڑھے ضعیف، چھوٹے بچے اور عورت کو قتل نہ کرنا مال غنیمت میں سے چوری نہ کرنا جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے ایک جگہ جمع کرنا صلح کی روش اختیار کرنا احسان کرنا کیونکہ اللہ احسان کرنے والے کو پسند فرماتا ہے۔"

تیسری اصلاح: شب خون مارنے سے احتراز: رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی محارب قوم پر رات کے وقت پہنچتے تو آپ ﷺ حملہ نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی۔ (1)

چوتھی اصلاح: غصب ونہب کی ممانعت: نَهَی النَّبِیُّ ﷺ عَنِ النُّهْبٰی وَالْمُثْلَة (صحیح بخاری) رسول خدا ﷺ نے لوٹ مار اور مثلہ سے منع فرمایا ہے۔

پانچویں اصلاح: تباہ کاری اور فساد برپا کرنے کی ممانعت: ارشاد الٰہی ہے "ہم آخرت کا گھر جنت میں ان لوگوں کے لیے مخصوص کرینگے جو زمین

1- جنگ ہو رہی ہو تو رات کو یا صبح منہ اندھیرے حملہ کرنے کی نظیر ملتی ہے۔

Marfat.com

میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں۔ نیک انجام (صِرف) متقیوں کے لیے ہے۔" (قصص۔۸۳)

چھٹی اصلاح: خیانت کی ممانعت: مال غنیمت میں خیانت کی ممانعت کے سلسلے میں ارشاد ہوا۔ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1] (آل عمران۔۱۶۱) اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا "مال غنیمت میں خیانت نہ کرو کیونکہ خیانت دنیا کے اندر اور آخرت میں مرتکبین کے لیے عذاب اور شرمندگی ہے۔"

ساتویں اصلاح: سفرا اور قاصدوں کے قتل کی ممانعت: مسیلمہ کذاب کے قاصدوں سے آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم اگر قاصدوں کا قتل ممنوع نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن الگ کر دیتا۔" (مسند احمد)

آٹھویں اصلاح: بدنظمی اور سرکشی کی ممانعت: رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا "من ضیق منزلا او قطع طریقا فلا جھادلہ (جو راستے کے لوگوں کو تنگ کرے یا راستے میں لوٹ مار کرے تو اس کا کوئی جہاد نہیں ہے)

نویں اصلاح: معاہدات کو توڑنے کی ممانعت: آپ نے فرمایا "جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو وہ اس وقت تک معاہدے کا بندھن نہ کھولے جب تک اسکی مدت نہ گزر جائے۔ یا وہ برابر کا لحاظ کر کے اس قوم کی طرف پھینک دے۔" (ابوداؤد۔ ترمذی)

دسویں اصلاح: اسیروں سے حسن سلوک: ارشاد الٰہی ہے " پھر جب کافروں سے مڈھ بھیڑ ہو تو پہلا کام گردنیں مارنا ہے۔ یہاں تک کہ تم ان (کافروں) پر غالب آ جاؤ۔ پھر قید کے بندھ مضبوط کرو اس کے بعد تمہیں اختیار ہے یا تو احسان کے طور پر یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے (محمد۔۴) حضور ﷺ نے ہر

1- ترجمہ: اور جو کوئی خیانت کرتا ہے وہ قیامت کے دن اپنی خیانت کے ساتھ آئے گا۔

Marfat.com

غزوہ میں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ غزوہ مریسیع میں ایک سو اسیر خاندانوں کو بغیر کسی فدیہ کے چھوڑا گیا۔ غزوہ حنین بھی اسیروں کی بلا تاوان رہائی جہاد کی برکات کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپؓ کے ابتدائی اقدامات میں لشکر اسامہؓ کی روانگی اہم قدم تھا۔ روانگی کے وقت آپؓ نے افواج سے خطاب کیا اور کہا:

> ''اے لوگو! ٹھہر جاؤ میں میں تمہیں دس نصیحتیں کرتا ہوں انہیں یاد رکھو (دوران جنگ) خیانت نہ کرنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا، مقتولوں کے اعضا نہ کاٹنا، بچے بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا۔ کھجور کے درخت کاٹنا نہ جلانا، پھل والے درخت نہ کاٹنا، کسی بھیڑ، گائے یا اونٹ کو سوا کھانے کے ذبح نہ کرنا تم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت کے لیے گرجاؤں میں وقف کر دیا ہے (راہب) اور وہ دن رات انہیں میں بیٹھے عبادت کرتے رہتے ہیں۔ تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ تم ایسے لوگوں کے پاس پہنچو گے جو تمہارے لیے برتنوں میں مختلف کھانے لائیں گے۔ جب بھی کھانا شروع کرنا اس پر اللہ کا نام ضرور لے لینا۔''(1)

اب آخر میں خطبہ حجتہ الوداع سے حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے امور جہانبانی کے سلسلے میں اسلامی نظریات و احکامات پیش کیے جاتے ہیں۔ تاکہ اسلامی ریاست میں انسانی فوز و فلاح کا یہ باب پایہ تکمیل کو پہنچے اور انگشت نمائی کرنے والوں کے پاس سوائے تسلیم و رضا کے کوئی چارہ نہ

1- ابوبکرؓ از محمد حسنین ہیکل / شیخ محمد احمد پانی پتی ص 140,41

Marfat.com

رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمام قوانین اور کالے دستوروں کا خاتمہ: ہاں! جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔ مساوات انسانی: لوگو بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے ہاں کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔ اخوت و بھائی چارہ: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ نوکروں اور زیردستوں کا حکم: تمہارے غلام تمہارے غلام، جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پسند کرو وہی ان کو پہناؤ۔ انتقام ختم: جاہلیت کے تمام خون (انتقام خون) باطل کر دیئے گئے۔ سود باطل: جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیئے گئے۔ عورتوں سے خصوصی حسن سلوک: عورتوں کے بارہ میں خدا سے ڈرو تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ خون اور مال کی ایک دوسرے کے لیے حرمت: تمہارا خون اور تمہارا مال تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے۔[1] بلا اجازت دوسرے کی چیز لینے کی ممانعت: پس کسی شخص کے لیے کسی بھائی کی کوئی چیز لینا جائز نہیں بجز اس کے جو اس نے اسے خوشدلی کے ساتھ دی ہو۔[2] ہر ایک اپنے عمل کا

1- سیرت النبی ﷺ جلد دوم از شبلی ص ۱۴۴ تا ۱۴۸

2- محمد رسول اللہ ﷺ از محمد رضا مصری / اردو ترجمہ: محمد عادل قدوسی ص ۶۷۳

Marfat.com

خود ذمہ دار ہے: یاد رکھو! کوئی کسی کے عمل کا ذمہ دار نہیں ہے بچہ باپ کے اور باپ بچہ کے عمل کا جواب دہ نہیں ہے۔"[1]

حکومت اسلامی ہو یا غیر اسلامی ،حکومت کے کارندوں کے رویہ کا اس کے اچھی یا بری ہو جانے میں خصوصی عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر ریاست کے قوانین تمام کے تمام اصلاحی وفلاحی ہوں مگر عہدیداران قوانین کی عملی مخالفت کریں تو کاغذی قوانین بے اثر ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً حکومت کی عملی شکل دیکھ کر مدبرین کی اس کے بارے میں رائے منفی ہو جاتی ہے آیئے دیکھیں اس سلسلے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے۔

الاحد: خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے پہلے دن بحیثیت عہدیدار فرمایا:

"اے لوگو! میں اس جگہ اس لیے نہیں مقرر کیا گیا ہوں کہ تم سب سے برتر بن کے رہوں میری خواہش تو یہ تھی کہ کوئی اور جگہ سنبھالتا ...... جب تم دیکھو کہ میں سیدھے راستہ پر چل رہا ہوں تو میری پیروی کرو اور اگر دیکھو کہ میں کج ہو گیا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔" (بحوالہ الامامت والسیاست از ابن قتیبہ اُندلسی جز واول ص ١٧)

الثانیہ: حضرت عمر فاروقؓ نے بحیثیت عہدیدار (خلیفۃ المؤمنین) لوگوں کو اپنی حیثیت اور ان کے تعاون کی اہمیت یاد دلاتے ہوئے فرمایا۔

"اور تم میرے نفس کے مقابلہ میں میری مدد اس طرح کر سکتے ہو کہ مجھے بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو نیز خدا نے تمہاری ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے اس میں میری خیر

1- خطبہ حجتہ الوداع مطبوعہ سعودی عربیہ عربی وانگریزی ص ٨

Marfat.com

خواہی (نصیحت) کرتے رہو۔" (الفاروق عمرؓ از محمد حسنین ہیکل ص ۔۹۶) آپؓ اکثر فرمایا کرتے تھے۔" فان زغت فقوموني" (اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو)

(بحوالہ رمز ایمان از ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۱۸۸)

رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی امت کے جید افراد آپ ﷺ کے مدبرانہ، دوراندیشانہ، ناصحانہ، بزرگانہ، کریمانہ، صالحانہ اور سب سے بڑی بات یہ کہ پیغمبرانہ اقدامات پر استفسار کی جرأت کر بیٹھتے تھے۔ آپ ﷺ انہیں ہر موقع پر مطمئن و مسرور کرتے اور ان کی اس بے باکانہ جرأت پر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔ اس کا سیدھا اور صاف مطلب یہ ہے کہ عہدیدار بڑا ہو یا چھوٹا اسے سوال واحتساب سے بالا نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ قوم کو تنقید و اعتراض کی دعوت دیتے رہنا چاہیے۔

اسلامی حکومت اور عہدیدار:

عہدیداروں کے سلسلے میں اسلامی حکومت کا شرعی و انتظامی نکتہ نظریہ رہا ہے۔

1- **عہدے طلب کرنے کی ممانعت:** حضور ﷺ نے عہدے طلب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے" اے عبدالرحمٰن بن سمرة! امارت کے طالب نہ بنو" (متفق علیہ) آپ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری) کو بھی عہدہ دینے سے انکار فرمایا تھا اور اسے "امانت" قرار دیا تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب الاموال، امیر اور رعایا کے باہمی حقوق) آپ ﷺ نے عہدہ طلب کرنے والے کو خائن (ابوداؤد) اور اس کی درخواست کو رد کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)[1]

1- اسلامی نظریہ حیات از خورشید احمد ص ۴۲۹

Marfat.com

2- <u>عہدیدار کے لیے خصوصی ہدایات:</u> حضورﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ایک ہدایت نامہ لکھ کر دیا۔ اس میں آپﷺ نے ان امور پر خصوصی توجہ دلائی:

"ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا...... لوگوں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے رہنا حق کے معاملہ میں لوگوں کے ساتھ نرم رہنا اور ظلم کے معاملہ میں سختی کرنا...... لوگوں کو جنت کے اعمال کی بشارت دینا اور دوزخ میں لے جانے والے اعمال سے ڈرانا لوگوں کی دلداری کرنا...... اگر لوگوں میں کوئی جھگڑا اٹھ کھڑا ہو تو اس بات کی نگرانی کرنا کہ قومی اور قبائلی عصبیت کے نعرے بلند نہ ہوں اور اگر ایسا ہو تو تلوار سے ان نعرے بلند کرنے والوں) کی خبر لینا۔"[1]

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔

"میں نے ان (عمال) کو صرف اسلیے مقرر کیا ہے...... کہ وہ ان (لوگوں) کے اندر عدل قائم کریں اور ان کی فے ان کے درمیان تقسیم کریں۔ اور اگر ان کو کوئی مشکل پیش آئے تو اسکو میرے سامنے پیش کریں۔"

ایک اور خطبہ میں آپؓ نے فرمایا۔

"میں نے اپنے عمال اس لیے مقرر نہیں کیے کہ وہ تمہیں ماریں پیٹیں تمہاری آبروریزی کریں اور تمہارے مال ہڑپ کریں میں نے تو انہیں اسلیے مقرر کیا ہے کہ وہ تم کو تمہارے پروردگار کی کتاب اور اس کے رسولﷺ

1- اسلامی ریاست مصنفہ مولانا امین احسن اصلاحی، بحوالہ سیرت ابن ہشام

Marfat.com

کے طریقہ کی تعلیم دیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو فاروق اعظمؓ نے لکھا ''لوگوں کو ان کے گھروں میں فراخی دو اور ان کے عیال (گھر والوں) کو کھانا کھلاؤ۔''[1]

3- بے لاگ عدل: عہدیدار وہ ہو جو عدل و انصاف کی فراہمی میں کسی قسم کی جانبداری اور بے اعتدالی کا مظاہرہ نہ کرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''مجھ کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز مجھ سے قریب تر امام عادل ہوگا۔ اور مجھ کو سب سے زیادہ مبغوض اور سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن امام ظالم ہوگا۔''

4- رعایا کے اثر و رسوخ اور بے وقعتی سے بے پروا: حضرت ابو بکر صدیقؓ[2] کی حکومت کا بنیادی مقصد ان کے اپنے الفاظ میں یہ تھا:

''اور تم میں جو بے اثر ہیں میرے نزدیک وہ با اثر ہیں یہاں تک کہ میں ان کا حق انہیں واپس دلا دوں اور تم میں جو با اثر ہیں وہ میرے نزدیک بے اثر ہیں یہاں تک کہ میں ان سے دوسروں کا حق وصول کر لوں۔''[3]

5- عزیز و اقارب سے تعمیل قانون: عہدیدار اپنے عزیزوں سے ریاست کے احکامات کی تعمیل کروانے والے ہوں۔ ارشاد فاروقیؓ ہے۔

''جن باتوں کی میں نے ممانعت کر رکھی ہے اگر تم میں

1- سراج الملوک مصنفہ امام طرطوشی ص ۱۰۹

2- اسی مفہوم کے الفاظ حضرت عمر فاروقؓ سے بھی منقول ہیں۔ دیکھئے اسلامی ریاست از اصلاحی ص ۳۲۸

3- ابوبکر صدیق مصنفہ محمد حسنین ہیکل

Marfat.com

سے کوئی ان میں مبتلا پایا گیا تو یاد رکھو اس کو دگنی سزا دوں گا۔'' آپؓ کی یہ تہدید اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے تھی۔''

6- خاکساری اور عاجزی کا نمونہ: عہدیداروں کو تنقید برداشت کرنی چاہیے۔ (الفاروق عمرؓ ص ۱۰۶) نرم اور بردبار ہوں (ارشاد رسالت عن عبداللہ بن عباس) رعایا کی خیر خواہی کرنے والے ہوں۔ بدخواہی سے بچنے والے ہوں رعایا کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والے ہوں (مسلم باب فضیلۃ الامام العادل)

7- کروفر اور شان وشوکت سے بچیں: حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت میں بیت المقدس کی چابیاں وصول کرنے گئے تو آپ کی قمیض پر اٹھارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ امیری سے فقیری کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو آپؓ کے گھر میں ایک عام آدمی (بلکہ اس سے بھی کم) کی حیثیت کا کھانا پکنے لگا۔

8- عہدیدار کی بنیادی ضرورتیں: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے'' جو ہمارا (حکومت کا) ملازم ہو اگر اس نے شادی نہ کی تو شادی کر لے اگر اس کے پاس کوئی خادم نہ ہو تو خادم رکھ لے اور اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو ایک مکان بنوا لے جو اس حد سے آگے بڑھے وہ خائن ہے یا چور'' (ابوداؤد کتاب الخراج والفی والامارۃ)(☆)

9- ہدیے اور تحفے قبول کرنے کی ممانعت: حضور رسالت مآب ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ ھدایا العمال غلول (عمال کا ہدیہ قبول کرنا خیانت ہے (مسند احمد) پھر فرمایا ''تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں

☆۔ کتب الاموال میں اور اضافہ ہے'' سواری نہ ہو تو سواری رکھ لے (باب ۴۰)

Marfat.com

بیٹھے رہے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے ان کے پاس ہدیئے آجاتے (بخاری، مسلم، ابوداؤد) یعنی عمال کو ہدیے ان کے عہدوں کی وجہ سے دیئے جاتے ہیں۔

10- متفرق احکامات و ہدایات:

(الف) رشوت کی ممانعت: لعنة الله على الراشي و المرتشي (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی)

(ب) حاجب و دربان رکھنے کی ممانعت: مامن امام اووالی یغلق بابه دون ذوی الحاجة والخلة والمسكنته الا غلق الله ابواب السماء دون خلته و حاجته ومسكنته (مسند احمد، ترمذی)

(ج) جھوٹی وکالت سے احتراز کا حکم: من اعان على خصومة بظلم فقد باء بغضب من الله (ابوداؤد)[1]

(د) اقربا نوازی سے پرہیز: ان وليت من امور الناس شيئا ان تحمل اقاربک علی رکاب الناس (فرمان عمرؓ) ترجمہ: اگر مسلمانوں کے معاملات کی کوئی ذمہ داری تم پر ڈالی جائے تو تم اپنے قرابتداروں کو لوگوں کی گردنوں پر لادنے کی کوشش نہ کرنا۔

11- **عمل کا احتساب:** دور نبوی ﷺ میں عمال حکومت آتے تو ان کا احتساب ہوتا۔ ان کی جائیداد اور املاک وغیرہ کا حساب ہوتا۔ اور اگر ان سے

1- احادیث کا ترجمہ بالترتیب درج ذیل ہے۔

(الف) اللہ کی لعنت ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر

(ب) جو کوئی امام (حاکم) یا والی ہوا اس نے اپنے دروازے کو حاجت مندوں اور دوستوں اور مسکینوں سے بند کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے آسمانوں کے دروازے بند کردے گا اس کی چاہتوں اور حاجتوں اور اس کی مسکینی (سے آنکھ بند کرکے)

(ج) جس نے کسی جھگڑے میں ظلم کی حمایت کی پس وہ اللہ کے غضب میں آگیا۔

Marfat.com

مشکوک یا ناجائز اموال برآمد ہوتا تو اسے ضبط کر لیا جاتا۔ (مشکوۃ) حضرت عمر فاروقؓ بھی عمال پر کڑی نظر رکھا کرتے تھے۔ مصر کے گورنر عمرو بن عاص سے اس کا ذاتی مال ضبط کر لیا اور حضرت خالد بن ولید کو اسی الزام خیانت یا اسراف میں سپہ سالاری سے معزول کیا تھا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب الاموال ص ۴۰۲ تا ۴۰۶ باب ۴۰)

12- محصلین (عہدیداروں) کے لیے ہدایات: (۱) وصولی حق کے ساتھ کی جائے۔ (۲) صرف اچھا اور پسندیدہ مال ہی نہ لیا جائے۔ (۳) لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالا جائے۔ (۴) احسن طریقے سے وصولی کرنے والا عہدیدار ''غازی'' کی طرح ہے۔ (کتاب الاموال ص ۵۹۶، ص ۸۹۴) عمال ملکی انتظام قضا اور تحصیل خراج و زکوۃ کے علاوہ تبلیغ اسلام بھی کریں گے۔

موازنہ:

اسلامی سلطنت کا تفصیلی انتظامی خاکہ پیش کرنے کے علاوہ تمام اصلاحی و رفاہی اقدامات ان کی عملی شکل بالخصوص دور نبویﷺ میں اور ارشادات ونظریات پر تقریباً تقریباً ایک جامع نظر ڈالی جا چکی ہے اور اب کسی بھی رفاہی و فلاحی ریاست (WELFARE STATE) سے اسلامی ریاست کا موازنہ بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً اسلام عام فلاحی ریاست سے بہتر، منظّم اور انسان دوست مملکت کا تصور پیش کرتا ہے۔ اب ذیل میں ایک فلاحی ریاست اور ایک اسلامی ریاست میں موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔

(الف) اسلامی ریاست میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کو حاصل ہے [1]

1- افلاطون نے اپنی ''مثالی جمہوریہ'' میں بہترین مملکت اسے قرار دیا ہے جس کا اقتدار اعلیٰ فلاسفہ کے ہاتھ میں ہو۔ (بحوالہ مسلمانوں کا نظم مملکت از ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن ص ۳۱)

Marfat.com

اور خلیفہ، امیر، امام یا سلطان صرف اللہ کے نائب ہونے پر ذمہ داری سنبھالتے ہیں۔ عام فلاحی ریاست میں یہ بات نہیں ہے۔

(ب) اسلامی ریاست میں انسانی اور شہری حقوق دینی نقطہ نظر سے نافذ کیے جاتے ہیں جبکہ فلاحی ریاست میں یہ صورت حال نہیں ہوتی۔

(ج) اسلامی ریاست شریعت کے غالب اثرات لیے ہوئے ہوتی ہے اور کتاب و سنت کو تمام حالات و اوضاع پر مقدم رکھا جاتا ہے جبکہ عام فلاحی ریاست اس پابندی سے آزاد ہوتی ہے۔

(د) ریاست اسلامیہ میں قانون کے ماخذ قرآن و سنت و دیگر جمہوری ذرائع ہوتے ہیں جبکہ عام فلاحی ریاست میں قانون عوام کی خواہشات (نفس) کے تابع ہوتے ہیں۔

(ہ) اسلامی ریاست میں قوانین کی تشکیل اور قضیوں کو فیصل کرنے کے لیے مجلس شوریٰ ہوتی ہے جبکہ عام فلاحی ریاست میں فیصلے اکثریت (عوام) کے گروہی مفادات (حزب اقتدار) کو مدنظر رکھ کر کیے جاتے ہیں۔

(و) اسلامی ریاست میں قانون الٰہی اور دینی فکر کے علاوہ کسی اور ازم کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن عام فلاحی ریاست میں بیک وقت کئی ازمز (Isms) جاری ہوتے ہیں۔

(ز) اسلامی ریاست اصولی ریاست ہوتی ہے جو وحی الٰہی اور اسوہ حسنہ سے ماخوذ ہونے کی وجہ سے ناقابل تغیر اصولوں پر چل رہی ہوتی ہے۔ جبکہ عام فلاحی ریاست میں اصول وقتی تقاضوں کے تحت بدلتے رہتے ہیں۔

(ح) اسلامی ریاست میں تمام دینی احوال میں پختگی کے ساتھ ساتھ دنیاوی فلاح و بہبود کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ جبکہ عام فلاحی ریاست میں

Marfat.com

صرف دنیا کی بہتری کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ دینی امور کو یہاں ہر ایک کا ذاتی معاملہ تصور کیا جاتا ہے۔ اسی لیے تقریباً تمام فلاحی ریاستیں دینی روح سے خالی ہیں۔[1]

(ط) اسلامی ریاست میں سلطان کا درجہ بھی عوام کی طرح کا ہوتا ہے اور وہ عوام کی بہبود و آسائش کا ذمہ دار ہوتا ہے جبکہ عام فلاحی ریاست میں سہولتوں اور آسائشوں کی فراہمی کی ذمہ داری کے باوجود سربراہ مملکت عوام سے برتر ہوتا ہے۔

(ی) اسلامی ریاست جنگ و امن اور داخلی و خارجی ہر دو جہتوں سے فلاحی و رفاہی ریاست ہوتی ہے عام فلاحی ریاست میں صرف امن میں اور داخلی شعبوں ہی میں فلاح کی ضمانت فراہم کی جاتی ہے۔

تلك عشرة الكاملة۔ یہ جاننے کے لیے کہ کیا اسلامی ریاست انسان کی فطری خواہشات، ضرورتوں اور کائناتی نظم کی ضرورتوں کے مطابق عام فلاحی ریاست کی بہ نسبت زیادہ مکمل و اکمل اور جامع فلاحی و رفاہی ریاست ہے یا نہیں! چونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد قیامت تک اور کسی مرسل نے نہیں آنا لہٰذا آپ کا پیش کردہ فلاحی مملکت کا تصور ہی ابدی و سرمدی اور جامع و مکمل حیثیت کا حامل ہے۔ جس کا کسی بھی مخصوص فلاحی مملکت کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان۔ ایک فلاحی ریاست

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کے مطالبہ اور حصول کا مقصد وحید یہی تھا کہ یہاں ہم اسلامی نظام نافذ کر کے خالص دینی ماحول میں اپنی زندگی گزاریں اور اسلامی ریاست میں

۱- دیکھئے اسلام کا معاشرتی نظام از اصغر علی شاہ جعفری ص ۳۵۔۴۴

Marfat.com

مسلم وغیر مسلم رعایا اپنی اپنی حدود میں اپنی دینی زندگی پر عمل کرے اور ان کی عملی (دنیاوی) زندگی پر بھی کوئی ناروا قدغن نہ ہو۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ گزشتہ چالیس پچاس سال سے ارباب حکومت یورپ کے مخصوص معاشرتی و سیاسی نظاموں کو رائج کیے ہوئے ہیں اسطرح ان کی حکومت تو کچھ عرصہ کے لیے مستحکم ہو جاتی ہے مگر وہ خود اور ان کی اقتدا میں [1] رعایا دین سے دور ہوتی جارہی ہے۔ اب تو یہ حال ہے کہ حکمرانوں نے دیکھا ہے اور نہ رعایا نے اس کا تجربہ کیا ہے کہ اسلامی ریاست کیسی ہوتی ہے۔ ذیل میں چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں جن کو اپنا کر پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنایا جا سکتا ہے۔ پھر اسلامی ریاست میں نہ کسی کو کسی طرح کا خوف ہوگا، نہ کسی طرح کا غم، نہ کسی کو کوئی شکایت ہوگی اور نہ کوئی واویلا مچائے گا۔ نہ کسی کے حقوق غصب ہوں گے اور نہ کوئی اپنے فرائض بھول سکے گا۔ غرضیکہ امن و سلامتی ہوگی، صلح و آشتی ہوگی، ایثار و وفا کیشی ہوگی اور اخوت و صلہ رحمی ہوگی۔ ترقی و شہرت ہوگی، دبدبہ و نصرت کا عالم ہوگا۔ یہی اسلامی فلاحی ریاست کا مقصود و مطمع نظر ہے۔

حکام کے لیے تجاویز:

1- پاکستان کے حاکم قوم کے خادم بن جائیں مخدوم بننے کی روش چھوڑ دیں اس لیے کہ فلاح و بہبود کے لیے "خدمت" ایک بنیادی اور اصولی شرط ہے۔ بجوائے حدیث مبارکہ۔ سید القوم خادمھم (قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے)

2- حکومت امانت ہوتی ہے اور خزانہ کی نگرانی آزمائش (کتاب الاموال ص ۲۰۱) پاکستان کے حاکم مناصب پر امانت سمجھ کر بیٹھیں اور خزانہ کی

1- جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔ الناس علی دین ملوکھم (لوگ اپنے حاکموں کے دین پر ہوتے ہیں)

Marfat.com

حفاظت ایک کڑی آزمائش سمجھ کر کریں۔ آج تک یہ ہوتا آیا ہے اور یورپ کی اکثر فلاحی ریاستوں میں ہوتا ہے کہ سربراہ حکومت اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرتا ہے سربراہ حکومت کے صوابدیدی خرچ پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ مگر اسلام کا رویہ اس سے مختلف ہے یہاں رعایا امیر کے لباس میں استعمال ہونے والے زیادہ کپڑے کا حساب بھی طلب کرسکتی ہے۔ (دور فاروقیؓ کا واقعہ کہ آپؓ کی قمیض آپ کے حصے کی ایک چادر میں نہیں بن سکتی مگر آپ نے بنائی ہے فالتو کپڑے کا حساب دیں)

3- پاکستان کے حاکم بادشاہ نہ بنیں بلکہ صرف حاکم بنیں۔ اسلامی نظریات میں ''بادشاہ زبردستی کرتا ہے ایک سے چھین کر دوسرے کو بخش دیتا ہے جبکہ خلیفہ (حاکم) ناجائز طور پر نہ کچھ لیتا ہے اور نہ کچھ خرچ کرتا ہے'' (اس کے لیے دیکھئے محمد حسنین ہیکل کی عمر فاروق ص ۶۶۵ باب حضرت عمرؓ کا اجتہاد)

4- پاکستان کے حاکم قوم کے غم میں جان مارنا اور پریشان ہونا شروع کر دیں اس لیے کہ جب تک یہ لوگ قومی امور پر توجہ و پریشانی کے ساتھ دن رات ایک نہیں کرینگے۔ مسائل کا حال اور قوم کا مفاد ممکن نہیں ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ دنیا میں بھی خائب و خاسر رہیں گے اور آخرت میں گوشہ جنت سے محروم۔ (مسلم کتاب الامارۃ)

5- ضروری ہے کہ پاکستان کے حکام وقت بڑے ہوں یا چھوٹے عادل و منصف بنیں کسی طرف ان کا جھکاؤ یا جانبداری روح عدل کے لیے سم قاتل ہے اگر یہ لوگ اب بھی عدل و انصاف کی بلا امتیاز روش پر نہ آئے تو حدیث رسول ﷺ کے مطابق روز قیامت یہ لوگ یقیناً عرش الٰہی کے سائے سے محروم رہیں گے۔ (مشکوۃ باب الزکوٰۃ)

Marfat.com

6- قوم کو چاہیے کہ بہادر، دلیر، راست گو اور صحیح العقیدہ نمائندوں کو آگے لائے اور حاکمان وقت کو چاہیے کہ وہ یہ مردانہ صفات اختیار کریں کیونکہ "الناس علی دین ملوکھم" کے مطابق ہر ذاتی و اجتماعی معاملہ میں قوم بھی ویسی ہی ذہنیت کی حامل ہوگی جو ذہنیت اور سوچ حکام کی ہے۔ (البدور البازغہ از شاہ ولی اللہ ص ۲۱۳)

7- پاکستان کی پینتالیس سالہ[1] تاریخ گواہ ہے کہ اکثر سربراہ اپنی غلطیوں سے کم اور خوشامدی مشیروں کے بیکار اور خوشامدانہ مشوروں پر چلنے کی وجہ سے زیادہ مارے گئے ہیں۔ لہٰذا ہمارے حاکموں کو چاہیے کہ وہ خوشامدی مشیروں کی صحبت ترک کر دیں اور اپنی عقل و دماغ سے ملی مفاد کو مدنظر رکھ کر فیصلے کریں کیونکہ لوگوں سے تعریف کرانے کا شوق اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ (مسند الفردوس)

8- پاکستان کے حاکموں کو چاہیے کہ شاہ خرچیوں سے پرہیز کریں۔ قوم کے درد کو اپنے سینے میں جگہ دیں۔ قوم نان جویں کو ترستی رہے اور حاکم کے گھر میں نان و کباب کی دعوتیں اڑیں تو یہ عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ دور رسالتؐ سے دور علیؓ کے واقعات گواہ ہیں کہ نہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ بلکہ آپ کے عمال بھی ایک عام آدمی کی سی زندگی گزارا کرتے تھے۔

9- قوم اور حاکمان وطن عزیز کے درمیان بے اعتمادی کا ایک بہت بڑا سبب ذہنی بُعد ہے چھوٹے سے چھوٹے حاکم سے لے کر سربراہ مملکت تک کسی کا دروازہ بھی رعایا کے لیے بے روک ٹوک کھلا نہیں ہے ہر جگہ پہرے، دربان، محافظ، پوچھ گچھ، تلاشی، جانچ پڑتال کا سلسلہ ہوتا ہے۔ یہ سب تصنع ہے اور عوام و خواص میں نفرت و دوری کا سبب۔ ہمارے حکام کو چاہیے کہ یہ روش یک لخت ترک کریں اور ہر وقت دکھی رعایا کو

1- یہ مقالہ ۱۹۹۲ء میں لکھا گیا۔ اسی حساب سے "پینتالیس سالہ" لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

خوش آمدید کہنے کے لیے تیار رہیں۔ اسلام میں یہ وعید ہے کہ "عوام کے لیے دروازے بند کرنے والا امیر اپنے لیے اللہ کے دروازوں کو بند پائے گا۔ (احمد، ترمذی)

10- حکام اور مختاران کار کی منصبی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہو جائے کہ لوگوں کو آسانیاں دینی ہیں اور لوگوں کو سختی سے دور رکھنا ہے ہر معاملے میں آخری حد تک سائلوں کو سہولتیں فراہم کرنی ہیں۔ مختلف ہتھکنڈوں سے انہیں بد دل اور ہراساں نہیں کرنا۔ تبھی خوشحالی، امن اور امیر و مامور میں ذہنی ہم آہنگی ہو سکتی ہے۔

11- پاکستان بلاشبہ ایک نظریاتی ریاست ہے مگر افسوس اور حیرت ہے کہ یہاں گزشتہ پنتالیس سال میں اسلامی قانون نافذ نہ ہو سکا۔ یہاں آج تک وہ قوانین نافذ ہیں جنہیں کل بھی کالے قوانین [1] کہا جاتا تھا اور آج بھی وہ باعث تکلیف قانون نافذ ہیں قانون کو انسان کی سہولت اور فلاح میں تبدیل کیجئے۔ اسے عام آدمی کی تکلیف اور رنج کا باعث نہ بنائیں۔

12- جن لوگوں نے مطالبہ پاکستان کا نعرہ بلند کیا [2] حصول پاکستان کے لیے جان اور لڑائی اور قیام پاکستان کے سلسلے میں مجاہدانہ و سرفروشانہ کردار ادا کیا۔ بدقسمتی سے وہ لوگ سربراہ بننے سے محروم رہے اور جو لوگ نظریاتی طور پر قیام پاکستان کے مخالف تھے وہ حاکم بن بیٹھے۔ اب پاکستان کی جڑیں کاٹی جانے لگیں۔ غداروں اور فتنہ پروروں کی

1- ۱۹۱۹ء کے "رولٹ ایکٹ" کو "کالا قانون" (ظالمانہ) کہا جاتا تھا۔ یہی قانون معمولی ترامیم کے ساتھ ۱۹۳۵ء میں ہندوستان میں اور آج بھی پاکستان میں نافذ ہے۔ (تحریک و تاریخ پاکستان مصنفہ پروفیسر شیخ محمد رفیق ص ۲۰۶ تا ۲۵۸)

2- لے کے رہیں گے پاکستان   بٹ کے رہے گا ہندوستان

Marfat.com

پشت پناہی ہونے لگی۔ مخلصین اور محبان وطن کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ ملک توڑنے والوں اور نظریہ پاکستان کے مخالفین کو ہیرو اور محسن قرار دیا گیا۔ اب بھی وقت ہے اگر حکام یہاں امن چین دیکھنا چاہتے ہیں اور باغیانہ روش کا قلع قمع چاہتے ہیں ایک مخلص، محنتی، ایثار پیشہ اور ہر حال میں محبّ وطن قوم چاہتے ہیں تو فتنہ پردازوں اور غداروں سے اس سرزمین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاک کر دیں۔[1]

عوام کے لیے تجاویز:

13- پاکستان کے عوام بھی حکمرانوں کی بے وفائیوں اور ہرزہ سرائیوں (کہنا کچھ، کرنا کچھ) سے بیزار ہو چکے ہیں۔ اور اب نئے نئے حکام بدلنا، نئے نئے چہرے دیکھنا ان کا وطیرہ بن گیا ہے عوام کو چاہیے کہ وہ عوام سے قوم بنیں۔ قوم سے قوت بنیں۔ قوت سے جمعیت بنیں۔ حاکموں کو مناسب وقت دیں کہ وہ اپنے آپ کو حکمرانی کا اہل ثابت کر سکیں۔ اگر پھر بھی وہ ناکام ہو جائیں تو انہیں دوسرا موقع ہرگز ہرگز نہ دیں بلکہ میدان سیاست سے ہمیشہ کے لیے خارج (Out and Oust) کریں تاکہ وہ دوبارہ حکمرانی کا منہ نہ دیکھ سکیں۔ پھر اسی طرح دوسروں کو آنے دیں۔ یہ طریقہ چلتا رہیگا۔ تو آخرکار پاکستان کو محنتی، محبّ وطن، دانشمند، دلیر، راست رو اور قومی مزاج رکھنے والے حاکم ضرور مل جائیں گے۔ مگر پاکستانی قوم یہ طریقہ کار صرف اتحاد و اتفاق ہی سے اختیار کر سکتی ہے۔

1- اسلام میں فتنہ کو "قتل" سے بھی بدتر برائی قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

(الف) الفتنۃ اشدمن القتل (سورۃ البقرہ۔ ۱۹۱) ترجمہ: قتل سے شدید بات ہے۔

(ب) الفتنۃ اکبر من القتل (سورۃ البقرہ۔ ۲۱۷) ترجمہ: قتل سے بڑی بات ہے۔

Marfat.com

14- عوام کے ہر طبقہ کو دیانتداری ، اصول پسندی اور خدمت کو شعار بنانا چاہیے۔ تاجر اپنے شعبہ میں، کسان اپنے شعبہ میں، سرکاری ملازم اپنے احاطہ کار میں، مزدور و دانشور طبقہ اپنے اپنے حلقہ میں دیانتداری کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ یہ دنیا بھی ہے اور دین بھی۔ اصول پسندی سے گریز نہ کریں اصولوں پر چلنا ایک منظّم قوم کی پہلی شناخت ہوتی ہے اور خدمت گزاری سب سے بڑا کمال ہے۔ خدمت گزاری دلوں کو جوڑتی ہے، محبت پیدا کرتی ہے ،ایثار کو ابھارتی ہے ،اتحاد و یگانگت پیدا کرتی ہے اور ہر پیشے کی زینت بھی ہے۔ لہٰذا آپس میں خدمت گزاری کو اپنا ئیں۔

15- عوام کو طبقاتی کشمکش ،عصبیت ،فرقہ واریت ،نسلی تفاخر، معاشرتی اونچ نیچ عہدوں کی کمی بیشی اور مال و دولت کا تکبر فوری طور پر ترک کرنا ہوگا۔ ان میں سے ایک چیز بھی باقی رہی تو قوم ہمیشہ سر پھٹول میں مصروف ، آہ وبکا کا شکار اور مظلومیت وظلم کی تصویر بنی رہے گی۔ ایک صحیح اسلامی ریاست، ایک مکمل فلاحی ماحول ایک پر امن معاشرہ اور ایک ترقی یافتہ مملکت کبھی وجود میں نہ آسکے گی۔ اسلام میں بھی عصبیت ممنوع (ابوداؤد) نسائی تفاخر جاہلیت (خطبہ حجتہ الوداع) اور فرقہ واریت نعمت اتحاد سے محرومی ہے۔ (قرآن مجید)

16- اگر پاکستان کے عوام صرف ایک چیز کو اپنا لیں اور صرف ایک چیز کو چھوڑ دیں تو معاشرہ و مملکت سلامتی اور رفاہ و فلاح کی تصویر بن سکتا ہے اختیار کرنے والی چیز ایثار (اپنے اوپر اپنے بھائی کو ترجیح دینا) اور چھوڑنے والی چیز خودغرضی (صرف اپنا مفاد عزیز رکھنا) ہے۔ آیئے ذرا یہ کر کے دیکھیں۔ وقت آپ کا منتظر ہے۔

Marfat.com

حکام وعوام کے لیے مشترک تجاویز:

17- پاکستان میں بدقسمتی سے تعلیم کے کئی نظام رائج ہیں۔ عوام کو تعلیم کی ضرورت ہے اور حکام تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کے پابند ہیں۔ مل بیٹھ کر صرف ایک تعلیمی نظام رائج کیا جائے اور باقی نظاموں کو فوراً ختم کیا جائے۔ تاکہ قوم کی سوچیں اور ترجیحات ایک ہوں۔ ایک عربی، دوسرا مشرقی اور تیسرا یورپی نہ ہو۔ یہ ایک ناگزیر ضرورت ہے پاکستان کی فلاح کے لیے، پاکستان کی بقا کے لئے اور پاکستان کی ترقی کے لئے۔

18- جن قوموں نے ترقی کرنا ہوتی ہے وہ آرام و عیش کوشی کو تیاگ دیتی ہیں قوم اور حکمرانوں کو ہر وقت کام کرنا چاہیے۔ ہر لمحہ ذہنی طور پر خدمت گزاری کے لیے وقف رہنا چاہیے۔ کارخانوں میں دن رات کام ہو۔ دفتروں میں ہر وقت کام ہو، زمینوں پر ہمہ وقت محنت ہو تاکہ کوئی بھی قطعہ زمین کاشتکاری سے خالی نہ رہے۔ تبھی ہم خود کفالت کی نعمت سے آشنا ہو سکتے ہیں۔

19- تعمیر و مرمت میں لگے رہنے سے منصوبے اور قومی اہداف تنزل کا شکار نہیں ہوتے نئے پروجیکٹس کی تعمیر اور پرانوں کی مرمت کرتے رہنے سے ہی قومی ترقی کا گراف اوپر جا سکتا ہے حکام اور عوام دونوں کے لئے یہ مہمیز ہے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور اس شعر کی تعبیر بن جائیں۔ ع

پلٹنا جھپٹنا جھپٹ کر پلٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

20- ایک آخری تجویز حکام و عوام کے گوش گزار کرنا ضروری ہے اور وہ ہے اپنے آپ کو محاسبہ کے لیے تیار رکھنا۔ حکام اپنے آپ کو عوام کے

Marfat.com

سامنے برائے محاسبہ پیش کرتے رہیں۔ جیسا کہ رسالت مآب ﷺ کا دستور تھا۔ (حیات محمد از ہیکل ص ۶۶۳) اور حکام بھی عوام کا بھی محاسبہ کریں جبکہ عوام بذات خود اپنے آپ کو حکام کے سامنے برائے محاسبہ پیش کرنے کی عادت ڈالیں۔

آیئے یہ سب کر کے دیکھیں اور اللہ سے مدد طلب کریں۔ ہم انشاء اللہ ضرور فلاح یافتہ قوم ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

مآخذ ومصادر

☆ القرآن الحکیم — کلام الٰہی

☆ ابوبکر رضی اللہ عنہ (اردو) — محمد حسین ہیکل/ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

☆ احکام السلطانیہ (عربی/اردو) — علامہ الماوردی

☆ اردو ڈائجسٹ (رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نمبر)

☆ اسلام کا معاشرتی نظام — سید اصغر علی شاہ جعفری

☆ اسلام کا نظام حکومت — مولانا حامد الانصاری غازی

☆ اسلامی ریاست — مولانا امین احسن اصلاحی

☆ اسلامی ریاست — مولانا مودودی

☆ اسلامی نظریہ حیات — خورشید احمد

☆ البدور البازغہ (اردو ترجمہ) — شاہ ولی اللہ

☆ بنیادی حقوق — صلاح الدین

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ — محمد حسین ہیکل/ حبیب اشعر

☆ حجتہ اللہ البالغہ (اردو) — شاہ ولی اللہ

☆ خطبہ حجتہ الوداع — محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ راہ عمل — جلیل احسن ندوی

☆ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم — مولانا قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

☆ رزونامہ "نوائے وقت" راولپنڈی/ لاہور — ملی ایڈیشن

☆ روزنامہ "مشرق" لاہور — دینی صفحات

☆ روزنامہ "جنگ" لاہور/ راولپنڈی — دینی صفحات

☆ زادِ راہ — مولانا جلیل احسن ندوی

☆ سیاست نامہ (اردو) — مولانا نظام الملک طوسی

Marfat.com

☆ سیرت النبی ﷺ (اول و دوم) — علامہ شبلی نعمانی

☆ قصص القرآن — مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی

☆ کتاب الاموال (اردو) — امام ابو القاسم ابو عبیدہ اندلسی

☆ ماہنامہ ''سیارہ ڈائجسٹ'' ''رسول ﷺ نمبر''

☆ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' ''سیرت النبی ﷺ نمبر''

☆ مسلمانوں کا نظم مملکت (اردو) — ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن

☆ مقالات سیرت 1982ء — مطبوعہ محکمہ اوقاف پنجاب لاہور

☆ نقوش (رسول ﷺ نمبر) — ادارہ فروغ ادب، لاہور

☆ ہفت روزہ ''ہلال'' راولپنڈی (سیرت النبی ﷺ نمبرز)

Marfat.com

انسدادِ منشیات، تقاضے اور تجاویز تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ☆

رب ذوالجلال والاکرام نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو رحمت للعالمینی کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ تو مشیت ایزوی کے تقاضوں کے تحت سرکار دو عالم ﷺ نے طبقہ انسانیت کو احکامات خداوندی اور اپنی حدیث و سنت کی مہربانیوں سے نواز دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی پاکیزہ تعلیمات اور روشن روشن اسوہ حسنہ سے اس دنیا کو منور فرما دیا کہ قیامت تک آنے والی انسانیت آپ ﷺ کی سدا بہار نورانی تعلیمات کو مشعل راہ بناتی رہے گی۔ اس لیے کہ

☆ یہ مقالہ وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور پاکستان اسلام آباد کے سالانہ مقابلہ مضمون نویسی برائے سال ۱۹۹۴ء لکھا گیا۔ جسے کل پاکستان سطح پر اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ ۲۲۔ اگست ۱۹۹۴ء کو سیرت کانفرنس منعقدہ اسلام آباد میں صدر پاکستان جناب محمد فاروق لغاری نے راقم مقالہ ہذا کو پانچ ہزار روپے نقد انعام اور تعریفی سند سے نوازا اور پاک بحریہ اسلام آباد نے بھی راقم کو تعریفی خط اور پانچ ہزار روپے کا نقد انعام دیا۔ (خط اور سند کی فوٹو کاپیاں لف ہیں)

نوٹ: یہ مقالہ ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور میں دو قسطوں میں چھپا۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے حق و باطل اور حلال و حرام کو واضح کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الحلال بین وان الحرام بین وبینھما امور متشابھات (بخاری، مسلم)

ترجمہ: "حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے ان دونوں کے درمیان امور متشابہات ہیں"

سرکار رحمت للعالمین، شاہ دنیا و دین، حامل حق مبیں، سید المرسلین، حبیب رب العلمین ﷺ نے اپنی سرمدی تعلیمات کے ذریعے جہاں کائنات کے کل طبقات کی دستگیری فرمائی وہاں آپ ﷺ نے منشیات و مسکرات، شراب ونشہ آور تمام اشیاء اور ان کے استعمال کرنے والوں نیز حدو سزا اور انسدادی تدابیر کے سلسلے میں کافی، شافی اور وافی تعلیمات دی ہیں۔

نبوت و رسالت کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تو حضرت عیسیٰؑ تک برابر جاری رہا۔ ایک نبی کا دور ختم ہوتا تو دوسرے نبی کا زمانہ شروع ہو جاتا۔ ایک الہامی کتاب اٹھتی تو دوسری کتاب کھل جاتی۔ حضرت عیسیٰؑ کے بعد "دور فترت" آیا جو تقریباً چھ سو سال جاری رہا۔ پوری نسل آدم جہالت کی تاریکی میں چھپ گئی تھی۔ جو اس قدر دبیز تھی کہ ظُلُمٰتٌ فَوْقُهَا بَعْض عَلٰی بَعْض کی تصویر بن گئی تھی۔ گمراہی، بے راہروی، بد اخلاقی، بغاوت، عداوت، کفر، شرک، بد عملی اور بدکرداری انسانی معاشرے کی پہچان بن گئی تھی۔ زنا، جوا اور شراب سے ترکیب پانے والی معاشرت حلال و حرام کی تمیز کو بھلا بیٹھی تھی۔ ظلم و جور عام تھا اور زبردست، زیردست کو کھا رہا تھا غرض کہ دُنیا ظھر الفساد فی البر والبحر کی تصویر تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر پروردگار عالمین نے انسانیت پر احسان عظیم فرما دیا۔

Marfat.com

دور جاہلیت میں شراب نوشی عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔
اگرچہ وہ دیگر نشہ آور اشیاء بھی استعمال کرتے تھے مگر شراب ان کا فخر تھی ان کی زبان میں شراب کے تقریباً ایک سو نام تھے۔[1] اور ان کی شاعری میں شراب کی اقسام، اسکی خصوصیات اور جام ومینا کا تذکرہ عام ملتا ہے محافل جام وسبو کثرت سے منعقد ہوتی تھی تمام عرب میں اور خاص طور پر اہل مدینہ میں شراب کا بے حد رواج تھا گھر گھر شراب بنتی اور پی جاتی تھی شراب نوشی کو اخلاقی عظمت اور معاشرتی برتری کا مقام حاصل تھا دولت مند لوگ شراب پی کر نشہ کی حالت میں خوب داد وہش کرتے اور مال لٹاتے تھے جس سے غریبوں کا بھلا ہوتا تھا اسی وجہ سے عرب معاشرے میں شراب نہ پینا یا کم پینا بخل وکنجوسی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

حضور کریم ورحیم ﷺ نے عربوں کی جہاں دوسری تمام برائیاں اور عیوب انتہائی قلق اور ضیق قلبی سے دیکھے وہاں آپ ﷺ نے ان کی نشہ بازی کو بھی بڑے دکھ سے محسوس کیا۔ خاص طور پر ان کی شراب نوشی کو تو دل کی گہرائیوں سے برا جانا۔ آپ ﷺ نے منشیات کی اہمیت ونزاکت کو محسوس کرتے ہوئے ایسی پر حکمت تعلیمات اور نصائح دیں کہ عادی شراب نوش اور نشہ باز عرب اس قبیح وذلیل عادت کو برغبت چھوڑنے لگے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات صادقہ واسوہ حسنہ کو تین قسموں میں رکھا جا سکتا ہے۔

اول: قرآنی تعلیمات جنہیں آپ ﷺ نے شب وروز پھیلایا۔

دوم: اپنے اقوال، ارشادات، احکامات، ترغیبات، وغیرہ سے لوگوں کو متنبہ کیا۔

1- اسلام میں حلال وحرام از علامہ یوسف القرضاوی اردو ترجمہ شمس پیرزادہ ص ۹۰، سید سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی ﷺ جلد چہارم ص ۲۵۴ پر شراب کے دوسو پچاس ناموں کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

سوم: اپنے عہد مبارک میں نشہ بازوں ، شراب نوشوں کے ساتھ آپ ﷺ نے جو معاشرتی ، انتظامی ، قانونی اور تعزیری رویہ اختیار کیا اس سے استفادہ کر کے بھی آپ ﷺ کی مقدس تعلیمات کو سمجھا جا سکتا ہے۔

یاد رہے کہ اگرچہ سرکار رسالت مآب ﷺ کے احکامات و اقدامات اکثر انسداد شراب نوشی کو محتوی نظر آئیں گے مگر درحقیقت آپ ﷺ کے یہ ارشادات و احکامات انسداد نشہ سے متعلق ہیں۔ اگرچہ کہیں کہیں دوسرے نشوں یا نشہ آور اشیاء کا ذکر بھی ہے مگر آپ ﷺ کے دور مبارک میں شراب ہی نشہ کی علامت سمجھی جاتی تھی یہی وبا عرب معاشرے میں عام تھی، شراب کی دکانیں بھی کھلی رہتی تھیں جہاں نشان کے طور پر جھنڈا لگا ہوتا تھا جسے ''غایۃ'' کہتے تھے گھروں میں بھی شراب نوشی کی محفلیں جمتی تھیں جہاں عورتیں اور بچے ساقی گری کے فرائض انجام دیا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کمسنی میں اپنے باپ سے یہ الفاظ سنا کرتے تھے۔

اسقا کاسا دھاقا

شراب کا ایک لبریز پیالہ ہم کو پلا (1)

اندریں حالات قرآن و حدیث میں جتنی ممانعت شراب اور اس کے نشہ کی ہوئی ہے دوسرے نشوں اور نشہ آور چیزوں کی نہیں ہوئی۔ اس صورت میں قرین انصاف یہی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں شراب کی مذمت، اس کے نشہ کی قباحت اور اثرات فاسد کو دراصل مجموعی منشیات پر محمول کیا جائے اور کیونکہ شراب کی ممانعت و حرمت کا سبب نشہ ہے لہٰذا شراب کی ممانعت انسداد نشہ ہائے کل کو مستلزم ہوتی ہے۔

1- سیرت النبی ﷺ جلد چہارم از سید ندوی ص ۲۵۴

Marfat.com

تفسیر کبیر مولفہ امام فخر الدین رازیؒ کے حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ خمر[1] (شراب) کے بارے میں سب سے پہلی آیت قرآن مجید میں یہ آئی ہے۔ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا (النحل ۶۷) (ترجمہ: کھجور اور انگور سے تم نشہ آور شراب اور اچھا رزق بناتے ہو) اسی سلسلے کی دوسری آیت سورۃ البقرہ میں آئی۔ جہاں فرمایا گیا۔ قُلْ فِيهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ (البقرۃ۔ ۲۱۹) (ترجمہ: کہہ دیجئے کہ شراب اور جوئے میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے ان میں کچھ فائدے (بھی) ہیں (مگر) ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے) ممانعت شراب کی تیسری آیت قرآن مجید میں یہ بیان ہوئی۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء۔ ۴۳)[2] اور آخرکار سورۃ المائدہ کی درج ذیل آیات ۹۰، ۹۱ میں اللہ تعالیٰ نے دوسری چیزوں کے ساتھ شراب کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام وممنوع قرار دے دیا۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ٥

1- خمر: كل شراب مسكر وهذا التمسية لغوية وشرعية

ترجمہ: ہر مدہوش کرنے والی شراب کو خمر کہتے ہیں اور یہ نام لغوی اور شرعی لحاظ سے ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول سورۃ المائدہ آیات ۹۱۔۹۰)

2- ترجمہ: اے ایمان والو تم نماز کے قریب مت جاؤ جب تم حالت نشہ میں ہو۔

Marfat.com

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہیں پس تم ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم (اس عادت بد سے) باز آنے والے ہو (یا نہیں؟)[1]

ممانعت و حرمت شراب کے ان چار تدریجی احکامات قرآن کے علاوہ نشہ کا کہیں ذکر نہیں ہوا اور شراب کی حرمت کا سبب بھی "نشہ" ہی تو ہے چنانچہ علامہ قرطبیؒ نے سورۃ النحل آیہ ۶۷ سے استشہاد کرتے ہوئے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے **فان کانت الخمر انما حرمت لانها تسکر فتصد بالاسکار** (ترجمہ: پس خمر کی حرمت اس میں نشہ کی موجودگی کی وجہ سے ہے اس طرح خمر کی ممانعت کے ذریعے (دراصل) "نشہ" سے روکا گیا ہے۔)

خمر (بمعنی شراب) کا معنی حضرت عمر فاروقؓ یہ بتاتے ہیں کہ خمر ہر اس چیز کا نام ہے جو عقل کو ڈھانپ دے اور اس کو بدل دے (یعنی نشہ لے آئے)[2] امام راغب اصفہانی "مفردات القرآن" (حصہ اول ص ۳۲۰) پر لکھتے ہیں کہ "خمر کے معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں اور الخمر کا معنی ہے شراب، نشہ۔ کیونکہ وہ (یعنی شراب) عقل کو ڈھانپ لیتی ہے (اس لیے اسے خمر کہا جاتا ہے) بعض لوگوں کے نزدیک ہر نشہ آور چیز پر خمر کا لفظ بولا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک صرف اسی چیز کو خمر کہا جاتا ہے جو انگور یا کھجور سے بنائی گئی ہو۔ جیسا کہ ایک روایت ہے کہ **الخمر من هاتين الشجرتين النخلة و العنبة** (خمر (شراب) صرف وہی ہے جو دو درختوں

1- بحوالہ ماہنامہ فکر و نظر جولائی ۱۹۷۳ء مقالہ "شراب اور جوا"

2- اسلام میں حلال و حرام ص ۹۲، ماہنامہ فکر و نظر جولائی ۱۹۷۳ء مقالہ "شراب اور جوا"

Marfat.com

یعنی انگور اور کھجور سے بنائی گئی ہو۔"

امام فخر الدین رازیؒ حدیث کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ شعبیؒ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا" (جن دنوں) خمر کی تحریم نازل ہوئی تو ان دنوں پانچ چیزوں سے شراب بنتی تھی۔ (۱) انگور سے (۲) کھجور سے (۳) گیہوں سے (۴) جو سے (۵) جوار یا مکئی سے۔"

حضرت نعمان بن بشیرؓ کی حضور ﷺ سے روایت میں یہ آیا ہے" شراب انگور کی ہوتی ہے، کھجور کی ہوتی ہے، شہد کی ہوتی ہے، گیہوں کی ہوتی ہے اور جو کی ہوتی ہے۔"(1) شراب کسی چیز کی بھی بنی ہو وہ نشہ لاتی ہے اور ہر نشہ لانے والی شراب حرام ہے۔ حضرت ابن عمرؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں **کل مسکر خمر و کل مسکر حرام** (ترجمہ: ہر سکر لانے والی چیز "خمر" ہے اور ہر "خمر" حرام ہے) (صحیح مسلم) (☆)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" ہر وہ شراب جو انسان کو مخمور کرے حرام ہے"

حضرت جابرؓ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ" ہر وہ چیز جو سکر لائے حرام ہے اور جس چیز کا ایک فرق (ایک وزن) سکر لائے تو اس کا چلو بھر بھی حرام ہے"

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

1- تفسیر کبیر جلد دوم بحوالہ ماہنامہ فکر و نظر جولائی ۱۹۷۳ء مقالہ" شراب اور جوا"

☆- ابوداؤد و احمد میں یہی حدیث ان الفاظ میں آئی ہے۔ **کل مسکر خمر و کل خمر حرام** (دیکھئے حدود و تعزیرات ص ۳۰۲) ہر نشہ آور خمر (عقل کو ڈھانپنے والا) ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

Marfat.com

حرمت الخمر بعینھا والمسکر من کل شراب (خمر بعینہٖ حرام کی گئی ہے اور دیگر مشروبات اس وقت حرام ہیں جب وہ نشہ آور ہوں)[1] [2] جیسے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ کل شراب اسکر فھو حرام (ترجمہ: ہر نشہ آور شراب حرام ہے)[☆☆]

یہاں تک تو گفتگو تھی شراب کی حرمت بسبب ''نشہ'' کے۔ آیئے اب ایسے ارشادات نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں جن میں شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کی ممانعت و حرمت، کراہت و قباحت اور شناعت و دناعت ذکر کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

شرابی کی نماز اور توبہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابراہیمؒ، حضرت ولید بن مسلمؒ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ ''جس شخص نے شراب پی یا نشہ آور شے استعمال کی تو اسکی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو دوزخ میں داخل ہوگا اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اگر اس

1- حدود و تعزیرات مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ص ۳۰۵

2- خمر کا معنی ہے عقل پر پردہ ڈال دینا۔ چونکہ شراب پی کر عقل ماؤف ہو جاتی ہے اور وہ (پینے والا) اپنے آپ میں نہیں رہتا اس لیے شراب کو ''خمر'' کا نام دیا گیا ہے اور یہ عام ہے تمام قسم کی شراب کے لیے (دیکھئے ماہنامہ فکر و نظر جولائی ۱۹۷۳ء مقالہ ''شراب اور جوا'') حضرت علی کرم اللہ وجہہ شراب کے نشے اور سکر پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں ''جب کوئی شخص شراب پیتا ہے تو نشہ میں آتا ہے جب نشہ میں مدہوش ہوتا ہے تو بہکی بہکی باتیں کرتا ہے اور جب بہکتا ہے تو تہمت اور جھوٹے الزام لگاتا ہے'' یہ بات معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے لہذا اسکے انسداد کے لیے ضروری ہے کہ شراب ہی حرام و ممنوع ہو جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کر دی ہے۔ (دیکھئے حدود و تعزیرات مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ص ۳۰۳)

☆☆۔ تاریخ حدیث مولفہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۱۴۵

Marfat.com

نے پھر دوبارہ توبہ کے بعد شراب پی لی تو اللہ تعالیٰ اسکی چالیس روز کی نماز قبول نہ کرے گا اور اسی حالات میں مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے پھر اگر اس نے تیسری بار (شراب) پی تو اللہ پر یہ فرض ہے کہ قیامت کے روز اسے ''روغتہ الخبال'' پلائے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ''روغتہ الخبال'' کیا شے ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''دوزخیوں کا خون اور پیپ''(1)

شراب نوشی اور ایمان: رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''شراب نوشی اور ایمان دو متضاد چیزیں ہیں''

شراب نوشی کی ممانعت: حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے نبی کریم ﷺ سے دو قسم کی شرابوں کے بارے میں استفسار کیا ہے جن کا یمن میں عام رواج تھا تو سرکار دو عالم ﷺ نے ہر قسم کی شراب کی ممانعت ان الفاظ میں فرمائی۔

> ''میں ہر اس شے کی ممانعت کرتا ہوں جو نشہ آور ہو اور اور نماز سے غافل کر دے۔'' (بخاری و مسلم)

ہر نشہ آور کی ممانعت: حضرت ام سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔

> ''ہر نشہ آور اور دماغ میں فتور ڈالنے والی شے کے استعمال کی'' (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''کل مسکر حرام. (ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے)'' (ابن ماجہ)

نشہ آور اشیا ہر مومن پر حرام: حضرت خالد بن حسان اور حضرت سلیمان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

> ''کل مسکر حرام علی کل مومن (ہر نشہ آور شے

1: بحوالہ حرمت مسکرات از سید آل احمد رضوی ص ۸، ۷

Marfat.com

ہر مومن پر حرام ہے)" (ابن ماجہ)

نشہ آور تھوڑی بھی حرام: رسالت مآب ﷺ کا ارشاد پاک ہے[1] ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (جو شے (مقدار میں) زیادہ نشہ لائے اس کا قلیل بھی حرام ہے) (ابن ماجہ، ترمذی)

لعنت:

حدیث رسول ﷺ میں شراب کی وجہ سے دس افراد پر لعنت ہوئی ہے۔ (۱) پینے والے پر (۲) پلانے والے پر (۳) نچوڑنے والے پر (۴) نچڑوانے والے پر (۵) مدد دینے والے پر (۶) خریدنے والے پر (۷) لے جانے والے پر (۸) جس کے لیے لے جائی گئی ہو (۹) اسکی قیمت کھانے والے پر (۱۰) بیچنے والے پر (ابن ماجہ)

ترمذی شریف میں یہی حدیث وارد ہوئی ہے اور وہاں مدد دینے

1- سکر لغت میں شراب (خمر) کو کہتے ہیں السکر فی اللغة الخمر (تفسیر البحر المحیط) سکر سے مراد کھجور اور انگور کا میٹھا رس ہے۔ قیل السکر العصیر الحلو الحلال (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم تفسیر آیہ ۶۷ سورۃ النحل) السکرُ اصل میں اس حالت کو کہتے ہیں جو انسان اور اسکی عقل کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ اس کا عام استعمال شراب کی مستی پر ہوتا ہے اور کبھی شدت غضب یا غلبہ عشق کی کیفیت کو سکر سے تعبیر کر لیا جاتا ہے۔ شراب سے انسان اور اسکی عقل کے درمیان بھی چونکہ دیوار کی طرح کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے اس اعتبار سے سکر کے معنی پانی کو بند لگانے اور روکنے کے آجاتے ہیں۔ (مفردات القرآن (اردو) جلد دوم ص ۴۸۵) سکر صوفیوں کی اصطلاح میں اس کیفیت بے خبری کو بھی کہتے ہیں جو بحالت مراقبہ وارد ہوتی ہے اور جس میں وہ لوگ خورد و نوش اور عبادت و ریاضت سے بھی فارغ ہو جاتے ہیں .... روحانی مشاہدات میں مست رہتے ہیں اور نماز روزہ کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ (حلال و حرام، قرآن کی روشنی میں از عطاء اللہ پالوی ص ۹۱) درج بالا لغوی مفہوم سے یہ نتیجہ نکلا کہ سکر ایک مذموم حالت ہے جسکا سبب شراب نوشی ہوتا ہے۔

Marfat.com

والے کی جگہ مفت دینے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ (دیکھئے تاریخ حدیث مولفہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۱۴۵) ایک اور حدیث میں شراب کے حوالے سے لعنت آئی ہے اور وہاں مدد دینے والے یا مفت دینے والے کی بجائے مطلقاً شراب پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ (1)

شراب کی ممانعت بوجہ نشہ وستی: حضور ﷺ نے ہر اس چیز کے استعمال سے منع فرمایا جو نشہ دے یا ست کر دے۔ (مسکر و مفتر بحوالہ مسند دارمی)

شراب ام الخبائث ہے: (☆) آقائے دوجہاں ﷺ کا ارشاد عالی ہے اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث (شراب ام الخبائث ہے اس سے بچو)" (سنن نسائی)

شرابی ایمان سے محروم: سرکار دو جہاں ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ من شرب الخمر خرج نور الایمان من جوفه (موطا امام مالک) ترجمہ: "جس نے شراب پی نور ایمان اس کے دل سے نکل گیا۔"

شراب نوش لعنتی ہے: رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے شارب الخمر ملعون۔ ترجمہ: خمر پینے والا لعنتی ہے۔ (مسند الفردوس)

شراب تمام برائیوں کی جڑ: رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ "شراب سے بچے رہو کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔"

منشیات ہر برائی کی کنجی: حضرت ابو الدردا ؓ سے روایت ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ لا تشرب الخمر فانها مفتاح کل شر

1- بحوالہ ماہنامہ فکر ونظر جولائی ۱۹۷۳ء مقالہ "شراب اور جوا"

☆۔ ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے الخمر ام الفواحش واکبرا الکبائر من شربها (شراب تمام فحاشی کے کاموں کی جڑ ہے۔ اور تمام (پینے کے متعلق بڑے) گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ (جامع الصغیر حدیث ۳۳۴۵۔ بحوالہ شراب اور منشیات ص ۹۲)

Marfat.com

(ترجمہ: مجھے میرے خلیل حضرت نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی کہ" میں نشہ آور چیزوں کا استعمال نہ کروں کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہیں۔ (ابن ماجہ)

شراب شر کا سر چشمہ: خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے۔ الخمر جماع الاثم (شراب سے پرہیز کرو کیونکہ یہ گناہ کو جمع کر دینے والی ہے)

شراب ہر فائدے سے خالی ہے: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ" اللہ تعالیٰ نے جب شراب کو حرام کیا تو تمام فائدے اس سے سلب کر لیے۔"(1)

بت پرستی کے بعد بڑا گناہ شراب نوشی: سید المرسلین ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ" بت پرستی کی ممانعت کے بعد میرے رب نے سب سے پہلے مجھے شراب نوشی اور مردوں کے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا۔"(2)

نشہ باز بت پرست کی مانند: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔ مدمن الخمر کعابد وثن (ابن ماجہ) ترجمہ: ہمیشہ نشہ کرنے والا بت پرست کی مانند ہے۔

شراب ناپاک اور نجس ہے: ارشاد ہوا کہ" شراب ناپاک ہے کیونکہ حرام لعینہٖ ہے اس لیے کہ یہ بھی خنزیر کی طرح نجس ہے"۔ (بحوالہ مغنی جلد ۸ ص ۳۱۳)(3)(☆)

شراب نوشی کا کوئی جواز قابل قبول نہیں: حضرت ویلم حمیریؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ! ہم سرد

1- حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ ان اللہ حرم الخمر سلبھا المنافع
ترجمہ: جب اللہ نے شراب کو حرام کیا تو اس سے نفع سلب کر لیا (بحوالہ سبل السلام جلد ۲)

2- دیکھئے اسلامی تعلیمات از شیخ محمد اسحاق ص ۵۹، ۵۸

3- دیکھئے حدود و تعزیرات ص ۳۱۰

☆۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ فانہ مثلہ 'یہ شراب بھی خنزیر (کے خون) کی طرح ناپاک ہے۔ (شراب و منشیات ص ۲۰۷)

Marfat.com

علاقہ میں رہتے ہیں اور بہت محنت و مشقت کرتے ہیں اس لیے گیہوں کی شراب بنا کر پیتے ہیں اس سے قوت اور طاقت حاصل کرتے ہیں اس طرح ہم محنت طلب کام بھی کرتے اور اپنے علاقہ کی سردی کا مقابلہ بھی کر لیتے ہیں۔'' حضور ﷺ نے پوچھا ''کیا اس سے نشہ ہوتا ہے؟'' میں نے عرض کیا'' ہاں یہ نشہ آور ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' پھر اس سے پرہیز کرو اور بالکل استعمال نہ کرو'' (سنن ابی داؤد)

شراب نوشی کی گمراہی۔ ایک پیش گوئی: سرکار عالمیاں ﷺ نے شراب نوشی اور اسکی گمراہی کے تذکرہ کے ضمن میں فرمایا'' زمانہ ایسے ہی گزرتا رہے گا حتی کہ میری امت میں سے ایک جماعت شراب پیا کرے گی اور اس کا نام تبدیل کر دے گی۔'' (ابن ماجہ) پھر ارشاد ہوا ''میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔'' (ابن ماجہ)[1] (☆)

1: بحوالہ حرمت مسکرات از سید آل احمد رضوی ص ۱۸، ۳۲

☆۔ حضور ﷺ کی پیشینگوئیوں کے ضمن میں یہ ارشادات بھی ملاحظہ ہوں'' میری امت میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جو (نام بدل کر) زنا کاری، ریشم کا لباس، شراب، ساز و موسیقی کو حلال کر لیں گے'' (صحیح بخاری) ''لوگ شراب پئیں گے اور اسے اس کے اصل نام کی بجائے کسی دوسرے نام سے پکاریں گے۔'' (سنن ابو داؤد، صحیح ابن حبان) شب و روز کا یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اسے نہ پئیں گے'' (ابن ماجہ، صحیح النسائی) شراب کے یہ مختلف نام مثلاً وسکی، شیمپین، رم، وائن، برانڈی، تاڑی، جن، دارو، بیئر وغیرہ دراصل شراب ہی کے مختلف نام ہیں ان سب کا شمار خمر میں ہوتا ہے۔'' اور خمر وہ ہے جو عقل کو زائل کر دے اور وہ نشہ آور شراب ہے۔'' (لسان العرب جلد ۵ ص ۳۳۹) اور خمر قرآن و سنت کی صریح نص سے حرام ہے یہ بھی یاد رہے کہ شراب ہو یا گانجا، افیون ہو یا کوکین، ہیروئن ہو یا بھنگ و چرس، حشیش ہو یا ایل ایس ڈی، ٹرنکولائزر ہو یا الکحل تھوہر کے نشہ آور مرکبات ہوں یا پیتھیڈرین مارفیا وغیرہ۔ یہ سب خمر ہیں نجس ہیں، نشہ آور ہیں اور خدا اور اس کے رسول نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔ (شراب اور منشیات از محمد منیر قمر ص ۲۰، ۳۲، ۱۰۳)

Marfat.com

یہاں تک تو سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات مبارکہ محض شراب و شراب نوشوں سے ممانعت و نفرت و حرمت کے سلسلے میں تھے۔ اب آپ ﷺ کے وہ ارشادات عالیہ ذکر کیے جاتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے شراب نوشوں کے آخرت میں انجام بد اور ذلت کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے:

۱۔ حضرت اسماء بنت یزید روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص بھی شراب پیئے گا (یا منشیات استعمال کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے ہر مرتبہ کے چالیس دن تک خفا رہے گا۔ اگر وہ اس دوران مر گیا تو اس کی موت بطور کافر ہوگی اور اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرے گا اور اس کے بعد بھی اس نے وہی حرکت دوبارہ کی تو اللہ تعالیٰ یقیناً اسے دوزخیوں کے ساتھ رکھے گا اور (دوزخیوں کی) پیپ اور پسینہ (طینۃ الخبال) پلائے گا'' (مسند احمد)[1]

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ نے فرمایا'' ہر نشہ آور چیز حرام ہے نشہ پینے والے کے لیے اللہ کا یہ عہد ہے جسکو پورا کرنا اس نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ وہ آخرت میں اس کو'' طینۃ الخبال'' ضرور پلائے گا۔'' لوگوں نے عرض کیا'' یا رسول اللہ ﷺ! طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟'' فرمایا دوزخیوں کے جسم سے نکلنے والا پسینہ یا فرمایا دوزخیوں کے جسم سے نکلنے والا لہو پیپ۔ (صحیح مسلم)[2] طینۃ الخبال اہل جہنم کا عرق یا ان کا نچوڑ ہے۔ (الترغیب والترہیب، مشکوۃ)[☆]

1- نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات از سیدہ سعدیہ غزنوی ص ۵۹، ۱۵۸

2- معارف الحدیث مرتب مولانا منظور نعمانی کتاب المعاشرہ والمعاملات جلد ۶ ص ۲۳۸

☆ شراب اور منشیات از محمد منیر قمر ص ۱۱۲۔ ایک اور روایت میں اسے زنا کار مردوں اور عورتوں کی شرم گاہوں سے خارج ہونے والی گندگی (منی وغیرہ) کہا گیا ہے۔ (العیاذ باللہ)

Marfat.com

۳۔ حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ ”من شرب الخمر اتی عطشانایوم القیامة (مسند احمد بن حنبل) شرابی قیامت کے دن پیاسا آئے گا۔“[1]

۴۔ طبرانی اوسط میں سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان ہے فان مات وھی فی بطنه مات میتة جاھلیة (صحیح جامع الصغیر لالبانی)[2]

۵۔ سرکار دو عالم ﷺ نے شرابی کی اللہ پاک سے ملاقات کو یوں بیان فرمایا کہ:

(الف) من لقی الله مدمن خمر لقیه کعابدوثن

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ وہ شراب کا عادی تھا تو وہ اس حال میں ملا کہ گویا وہ بتوں کا پجاری تھا۔ (صحیح ابن حبان)

(ب) مد من الخمران مات لقی الله کعابدوثن

ترجمہ: شراب کا عادی جب مر جائے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ گویا وہ بت پرست تھا۔ (مسند احمد)[3]

۶۔ فرمان نبوی ﷺ ہے ”جو دنیا میں شراب پئے گا اللہ تعالی اسے زہر پلائے گا اس کے چہرے کا گوشت (زہر) پینے سے پہلے ہی برتن میں گر پڑے گا اور جب پئے گا تو اس کا سارا گوشت اور چمڑا گل کر گر جائے گا اور دیگر دوزخی بھی اس سے تکلیف محسوس کریں گے۔“ (العیاذ باللہ)

۷۔ فرمان نبوی ﷺ ہے ”جو قوم دنیا میں شراب پر جمع ہوئی اللہ تعالیٰ اسے آگ میں جمع کرے گا پھر وہ ایکدوسرے کو ملامت کریں گے ایک

1- تاریخ حدیث از ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۱۴۶

2- ترجمہ: جو اس حالت میں مرا کہ اس کے پیٹ میں شراب تھی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

3- شراب اور منشیات از محمد منیر قمر

Marfat.com

دوسرے سے کہیں گے " اے فلاں ! خدا تجھے مجھ سے اچھی جزا نہ دے
تو نے مجھے اس مقام میں دھکیلا ہے دوسرا بھی یہی بات کہے گا۔ "[1]

۸۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ارشاد رسالت ﷺ ہے
" اور میرے رب عزوجل نے یہ قسم کھائی ہے کہ میری عزت وجلال کی
قسم ! میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا تو
میں آخرت میں اسکو اتنا ہی لہو پیپ ضرور پلاؤں گا اور جو بندہ میرے
خوف سے شراب چھوڑ دے گا اور اس سے باز رہے گا۔ تو میں آخرت
کے قدسی حوضوں کی شراب طہورا اپنے اس بندہ کو ضرور نوش کراؤں گا۔
(مسند احمد)[2]

۹۔ بخاری و مسلم اور دیگر کتب حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ من شرب
الخمر فی الدنیا ثم لم یتب منھا حرمھا فی الاخرۃ (جس نے اس
دنیا میں شراب نوشی کی اور توبہ نہ کی وہ آخرت میں اس (جنت کی شراب
طہور) سے محروم رہے گا) (بحوالہ شراب اور منشیات ص ۱۰۷)[3]

۱۰۔ سنن نسائی ، مسند احمد ، مسند بزار ، بیہقی اور مستدرک حاکم میں ارشاد
رسالت ﷺ یوں نقل ہوا ہے۔
" تین قسم کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے۔
(۱) شراب کے عادی
(۲) ماں باپ کے نافرمان
(۳) دیوث ، جو اپنی بیوی میں امور خباثت (بے حیائی و زنا کاری

1- اسلامی تعلیمات از شیخ محمد اسحاق کمالوی ص ۵۹

2- معارف الحدیث از مولانا محمد منظور نعمانی کتاب المعاشرت والمعاملات جلد ۶

3- مزید دیکھیے معارف : الحدیث جلد نمبر ۶ ، کتاب المعاشرت والمعاملات ص ۳۲۸ ، صحیح مسلم
حدیث نمبر ۲۲۲

Marfat.com

کے کام) دیکھے اور اسے منع نہ کرے۔[1]

۱۱۔ صحیح الجامع میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ والدین کا نافرمان، عادی شراب نوش اور کسی کو کچھ دے کر احسان جتلانے والا"[2] ابن عمرؓ سے یہ روایت (ارشاد نبوی ﷺ) بھی آئی ہے۔ فان مات دخل النار (اور اگر وہ (شرابی) مر گیا تو واصل جہنم ہوگا)

۱۲۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ لا یدخل الجنة مدمن خمر (ابن ماجہ) ہمیشہ نشہ کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔[3]

۱۳۔ حضور ﷺ کا فرمان مہربان ہے "جو کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے تو اس وقت اس کا ایمان اس سے رخصت ہو جاتا ہے" (بخاری)[4]

۱۴۔ "جس نے نشہ کیا اور وہ توبہ کیے بغیر مر گیا اس کا حشر مسلمانون کے ساتھ نہ ہوگا۔ (بحوالہ نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات ص ۱۶۸)

۱۵۔ پھر فرمایا "جس نے نشہ کیا وہ ایسا ہی ہے جس نے خدا کے سوا کسی بت کی پرستش کی اور وہ کافر ہے" (ایضاً)

۱۶۔ پھر فرمایا "جس نے توبہ کرنے کے بعد دوبارہ نشہ بازی شروع کر دی تو قیامت کے دن اللہ اسے دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ (ضرور) پلائے گا" (ایضاً)

نشہ و شراب اور نشہ باز و شرابی کے انجام بد اور روز حشر ذلت و عذاب

1- شراب اور منشیات ص ۱۰۹

2- ایضاً ص ۱۱۰،۱۱۱

3- حرمت مسکرات ص ۳۳

4- حدود اللہ مرتبہ شہزاد احمد ص ۱۴۶
شراب اور منشیات ص ۱۰۶

Marfat.com

کے اس تذکرہ کے بعد اب وہ روایات درج کی جاتی ہیں جن سے عام و مطلق نشہ کی حرمت و ممانعت اور قباحت و شناعت ظاہر ہوتی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے متعدد پیرایوں میں ان نشہ آور چیزوں سے اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

(الف) ہر نشہ آور کی ممانعت: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میں ہر اس شے کی ممانعت کرتا ہوں جو نشہ آور ہو اور نماز سے غافل کر دے۔'' (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

پھر فرمایا ''نهی رسول الله ﷺ عن كل مسكر و مفتر (ابی داؤد) نبی اکرم ﷺ نے ہر نشہ آور اور جسم میں فتور بپا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔''[1]

پھر فرمایا ''كل مسكر خمر و كل مسكر حرام (سنن نسائی)'' ہر نشہ آور خمر (عقل پر پردہ ڈالنے والی) ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

پھر فرمایا ''كل مسكر حرام (ابن ماجہ) ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے''

پھر فرمایا ''كل مسكر حرام على كل مومن (ابن ماجہ) ہر نشہ آور شے ہر مومن پر حرام ہے''

(ب) منشی جنت سے محروم: آپ ﷺ نے فرمایا لا يدخل الجنة مدمن خمر (ابن ماجہ) ''ہمیشہ نشہ کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(ج) بھنگ پینے والوں سے اظہار بیزاری: اہل بیت اطہار نے حضور ﷺ سے روایت فرمایا ہے:

''میری امت پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ وہ ایک چیز

۱- بحوالہ شراب اور منشیات ص ۳۲۷، بحوالہ حرمت مسکرات ص ۱۸

Marfat.com

پئیں گے جس کا نام بھنگ ہوگا اور میں ان لوگوں کے عمل
کا ذمہ دار نہیں میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے
بیزار ہیں'' (مستدرک الوسائل للنوری جلد ۳)

(د) بھنگ نوش سلامتی سے محروم: فرمایا ''یہودیوں اور نصرانیوں پر سلام کرو لیکن بھنگ پینے والے پر سلام نہ بھیجو'' (ایضاً)

(ہ) بھنگ نوش کی دینی حالت: آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو بھنگ پینے کے عمل کو معمولی سمجھے وہ کافر ہے اور اسکو ایسے شخص کی طرح سزا ملے گی جس نے ستر مرتبہ خانہ کعبہ گرایا ہو ستر فرشتوں کو قتل کیا ہو ستر رسولوں کو قتل کیا ہو ستر قرآن مجید جلائے ہوں اللہ کی جانب ستر مرتبہ پتھر پھینکے ہوں۔ بھنگ پینے والا، شرابی، سود خور، اور زانی اللہ کی رحمت سے بہت دور ہوگا۔'' (ایضاً)(1)

(و) ہر نشہ آور مشروب حرام: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

کل شراب اسکر فھو حرام (صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، صحیح ترمذی)

''ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو حرام ہے''

(ز) نشہ آور روٹی بھی حرام: ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ

1- حرمت مسکرات ص ۳۵، مخدرات مثلاً گانجا، کوکین، افیون وغیرہ بھی اسی قبیل کی چیزیں ہیں جو عقل پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہیں کہ دور کی چیز قریب اور قریب کی چیز دور نظر آنے لگتی ہے جو چیز موجود ہوتی ہے اس کے بارے میں ذہول ہونے لگتا ہے اور جو موجود نہیں اس کا خیال تصور کا روپ دھار لیتا ہے ...... ان سے جسم میں فتور اور اعصاب میں بے حسی پیدا ہو جاتی ہے یہ سب ''خمر'' میں شامل ہیں اور خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ دے اس وجہ سے یہ سب حرام ہیں (اسلام میں حلال و حرام از علامہ یوسف القرضاوی ص ۹۷)

Marfat.com

عنہا فرماتی ہیں کہ لا احل مسکروان کان خبزاً وان کان ماء

''ترجمہ: میں کسی نشہ آور چیز کو حلال قرار نہیں دیتی چاہے وہ روٹی ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ پانی ہی کیوں نہ ہو'' (سنن نسائی)

(ح) دوسری منشیات بھی حرام: متعدد محدثین، فقہا اور مفسرین نے حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں تمام منشیات کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ:

1- علامہ ابن القیمؒ نے حشیش کو خمر میں شامل کر کے اس کی حرمت کو ظاہر کیا ہے۔ (زاد المعاد جلد ۲، جلد ۳)

2- علامہ ذہبیؒ نے حشیش کو کل مسکر حرام کے ذیل میں لا کر اس کے حرام ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ (کتاب الکبائر)

3- امام نوویؒ اور حافظ عسقلانیؒ نے بھی حشیش کو کل مسکر حرام کے ذیل میں لا کر حرام قرار دیا ہے۔

4- علامہ ابن دقیق العیدؒ نے الجوزہ میں، ابن بیطار نے عون المعبود میں، (ابن حجر نے) بلوغ المرام میں اور معالم السنن اور شرح السنن میں حشیش کو حرام قرار دیا ہے۔ درمختار میں ہے ''بھنگ و حشیش ، افیون حرام ہیں کیونکہ یہ عقل کو فاسد کر دیتی ہیں۔'' فقہ السنہ جلد ۲ میں بعض جید حنفی فقہا کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ من قال یحل الحشیشة زندیق مبتدع ''جو شخص حشیش کو حلال کہے وہ زندیق و بدعتی ہے۔''(1)

5- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اپنے فتاویٰ اور السیاستہ الشرعیة میں لکھتے ہیں کہ ''یہ حشیش (گانجا) حرام ہے خواہ اس سے مدہوشی طاری ہو یا نہ ہو...... اس میں سرور اور نشہ ہوتا ہے۔ اس لیے اسے فاجر لوگ ہی

1- بحوالہ شراب اور منشیات ص ۴۳، ۲۷۰

Marfat.com

استعمال کرتے ہیں اور یہ اپنی خصوصیت کی بناء پر نشہ آور شراب ہی کے قبیل کی چیز ہے۔ شراب محرک ہے اور خصومت کے جذبات پیدا کرتی ہے۔[1] اور گانجا عقل میں فتور پیدا کر کے ذلت کا سامان کرتا ہے...... ان خرابیوں کے پیش نظر گانجا نشہ آور شراب سے بھی بدتر چیز ہے۔[2]

6- علامہ یوسف القرضاوی اپنی تصنیف ''اسلام میں حلال وحرام'' میں ایک اسلامی اصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' اسلامی شریعت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ مسلمان کے لیے کسی ایسی چیز کا کھانا پینا جائز نہیں ہے (ناجائز وحرام ہے) جو اسے فوراً یا آہستہ آہستہ ہلاک کر دے مثلاً ہر قسم کا زہر یا کوئی اور مضر چیز[3]...... اس اصول کی مناسبت سے ہم کہتے ہیں کہ تمبا کو اگر استعمال کرنے والے کے لیے مضر ثابت ہو رہا ہو تو حرام ہے۔ اگر بالفرض تمبا کو مضر صحت نہ بھی ہو تب بھی وہ مال کا ضیاع ہے جس میں نہ دینی فائدہ ہے نہ دنیوی۔ حدیث میں مال کے ضیاع سے منع فرمایا گیا ہے۔ نھی النبی ﷺ عن اضاعۃ المال (البخاری) ''حضور ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

یہاں تک تو گفتگو تھی شراب کے بوجہ نشہ حرام ہونے کے بارے میں اور اسی قبیل کی دوسری نشہ آور اشیاء کی حرمت کے بارے میں جو قرآن و

1- سند قرآن مجید کی یہ آیہ کریم ہے۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ (سورۃ المائدہ۔۹۱)

2- اسلام میں حلال وحرام ص ۹۸

3- سند قرآن مجید کی یہ آیہ مبارکہ ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (النساء۔۲۹) وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ۔۱۹۵) فرمان رسالت بھی وارد ہوا ہے لا ضرر ولا ضرار (مسند احمد وابن ماجہ) اپنے آپ کو نقصان پہنچانا اپنی تمام صورتوں کے ساتھ ناجائز ہے۔

Marfat.com

سنت کے واضح احکامات سے بخوبی ثابت ہو چکی ہے۔ اب وہ ارشادات نبوی ﷺ بیان کیے جاتے ہیں جن سے منشیات کی خرید وفروخت وغیرہ کو بھی شریعت اسلامیہ نے ناجائز وحرام قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

☆ بروایت سیدنا حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

ان اللہ حرم علی قوم اکل شیء حرم علیھم ثمنہ (زادالمعاد)

ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کوئی چیز حرام کرتے ہیں تو اس کی قیمت کو بھی حرام کر دیتے ہیں۔'' (بحوالہ ابو داؤد بیہقی و ابن ابی شیبہ)

☆ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مہربان ہے **ان اللہ حرم الخمرو ثمنھا**

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے خمر (نشہ آور) اور اسکی قیمت کو حرام قرار دیا ہے۔[1]

☆ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بروایت حضرت انس بن مالکؓ...... **لعن اللہ الخمر ...... وبائعھا و آکل ثمنھا ...... الی الاخرۃ**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر ...... اور اس کے خریدار پر اور اسکی قیمت کھانے والے پر...... آخر تک[2]

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے۔'' اس

1- ماہنامہ فکر ونظر، جولائی ۱۹۷۳ء مقالہ شراب اور جواء

2- لعنت والی حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے اور حدیث کے متعدد مجموعوں میں آئی ہے اس حدیث میں شراب اور اس سے متعلقہ دس افراد پر لعنت کی گئی ہے۔ اللہ کی، اس کے رسول کی، اس حدیث میں ''شراب بیچنے والے، شراب خریدنے والے، اور جس کے لیے خریدی گئی ہو'' ہر سہ کے ساتھ ملعونوں میں شامل کیے گئے ہیں۔ حدیث ان ذخیروں میں موجود ہے۔ ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، مستدرک حاکم وغیرہ۔

Marfat.com

شخص نے اپنے غلام سے کہا اسے بازار میں لے جا کر فروخت کر دو تو حضور ﷺ نے فرمایا "جس نے شراب حرام کر دی ہے اس نے اس کی خرید و فروخت بھی حرام کر دی ہے اس شخص نے اپنے غلام سے کہا "اس مٹکے کو شہر سے باہر لے جا کر پھینک دو" (ابن ماجہ)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ سمرہ نے شراب فروخت کی ہے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ سمرہ کو ہلاک کرے کیا وہ نہیں جانتے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "یہود پر چربی حرام کی گئی تھی تو انہوں نے پگھلا کر فروخت کرنا شروع کر دیا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی (ابن ماجہ) اس ارشاد رسول ﷺ کی روشنی میں شراب کے مشتری اور بائع پر بھی اللہ کی لعنت ہوگی۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ کے والد گرامی ایک یتیم بچے کی پرورش کر رہے تھے انہوں نے بھاؤ مناسب دیکھ کر اس کے مال سے شراب خرید کر ذخیرہ کر لی اس دوران شراب حرام ہوگئی انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اب کیا کریں۔ ارشاد ہوا احرقھا (اس کو جلا ڈالو) دوبارہ عرض کی کہ یتیم کا مال ہے وہ نقصان کا متحمل نہ ہو سکے گا۔ کیا میں اس کا سرکہ نہ بنالوں" فرمایا "نہیں" (اسے ضائع ہی کر دو)[1]

☆ حضرت ابو سعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے شراب سے سرکہ بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔[2]

☆ حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کو

1- اسی کی تائید میں حضرت انسؓ سے بھی روایت آئی ہے۔ جسے ترمذی، مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے جسمیں شراب سے سرکہ بنانے کی ممانعت آئی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے نبی اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات مولفہ سیدہ سعدیہ غزنوی

2- نبی اکرم بطور ماہر نفسیات ص ۱۵۸ مولفہ سیدہ سعدیہ غزنوی

Marfat.com

معلوم ہوا کہ مدینہ کے ایک شخص سمرہ نے شراب فروخت کی ہے تو انہوں نے اس کے لیے باقاعدہ بددعا فرمائی۔[1]

☆ ایک اور روایت میں سرکار رسالت مآب ﷺ نے منشیات کی فروخت سے حاصل ہونے والی کمائی کو رنڈی (پیشہ ور۔ زنا کار عورت) کی کمائی کے برابر قرار دیا ہے۔[2]

☆ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے اس جس شخص کو یہ آیت (یعنی حرمت شراب والی سورۃ مائدہ کی) پہنچے اور اس کے پاس شراب کی کوئی بھی مقدار موجود ہو تو وہ اسے نہ پئے نہ ہی بیچے۔"[3]

☆ صحیحین ، وسنن اربعہ، مسند احمد اور بیہقی میں حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذی شان نقل ہوا ہے ان اللہ و رسولہ حرم بیع الخمر و المیتۃ والخنزیر والاصنام (اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار ، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام کی ہے۔)[4]

☆ مسند احمد وطبرانی میں ارشاد نبوی ﷺ نقل ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ثمن الخمر حرام و مهر البغی حرام و ثمن الکلب حرام "شراب کی قیمت حرام ہے پیشہ ور کسبی یا بازاری عورت کی کمائی حرام ہے اور کتے کی قیمت حرام ہے"[5]

☆ علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے "المحلیٰ" کے جزو ہفتم کتاب الاشربہ میں

1- نبی اکرم بطور ماہر نفسیات ص ۱۵۸، مولفہ سیدہ سعدیہ غزنوی

2- نبی اکرم بطور ماہر نفسیات ص ۱۵۸

3- شراب اور منشیات از محمد منیر قمر ۸۰، اسلام میں حلال وحرام، ص ۹۳

4- شراب اور منشیات از محمد منیر قمر ص ۱۱۶، ۱۱۵

5- ایضاً ص ۱۱۶

Marfat.com

فرمان نبوی ﷺ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ (اللہ کے رسول ﷺ نے شراب رکھنے، بیچنے اور پینے وغیرہ سب امور کو حرام قرار دیا ہے)[1]

☆ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر قرآن میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کا یہ اجماع نقل کیا ہے کہ **اجمع المسلمون علی تحریم بیع الخمر** ''شراب کی بیع وشرا یعنی تجارت کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے)[2]

☆ علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں یہ فتویٰ دیا ہے ''شراب کی بیع کے حرام ہونے میں ہر نشہ آور چیز کی بیع کا حرام ہونا شامل ہے وہ چیز سیال ہو یا جامد''[3]

☆ مصر کے سابق مفتی شیخ عبد المجید سلیم نے قرآن وسنت کی روشنی میں نشہ آور چیزوں کی حرمت تجارت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''نبی اکرم ﷺ سے شراب کی تجارت کے حرام ہونے کے بارے میں کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں اور مخدرات ومنشیات پر بھی شراب کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا شراب کی تجارت کی ممانعت دیگر منشیات کی تجارت کی ممانعت کو بھی شامل ہے'' (شراب اور منشیات ص ۳۸۸)[4][5]

1- شراب اور منشیات از محمد منیر قمر ص ۱۴۸

2- شراب اور منشیات از محمد منیر قمر ص ۳۸۶ 3- ایضاً

4- شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی اپنے رسالہ ''حکیم شرب اللہ خان'' میں اسی نکتہ نظر کے تحت لکھتے ہیں '' تمباکو پینا (یعنی تمباکو نوشی کرنا) اور اس کی تجارت کرنا یعنی خرید وفروخت کرنا اور اس کی خرید فروخت پر کسی قسم کا تعاون کرنا یہ سب حرام ہے''
(شراب اور منشیات ص ۳۸۹)

5- قرآن وحدیث کی ان تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ شراب کی حرمت کے ساتھ ساتھ اسکی تجارت اور خرید وفروخت ۸ھ ہجری میں مکہ معظمہ کے قیام کے دوران حرام قرار دی گئی۔ (دیکھئے صحیح بخاری کتاب الحدود، صحیح مسلم، سنن نسائی، جامع ترمذی ابواب الحدود)
مزید دیکھئے ماہنامہ فکر ونظر جولائی ۱۹۷۳ء مقالہ ''شراب اور جوا''

Marfat.com

شراب برائے علاج ۔ حرام: آیئے اب خاتم النبیین ، سید المرسلین ، حبیب رب العلمین ، حامل شرع مبین، آقائے مسلمین ، ہادی عالمین ﷺ کے وہ ارشادات مبارکہ ملاحظہ کریں جن میں آپ ﷺ نے نشہ آور اشیاء (خمر و سکر) کا استعمال برائے علاج بھی ممنوع و حرام قرار دیا ہے۔ سب سے پہلے وہ عمومی ارشادات پیش خدمت ہیں جن میں آپ ﷺ نے اشیائے حرام سے علاج کی ممانعت و ناپسندیدگی ظاہر کی ہے بعد ازاں دوسری حدیثیں آئیں گی۔ چنانچہ آپ نے عمومی تلقین کرتے ہوئے فرمایا...... ان الله انزل الداء والدواء وجعل لکم داءٍ دواء فتداوو ولاتتداووابحرام (ابوداؤد)[1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں نازل کی ہیں اور تمہارے لیے بیماری کا علاج بھی رکھا ہے لہٰذا علاج کرو لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو"

☆ پھر ارشاد ہوا من تداوی بحرام ، لم یجعل الله تعالیٰ فیه شفاءً (ابو نعیم) (ترجمہ: جس نے کسی حرام چیز سے علاج کیا وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حرام چیز میں کوئی شفا نہیں رکھی۔)[2]

☆ پھر ارشاد ہوا انه لیس بدواء ولکنه داء ترجمہ: "شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے" (صحیح مسلم و ابو داؤد و احمد و ترمذی بحوالہ اسلام میں حلال و حرام ص ۹۵)

☆ حضرت وائل بن حجر حضرمی سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے شراب کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان کو شراب پینے سے منع فرمایا انہوں نے عرض کیا تو اسکو دوا کے لیے استعمال کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ دوا نہیں بلکہ وہ بیماری ہے"

1- اسلام میں حلال و حرام ص ۹۵، ۹۶

2- نبی کریم ﷺ بطور ماہر نفسیات ص ۱۶۱

Marfat.com

(معارف الحدیث کتاب المعاشرہ والمعاملات حصہ ششم ص ۲۴۱)

☆ مسند امام احمد اور ابن ماجہ کی ایک دوسری روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔

''اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے علاقہ میں انگور ہیں جنہیں ہم نچوڑتے ہیں اور پیتے ہیں'' آپ ﷺ نے اس منع فرمایا تو عرض کیا گیا انا نستشفی للمریض (*) ہم ان سے بیمار کا علاج معالجہ کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''ان ذالک لیس بشفاء ولکنه داء

ترجمہ: انگور کی شراب صحت بخش نہیں بلکہ وہ تو خود ایک بیماری ہے''[1]

☆ ابوداؤد، ترمذی، صحیح ابن حبان میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ آں حضرت رسول اللہ ﷺ سے یہ نہی وارد ہوئی ہے۔

نهی رسول الله ﷺ عن الدواء الخبیث

ترجمہ: نبی ﷺ نے ہر خبیث دوا کے استعمال سے منع فرمایا ہے[2]

☆ سبل السلام کے حوالہ سے ایک اور روایت بیان کی گئی ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ان اللہ حرم الخمر سلبها المنافع

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا تو اس سے تمام

---

* حضرت شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ '' آنحضرت ﷺ سے کسی شخص نے شراب سے سرکہ بنانے کی نسبت سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسکو منع فرمایا اس سائل نے کہا '' میں دوا کے لیے اسکو بناتا ہوں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا '' وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے'' میں کہتا ہوں چونکہ لوگ شراب کے حریص تھے اور اس کے پینے کے لیے حیلے کیا کرتے تھے اس لیے مصلحت تامہ اس میں ٹھہری کہ اس سے نہی کی جائے'' (ص ۶۰۶)

1- شراب اور منشیات ص ۲۲۵

2- ایضاً ص ۲۲۶

Marfat.com

منافع (بشمول نفع دوا) سلب کر لیے[1]

☆ حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے: **ان اللہ لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیھا**

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا کسی ایسی چیز میں نہیں رکھی جو کہ ان پر حرام کی گئی ہو''[2]

☆ حضرت ابن مسعودؓ سے تعلیقاً روایت ہے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی'' (صحیح بخاری)[3]

☆ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ قرآن وسنت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''شراب سے علاج کرنا (مفید کیسے ہوسکتا ہے جبکہ) حرام ہونے کے بعد اس کے منافع سلب کر لیے گئے ہیں''[4]

☆ امام نوویؒ صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں صراحت ہے کہ شراب دوا نہیں لہٰذا اس سے علاج کرنا حرام ہے۔''[5]

☆ امام شوکانیؒ شرح ''نیل الاوطار'' میں لکھتے ہیں:

''اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ شراب دوا نہیں ہے لہٰذا اس سے علاج کرنا بھی حرام ہے۔''[6]

1- شراب اور منشیات ص ۲۳۴
2- ایضاً ۲۵۴
3- اسلام میں حلال وحرام ص ۹۶
4- شراب اور منشیات ص ۲۲۸
5- ایضاً ص ۲۲۹
6- ایضاً ص ۲۳۲

Marfat.com

☆ علامہ ابن قیمؒ نے ''زاد المعاد'' جلد ۳ میں لکھا ہے:

''ایک مسلمان کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ شراب عین حرام ہے یہ اعتقاد اس کے مفید اور ذریعہ شفا ہونے کے منافی ہے اس اعتقاد کے ساتھ نہ شراب کے بارے میں اچھا گمان پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اسے قبولیت کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے بلکہ بندہ میں ایمان جتنا پختہ ہوگا اتنا ہی وہ شراب سے نفرت کرے گا اور اسے برا اور ناگوار خیال کرے گا ایسی صورت میں شراب کا استعمال اس کے لیے بیماری کا باعث ہوگا نہ کہ دوا کا۔''[1]

شراب کا ہر استعمال حرام ہے: آیئے چند اور روایات دیکھیں جن میں خمر و سکر (شراب و نشہ آور) کے دوسرے کئی استعمالات کو حرام و ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

شراب بطور ہدیہ ممنوع: ایک شخص نے چاہا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں شراب ہدیۃً پیش کرے آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ نے شراب حرام کر دی ہے'' اس نے پوچھا ''پھر اسے فروخت کر دوں'' فرمایا ''جس ہستی نے شراب کا پینا حرام کر دیا ہے اس نے اس کا فروخت کرنا بھی حرام کر دیا ہے۔'' اس نے پوچھا ''پھر'' فرمایا ''یہود کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرنا بھی حرام کیا ہے'' اس نے عرض کیا ''پھر'' فرمایا ''اسے بطحا کے راستوں پر بہا دو'' (مسند حمیدی) ایک اور روایت میں فرمایا ''اس کو پھینک دیا جائے اور بہا دیا جائے'' (جامع ترمذی) ایک اور روایت میں فرمایا'' اھرق الخمر واکسر الدما'' یعنی شراب کو بہا دو پھینک دو اور جن مٹکوں میں ہے ان کو بھی توڑ دو۔'' (دیکھئے اسلام میں حلال و حرام ص ۹۴ معارف الحدیث کتاب المعاشرہ والمعاملات جلد ۶ ص ۲۳۷)

1- اسلام میں حلال و حرام ص ۹۶

Marfat.com

شراب جانوروں کے لیے بھی حرام: حضرت نافعؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام نے بغرض علاج ان کے اونٹ کو شراب پلا دی انہیں معلوم ہوا تو آپؓ نے غلام کو خوب ڈانٹا اور شراب کی ہر شکل میں استعمال کی حرمت بیان کی۔ یہی نہیں صحابہ کرامؓ نے شراب کی تلچھٹ (جسے طلا کہا کرتے تھے) سے جانوروں کی مالش کرنا بھی حرام قرار دیا اور سنت نبوی ﷺ کو فائق کیا۔[1]

خراج و جزیہ میں بھی شراب کی وصولی کی ممانعت: حضرت بلالؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہا کہ ''آپ کے حاملین خراج میں سور اور شراب وصول کر رہے ہیں'' تو آپؓ نے فرمایا ''تم ان سے یہ چیزیں نہ لو ان کی فروخت کی ذمہ داری ان (غیر مسلم ذمیوں) پر ہی ڈال دو اور تم نقد قیمت وصول کرو''[2]

شراب کا نہ کوئی ٹیکس نہ عشر: عتبہ بن فرقد نے حضرت عمر فاروقؓ کو شراب کا ٹیکس وصول کر کے چار ہزار درہم بھیجے جس کے جواب میں آپؓ نے لکھا ''تم نے مجھے شراب کا ٹیکس بھیج دیا حالانکہ مہاجرین کے مقابلہ میں تم اس کے زیادہ حق دار تھے۔ پھر کہا ''بخدا: اس کے بعد میں تمہیں کسی چیز کی خدمت کے لیے بھی مامور نہ کروں گا۔'' حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ایک عامل نے شراب کا ٹیکس بھیجا تو انہوں نے کہا۔ ''تم نے اپنے خط میں مجھے شراب کے ٹیکس میں چار ہزار درہم کی وصولی کا لکھا ہے حالانکہ مسلمان نہ شراب کا ٹیکس وصول کرتا ہے نہ اسے پیتا ہے اور نہ بیچتا ہے''[3]

شراب کے برتن اور متشابہات کی ممانعت:

1- حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے تم

1- حرمت مسکرات ص ۱۷
2- کتاب الاموال از ابو عبید قاسم اندلسی ص ۷۴ تا ۷۷
3- معارف الحدیث کتاب المعاشرہ والمعاملات ج ۶ ص ۲۴۹

Marfat.com

کو کچھ برتنوں کے استعمال سے منع کیا تھا (کیونکہ تم ان میں شراب پیا کرتے تھے اس وجہ سے یہ تم کو مطلوب و مرغوب ہوتے تھے اب میں اسکی اجازت دیتا ہوں) کیونکہ صرف برتن کی وجہ سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہو جاتی (یہ اقدام صرف شراب نوشی سے تمہارا دھیان و رغبت ہٹانے کو تھا ہاں! یہ ملحوظ رہے) کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے (لہذا پھر سے ان برتنوں میں شراب نوشی شروع نہ کر دینا) (صحیح مسلم)

2- ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ''میں نے تم کو منع کیا تھا کہ چمڑے کے برتنوں (مشکیزوں) کے سوا اور کوئی برتن استعمال نہ کرو (اب میں اجازت دیتا ہوں کہ) ہر قسم کے برتن میں پی سکتے ہو لیکن کوئی نشہ پیدا کرنے والی چیز ہرگز نہ پی جائے۔(ایضاً)[1]

3- علماء نے یہاں تک تصریح فرمائی ہے کہ'' خالص پانی کو دور شراب کی طرح پینا بھی حرام ہے'' کہ اس سے حرام و نشہ آور کے استعمال کی تحریک ہوتی ہے۔[2]

شراب جیسے مشروب کی بھی ممانعت: ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا'' ہمارا علاقہ بہت ٹھنڈا ہے پھر اس نے مشروبات کی بہت سی اقسام کا ذکر کیا اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا[☆] ''منقی یا کشمش یا کھجور اور ہر اس چیز کے مشروب سے دور رہو جو (شراب کی طرح)

1- معارف الحدیث کتاب المعاشرہ والمعاملات ج ٦ ص ٢٤٩

2- احکام شریعت از امام احمد رضا خاں بریلویؒ ص ١٨٦

☆ حضور ﷺ سے وہ روایات بھی نقل ہوتی ہیں جن میں گندم، جو، کھجور، منقی، شہد اور ہر چیز سے کشید شدہ نشہ آور شراب کو نبی اکرم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ (بحوالہ تفسیر قرطبی ج۔٣) شاہ ولی اللہؒ نے چھوہاروں کی شراب کو بھی نشہ آور قرار دے کر حرام بتایا ہے۔ (حجتہ اللہ البالغہ عنوان ''مسکرات'')

Marfat.com

نشہ آور ہو''(1)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ''میں کسی نشہ آور چیز کو حلال قرار نہیں دیتی چاہے وہ روٹی ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ پانی ہی کیوں نہ ہو''(2)

یہاں تک شراب، اس کے متعلقات ،شراب نوش اور ان کے حالات وعواقب پر تفصیلاً گفتگو ہو چکی ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں درج بالا گفتگو کو ذہن میں رکھ کر یہ بات بلا خوف ولائم کہی جاسکتی ہے کہ شراب نشہ آور ہے ، حرام ہے ، نجس ہے ، گناہ کبیرہ ہے ، مفسد ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ ذیل میں صرف دو اہم واقعات کے حوالے سے شراب کے نشہ اور اس کے اثرات کو مزید ظاہر کیا جاتا ہے۔

اقداح ثلاثہ:

واقعہ معراج کے ضمن میں سرکار رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں کہ ''آسمانوں کی سیر کے دوران میرے لیے تین پیالے لائے گئے جن میں سے ایک میں دودھ، ایک میں شہد اور ایک میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لے لیا جس میں دودھ تھا اور پی لیا مجھ سے کہا گیا '' آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت نے فطرت یعنی دین مستقیم یا دین حق پر استقامت) کو پالیا (بخاری مع فتح الباری جلد ۱۰) ہر قسم کی تعریف اس ذات کے لیے ہے جس نے آپ ﷺ کو دین حق پر استقامت کی ہدایت بخشی اگر آپ ﷺ شراب والا پیالا پکڑ کر پی لیتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی'' (ایضاً)(3)

1- شراب اور منشیات ص ۱۱۷

2- ایضاً ص ۱۲۳

3- ایضاً ص ۱۰۵۔۱۰۴

Marfat.com

ایک عابد کا واقعہ صحیح ابن حبان و بیہقی میں ایک روایت ہے جسے مرفوعاً و موقوفاً دونوں طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ:

''عہد قدیم میں ایک عزلت نشین عابد تھا جسے کسی سیاہ کار عورت نے بہانے سے اپنے گھر بلوایا اور برائی کرنے پر اکسایا۔ عابد و زاہد کے انکار پر اس نے دھمکی دی کہ میں شور مچا کر لوگوں کو اکٹھا کر لوں گی اگر تو نے تین میں سے کم از کم ایک بات میری نہ مانی اول میری خواہش پوری کر، دوم اس بچے کو قتل کر، سوم ایک پیالہ شراب پی۔ زاہد مرتاض نے شراب کو صغیرہ گناہ خیال کر کے شراب کا پیالہ پی لیا۔[1] نشہ ہوا تو عورت سے زنا کا بھی مرتکب ہوا اور معصوم بچے کو بھی قتل کر دیا۔[2]

ان دو واقعات سے ظاہر ہوا کہ بظاہر سب سے چھوٹا اور ہلکا نظر آنے کے باوجود شراب اپنی قباحت و شناعت میں سب سے بڑا گناہ بن جایا کرتا ہے۔ صرف شراب نہیں بلکہ ہر نشہ آور۔ ظاہر بات ہے جو انسان سے

1- زاہد مرتاض، عابد گوشہ نشین نے غالباً اس وجہ سے شراب کا انتخاب کیا ہوگا کہ اس مشروب ام الخبائث کا نقصان صرف اسے ہوگا جو اس نے قبول کر لیا۔ جبکہ دوسرے دو گناہوں (زنا اور قتل صبیان) کا نقصان دوسروں کو بھی تھا۔ مگر شراب پر فساد نے اسے دوسرے دونوں گناہوں میں بھی ملوث کر دیا۔

اعاذنا اللہ عن ھذہ المشروب الخراب یدخل فی العذاب الی یوم المعاد

2- شراب اور منشیات ص ۱۶۹ اسی طرح کا ایک اور واقعہ معجم طبرانی اور مستدرک حاکم میں مذکور ہوا ہے جو بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے کسی کا ہے جس میں اس نے کسی کو شراب پینے یا قتل کرنے یا زنا کرنے یا خنزیر کا گوشت کھانے (ایک اور مقام پر بت کو سجدہ کرنے) میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے ورنہ قتل کیے جانے کا حکم دیا تھا شخص مذکور نے شراب کو گناہ صغیرہ سمجھا۔ شراب پی اور باقی تمام گناہ کر گزرا۔ (ایضاً ص ۷۰)

Marfat.com

اس کی عقل ہی چھین لے اور اسے زمرہ حیواں میں لاکھڑا کرے وہ چیز زندگی کے کسی مرحلے پر، معاملات کے کسی موڑ پر، معاشرت میں کسی مقام پر بھی اس کی عزت و وقار کا سبب نہیں بن سکتی۔ شراب کی بد اثری کہاں تک پہنچ سکتی ہے اس کا اندازہ اس سے لگایئے فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ:

ھی اکبر الکبائر و ام الفواحش من شرب الخمر ترک الصلوۃ ووقع علی امہ وخالتہ و عمتہ (طبرانی کبیر اوسط و جامع الصغیر)

''ترجمہ: یہ نشہ آور شراب کبائر میں بھی بڑا گناہ ہے اور جو شخص شراب پیتا ہے وہ (ہمیشہ کے لیے) تارک نماز ہو جاتا ہے اور اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی سے بھی برائی (یعنی زنا) کر بیٹھتا ہے''(1)

یہی وجہ ہے کہ نشہ آور شراب کو صرف اسلام نے ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب نے بھی رد کیا ہے اور اپنے پیروکاروں کو اس سے بچنے کی تلقین کی ہے اور اسکی حرمت ظاہر کی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا

''شراب پی کر مدہوش مت بنو کیونکہ شراب میں بے حیائی اور نفس پرستی ہے'' (پولس کا خط اہل افسس کے نام باب ۵ فقرہ ۱۸)

پھر فرمایا: ''نشہ باز لوگ حکومت کے وارث نہیں ہوں گے۔'' (پولس کا خط)

پھر فرمایا: ''ان لوگوں کے لیے تباہی ہے جو صبح کو پیچھے رہ جانے والوں کے لیے شراب تیار کرتے ہیں (وہ شراب) جو انہیں بھڑکاتی رہتی ہے''۔ (صحیفہ اشعیاہ ب ۵ فقرہ ۱۱)(2)

پھر فرمایا: ''تم مے یا کوئی چیز جو نشہ دینے والی ہو نہ پیجیو نہ تو نہ تیرے

1- شراب اور منشیات ص ۱۶۲، ۱۶۱

2- ایضاً ص ۱۶۷، ۱۶۶

Marfat.com

بیٹے ایسا نہ ہو کر تم مر جاؤ (یعنی ہلاک ہو جاؤ)'' (احبار، باب ۱۰ آیات ۸، ۹)

پھر فرمایا: ''جب مے لال لال ہو اور اس کا عکس جام پر پڑے اور جب وہ سانپ کی مانند کاٹتی اور بچھو کی مانند ڈنگ مارتی ہے'' (امثال باب ۲۳ آیات ۳۱، ۳۲)

پھر فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ بد کار خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے نہ حرام کار خدا کی بادشاہت کے وارث ہوں گے نہ بت پرست، نہ زنا کار، نہ عیاش، نہ لونڈے باز، نہ چور، نہ لالچی، نہ شرابی، نہ گالیاں بکنے والے، نہ ظالم (کرنتھیوں باب ۶ آیہ ۹، ۱۰) [1] [☆]

پھر پڑھیئے سوچیے، مکرر سوچیے کیا مذہب کا کوئی قصور ہے تھوڑا اور گہرائی میں جائیں تو ہندومت اور مجوسیت کی دینی تعلیمات میں بھی ہر نشہ آور شراب کی ممانعت ہے۔ اب اگر اپنے نفس کی سیری کے لیے پیئیں۔ آسمانی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر پیئیں۔ جواز تلاش کر کے پیئیں تو یہ نری گمراہی، شقاوت قلبی اور عمل شیطانی ہے جس سے قرآن نے فَاجْتَنِبُوْهُ

۱- ایک اسلام از ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۱۴۷، حضرت عیسیٰؑ شرابیوں کے ساتھ ایک دسترخوان پر کھانا کھانا بھی برا سمجھتے تھے۔ دیکھیے متی کی انجیل باب ۲۴ آیہ ۵۰، ۴۹ (بحوالہ ایضاً)

☆ کتاب مقدس کتاب پیدائش باب ۱۹ آیات ۳۰ تا ۳۸ میں حضرت لوطؑ علیہ السلام کا ایک قِصّہ بیان ہوا ہے کہ ان کی بیٹیوں نے انہیں شراب پلائی۔ پھر (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) ان سے زنا کاری کی۔ اگرچہ یہ قِصّہ بحیثیت مسلمان ہمارے لیے ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں لیکن اگر آیات کو پڑھ کر بیانات پر غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نشہ آور شراب ایسی بلا ہے جسے پی کر پیغمبر بھی خدانخواستہ گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ (نقل کفر، کفر نباشد)

Marfat.com

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ۔۹۰) ''(پس) اس سے بچو تاکہ تمہاری (دنیا و آخرت میں) نجات ہو سکے۔'' اگلی آیت میں قرآن نے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (المائدہ۔۹۱) (پس پھر کیا تم اس سے باز آتے ہو (یا نہیں)'' یہ تہدید، یہ تنبیہہ، یہ دھمکی، یہ ڈانٹ، یہ ڈپٹ محض ڈراوا نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے تو واضح الفاظ میں فرما دیا کہ دائمی شرابی لا يد خلون الجنة (جنت میں داخل نہ ہوگا) حرم الله عليه الجنة (اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے) لعن الله الخمر (اللہ کی لعنت ہے نشہ آور پر)(1)

سوال یہ ہے کہ شراب، نشہ آور اشیاء کے استعمال کی حرمت، شرابی کے بارے میں سخت ترین احکامات اور نشہ آور و نشہ بازوں کے بارے میں اتنے زیادہ تہدیدی و تنبیہی احکامات کیوں نازل کیے گئے، اس کی کیا حکمت ہے اور کیا مقصد؟ الہامی تعلیمات نے نشہ و نشئی کا گھیراؤ کس وجہ سے کر لیا ہے؟ اس کا سیدھا سادا جواب تو یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی چیز سے منع فرما دیں تو حکمتیں ڈھونڈنا، جواز تلاش کرنا، مقاصد مہیا کرنا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ایمان والوں کا تو رویہ صرف یہ ہوتا ہے امنا و صدقنا (ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی کہ یہ سچ ہے)۔

شراب اور تمام نشہ آور اشیاء کو امت محمدی ﷺ کے لیے حرام و ناجائز کر دینے کی وجہ اللہ و رسول ﷺ کی طرف سے مہربان تقاضا تھا، ہے اور تا قیامت رہے گا۔ جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے بہتر لازمی سمجھا وہ حکم نافذ کر دیا جو رسول ﷺ نے اپنی امت کے لیے موزوں و ضروری خیال کیا اعلان فرما دیا۔ اب اللہ کا حکم ہے کہ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ (الاعراف۔۳۳) ''ترجمہ: اے نبی ﷺ! ان سے کہہ دیں کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ یہ ہیں بے شرمی کے

1- شراب اور منشیات ص ۷

Marfat.com

کام کھلے ہوں یا چھپے اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی۔ اور شراب کے بارے میں فرما دیا ہے قُلْ فِيهِمَآ اِثْمٌ كَبِيرٌ (البقرۃ۔ ۲۱۹) ترجمہ: کہہ دیجیئے کہ اس میں بڑا گناہ (نقصان) ہے۔

آیہ اول میں اللہ تعالیٰ نے "اثم" کو حرام قرار دیا ہے اور آیہ دوم میں شراب کو "اثم" قرار دیا ہے۔ اسطرح یہ بھی نتیجتاً حرام قرار دے دی گئی۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ حکم الٰہی ہے۔

مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر۔ ۷)

"ترجمہ: جو کچھ رسول کریم ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو (اور اس پر عمل کرو) اور جس بات سے تمہیں روکیں اس سے باز آ جاؤ۔"

خود رسول مقبول ﷺ کا فرمان ذی شان ہے فرمایا "جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو اس سے باز آ جاؤ اور جب تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اس پر عمل کرو (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

شراب کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا اعلان ہے کل مسکر حرام (صحیح مسلم) ما اسکرہ کثیرۃ فقلیلہ حرام (ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ) کل مسکر خمرو کل خمر حرام [1] خدا اور اس کے رسول آخر الزماں ﷺ کے احکامات کی تعظیم و تکریم اور تکمیل و تعمیل کا تقاضا ہے کہ ہم ہر قسم کے نشہ سے بالعموم اور شراب و خمر سے بالخصوص دور رہیں۔

۱- ان تینوں احادیث کا بالترتیب ترجمہ یوں ہے۔

(الف) ہر نشہ آور حرام ہے۔

(ب) جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ آور ہے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔

(ج) ہر نشہ آور شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے، (معارف الحدیث المعاشرہ والمعاملات جلد ۶، شراب اور منشیات ص ۸۱)

Marfat.com

☆ شراب، اس کے پینے والوں، بنانے والوں، پلانے والوں، کشید کروانے والوں، خریدنے والوں، بیچنے والوں، غرضیکہ اس کے تمام متعلقین پر لعنت کی گئی ہے لہٰذا اب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ابدی سے محفوظ رہنے کا تقاضا ہے کہ ہم ہر عمومی و خصوصی نشہ سے دور رہیں۔

☆ آسمانی کتابوں اور الہامی صحیفوں میں شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء کی جو کراہت و حرمت بیان ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم ہر قسم کے نشہ آور مرکبات سے بچیں۔

☆ شراب عقل پر پردہ ڈال کر شرابی کو انسان سے حیوان بنا دیتی ہے پھر وہ اس کے نشہ میں قبیح ترین اور کبائر گناہ حتی کہ ماں، خالہ اور پھوپھی تک سے بھی زنا کر بیٹھتا ہے اس ظلم عظیم، واثم عظیم سے، عام حالات میں جس کے سوچنے سے ہی نفرت و کراہیت ہوتی ہے، دور رہنے کا تقاضا ہے کہ ہم تمام منشیات بالخصوص شراب چھوڑ دیں۔

☆ شراب نوشی ایک رجس اور گندہ فعل ہے پھر یہ شیطانی فعل بھی ہے جس سے رب کریم کی ناراضگی، رسول رحیم ﷺ کی خفگی اور شیطان رجیم کی رضا حاصل ہوتی ہے جبکہ ہمیں رب کریم کی خوشنودی، رسول رحیم ﷺ کی رضا مندی اور شیطان لعین سے فراق درکار ہے اس کا لازمی تقاضا ہے کہ ہم تمام منشیات و مسکرات سے ہر دم بچیں۔

☆ نشہ آور اشیا اور شراب کو حضور نبی کریم ﷺ نے بیماری قرار دیا ہے۔ ان کا استعمال کرنا اپنے آپ کو بیمار کرنا، ہلاک کرنا اور مال و دولت کا ضیاع ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مال کے ضیاع، اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت اور اپنے لیے بیماریاں خریدنے سے منع فرمایا ہے ہمارے جسم کا ہم پر حق ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم نشہ نوشی و مسکرات خوری سے بچیں تاکہ صحت تباہ نہ کریں، بیماریوں سے بچیں، ہلاکت سے بچیں اور

Marfat.com

مال کے ضیاع کا گناہ نہ کریں۔

☆ شرابی قیامت کے دن بری حالت میں ہوگا۔ وہ جنت سے محروم ہوگا جہنم میں دھکیلا جائے گا اللہ پاک کے غضب اور عذاب کا شکار ہوگا۔ واقعتہً یہ بڑی خسارے کی بات ہے اس دن کی ذلت اور عذاب سے بچت کا تقاضا یہی ہے کہ نشہ آور و مسکرات سے بچا جائے۔ تاکہ اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی عنایات ہمیں مل سکیں۔

☆ منشیات و مسکرات کا عادی اپنی ذات کے لیے، اپنے گھر والوں کے لیے، پھر معاشرے کے لیے جتنے زیادہ مفسدات لاتا ہے اس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے مختصراً یوں سمجھ لیں کہ منشیات استعمال کر کے وہ صحت تباہ کرتا ہے، مال ضائع کرتا ہے، گھر والوں کا سکون غارت کرتا ہے، شور شرابہ اور ہاؤ ہو کرتا ہے، دوسری بری عادتوں میں مبتلا ہوتا ہے بقول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ''ایک آدمی جب شراب پیتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور ہذیان بکتے ہوئے افترا پر دازی کرتا ہے یعنی جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے[1]'' اس سے لاتعداد فتنے پھیلتے ہیں۔ معاشرے میں امن وسکون قائم کرنے کا تقاضا ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہم منشیات و مسکرات سے بچیں بلکہ دوسروں کو بھی طاقت اور زبان سے اس فعل شنیع سے روکیں۔

☆ منشیات کے استعمال سے انسانی عزت وتکریم ختم ہو جاتی ہے شخصی وقار گم ہو جاتا ہے نہ نشئی کو اپنے آپ کی خبر ہوتی ہے کہ وہ اپنی ظاہری حالت کو ٹھیک کر سکے نہ ہی دوسروں کو اس کے حال سے دلچسپی ہے اس طرح ذلت وخواری، مسکینی اور گداگری کی عادت اس کو دبوچ لیتی ہے ان شخصی عیوب سے بچنے کا واحد راستہ ترک منشیات ہے۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے اقدامات برائے انسداد منشیات

1- حرمت مسکرات ص ۵۶

Marfat.com

کا تذکرہ کرنے سے پہلے چند سعید روحوں کے تاثرات پیش کرتا ہوں کہ وہ شراب ونشہ کو کیسا سمجھتی ہیں ان کے نزدیک اس کا استعمال کیسا ہے اور اس سے بچنے میں کیا فائدے مضمر ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، منقی یا کشمش یا کھجور اور ہر اس چیز کی شراب سے دور رہو جونشہ آور ہو" (شراب اور منشیات ص ۱۱۷)

۲۔ حضرت انسؓ کا عقیدہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ہے یعنی "جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔" (ایضاً ص ۱۲۲)

۳۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد مبارک ہے "جو چیز تم میں سے کسی کو نشہ دے اس سے دور رہو" (ایضاً ص ۱۲۲، ۱۲۳)

۴۔ حضرت عباس بن مرداسؓ اسلمی سے دور جاہلیت میں پوچھا گیا "تم شراب کیوں نہیں پیتے" فرمایا "میں اپنی قوم کا بیوقوف ترین آدمی نہیں بننا چاہتا" (ایضاً ۱۵۱)

۵۔ حضرت عدی بن حاتمؓ سے قبل از اسلام پوچھا گیا "تم شراب کیوں نہیں پیتے ہو" جواب ملا "میں کوئی ایسی چیز نہیں پیتا جو میری عقل کو پی جائے۔" (ایضاً ۱۵۲)

۶۔ حضور ﷺ کے ایک پر دادا قصی بن کلاب نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا۔ اجتنبوا الخمر فانها تفسد العقول والاذهان "شراب نوشی سے کلی اجتناب کرو کیونکہ یہ عقلوں اور ذہنوں کو فاسد کر دیتی ہے۔" (ایضاً ص ۱۵۳)

انسداد شراب نوشی کے نبویؐ طریقے:

وعظ و تبلیغ: حضور نبی کریم، صاحب لطف عمیم، احسان رب کریم، صاحب رحمتِ عظیم ﷺ نے اپنے دور کے معاشرے میں تبلیغ و وعظ کا وہ عظیم الشان

Marfat.com

سلسلہ قائم کیا کہ آہستہ آہستہ تمام لوگ منشیات بالخصوص شراب کے شر سے واقف ہو گئے جو نیک طبائع تھیں انہوں نے حکم حرمت آنے سے پہلے ہی شراب چھوڑ دی اور جو زیادہ عادی تھے وہ اعلان حرمت کے بعد تائب ہو گئے اور شراب بہا دی گئی شراب کے برتن توڑ دیئے گئے جس کا نقشہ امام بخاریؒ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ **فجرت فی سلک المدینة** (مدینہ کی گلیوں میں شراب بہتی پھرتی تھی)[1] حضور ﷺ کی وعظ ونصیحت ہی کا یہ اثر تھا کہ صدق دل پیروان حکم صریح نازل ہونے سے پہلے یہ دعا کیا کرتے تھے **اللھم بین لنافی الخمر بیانا شافیا** (اے اللہ! ہمیں شراب کے بارے میں صریح و واضح حکم عطا فرما) جب حکم آیا کہ **فھل انتم منتھون** (پس کیا تم ان چیزوں سے باز ہو گئے) تو جواب آیا **انتھینا انتھینا** (ہم باز آئے ہم باز آئے) اور پھر حضور ﷺ نے یہ منادی کرا دی **الا ان الخمر قد حرمت** (خبردار! بے شک نشہ آور شراب حرام قرار دے دی گئی ہے) اس حکم پر سب نے **آمنا و صدقنا** کہہ دیا۔[2]

آخرت کا خوف: حضور ﷺ نے جہاں اپنی وعظ و تبلیغ کے ذریعے شراب کی برائیاں اور مفسدات ذکر کر کے مسلمانوں کے دلوں میں شراب سے نفرت پیدا کی۔ کہ حکم تحریم کے نزول کے بعد ان کے لیے شراب ترک کرنا آسان ہو گیا۔ وہاں سرکار رسالت مآب ﷺ نے لوگوں کو خوف آخرت یاد دلایا۔ موت کا بار بار ذکر کیا۔ قیامت کے دن محض نشہ بازی کی وجہ سے ہونے والی سختی کا ذکر کیا۔ مثلاً یہ کہ شرابی قیامت کے روز پیاسا آئے گا'' پھر فرمایا ''شرابی قیامت کے روز اللہ سے ایک بت پرست کی حیثیت سے ملے گا۔'' پھر فرمایا'' شرابی کے لیے جنت حرام ہے'' پھر فرمایا'' شرابی کو جہنم میں داخل

1- بخاری کتاب المظالم بحوالہ سیرت النبی ﷺ جلد چہارم ص ۲۶۲ مصنفہ سید سلیمان ندوی

2- شراب اور منشیات ص ۴۴،۴۳ ۔ انتھینا انتھینا یہ حضرت عمر فاروق کے الفاظ ہیں

Marfat.com

کیا جائے گا۔'' پھر فرمایا ''شرابیوں کو جہنم میں طینۃ الخبال اور روغۃ الخبال پلایا جائے گا۔ اس سے بھی شرابی شراب نوشی کی ذلت آمیز و تکلیف دہ سزا سے ڈر کر اس کے استعمال سے باز آ گئے۔

شراب نوشوں کا دسترخوان: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے ''جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جا رہی ہو'' (شراب اور منشیات ص ۱۵۵)

حضور ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا ''جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ شراب نوشی کی مجلسوں اور محفلوں میں نہ بیٹھے'' (ایضاً)

پھر فرمایا ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نہ تو شراب پیئے اور نہ اس مجلس میں بیٹھے جہاں شراب پی جا رہی ہو۔'' (اسلامی حدود ص ۸۹ ، حرمت مسکرات ص ۶۵)

اسطرح معاشرتی بائیکاٹ کے ذریعے بھی آپ ﷺ نے شراب نوشوں میں احساس کراہیت کو اجاگر کیا اور وہ آہستہ آہستہ خود شراب ترک کر کے جمہور مسلمانوں میں آ ملے۔

شرابیوں کی عیادت نہ کی جائے: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک اثر مروی ہے فرماتے ہیں کہ ''شراب پینے والے جب بیمار پڑیں تو ان کی عیادت کو بھی مت جاؤ'' (حدود اللہ مرتبہ شہزاد احمد ص ۱۴۶) یہ بھی شراب نوشوں اور نشہ بازوں سے معاشرتی بائیکاٹ کی تہدید اور میل جول کی ممانعت تھی جس نے شرابیوں و نشہ بازوں کو ترک نشہ پر مجبور کر دیا۔

نشہ بازوں کو سلام بھی نہ کیا جائے: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''یہودیوں اور نصرانیوں پر سلام کرو لیکن بھنگ پینے والوں پر سلام نہ بھیجو (گناہان کبیرہ)

جب نشئی جمہور مسلمانوں کے سلام و آداب سے بھی محروم ہو جائے

Marfat.com

تو معاشرے میں اس کی کیا قدر رہ جاتی ہے اب اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ نشہ چھوڑ دے یا پھر معاشرہ چھوڑ دے۔ ہر شخص اپنے گھر، شہر، وطن اور معاشرے کو نہیں چھوڑ سکتا۔ لازماً وہ شراب اور نشہ چھوڑ کر واپس صالح معاشرے میں آجاتا ہے۔

نشہ باز عبادت نہ کریں:

دنیا کے معاملات میں تو نشہ بازوں کو صالح اور عام مسلمانوں سے الگ کر دیا گیا جیسا کہ گزشتہ اقدامات سے واضح ہوا۔ اب اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ نے انہیں ادائیگی عبادت سے بھی منع کر دیا چنانچہ قرآن میں فرما دیا گیا

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُو الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَاتَقُوْلُوْنَ (النساء۔۴۳)

ترجمہ: اے مومنو! نماز کے قریب بھی مت جاؤ جب تم نشے میں ہو (ہاں! جب تم پر سے نشہ اتر جائے) حتی کہ تم سمجھنے لگو جو تم کہہ رہے ہو۔ (پھر نماز پڑھ لو)

یہاں اجتماعی وانفرادی عبادتوں کی ممانعت ہے۔

شرابی قوم سے جنگ کا حکم: حضرت ویلم حمیری ؓ نے حضور ﷺ سے اپنے علاقہ کی شراب کے بارے میں گفتگو کی اور بتایا یہ نشہ بھی دیتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس سے بچو بالکل استعمال نہ کرو" ویلم حمیری ؓ کے عرض کرنے پر کہ ان کی قوم کے لوگ محض کہنے سننے سے شراب کو چھوڑنے والے نہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا" ان لم یترکوہ فقاتلوھم" (ابوداؤد) ترجمہ: اگر وہ (تمہاری قوم کے لوگ) اسے (شراب کو) نہ چھوڑیں تو ان سے جنگ کرو" (معارف الحدیث کتاب المعاشرہ والمعاملات)

Marfat.com

شرابی کو شرعی سزا:

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا جسے آپ نے دو چھڑیوں (*) سے چالیس دفعہ کوڑے مارے پھر اس پر صدیق اکبرؓ کے زمانے میں بھی عمل رہا (1) حضرت عمر فاروقؓ کے دور سے اسی کوڑے مارے جانے لگے (2) وجہ حضرت علیؓ کی زبانی یہ ہے "جب کوئی شراب پیتا ہے تو نشہ میں ہوتا ہے ہذیان بکتا ہے اور ہذیان میں افترا پردازی کرتا ہے یعنی تہمت لگاتا ہے اور تہمت لگانے والے کی سزا اسی کوڑے ہے" (تفسیر المنارج ۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا فیصلہ بھی یہ ہے **اخف الحدود ثمانین** (کم از کم حد اسی کوڑے ہے)

نبیذ نوش پر بھی حد: حضرت عمر فاروقؓ نے ایک ایسے آدمی پر بھی حد جاری کی تھی جسے نبیذ پینے سے نشہ آیا ہوا تھا۔ (حدود تعزیرات ص ۲۹۴ بحوالہ ہدایہ جلد ۲) کیونکہ حضور ﷺ نے گھڑے کے نبیذ سے منع کیا ہے۔ **نھی رسول اللہ عن نبیذ الجر** (حوالہ الفتح الربانی ترتیب مسند احمد) (3)

کوڑوں کی سزا:

حضور ﷺ نے فرمایا ہے **اذا شرب الخمر فاجلدوہ**

ترجمہ: اگر کوئی شخص شراب پیئے تو اس کے کوڑے مارو" (حدود تعزیرات

---

* حضور ﷺ نے اس کے علاوہ بھی شرابی کو مختلف سزا دی مثلاً چھڑی سے پیٹا، بل دیئے ہوئے کپڑے سے بھی پیٹا اور حاضرین سے بھی مار پٹوائی۔ دیکھئے دربار رسول ﷺ کے فیصلے از عبداللہ بن محمد فرج المالکی ۵۸، ۵۷

1- شراب اور منشیات ص ۱۳۶

2- ایضاً ص ۱۳۷، ۱۳۶ حضور ﷺ نے جو چالیس کوڑے مارے وہ دراصل دو شاخہ لکڑی یا دو لکڑیوں سے مارے گئے مجموعاً یہ اسی کوڑے ہی بنتے ہیں۔ (تعلیمات السلفیہ علی النسائی)

3- شراب و منشیات ص ۱۱۸، ۱۱۷

Marfat.com

ص ۳۱۰ بحوالہ مغنی جلد ۷)

آخری سزا۔ شرابی کا قتل:

حضور ﷺ نے فرمایا ''جو شخص شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ اگر دوبارہ پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ اگر وہ سہ بارہ پئے تو اسے کوڑے لگاؤ اور وہ چوتھی مرتبہ پئے تو اسے قتل کر دو'' (نسائی و مستدرک حاکم) ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا'' (اگر چوتھی مرتبہ پیئے) تو اس کی گردن مار دو''[1]

ان شرعی انسدادی تدابیر اور سزاؤں کے علاوہ آج کے زمانے میں مزید جو تدبیریں آزمائی جاسکتی ہیں وہ ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ آج میڈیا کئی تیز ترین قسموں میں ترقی کر چکا ہے شراب اور اسکی خباثتوں سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے ہر روز ایک عنوان اس موضوع پہ ضرور ہو۔

۲۔ شراب کے طبی نقصانات اگرچہ ظاہر و معلوم ہیں مگر عوام الناس ابھی تک ناواقف ہیں شراب کے طبی نقصانات کی تشہیر وسیع پیمانے پر کی جائے۔

۳۔ علمائے دین، خطیب و مقرر حضرات ہفتے میں کم از کم ایک دفعہ منشیات و مسکرات کی خباثتوں اور برائیوں پر ضرور خطاب کیا کریں۔

۴۔ سکولوں اور کالجوں کی سطح پر ہر ماہ ایک جلسہ منشیات و مسکرات کی برائیوں پہ منعقد کیا جائے جہاں ماہرین اپنی رائے کا اظہار کریں۔اور نئی نسل کو مسکرات و منشیات (شراب، افیم، گانجا، کوکین، تمباکو، ہیروئن، نبیذ، قات، مارفیا، پیتھیڈرین، چائے، حقہ) کی ضرر رسانیوں سے آگاہ کریں۔

1- ایضاً ص ۱۳۲ یہ روایت سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں بھی آئی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ فکر ونظر جولائی ۱۹۷۳ء ''مقالہ شراب اور جوا''

Marfat.com

۵۔ عام طور پر ہمارے وطن پاکستان میں شراب عام مسلمانوں کے لیے ملکی قانون کے مطابق بھی ناجائز ہے مگر یہ ایک غلط تعلیم پھیلائی گئی ہے کہ غیر مسلموں کے لیے جائز ہے جبکہ یہ بات غلط ہے غیر مسلم بغیر کسی شرعی جواز کے شراب پیتے ہیں اور مسلمانوں کو بگاڑتے ہیں۔ لہٰذا عیسائیوں، یہودیوں، مجوسیوں، ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ میں (نشہ آور) شراب کے بارے میں جو تعلیمات ہیں ان کی تشہیر کی جائے۔

۶۔ نشہ آور چیزوں کی تجارت کرنے والوں سے سختی سے نمٹا جائے ان کا مال و اسباب ضبط کیا جائے ان کی جائیداد بحق سرکار چھین لی جائے اور اگر ضروری ہو تو انہیں سخت، فوجداری (Criminal) عدالتوں سے سزائیں ملنی چاہئیں تاکہ یہ کاروبار پھل پھول نہ سکے۔

۷۔ منشیات و مسکرات پر ایک علیحدہ مضمون متعارف کروا کر اسے کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر رواج دیا جائے۔

۸۔ نشہ فروشوں اور نشہ بازوں دونوں کا معاشرتی مقاطعہ کیا جائے یعنی ان کا حقہ پانی بند کر کے میل جول ختم کر دیا جائے۔

اب مانیں یا نہ مانیں تمہیں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

Marfat.com

مآخذ و مصادر

☆ القرآن الحکیم — احکام الٰہیہ
☆ احکامِ شریعت — امام احمد رضا خان بریلوی
☆ اسلام میں حلال و حرام — علامہ یوسف القرضاوی
☆ اسلامی تعلیمات — شیخ محمد اسحاق کمالوی
☆ اصلاحاتِ کبریٰ — مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری
☆ انوار الحدیث — مولانا جلال الدین امجدی
☆ ایک اسلام — ڈاکٹر غلام جیلانی برق
☆ بہارِ شریعت (دوم) (باب پانزدہم) — مولانا امجد علی اعظمی
☆ تاریخ حدیث — ڈاکٹر غلام جیلانی برق
☆ تفسیر ضیاء القرآن (اول) — پیر کرم شاہ الازہری
☆ تفسیر ماجدی (اردو) — مولانا عبدالماجد دریابادی
☆ تفسیر معارف القرآن — مفتی محمد شفیع دیوبندی
☆ تفسیری حاشیہ نور العرفان — مفتی احمد یار خاں نعیمی
☆ حجۃ اللہ البالغہ — شاہ ولی اللہ
☆ حدود اللہ — شہزادہ احمد
☆ حرمتِ مسکرات — سید آل احمد رضوی
☆ حدود و تعزیرات — ادارہ تحقیقات اسلامی
☆ دربارِ رسالت ﷺ کے فیصلے (اردو) — عبداللہ بن محمد فرج المالکی
☆ سیرت النبی (چہارم) — سید سلیمان ندوی
☆ شراب اور منشیات — محمد منیر
☆ فکر و نظر جولائی 1973ء (مقالہ شراب اور جوا)
☆ کتاب الاموال (اردو) — ابو عبیدہ القاسم اندلسی
☆ معارف الحدیث جلد ششم — مولانا منظور احمد نعمانی
☆ نبی اکرم بطور ماہر نفسیات — سیدہ سعدیہ غزنوی

Marfat.com

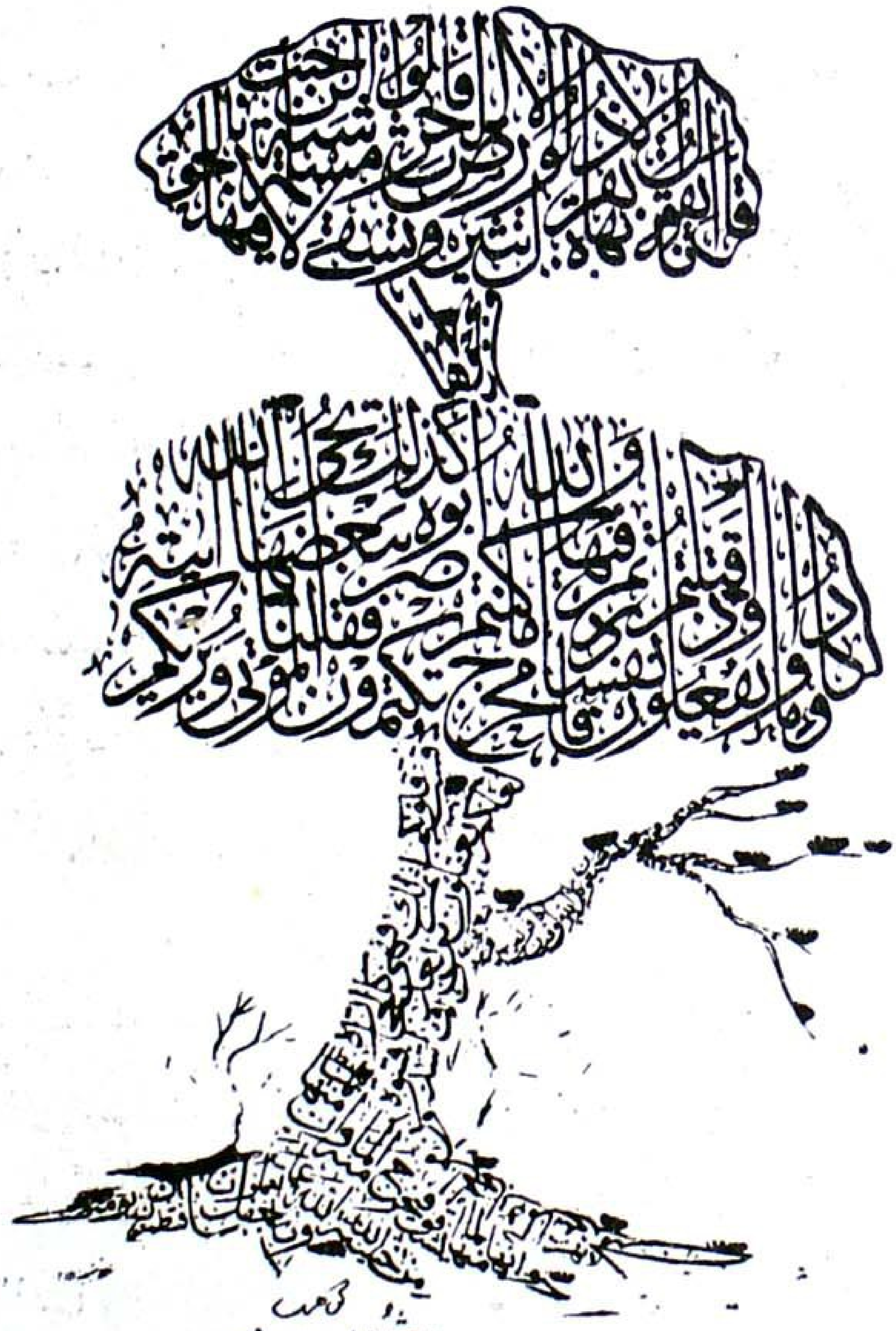

خط ثلث بصورت درخت

Marfat.com

عصر حاضر کے مسائل کا حل سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں ☆

اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف انسان ہی کو زمین پر نہیں بھیجا بلکہ اسکی ہدایت اور اصلاح و درستی کا ایک مسلسل اور مربوط انتظام بھی کیا۔ اسے عقل و دانش اور تدبر و تفکر سے بھی نوازا تا کہ وہ خود اپنے نفع ونقصان میں تمیز کر سکے اچھائی اور برائی میں سے اپنی لیے بہتر طریقہ زندگی کو اختیار کر سکے۔ انسان کی رہنمائی کے لیے انبیاء و رسلؑ بھیجے۔ صحائف و کتب نازل کیں تا کہ پیغمبروں کی مقدس سیرتوں کی روشنی میں اور وحی الٰہی کو سامنے رکھ کر اپنے طرز زندگی کو زیادہ بہتر، زیادہ مناسب اور زیادہ اصلح انداز میں اختیار کر سکے۔ اس کے علاوہ کائنات کے مظاہر اور قدرت خداوندی کے آثار وشواہد کو بھی انسان

☆ یہ مقالہ وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور پاکستان (اسلام آباد) کے زیر اہتمام سالانہ مقابلہ مضمون نویسی برائے سال ۱۹۹۵ء میں لکھا گیا۔ مگر بر وقت جمع نہ کروا سکنے کے سبب مقابلے میں شامل نہ کیا گیا۔

نوٹ: غیر مطبوعہ

Marfat.com

کی رہنمائی کے لئے معاون و موید بنایا۔ تا کہ انسان اللہ پاک کی مقرر کردہ حدود و قیود سے تجاوز نہ کرے انبیاء علیہم السلام کی سنتوں سے روگردانی نہ کرے کتب حقہ بالخصوص کتاب مبین، مہیمن [1] و مصدق کی ابدی و روشن تعلیمات سے اعراض نہ کرے۔ تمام لایعنی قوانین، تکلیف دہ رسم و رواج، بے کار عادات اور نفع و نقصان کی طاقت سے محروم خداؤں، ہوا و ہوس، تہذیب و روایات او رطاغوت کی اطاعت کو چھوڑ کر صرف شریعت انبیاء بالخصوص شرع محمدی ﷺ کو اختیار کرے سنت کی پیروی کو اپنا شعار بنائے احکامات ربانی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے دنیاوی عادتوں کو عبادتوں میں بدل لے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائے جیسا کہ سرکار رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لایومن احد کم حتی یکون هواه تبعا لماجئت به (مشکوة)

ترجمہ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ارادہ اور اسکی خواہش میری لائی ہوئی (ہدایت) کے تابع نہیں ہو جاتی۔

ابتدائے آفرینش کے وقت انسان کے مسائل محدود اور بالکل سادہ نوعیت کے تھے اس لیے احکام الٰہی بھی تھوڑے اور وقتی ہوتے تھے مگر جب انسانی شعور پختہ ہوگیا اور پہلے آنے والے انبیاء کی تعلیمات انسانی ضرورتوں کے سلسلے میں مکمل رہنمائی نہ کرسکیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے برگزیدہ، آخری، ابدی اور سید و امام پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جو تمام جہانوں، تمام قوموں اور تمام زمانوں کی طرف آئے، یہ اعلان کرتے ہوئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا (سبا۔۲۸)

1- سورۃ المائدہ۔۴۸

Marfat.com

ترجمہ: ہم نے تم کو سارے لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

پھر یہ اعلان کیا:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف۔۱۵۸)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ میں تم سب لوگوں کی طرف خدا کی طرف سے (رسول بنا کر) بھیجا گیا ہوں۔

ارشاد رسالت ﷺ اس پر توثیق یوں کرتا ہے۔

کان کل نبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی کل احمر واسود (مسلم)

ترجمہ: ہر نبیؑ اپنی خاص قوم کی طرف خدا کی طرف سے بھیجا جاتا تھا اور میں تمام سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

یہی نہیں کہ حضور ﷺ اکیلے تشریف لائے بلکہ وہ آخری کتاب بھی لائے جو انسان کی مادی (دنیاوی) اور روحانی (دینی) ضروریات کو قیامت تک پورا کرنے کو کافی ہے۔ چنانچہ خود قرآن ہی کا ارشاد ہے۔

لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [1]

ترجمہ: کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں مگر اس کتاب مبین میں موجود ہے۔

قرآن کریم کی اتباع دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے جیسا کہ فرمایا:

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى [2]

ترجمہ: جو میرے ہدایت نامہ کی پیروی کرے گا۔ وہ

1- انعام۔۵۹

2- طہ۔۱۲۳

Marfat.com

دنیا میں بھٹکے گا نہ آخرت میں بدبختی سے دوچار ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

من اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا یشقی فی الاخرۃ (مشکوۃ)

ترجمہ: جو شخص اللہ کی کتاب کی پیروی کرے گا وہ نہ تو دنیا میں بے راہ ہوگا اور نہ آخرت میں (کامیابی سے) محروم رہے گا۔(1)

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق مسائل، مشکلات اور مصیبتیں اسی وقت کھڑی ہوتی ہیں جب خدا اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے احکام سے روگردانی ہوتی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"فحاشی اور وہ بھی اعلانیہ کرنے پر قوم طاعون اور دوسری بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ناپ تول میں کمی کرنے کے سبب قوم پر قحط سالی، گرانی، جانکسل محنت و مشقت اور حکمرانوں کا ظلم وجور مسلط کر دیا جاتا ہے۔ زکوۃ دینا بند کر دیں تو قحط اور بارش کا سلسلہ روک دیا جاتا ہے۔ عہد شکنی کی جائے تو غیروں کو مسلط کر دیا جاتا ہے جو قوم سے کمائی کا ایک حصہ چھین لیتے ہیں۔ قوم کے بڑے اور مذہبی پیشوا کتاب اللہ کے احکام کے بجائے اپنے احکام نافذ کرنا شروع کر دیں تو اللہ کی طرف سے جدال وقتال اور دوسری دشواریاں پیدا کر دی جاتی ہیں۔(2)

1- بحوالہ راہ عمل مرتبہ مولانا جلیل احسن ندوی

2- سیرۃ ابن ہشام دوم بحوالہ رسول رحمت از مولانا ابوالکلام آزاد ص ۶۹۶، ۶۹۵

Marfat.com

مسائل اور مشکلات اس دور میں بھی تھیں جب ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اپنے مختصر کنبہ کے ہمراہ زمین پر اترے اور مسائل آج بھی ہیں جب کہ دنیا چاند پر پہنچنے کے لیے پر تول رہی ہے کچھ مسائل کلی طور پر بدل گئے کچھ کی شکلیں بدل گئیں اور کچھ بعینہٖ پہلے کی طرح آج بھی موجود ہیں۔ آج کے دور کے مسائل بے شمار ہیں اور ان کی جزئیات بے حساب ہیں کہیں امن کو خطرہ لاحق ہے کہیں رنگ و نسل کے امتیازات ہیں۔ معاشی ناہمواری بھی ہے اور سماجی بے راہروی بھی۔ انسانی حقوق کی پامالی بھی ہے اور غصب و نہب بھی، بھوک اور ننگ بھی ہے اور بے روزگاری بھی۔ ظلم بھی ہے اور استحصال بھی، طبقات (Blocs) بھی ہیں اور گروہ بندیاں بھی، عداوت و شقاوت بھی ہے اور تعصب و عصبیت بھی، جنگیں اور نفرتیں بھی ہیں اور قحط الرجال بھی، وطن پرستی بھی ہے اور لوٹ کھسوٹ بھی، انسانیت کی بے قدری بھی ہے اور ایمان کی کمی بھی مذہبی منافرت بھی ہے اور دہشت گردی بھی۔ غرضیکہ ایک طویل فہرست موجود ہے سرکار دوعالم ﷺ نے ان تمام مسائل و مشکلات کا حل پہلے ہی پیش کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات عالیہ و کافیہ کے ذرائع چار ہیں۔ جو یہ ہیں۔

اول: قرآن پاک کی تعلیمات (اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ o لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ (التکویر ۲۸، ۲۷)

دوم: رحمتہ للعالمین ﷺ کے اقوال وارشادات (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر۔۷)

سوم: حضور ﷺ کی عملی سیرت، سنت، حیات طیبہ، نمونہ زندگی (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب۔۲۱)

چہارم: آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا اسوہ مبارکہ، طریق زندگی (اصحابی

Marfat.com

کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوۃ کتاب الفتن)(1)

حضور ﷺ نے اپنی تعلیمات عالیہ اور سیرت مقدسہ کو عالمین کے لیے اسطرح رہنما نمونہ بنایا کہ کہیں تو صاف الفاظ میں کسی سوچ یا عمل سے منع کر دیا۔ کہیں کسی اچھی چیز کی خوبی اور بری چیز (یا عمل) کی برائی ظاہر کر دی۔ کسی مقام پر کسی عمل کو اپنی پسندیدگی سے نواز کر اچھا کر دیا اور کسی جگہ اپنی ناپسندیدگی، ناراضگی اور بے زاری سے اسکی برائی ظاہر کر دی۔ کسی عمل کا عذاب، ثواب ذکر کر کے اسے اچھا یا برا ظاہر کیا اور کسی فکر و عمل کے فوائد یا نقصانات گنوا کر اس کی اچھائی اور برائی ظاہر کردی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں آگے چل کر اس طرح کی خوش رنگیاں بیان کی جائیں گی۔

موجودہ دور کو اگر ''مسائلستان'' کا دور کہا جائے تو کوئی عجب نہیں ہر طرف افراتفری اور نفسا نفسی کی کیفیت ہے انسان اتنی جدید اور عیاشیانہ سہولتوں کے باوجود اندر سے بے چین ہے شکایات کا پشتارہ ساتھ لیے پھر رہا ہے خود سے بھی مطمئن نہیں اور دوسروں پر بھی اعتبار نہیں بے کیفی کی کیفیت ہے دنیا اور میرا مال میرا مال اس کا شعار ہے اللہ سے دور ہے اور لذات ایمان سے محروم ہے بنیادی طور پر آج کے دور کے مسائل کو چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1- انسان کے ذاتی مسائل : مثلاً دل کی بے اطمینانی، دین سے دوری،

1- چاروں آیات وحدیث کا ترجمہ بالترتیب درج ذیل ہے۔

(۱) یہ (قرآن) جہانوں کے لیے ذکر (ڈراوا) ہے اس کیلئے جو کوئی چاہے تم میں سے کہ وہ سیدھے راستے میں ہو۔

(۲) جو کچھ رسولؐ تمہیں دے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔

(۳) بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے۔

(۴) میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

Marfat.com

حالات سے مایوسی، مال کی محبت، اولاد کی نافرمانی وغیرہ وغیرہ

2- پاکستان کے حوالے سے مسائل: مثلاً چھینا جھپٹی، معاشرتی طبقات، قبضہ وتسلط فرقہ بندی، غربت، جہالت، بے روز گاری، وغیرہ وغیرہ

3- اسلامی دنیا کے حوالے سے مسائل: مثلاً نا اتفاقی، شہنشاہیت، حب مال، دینی بے غیرتی، طبقہ بندی، غیروں کے در پہ ناصیہ فرسائی وغیرہ وغیرہ

4- باقی دنیا کے حوالے سے مسائل: مثلاً گروہ بندی، تعصب، عصبیت، لادینیت، بغض ودشمنی، استحصال، رزق پر قبضہ، سیاسی طبقات، انسان کی تذلیل، اسلام کے خلاف اجتماع کفر، بنیاد پرستی، اسلحہ کی دوڑ، دنیا داری، دنیاوی وسائل پر قبضہ، ظلم وستم، غصب ونہب، عیش کوشی، منافقت، سود، منشیات اور قرضے وغیرہ وغیرہ

ان کے علاوہ بے شمار مسائل ہیں جن کا استقصا یہاں ممکن نہیں مختصراً تمام مسائل کو چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

معاشرتی مسائل: مثلا معاشرتی اونچ نیچ، فرقہ بندی، بدکاری، بے حیائی، یورپ کی نقالی کا رجحان، مادر پدر آزادی، نشہ، ناخواندگی اور بے روز گاری وغیرہ

معاشی مسائل: مثلا رزق کے وسائل پر مخصوص لوگوں کا قبضہ، عام آدمی کی ضروریات زندگی میں رکاوٹیں، سود، سوشلزم، کمیونزم، کیپٹالزم، سودی سکیمنیں اور قرض وغیرہ

سیاسی مسائل: مثلا سیاسی طبقہ بندیاں، سیاسی الٹ پلٹ، سیاسی رشوتیں، جمہوریت، مغربی جمہوریت، آمریت، سیکولرازم، تھیاکریسی سیاسی پروپیگنڈہ وغیرہ

مذہبی یا دینی مسائل: مثلاً لادینی نظریات کا فروغ، دینی بڑوں پر سب وشتم، اللہ اور رسول ﷺ سے دوری، ایمان سے محرومی، بنیاد پرستی کا ہوّا، فرقہ بندی اور مذہبی نفرتیں وغیرہ

Marfat.com

غرضیکہ لا تعداد مسائل اور ان کے جزئیات ہیں جن پر فرداً فرداً گفتگو کرنا اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں تاہم اسلامی تعلیمات اور سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے دس عظیم مسائل پر گفتگو پیش کی جاتی ہے۔ جو بنیادی بھی ہیں۔ عام بھی۔ یہ مسائل مسلم و غیر مسلم دنیا میں ایک جیسے مشکل ہیں اور ان کے بالخیر خاتمہ کے بعد دنیا یقیناً سکھ کا سانس لے سکتی ہے وہ دس مسائل یہ ہیں۔

1- دنیا داری اور حب مال
2- اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان
3- معاشرتی بے چینی و بدامنی
4- فحاشی و بے حیائی
5- تعصب و عصبیت
6- نشہ
7- ایک مثالی و عملی حکومت کا نہ ہونا (اسلامی فلاحی ریاست)
8- اخلاقی زوال
9- حقوق انسانی
10- معاشی ناہمواری۔

دنیاداری اور حب مال:

اسلام میں دنیا داری سے نفرت نہیں کہ انسان رہبانیت اختیار کرلے چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔ لا رھبانیة فی الاسلام (اسلام میں رہبانیت یعنی ترک دنیا نہیں (مسند احمد) اور نہ ہی دنیا میں کھو جانا ہے کہ انسان اپنے مقصد زندگی سے ہی غافل ہو جائے۔ جیسا کہ قرآن کا بیان ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (المنفقون۔۹) ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری اولاد اور مال (کی محبت) تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے۔

اسلام کا نظریہ حیات دین و دنیا کا امتزاج ہے ہر مومن مسلمان روزانہ پانچ وقت اللہ سے یہ دعا کرتا نظر آتا ہے: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا

Marfat.com

حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرہ۔۲۰۱) (ترجمہ: اے ہمارے رب ہمارے لیے دنیا کی اچھائی نصیب فرما اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرما) دنیا میں مال اور اولاد سے محبت کو فتنہ (آزمائش) قرار دیا گیا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (التغابن۔۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔

دنیا داری اور حب مال آج کے معاشرہ کا ایسا مسئلہ ہیں جس نے پوری انسانیت کو غم والم سے دو چار کیا ہوا ہے انسان ایکدوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے۔ لوٹ کھسوٹ اور بے چینی عام ہے۔ جمع مال کے لیے ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ حلال حرام کی تمیز نہیں رہی۔ بڑی بڑی عمارتیں اور محل رہنے کے لیے بنائے جا رہے ہیں دنیاوی لذات اور عیش کو ہی سب کچھ سمجھ لیا گیا ہے۔ مغل بادشاہ بابر کے الفاظ میں آج کی دنیا کا نظریہ حیات ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' ہوگیا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات دنیاداری اور حب مال کے سلسلے میں اسطرح ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ فرمایا:

1- حب الدنیا راس کل خطیئة ۔ (دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے) (مشکوۃ)

2- ''جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو تج کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو۔'' (مسند احمد، مشکوۃ)[1]

3- الدنیا سجن المومن وجنة للکافر (ترجمہ: دنیا مومن کا قید خانہ

1- عربی عبارت کے لیے دیکھئے انوارالحدیث ص ۴۳۱

Marfat.com

ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم)[1]

4- عرض کیا گیا "سب سے اچھا انسان کون ہے"؟ فرمایا "جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو" پھر عرض کیا گیا "سب سے برا انسان کون ہے؟" فرمایا "جس کی عمر لمبی اور اعمال برے ہوں۔"

5- حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے کندھے کو پکڑ کر فرمایا "تو دنیا میں اسطرح زندگی گزار گویا کہ تو اجنبی ہے یا مسافر" (بخاری، ترمذی، احمد)[2]

6- "مجھے دنیا سے کیا سروکار میں تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر ستانے کے لیے ٹھہرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر آگے چل پڑتا ہے۔" (ترمذی)[3]

7- "میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا تو (اب) قبروں کی زیارت کرو کیونکہ زیارت قبور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد کو تازہ کرتی ہے" (ابن ماجہ)[4]

8- "دنیا بڑی لذیذ و رنگین ہے اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں حاکم بنا دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے کام کرتے ہو (لہٰذا) تم دنیا کی رنگینیوں سے پرہیز کرو" (مسلم)

9- "جو شخص دنیا کے عیش پر مر مٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے اور اس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے الجھا دیتا ہے۔" (ترمذی)

1- مقصد یہ ہے کہ مومن دنیا میں محض حکم خداوندی کی تعمیل اور سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں رہتا ہے۔ لہٰذا وہ یہاں خوش نہیں رہتا۔ جب کہ کافر یہاں کے مزے اڑاتا ہے اور آخرت کی زندگی کا انکار کر کے موت اور احتساب حشر سے ڈرتا ہے

2- حدیث مبارکہ کے عربی الفاظ یہ ہیں۔ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔

3- برائے عربی عبارت دیکھئے ترجمان الحدیث مرتبہ سید محمود حسن حصہ اول

4- عربی عبارت کے لیے دیکھئے انتخاب حدیث مرتبہ عبدالغفار حسن عمرپوری

Marfat.com

10- ''دانا وہ ہے...... (جو) دنیا میں اپنے نفس کا احتساب کرتا رہے قبل اس کے کہ قیامت کے دن اس کا محاسبہ کیا جائے۔'' (ترمذی)[1]

11- ''تم دنیا کو اسطرح حاصل نہ کرو کہ اس میں منہمک ہو جاؤ (ترمذی) (لاتتخذوا ضیعة فترغبوا فی الدنیا)[2]

12- ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برا آدمی وہ ہے جو دوسرے کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت برباد کرلے۔'' (مشکوۃ، ابن ماجہ)

13- ایک آدمی نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کر ڈالوں تو اللہ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔'' فرمایا ''تو دنیا میں رغبت نہ کر اللہ تجھ سے محبت کرے گا لوگوں کے مال ومتاع سے بے نیاز ہو جا ان سے طمع نہ رکھ وہ تجھ سے پیار کریں گے۔'' (مشکوۃ، ابن ماجہ)

14- حضرت عمر فاروقؓ نے حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات دیکھ کر فرمایا (روتے ہوئے) ''چٹائی کے نقوش آپ ﷺ کے پہلو پر ثبت ہوگئے ہیں آپ ﷺ کا مال گودام بھی میرے سامنے ہے حالانکہ آپ ﷺ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں دوسری طرف روم اور ایران کے بادشاہوں کو میں عیش ونعمت کی بہاروں میں دیکھتا ہوں'' فرمایا ''اے عمرؓ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ ہم آخرت کو پائیں اور وہ (روم وایران کے بادشاہ) دنیا کی نعمتیں لوٹیں'' (مسلم)[3]

1- عربی عبارات (حدیث نمبر ۸، نمبر ۹، نمبر ۱۰) کے لیے دیکھئے ترجمان الحدیث حصہ اول

2- ضیعة عربی میں (۱) غیر منقولہ جائیداد مثلاً باغ، زمین، مکان (۲) تجارت (۳) فن اور پیشہ کے معنوں میں آتا ہے (ترجمان الحدیث حصہ اول ص ۵۷)

3- عربی عبارت کے لیے دیکھئے حدیث نمبر ۱۳، ۱۴ ترجمان الحدیث حصہ اول

Marfat.com

15- ''تم اپنی دنیا کے لیے اس طرح کام کرو گویا تم کو کل ہی مر جانا ہے''
(جامع صغیر)

16- ''سب سے عالی ہمت وہ ہے جو اپنی دنیا اور آخرت دونوں کے معاملہ میں پوری توجہ سے کام لے'' (ابن ماجہ)(1)

17- ''میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری امت خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی اور دنیاوی توقعات کے لمبے چوڑے منصوبے بنانے لگ جائے گی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حق سے دور جا پڑے گی اور آخرت سے غافل ہو جائے گی (اے لوگو!) یہ دنیا کوچ کر چکی ہے اور جا رہی ہے اور آخرت کوچ کر چکی اور آ رہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے ماننے والے ہیں جو اس سے محبت کرتے ہیں تو یہ اچھا ہوگا کہ تم دنیا کے پرستار نہ بنو'' (مشکوۃ)

18- ''میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری امتیں اس پر اسطرح ٹوٹ پڑیں گی کہ جس طرح کھانے والے لوگ دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں'' عرض کیا گیا ''کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟'' فرمایا ''نہیں! بلکہ اس وقت تم تعداد میں کثیر ہو گے لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے کوڑا کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہوگی اس وقت اللہ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ دشمن قوموں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا اور تمہارے دل ''وھن'' کا شکار ہو جائیں گے۔'' عرض کیا گیا ''یا رسول اللہ ﷺ وہن کسے کہتے ہیں۔'' فرمایا ''دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کو'' (ابوداؤد)(2)

19- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو وصیت کی ''اے عائشہ! خبردار!

1- عربی عبارت کے لیے دیکھیے دین رحمت از شاہ معین الدین احمد ندوی

2- عربی عبارت کے لیے دیکھیے (حدیث نمبر ۱۷، ۱۸) راہ عمل مرتبہ جلیل احسن ندوی

Marfat.com

دنیا کے طلبگار مالداروں کے پاس مت بیٹھنا" (ترمذی)[1]

20- "اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم مفلس ہو جاؤ گے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دولت دنیا تم پر کشادہ ہو جائے گی۔ جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر یہ کشادہ ہوئی تھی اور ان ہی کی طرح تمہیں مال و دولت کی طرف رغبت ہوگی اور اس کے حصول کے لیے تم ایکدوسرے کے ساتھ مقابلہ کرو گے۔ اور یہ .... دنیا کی فراوانی، وسعت اور اسکی طرف بے انتہا رغبت ...... تمہیں تباہ کر کے رکھ دے گی جیسا کہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو بربادی اور ہلاکت کے غار میں دھکیل دیا تھا۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)[2]

21- "سن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکر الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا متعلم بھی" (ترمذی)[3]

22- ان النبی ﷺ نهی عن التبتل (ترمذی، نسائی) حضور ﷺ نے تجرد کی زندگی سے منع فرمایا ہے۔[4]

23- سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا جانتے ہو مفلس کسے کہتے ہیں" لوگوں نے عرض کیا "جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو نہ مال و اسباب" ارشاد فرمایا "نہیں بلکہ مفلس وہ ہے جو قیامت کو اپنی نماز، روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا لیکن دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر بہتان لگایا ہوگا کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان

1- زادراہ ص ۲۲۸

2- ترجمان الحدیث حصہ اول ص ۲۲

3- انوار الحدیث مرتبہ مولانا جلال الدین امجدی

4- نقوش رسول ﷺ نمبر ششم ص ۴۴۷

Marfat.com

(مظلوموں) میں سے کسی کو فلاں نیکی دے دی جائے گی کسی کو فلاں (اسی طرح ہوتے ہوتے) اس کے ذمے جو حق آتا ہے اگر اسے چکانے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان (مظلوم) لوگوں کی خطائیں اس کے حصے میں آتی جائیں گی اور آخر کار اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا'' (مسلم، ترمذی)[1]

24- ''بیشک اللہ انہیں عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں'' (مسلم بحوالہ مشکوۃ جلد دوم حدیث نمبر ۳۳۶۶ ص ۱۵۸)

25- ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جبکہ آدمی پروانہیں کرے گا کہ وہ جو کچھ حاصل کر رہا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام ہے'' (بخاری بحوالہ مشکوۃ)

26- ''جس نے دنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لیے لباس پہنا تو قیامت کے روز اللہ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔'' (احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

27- ''آدمی (دنیا میں کیئے گئے) گناہ کے باعث روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے جو اس سے سرزد ہوتا ہے'' (ابن ماجہ)

28- ''آخرت کے بیٹے بنو دنیا کے بیٹے نہ بنو (حلیہ) تم آخرت کے بیٹے بنو۔'' (بخاری)[☆]

1- نقوش رسول ﷺ نمبر ششم ص ۶۵۴

☆ مزید فرمایا ''دنیا کی رغبت رنج وغم کو بڑھاتی ہے اور بے کاری انسان کو سنگدل بنا دیتی ہے'' (نقوش رسول ﷺ نمبر ششم ص ۵۶۵) پھر فرمایا ''واللہ! مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے ہاں! البتہ یہ کھٹکا ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگو گے۔'' (بخاری شریف بحوالہ نقوش رسول جلد نمبر ہشتم ص ۴۱)

Marfat.com

29- ”(اے لوگو!) تم دنیا کو جاگیر نہ بناؤ ورنہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے۔“ (ترمذی، بیہقی)[1]

30- ”درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے“ (ترمذی)

31- ”آدمی بوڑھا ہوتا ہے مگر اسکی دو باتیں جوان ہوتی ہے مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی“ (بخاری، مسلم)

32- ”دنیا کا مال سبز، رنگین، تروتازہ اور لذیذ ہے تو جو شخص اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرے اور جائز مصارف میں صرف کرے تو ایسا مال بہترین مددگار ہے۔“ (بخاری، مسلم)

33- ”اگلے زمانہ میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے...... حلال مال فضول خرچی میں ضائع نہیں ہوتا“ (شرح السنتہ)[2]

34- ”ہر قوم کے لیے ایک مخصوص فتنہ ہوا کرتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔“ (ترمذی)[3]

35- ”دنیا کی طلب خوبی کے ساتھ کرو جس کا جو حصہ مقرر ہو چکا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔“ (ابن ماجہ)

36- ”مذہبی فرائض کی ادائیگی کے بعد رزق حلال کی طلب فرض ہے۔ حلال روزی کی تلاش ہر مسلمان پر واجب ہے۔“ (جامع صغیر)[4]

37- ”جس آدمی نے سوال کا دروازہ کھولا اور ارادہ مال کو بڑھانے کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں قلت کو بڑھائے گا۔“ (احمد بحوالہ مشکوۃ

1- یہ تمام حدیثیں (حدیث ۲۷ تا حدیث ۲۹) مشکوۃ المصابیح حصہ دوم سے لی گئی ہیں۔

2- یہ تمام حدیثیں (حدیث نمبر ۳۱ تا نمبر ۳۴) انوار الحدیث مرتبہ مولانا جلال الدین امجدی سے ماخوذ ہیں۔

3- ترجمان الحدیث حصہ اول

4- حدیث نمبر ۳۷، ۳۶ ”دین رحمت“ مصنفہ معین الدین احمد ندوی سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

38- لاتدعوا علی انفسکم ولاتدعوا علی اولادکم ولاتدعوا علی خدامکم ولا تدعوا علی اموالکم (ابوداؤد) ترجمہ: اپنی جانوں، اپنی اولاد، اپنے خدام اور اپنے مال کے حق میں بددعا نہ کیا کرو۔

39- ''سب سے زیادہ پاک وحلال کمائی آدمی کا اپنے ہاتھوں سے کام کرنا (اور کمانا ہے) اور سب سے زیادہ پاک بات وہ ہے جس میں بھلائی (تقویٰ) ہو'' (مسند احمد، کبیر، مسند بزار)

40- ''دو خونخوار بھیڑیوں کا کسی زخم کو چاٹ چاٹ کر خراب کرنا زخم کے لیے اتنا مضر نہیں جتنا ایک مسلمان کے دین کے لیے حب جاہ و مال ہے۔'' (مسند بزار)

41- ''چار باتیں بڑی بدبختی کی ہیں جن میں سے ایک'' دنیا کی ہوس'' ہے۔'' (مسند بزار)

42- حضرت انس بن مالکؓ کا ارشاد ہے'' کہ نبی اکرم ﷺ کل کے لیے کچھ بھی ذخیرہ (جمع مال) نہ رکھتے تھے۔'' (جامع ترمذی)

43- ''زکوۃ نہ دینے والے کا مال قیامت کے دن سانپ بن کر اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کے جبڑوں کو بار بار ڈسنے کے بعد کہے گا ''میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ'' (بخاری)

44- خیار المومنین القانع وشرارهم الطامع (الجامع الکبیر)

ترجمہ: قانع اچھا مسلمان ہے اور طامع برا۔

درج بالا تمام ارشادات خاتم النبیین ﷺ سے واضح ہوا کہ اگر زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق بسر ہو تو دنیا اچھی۔ اگر اس کے خلاف ہو تو دنیا بری۔ اسی طرح اگر مال دنیا کی ضرورت سمجھ کر کمایا

Marfat.com

جائے اس سے حقداروں کا حصہ ادا کیا جائے تو یہ مستحسن اور مبارک ورنہ باعث عذاب ولعنت۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان:

آج کی دنیا اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے دور ہو چکی ہے سینے ایمان سے خالی ہو گئے ہیں۔ عیسائی ہوں یا یہودی، مجوسی ہوں یا ہندو، بدھسٹ ہوں یا دہریے۔ سب نے ایمان اور دین کو ذاتی مسئلہ قرار دے کر اپنی زندگی سے نکال دیا ہے اب چرچ کی علیحدہ حکمرانی ہے اور حکمرانوں کی علیحدہ حکومت۔ نہ چرچ حکومت کے معاملات میں دخل دیتا ہے نہ حکومت چرچ کے معاملات میں دخیل ہوتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ آج دنیا میں انسانوں پر رحم دل اور خدمت گزار حکمرانوں کی حکومت نہیں ظالم، لٹیرے اور ''دنیا کے بندے'' حاکموں کا تسلط ہے۔

بقول حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ

نظام پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

لہٰذا ضروری ہے کہ لوگوں کو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ﷺ کی طرف دعوت دی جائے لوگوں کی زندگیوں میں ایمان کے ذریعے انقلاب لایا جائے۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے فرمایا ''اے چچا! میں لوگوں سے صرف ایک کلمہ کا مطالبہ کرتا ہوں وہ کلمہ ایسا ہے کہ اگر لوگ مان لیں تو پورا ملک عرب (آج کے دور کے تمام عرب ممالک) ان (ایمان والوں) کے ماتحت آجائے گا اور غیر عرب یعنی (غیر مسلم) قومیں ان کو جزیہ دیں گی۔'' لوگ چونک اٹھے اور کہا ''تم ایک کلمے کا مطالبہ کرتے ہو تمہارے باپ کی قسم! ہم بیسیوں باتیں ماننے کے لیے

Marfat.com

تیار ہیں بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے" ابو طالب نے بھی کہا " اے بھتیجے بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے" فرمایا " وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" ہے"[1] (مسند احمد، نسائی)

صرف کلمہ کا اقرار کرنے سے ہی مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ ایمان باللہ تقاضا کرتا ہے ایمان بالرسالت کا اور ایمان بالرسالت کا تقاضا ہے اتباع نبی ﷺ کا۔ اتباع نبی ﷺ کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنا اور آپ ﷺ کی زندگی کو اپنی زندگی کے لیے نمونہ عمل بنانا۔ یہی مقصد ہے اس حدیث کا جس میں سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ **قل امنت باللہ ثم استقم** (کہہ میں ایمان لایا اللہ پر پھر اس پر ثابت قدم ہو جا)

حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے۔ **لایقبل الایمان بلاعمل ولاعمل بلاایمان** (ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا)[2]

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا" جسے اس کی نیکی اچھی لگے اور برائی بری لگے وہ ایمان والا ہے" (مسند احمد)[3]

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایمان کی بہترین خصلتیں کیا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "کسی سے دوستی کرے تو اللہ کے لیے دشمنی کرے تو اللہ کے اور تیری زبان پر اللہ کا ذکر جاری رہے" پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے فرمایا " تو دوسروں کے لیے اس چیز کا خواستگار ہو جسے اپنے لیے چاہتا ہے اور دوسروں کے لیے اس چیز کو گوارا نہ کر جسے اپنے لیے پسند نہیں کرتا۔" (مشکوۃ)

1- لا الہ الا اللہ کے ساتھ ہمیشہ محمد رسول اللہ لازم (Understood) سمجھا جاتا ہے یہاں بھی اسے لازم سمجھا جائے۔

2- بحوالہ کبیر نقوش رسول ﷺ نمبر جلد ششم ص ۲۸۰

3- نقوش رسول ﷺ نمبر جلد ششم ص ۳۵

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل سے پوچھا ''اے معاذ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کے اللہ تعالیٰ پر کیا حقوق ہیں؟'' حضرت معاذؓ بن جبل عرض گزار ہوئے ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جاننے والے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا'' اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق رب عظیم یہ ہے کہ جو شخص شرک کا ارتکاب نہ کرے (اللہ) اس کو مبتلائے عذاب نہ فرمائے'' (متفق علیہ)

ایمان باللہ کا زبان سے اقرار کرتے ہی اور دل سے تصدیق کرتے ہی [1] مومن پر دو قسم کے حقوق فوراً واجب ہو جاتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد، درج ذیل چند حدیثوں میں ایسے ہی حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعلق ایمان سے، ایمان کی کاملیت سے اور ایمان کے ذائقہ سے ہے۔ چنانچہ نبی آخر الزماں، صاحب کون و مکاں، سرورِ دل و جاں، آقائے ایں و آں، راحت صاحب دلاں، شاہ ہر جہاں، جن و انس پہ مہرباں، عمل و ایمان کی جاں ﷺ فرماتے ہیں۔

اول: ''ایمان کی کچھ اوپر ستر یا ساٹھ شاخیں ہیں .... ان میں سب سے چوٹی کی چیز لاالہ الا اللہ کا قائل ہونا ہے اور معمولی درجے کی چیز راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے۔'' (مؤطا امام مالکؒ)

دوم: ''جس شخص کی محبت اور بغض، عطا اور ترک عطا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو وہ اپنے ایمان کو مکمل کر لیتا ہے (ابو داؤد)

سوم: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کی ذات سے لوگوں کے جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔'' (ترمذی، نسائی، بخاری)

1- اقرار باللسان و تصدیق بالقلب

Marfat.com

چہارم: ''تین چیزیں ایمان کی بنیاد ہیں (۱) کلمہ گو سے ہاتھ روک لینا (۲) اس کی کسی لغزش پر اسکی تکفیر نہ کرنا (۳) اس کے کسی عمل کی وجہ سے اسے خارج از اسلام نہ کرنا'' (ابو داؤد)[1]

پنجم: ''کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ اسے محبوب نہ ہو جاؤں'' (صحیح بخاری وصحیح مسلم)[2]

ششم: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (بخاری، مسلم، ترمذی)

ہفتم: ''جب کوئی برائی ہوتی دیکھو تو اسے ہاتھ سے روکو یہ نہ کر سکو تو زبان سے روکو، یہ بھی نہ ہو سکے تو دل ہی میں برا جانو یہ ایمان کا سب سے چھوٹا درجہ ہے۔'' (ترمذی، نسائی، ابوداؤد)

ہشتم: ''تین باتیں ایمان میں شامل ہیں۔ (۱) افلاس میں خیرات دینا (۲) انسانوں کی سلامتی کے لیے تڑپنا (۳) اپنے آپ سے انصاف کرنا'' (بزار)

نہم: عرض کیا گیا ''ایمان کیا ہے'' فرمایا ''صبر وسخا'' (طبرانی)

دہم: '' وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جو اس کے محارم (حرام کردہ اشیاء) کو حلال سمجھتا ہے۔'' (ترمذی)[3]

یاز دہم: ''جس کے اندر امانت نہیں اس کے اندر ایمان نہیں اور جس کو عہد کا

1- بحوالہ نقوش رسول ﷺ نمبر جلد ششم حدیث نمبر ۱ تا ۴

2- آج کے دور میں حضور ﷺ کی حدیث اور سنت کو عمل میں اپنی جان اور قریبیوں سے زیادہ محبوب رکھنا مراد ہے۔ (انوار الحدیث)

3- تاریخ حدیث از ڈاکٹر جیلانی برق مرحوم (حدیث ششم تا دہم)

Marfat.com

پاس نہیں اس کے پاس دین نہیں۔'' (مشکوۃ)[1]

دوازدہم: فرمایا ''جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا'' عرض کیا گیا '' اخلاص کا مطلب کیا ہے'' فرمایا '' اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد وہ شخص اللہ کی تمام حرام کی ہوئی چیزوں سے رُک جائے۔'' (ترمذی)[2]

سیزدہم: میں جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے اجتناب کرو اور جب کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اس پر عمل کرو۔ (بخاری)[3]

چہارم دہم: النکاح نصف الایمان (مشکوۃ جلد دوم) ترجمہ: نکاح نصف ایمان ہے۔

پانزدہم: الحیاء من الایمان (ابوداوٗد) ترجمہ: حیا ایمان کا حصہ ہے۔

بد مذہب

قابل غور بات یہ ہے کہ درج بالا خصائص اور تقاضوں کے ساتھ اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان وایقان ہمارے بہت سے ذاتی اور اجتماعی مسائل کا حل ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ بہت زیادہ شافی و کافی حل ہے۔ بس آزمائش شرط ہے ثمرات خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔ اب ذرا چند ارشادات بد مذہبوں کے بارے میں، جو دین کا حلیہ بگاڑتے ہیں ان کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہیں کہ ایمان کے ساتھ جو عزت و وقار اور کامیابی ہے بد دینی کے ساتھ اسی سطح کی شناعت وقباحت ہے۔

1- راہ عمل ص ۳۰

2- زادراہ، ص ۳۱، ۳۰

3- ترجمان الحدیث حصہ اول

Marfat.com

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''جس کسی نے بد مذہب کی تعظیم وتوقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔'' (مشکوۃ)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''جب تم کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس سے ترشروئی سے پیش آؤ کیونکہ خدا تعالیٰ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے۔'' (صحیح ابن عساکر)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''بد مذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔'' (مسند دار قطنی)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''خدا تعالیٰ کسی بد مذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض۔'' (سنن ابن ماجہ)

فرمایا رسول اللہ نے کہ ''بد مذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اگر مر جائیں تو جنازہ میں شرکت نہ کرو ملاقات ہو تو سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو'' (مسلم)[1]

معاشرتی بے چینی اور بد امنی:

معاشرے میں بے چینی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب دنیاوی زندگی کے لیے دوڑ لگی ہوئی ہو، نفسا نفسی کا عالم ہو، طمع اور خود غرضی غالب ہو، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش ہو، منفی جذبات مثبت خیالات پر حاوی ہوں، مال و دولت ہی معیار زندگی ہو اور عزت کا باعث ہو۔ تقوی، علم، حلم، صدق، زہد، عبادت جیسی مستحسن خصوصیات معاشرتی رذائل تلے دب جائیں اور پھر یہ بے چینی بد امنی کا باعث بنتی ہے زبردست زیر دست کو کھانے لگتا ہے۔

1- بد مذہبوں کے بارے میں پانچوں حدیثوں کی عربی عبارت اور ترجمہ کے لیے دیکھئے انوار الحدیث مرتبہ مولانا جلال الدین احمد امجدی ص ۱۰۲

Marfat.com

چوریاں، ڈاکے، بدامنی، قتل و غارت، ناانصافی، فساد عام ہو جاتا ہے غرض ہر طرف لاقانونیت اور لوٹ کھسوٹ کا عالم نظر آنے لگتا ہے عدم تحفظ کا احساس ابھرتا ہے یہ افسوسناک صورت حال آج کی دنیا میں ہر طرف عام ہے ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پذیر، پسماندہ ہوں یا حواری (ALLIANCE) تمام ممالک میں کم وبیش معاشرتی بے چینی اور بدامنی عام ہے۔ آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے معاشرتی بے چینی کو دور کرنے اور بدامنی کو امن میں بدلنے کے لیے نہایت موثر ہدایات دی ہیں مثلاً:

۱۔ **اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقاً** (سیرت النبی جلد ششم بحوالہ بخاری شریف) ترجمہ: مسلمانوں میں کامل الایمان وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

۲۔ **الا لا یجنی جان علی ولدہٖ ولا مولود علی والدہ** (ابن ماجہ) ترجمہ: ہاں! باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور نہ بیٹے کے جرم کا باپ (ذمہ دار ہے)۔

۳۔ ''وہ مسلمان جو لوگوں میں مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیف دہی پر صبر کرتا ہے اس سے بہتر ہے جو لوگوں سے نہیں ملتا اور ان کی تکلیف دہی پر صبر نہیں کرتا ہے۔'' (بیہقی، ترمذی)

۴۔ ''قرابت کا حق ادا کرنے والا وہ نہیں جو احسان کے بدلہ میں احسان کرتا ہو بلکہ وہ ہے جو بدسلوکی پر بھی حسن سلوک کرتا ہو'' (صحیح بخاری)

۵۔ **المومن القوی خیر واحب الیٰ اللہ من المومنین الضعیف** (صحیح مسلم) ترجمہ: کمزور مسلمان سے طاقت ور (قوی) مسلمان زیادہ بہتر اور خدا کو پیارا ہے۔

۶۔ ''آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو اور سب مل کر خدا کے بندے اور

Marfat.com

آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔" (بخاری)[1]

۷۔ لا تعذبوا خلق الله ترجمہ: اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔ (مشکوۃ حصہ دوم، ص ۱۲۶)

۸۔ سباب المسلم فسوق وقتاله كفرا (مسلم)
ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا گناہ کا کام ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

۹۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (صحیح بخاری)
ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۰۔ "ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اس کی آبرو اور اس کا خون حرام ہے۔" (ابوداؤد)

۱۱۔ ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے یہ برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ (ابوداؤد)[2]

۱۲۔ الخلق كلهم عيال الله فاحب الخلق عندالله من احسن الى عياله (جامع طبرانی وبیہقی) ترجمہ: ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک اس کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ نیکی کرے۔

۱۳۔ "تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو۔" (مشکوۃ المصابیح)

۱۴۔ "متکبر آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ وہ جو جھوٹی شیخی بگھارتا ہے۔" (ابوداؤد)

۱۵۔ "ظلم قیامت کے دن ظالم کے لیے سخت اندھیرا بنے گا۔" (بخاری ومسلم)

1- حدیث نمبر ۱ تا ۶ سیرت النبی ﷺ جلد ششم سے لی گئی ہیں۔

2- حدیث نمبر ۸ تا ۱۲ "دین رحمت" سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

۱۶۔ ''جب فاسق (نافرمان، برائیاں، پھیلانے والے) کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے۔'' (مشکوۃ)[1]

۱۷۔ ''اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ (خشک) لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے۔'' (ابو داؤد)

۱۸۔ ''رضائے الٰہی کے لیے غصہ کے گھونٹ کو پی جانے سے بڑھ کر کوئی دوسرا گھونٹ نہیں ہے۔''

۱۹۔ ''آدمی کے لیے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات آگے کرے۔'' (صحیح مسلم)[2]

۲۰۔ ''بہترین شخص وہ ہے کہ اس کا ہمسایہ اس پر خوش ہو اور اس سے اسے کبھی ایذا نہ پہنچے۔''

۲۱۔ بنی عمر اور بنی عوف دو مشہور قبیلوں میں باہم نزاع ہو گیا۔ حضور ﷺ ان کی صلح کے لیے تشریف لے گئے اس میں آپ ﷺ کی نماز کا وقت بھی تنگ ہو گیا۔

۲۲۔ حضور ﷺ بیعت لیتے تو عورتوں سے بالخصوص یہ عہد کرواتے کہ:[3]

☆ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی۔

☆ چوری نہ کریں گی۔

☆ زنا نہ کریں گی۔ ☆ اولاد کو قتل نہ کریں گی۔

☆ کسی پر بہتان نہ لگائیں گی۔ ☆ میری نافرمانی نہ کریں گی۔

☆ بین نہ کریں گی۔ ☆ بال نہ نوچیں گی۔

☆ کپڑے نہ پھاڑیں گی۔ ☆ سینہ کوبی نہ کریں گی۔

1- حدیث نمبر ۱۳ تا ۱۶ ''رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب'' سے لی گئی ہیں۔

2- حدیث نمبر ۱۷ تا ۱۹ ''رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب'' سے لی گئی ہیں۔

3- حدیث نمبر ۲۰ تا ۲۲ ''رہبر کامل'' مولفہ مولانا عبدالمجید سوہدروی سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

☆ کسی غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کریں گی۔ ☆ خاوند کی اطاعت کریں گی۔

۲۳۔ ''کسی کو ملعون نہ بناؤ کہ تم پر خدا کی لعنت ہو یا تم پر خدا کا غضب ہو یا تم دوزخ میں جاؤ۔'' (ابوداؤد)

۲۴۔ ''مومن نہ طعنے دینے والا ہوتا ہے، نہ لعنتیں کرنے والا، نہ فحش بکنے والا، نہ زبان درازی کرنے والا'' (ترمذی)

۲۵۔ ''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔'' (صحیح بخاری)

۲۶۔ ''ہمارے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ خائن وہ ہے جو عہدہ مانگے۔'' (ابوداؤد)

۲۷۔ ''اگر آدمؑ کے بیٹے کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری تلاش کرے گا اور آدمؑ کے بیٹے کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔'' (بخاری)[1]

۲۸۔ ''تم اپنی اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دو۔'' (ابن ماجہ)[2]

۲۹۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ:

(الف) ''(ہر حال میں) اللہ سے ڈرو۔

(ب) (اسلامی ریاست کے سربراہ کی بات) غور سے سنو اور اسکی فرمانبرداری کرو۔

(ج) دین میں نئی رسمیں نکالنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ گمراہی ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد)[3]

1- حدیث نمبر ۲۳ تا ۲۷ اسوہ حسنہ حصہ دوم سے لی گئی ہیں۔

2- ترجمان الحدیث حصہ دوم ص ۱۱۴

3- اسلامی نظام (ایک مطالعہ) از پروفیسر عطاء اللہ حسینی، ص ۲۲۷

Marfat.com

۳۰۔ حضور ﷺ نے عورت کی ذمہ داری کو گھر کے اندر تک محدود کیا ہے مثلاً: تربیت اولاد، خاوند کے گھر اور مال کی دیکھ بھال، امور خانہ داری کی انجام دہی، پھر بھی اگر فراغت ہو تو ''عورت کو گھر میں بیکار بیٹھے رہنے کی جگہ چرخہ کاتنا اچھی کمائی کا مشغلہ ہے'' (حدیثِ نبویؐ)

۳۱۔ ''تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اسکی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔'' (بخاری و مسلم)[1]

اگر ہم اپنے معاشرے کو ان ہدایات حدیث و سنت سے آویزاں کرلیں تو یقینی طور پر ہمارے معاشرتی مسائل اور بدامنی ختم ہو جائے گی اور دنیا پھر سے امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ اللہ کرے ہم ایک بار پھر سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرلیں۔

فحاشی و بے حیائی:

فحاشی اور عریانی کا ایک سیلاب ہے جو پورے معاشرے کو اپنے اندر خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جا رہا ہے۔ یہ فحاشی اور بے حیائی اخبارات، رسائل، فلموں، ٹیلی ویژن اور ناولوں وغیرہ کے ذریعے بھی پھیل رہی ہے اور جدید فیشن، مغربی تہذیب اور مالی ریاکاری کی وجہ سے بھی۔ فحاشی و عریانی نظریاتی بھی ہے مثلاً سگمنڈ فرائڈ کا نظریہ جنس اور موجودہ یورپ کا نظریہ حیات (Life is sex)۔ یہ فحاشی و عریانی عملی بھی ہے مثلاً قحبہ خانے، کلب، رنڈی گھر[2] وغیرہ۔ فحاشی و عریانی کا چسکا لازماً بے حیائی کو دعوت دیتا ہے جس کا نتیجہ زنا کاری اور بدکاری ہوا کرتا ہے فحاشی

1- اسلامی نظام (ایک مطالعہ) از پروفیسر عطاء اللہ حسینی، ص ۲۲۷

2- ہمارے ہاں معروف زبان میں رنڈی گھر کو ''ہیرا منڈی'' کہا جاتا ہے۔ اب تو پوش علاقوں تک میں بھی ہیرا منڈی کے یہ ہیرے بکھر گئے ہیں۔

Marfat.com

میں فحش گفتگو، بدزبانی، عریاں فلمیں، جنسی کہانیاں، عیاشی کا رجحان اور شہوت پرستی شامل ہے۔ جبکہ بے حیائی، دیوثی، دلالی، بے باکی، نظر بازی، بد اخلاقی اور جھگڑا فساد بلکہ قتل و غارت کو بھی شامل نتیجہ کرتی ہے فحش گوئی میں رفث، فسق اور نفاق کی ایک قسم (مظاہر قدرت کو برا بھلا کہنا) بھی شامل ہے۔ (1)

آقائے دوجہاں ﷺ نے اس سلسلے میں بڑی موثر، اہم اور نتیجہ خیز ہدایات سے انسانیت کو نوازا ہے کوئی ان پر عمل کر کے تو دیکھے۔ آیئے دیکھیئے سرکار عالمین ﷺ اس سلسلے میں کیا فرما رہے ہیں:

فرمایا: ''کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنی بی بی کے پاس جاتا ہے تو دروازہ بند کر لیتا ہے اور اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اسطرح وہ خدا کے پردہ میں چھپ جاتا ہے اس کے بعد لوگوں کی صحبتوں میں بیٹھتا ہے تو کہتا ہے میں نے یہ کیا میں نے یہ کیا'' اس پر سب حاضرین خاموش رہے آپ ﷺ نے عورتوں سے پوچھا ''کیا تم سب اس قسم کے واقعات بیان کرتی ہو؟'' ایک عورت نے کہا ہاں! مرد اور عورت دونوں اس قسم کے واقعات بیان کرتے ہیں'' فرمایا ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ اسکی کیا مثال ہے اس کی مثال اس چڑیل کی سی ہے جو گلی میں ایک شیطان سے ملی اور اس (شیطان) نے اس سے مباشرت کی حالانکہ لوگ اس کو دیکھ رہے تھے'' (ابوداؤد) (2)

فرمایا: ''مومن وہ ہے جو طعن و تشنیع نہیں کرتا لعنت نہیں بھیجتا بدزبانی اور فحش کلامی نہیں کرتا۔'' (ترمذی، بخاری)

فرمایا: ''جب اللہ کسی قوم کو تباہ کرنا چاہے تو اس کی حکومت عیاشوں کے حوالے کر دیتا ہے۔'' (مسند فردوس)

1- فحش گوئی کی ان قسموں کی تفصیل کے لیے دیکھیئے سیرت النبی ﷺ جلد ششم، ص ۶۷۹

2- سیرت النبی ﷺ جلد ششم، ص ۶۸۰

Marfat.com

فرمایا: ''لعنت اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور لعنت اس عورت پر جو اپنے لیے مردوں کا لباس پسند کرے۔'' (مستدرک حاکم)

فرمایا: ''بدترین شخص وہ ہے جس کی زبان سے لوگ ڈریں...... خوش بخت ہے وہ جو زبان کو قابو میں رکھے'' (کنوز الحقائق)

فرمایا: ''مومن فحش گو، لعنت کرنے والا، طعنہ دینے والا اور بے غیرت نہیں ہوتا۔'' (ترمذی)

فرمایا: ''سخت دل اور سخت کلامی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (شرح السنۃ بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

فرمایا: ''عیش پسندی سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش پسند نہیں ہوتے۔'' (مسند احمد بحوالہ مشکوۃ)

فرمایا: ''اللہ نے لعنت فرمائی ہے (عریانی) دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے۔ (لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ) (بیہقی)

فرمایا: ''کوئی قوم ایسی نہیں جس میں زنا بڑھے مگر وہ قحط سے پکڑے جاتے ہیں اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں رشوت پھیل جائے مگر وہ رعب سے پکڑے جاتے ہیں'' (احمد)

فرمایا: ''تم فحش گو نہ بنو کیونکہ اللہ بدزبانی اور بے ہودہ گفتگو کو پسند نہیں کرتا'' (مسلم)

فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرما دی ہے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) ماں باپ کا نافرمان (۳) وہ بے حیا جو اپنے گھر میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے'' (احمد، نسائی، بحوالہ مشکوۃ)[1]

فرمایا: (ایک بڑی عمارت کو دیکھ کر) ''یہ کس کا مکان ہے'' بتایا گیا ایک

1- یہ ساتوں حدیثیں مشکوۃ المصابیح حصہ دوم سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

انصاری صحابی کا۔ آپ ﷺ اس سے ناراض ہو گئے جب تک اس نے اسے منہدم نہ کر دیا۔ (ابوداؤد)

فرمایا: (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مخاطب ہو کر) ''خدا نے ہمیں مٹی اور پتھر کے آراستہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔'' (ابوداؤد)[1]

☆ ایک شخص کو برہنہ کھلے عام نہاتے دیکھا تو فرمایا ''خدا صاحب حیا کو پسند کرتا ہے پس تم میں سے جو غسل کرے اسے چاہیے کہ پردہ ڈال لیا کرے۔'' (ابوداؤد)[☆]

☆ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ ایک دفعہ باریک کپڑا پہن کر آئیں تو آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا ''عورت بلوغ کے بعد صرف منہ اور ہاتھ کھلا رکھ سکتی ہے'' (ابوداؤد)[2]

فرمایا: ''اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں یہی وجہ ہے جو اس نے ظاہری اور باطنی بے حیائی کو حرام کیا ہے'' (شیخین، ترمذی)

فرمایا: ''جو مرد ہیجڑے بنتے ہیں اور جو عورتیں مردانی بنتی ہیں ان پر لعنت ہے انہیں اپنے گھر سے باہر نکال دیا کرو'' (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

فرمایا: ''آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے، زبان کا گناہ شہوانی گفتگو، دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اسکی تصدیق و تکذیب کرتی ہے'' (شیخین)

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بے حیا اور بے ہودہ گو سے بغض رکھتا ہے'' (ترمذی)[3]

فرمایا: ''اے قریشی نوجوانو! تم لوگ زنا کا ارتکاب نہ کرنا جو لوگ عفت و پاک دامنی

1- یعنی ان سے خوبصورت اور بڑی بڑی عمارتیں بنائیں یا ان کو رنگین پردوں سے سجائیں سیارہ ڈائجسٹ رسول ﷺ نمبر دوم ص ۴۲۴

☆ رسول رحمت ﷺ از ابوالکلام آزاد، ص ۱۱۷

2- ایضاً

3- یہ چاروں حدیثیں نقوش رسول ﷺ نمبر جلد ششم سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

کے ساتھ جوانی گزاریں گے وہ جنت کے مستحق ہوں گے" (حاکم، بیہقی)

☆ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم، نابینا صحابی رسول اللہ ﷺ کے ہاں تشریف لائے تو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور ام المومنین حضرت میمونہؓ نے ان سے پردہ نہ کیا۔ حکم ہوا "پردہ کرو" تو بولیں "کیا وہ نابینا نہیں وہ تو ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے" فرمایا "وہ اندھے ہیں تم تو اندھی نہیں ہو" (ابوداؤد، ترمذی)

☆ پوچھا گیا "دیور کا بھاوج کے ہاں تنہا جانا کیسا ہے؟" فرمایا "دیور تو بھاوج کے لیے موت ہے۔[1] ...... تم اکیلی عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرو" (صحیحین)

فرمایا: "جن عورتوں کے شوہر گھر میں موجود نہ ہوں ...... اور وہ اکیلی ہوں ...... ان کا کوئی محرم بھی ان کے ساتھ نہ ہو ...... تم ان کے پاس نہ جاؤ" (ترمذی)

فرمایا: "میں اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی اور فتنہ چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں" (بخاری، مسلم)

فرمایا: "جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرتی ہے تا کہ وہ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں وہ زانی ہے" (نسائی، ابوداؤد)

فرمایا: "جب (کوئی غیر) عورت تم میں سے کسی کو پسند آ جائے ...... تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے ہمبستری کرے اس کی آتش شوق بجھ جائیگی۔ (مسلم بحوالہ مشکوۃ)[2]

1- حدیث میں لفظ "حمو" استعمال ہوا ہے جو ان رشتہ داروں کے لیے آتا ہے۔ دیور، جیٹھ، بھتیجا، چچا، عم زاد بھائی، ماموں، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، بھانجہ، پھوپھی زاد بھائی (ترجمان الحدیث دوم، ص ۲۲۰)

2- اس سے اوپر سات حدیثیں ترجمان الحدیث حصہ دوم سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

اس عنوان پر سینکڑوں موثر ہدایات حدیث کی کتابوں میں ہمارے لیے مینارہ نور ہیں اور اگر عالمی سطح پر ان تعلیمات کو عام کر کے عام لوگوں میں ان کی تفہیم کی کوشش کی جائے تو کوئی بڑی بات نہیں کہ فحاشی ، بدکاری ، حرام کاری ، زنا کاری ، بدخوئی ، بدگوئی اور عریانی کا سیلاب رُک جائے۔

تعصب و عصبیت:

تعصب حمایت ، طرفداری ، پچ ، ہٹ بے جا حمایت کو اور عصبیت طرف داری ، رشتہ داری ، قرابت ، مضبوطی ، طاقت کو کہتے ہیں۔[1] مفردات القرآن کے مطابق ''العصبۃ'' کا معنی ہے'' وہ جماعت جس کے افراد ایک دوسرے کے حامی اور مددگار ہوں۔''[2] تعصب اور عصبیت کا مکروہ نظریہ ہماری موجودہ دنیا کے امن کو خطرات سے دو چار کیے ہوئے ہے یورپ والے عربوں کے مقابلے میں متعصب ہیں عرب ہندیوں کے مقابلے میں متعصب ہیں گورا کالے کو اپنے برابر کا نہیں سمجھتا اور کالا گندمی کو اپنے برابر نہیں جانتا۔ اسی طرح تہذیب و ثقافت کا تعصب ہے ایسے ہی علاقوں ، قوموں ، رنگ ، نسل ، زبان ، دین غرضیکہ لاتعداد تعصّبات نے انسان کو انسان کا دشمن بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بوسنیا ، کشمیر ، چیچنیا ، افغانستان ، عراق میں خونریزی جاری ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں پنجابی ، سندھی ، سرحدی بلوچی ، کشمیری (صوبائیت کا زہر) پھر زبان پھر معاشرت اور پھر روایات کے تعصب قومی جمعیت کے لیے زہر قاتل ہیں انہی تعصّبات نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنایا۔ یہی تعصّبات کراچی کو خاک و خون میں نہلا رہے ہیں۔ یہی تعصّبات آج کے دور جدید کی ترقی کے منہ پر کلنک کا ٹیکہ ہیں حضور ﷺ

1- فیروز اللغات (اردو) ، ص ۳۶۵ ، ص ۸۹۷ (جامع)

2- جلد دوم ص ۸۰۱

Marfat.com

فرماتے ہیں'' (جولوگ دین میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں اور مختلف ٹولیوں میں بٹ جاتے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو اہل بدعت ہیں اور اپنی خواہشوں کے بندے ہیں۔ (جامع الصغیر)

پوچھا گیا ''عصبیت کیا ہے'' فرمایا '' اپنی قوم کے ظلم کی تائید و حمایت کرنا'' (ابو داؤد) پھر فرماتے ہیں ''خوب یاد رکھو کہ نا اتفاقی برباد کر دینے والی چیز ہے۔'' (بحوالہ اسلام ہمارا دین مصنفہ مولانا کوثر نیازی)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا'' کیا اپنے لوگوں سے محبت کرنا عصبیت ہے؟'' فرمایا ''نہیں بلکہ عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم کے معاملہ میں اپنی قوم کا ساتھ دے'' (مشکوۃ) پھر فرمایا'' باہمی مخاصمت سے بچو کیونکہ اس سے خوبیاں مرجاتی ہیں اور عیوب زندہ ہو جاتے ہیں۔'' (بحوالہ نقوش رسول ﷺ نمبر ہشتم، ص۵۵۴)

فرمایا:'' وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے اور ہم میں سے وہ بھی نہیں ہے جو عصبیت کی حالت میں مرے'' (ابو داؤد)[1] پھر فرمایا'' جو خروج کرے اور میری امت میں تفرقہ ڈالے اسکی گردن اڑادو'' (نسائی)

فرمایا:'' تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی قوم سے ظلم کو دفع کرے اور جب تک کہ (بے جا طرف داری کرے) گنہگار نہ ہو۔ (ابو داؤد)[2]

ایک غزوہ میں گھوڑوں کو پانی پلاتے ہوئے دو افراد (مہاجر اور انصاری) کے درمیان تو تکار ہوگئی جس کے نتیجے میں دونوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو یا معشر الانصار اور یا معشر المھاجرین کہہ کر پکارنا شروع کیا

1- راہ عمل ص ۲۱۶

2- اصلاحات کبریٰ از ابوالقاسم رفیق دلاوری ص ۳۴۱

Marfat.com

حضور ﷺ نے یہ سنا تو سخت ناراض ہوئے اور فرمایا ''میری موجودگی میں یہ جاہلیت کی پکار تم کیسے لگا رہے ہو؟'' (1)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم'' عرض کیا گیا ''یا رسول اللہ ﷺ! مظلوم ہونے کی صورت میں تو اپنے بھائی کی مدد کی جا سکتی ہے مگر ظالم کی مدد کیسے کریں'' فرمایا ''اس کو ظلم کرنے سے روکو یہی اس کی مدد ہے۔'' (مشکوۃ) (2)

کیا آج کے دور میں فلسطینیوں کے مقابلے میں امریکہ کی اپنے ''ناجائز بچے'' اسرائیل کی بے جا حمایت و پشت پناہی، یورپین انگریزوں کی مظلوم بوسنیا کے مقابلے میں ظالم سربیا اور یوگوسلاویہ کی ناجائز حمایت، مظلوم کشمیریوں کے مقابلے میں ظالم بھارت کی آشیر باد، مظلوم چیچنیا کے مقابلے میں حملہ آور روس کی باطل حمایت وغیرہ کیا یہ عصبیت نہیں ہے جس کی اوپر زبان رسالت سے مذمت کی گئی ہے اور قرآن کا اس سلسلے میں حرف آخر فیصلہ یہ ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (المائدہ۔۲)

ترجمہ: اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر نہ ابھارے کہ تم انہیں مسجد حرام (جانے) سے روکو اس طرح کہ زیادتی کرو اور نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور زیادتی اور گناہ کے کاموں

1- رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب از سید گیلانی ص ۶۳۶

2- انتخاب حدیث مرتبہ عبدالغفار حسن عمر پوری، ص ۲۵۱

Marfat.com

میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو اور اللہ سے
ڈرتے رہو۔ (1)

نشہ ونشہ آور (مسکرات)

موجودہ زمانے میں نشہ، نشہ آور اور شراب کا فساد سب سے بڑا فساد ہے جس سے آج کا مدبر انسان بہت زیادہ خائف بھی ہے اور نقصان میں بھی۔ یورپ کی تہذیب میں تو شراب و کباب (حرام کاری) عام سی باتیں ہیں جن پہ نہ کوئی اعتراض کرتا ہے نہ ان سے بچتا ہے۔ اس کے علاوہ چرس، افیم، بھنگ، ہیروئن، مارفیا، پیتھیڈرین، گانجا، سگریٹ، برانڈی، تاڑی، ایل ایس ڈی، ٹرنکولائزر، الکحل، تھوہر کے نشہ آور مرکبات اور تمباکو نوشی کے تمام ذرائع خواہ وہ حقہ ہو یا چلم، سلفہ ہو یا نسوار، پان ہو یا تمباکو کا کوئی مرکب، یہ سب کے سب نشے عہد حاضر کے لیے نقصان و خطرہ ہیں۔ یورپ ہو یا عرب، مشرق ہو یا مغرب، گورے ہوں یا کالے، مسلم ہوں یا غیر مسلم سب ان مسکرات سے ڈرتے ہیں مگر حیرت ہے کہ یورپ کی کلھم تہذیب میں نشہ عام ہے اور اسے ذاتی معاملہ قرار دے کر منشی (نشہ کرنے والا) سے تعرض نہیں کیا جاتا۔ دوسری طرف اس کا کاروبار کرنے والوں سے سختی سے نپٹا جاتا ہے اور یہ عجیب منافقت ہے کہ یورپین ممالک اسے اپنے ممالک اور تہذیبوں سے نکال دینا چاہتے ہیں مگر دوسری طرف اسے پسماندہ، غیر ترقی یافتہ اور سیاسی و مذہبی مخالف ممالک میں رواج بھی دینا چاہتے ہیں۔ یہ موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی تضاد عملی ہے اور انسان دشمنی بھی۔ اسلام ہر قسم کے

1- کیا امریکہ کا سعودی عرب کو مشورہ دینا کہ وہ ایران اور لیبیا کے حاجیوں کو حج کے لیے سعودی عرب نہ آنے دے اور سعودی عرب کا ان پر کچھ پابندیاں لگانا عرب و عجم اور کفر و اسلام کی دشمنی کا ثبوت نہیں ہے؟

Marfat.com

نشہ سے بلا امتیاز مسلم وغیر مسلم، گورا و کالا سب کو منع کرتا ہے فرمان الٰہی ہے:

> ''اے ایمان والو! شراب ، جوا ، بت اور پانسے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہیں پس تم ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم (اس عادت بد سے) باز آنے والے ہو (یا نہیں؟) (سورۃ المائدہ ۹۱،۹۰)[1]

کیونکہ قرآن مجید عربوں کے تہذیبی و معاشرتی پس منظر اور ان کی اصلاح کے حوالے سے نازل ہوا لہٰذا شراب کو ہر قسم کے ''نشہ'' کی علامت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور اس کی ممانعت ہر قسم کے نشہ کی حرمت کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں شراب کی حرمت اور وجہ حرمت کا سبب اس کا نشہ ذکر کیا گیا ہے۔ شراب کا نشہ دوسرے تمام نشوں (گناہوں) پر بھاری ہے اس کے ثبوت کے طور پر بعض تفسیروں میں یہ اسرائیلی قصہ نقل ہوا ہے کہ:

> ''ہاروت اور ماروت دو فرشتے اللہ سے انسان کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے کا عزم کر کے اس زمین پر انسانی شکل میں آئے تو ان کو صرف ایک کمزوری طمع یا ہوس یا حرص دی گئی تھی۔ زمین پر اترتے ہی ان کی نظر

1- نشہ کی صریح ممانعت (فاجتنبوہ) اور دھمکی آمیز انتباہ (فھل انتم منتھون) شراب کی حرمت کو کافی ہے سبب ممانعت دشمنی اور فساد اور اللہ کا ڈر اور عبادت سے دوری بھی آیت میں واضح کر دی گئی ہے۔ پھر بھی کئی ''ماڈرن اسکالرز'' ڈرنکرڈز (Drunkards) اور متاثرین شراب (Liberals) کہتے ہیں کہ اللہ نے شراب کو کہیں حرام قرار نہیں دیا۔

Marfat.com

ایک نہایت خوبصورت اور نوجوان عورت پر پڑی بے قرار ہو کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ عورت بھی ان کے تعاقب کرنے کا "مقصد" بھانپ گئی۔ خواہش وصل کو اس نے تین شرطوں میں سے کسی ایک سے مقید کر دیا۔

اول: میں ایک بت پرست عورت ہوں مجھ سے وصال کرنا چاہتے ہو تو بت کو سجدہ کرو۔

دوم: میرا خاوند بھی ہے جسے میں پسند نہیں کرتی۔ وہ اندر سو رہا ہے اسے قتل کر دو اور مجھ سے وصال کے مزے لوٹ لو۔

سوم: یہ شراب کا پیالہ پڑا ہے اسے پی جاؤ پھر میں "تمہاری"

انہوں نے نہ تو شرک کیا کہ یہ گناہ عظیم ہے نہ قتل کیا کہ یہ بھی شرک کی قبیل کا ہی کبیرہ گناہ ہے۔ "شراب" یہ سمجھ کر پی لی کہ یہ پینے والے کے لیے "ظلم علی نفسہ" (صرف اپنی جان پر ظلم) ہی ہوگا۔ دوسرے کسی کا نقصان تو نہیں۔ جونہی نشے میں آئے بت کو سجدہ بھی کیا۔ محبوبہ کے خاوند کو بھی قتل کر دیا اور محبوبہ سے زنا کاری بھی کی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)[1]

بہر حال آقائے دو جہاں، رحمت رحماں، سرور دل و جاں، ہادی دوراں، کل پر مہرباں، محبوب رب انس و جاں ﷺ کے چند ارشادات حاضر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

ا۔ "ہر سکر لانے والی چیز خمر (جو عقل کو ڈھانپ دے) ہے اور ہر خمر حرام ہے۔" (مسلم، ابوداؤد، احمد)

1- صحیح ابن حبان اور بیہقی میں یہ واقعہ کچھ اختلاف کے ساتھ آیا ہے۔ اسرائیلی روایات کو ہم عقیدۃً تسلیم نہ بھی کریں تو بھی فساد شراب کی حقیقت کشائی کے لیے یہ واقعہ خوب ہے۔

Marfat.com

۲۔ ”ہر وہ چیز جو سکر (عقل و شعور سے غفلت) لائے کثیر ہو یا قلیل حرام ہے۔“ (مسند دارمی)

۳۔ ”میں ہر اس شے کی ممانعت کرتا ہوں جو نشہ آور ہو اور نماز سے غافل کردے۔“ (بخاری، مسلم)

۴۔ ”میری امت پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ وہ ایک چیز پئیں گے جس کا نام بھنگ ہوگا میں ان لوگوں کے عمل کا ذمہ دار نہیں ہوں۔“ (مستدرک الوسائل)

۵۔ (قول سیدہ عائشہ صدیقہؓ) ”کسی نشہ آور چیز کو حلال قرار نہیں دینا چاہیے۔ چاہے وہ روٹی ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ پانی ہی کیوں نہ ہو۔“ (نسائی)

۶۔ ”میری امت میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جو (نام بدل کر) زناکاری، ریشم کا لباس، شراب اور ساز و موسیقی کو حلال کرلیں گے۔“ (بخاری)[☆] ”لوگ شراب پئیں گے اور اسے اس کے اصل نام کی بجائے کسی دوسرے نام سے پکاریں گے۔“ (ابو داؤد، ابن حبان)

۷۔ ”شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔“ (مسلم، ابوداؤد، احمد، ترمذی)

۸۔ ”جو شخص شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ[1] دوبارہ پئے تو کوڑے لگاؤ سہ

☆ غیر مسلم حضرات کے لیے شراب کو جائز سمجھا جاتا ہے مگر تورات، انجیل اور ہندوؤں کی تعلیمات میں بھی اسے حرام قرار دیا گیا ہے (اس سلسلے میں دیکھئے ایک اسلام از ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ص ۱۴۹)

1- حضور ﷺ نے ایک شرابی کو دوشاخہ چھڑی سے چالیس دفعہ مارا جس سے اسی کوڑوں پر استشہاد کیا گیا ہے۔ (دیکھئے تفسیر حقانی جلد دوم ص ۱۹۳) اسی سزا پر دور صدیقیؓ و فاروقیؓ میں عمل کیا گیا اور آج تک مسلم امت کا اس سزا پر اتفاق ہے۔

Marfat.com

بار پئے تو کوڑے لگاؤ چوتھی بار پئے تو قتل کر دو۔" (نسائی و حاکم)

علامہ ابن القیمؒ نے حشیش کو خمر کی تعریف میں داخل کیا ہے (زاد المعاد جلد دوم) علامہ ذہبیؒ نے اسے "کل مسکر حرام" کے تحت حرام قرار دیا ہے۔ (کتاب الکبائر) امام نوویؒ اور حافظ عسقلانیؒ نے بھی حشیش کو مسکرات میں شمار کیا ہے (فتح الباری) "درمختار" میں بھنگ، حشیش اور افیون کو مسکرات میں شمار کر کے حرام قرار دیا گیا ہے۔ علامہ یوسف القرضاوی نے "حلال و حرام" میں تمباکو کو "مضر صحت" اور "ضیاع مال" کے امتناعی احکام کے تحت حرام قرار دیا ہے۔ (ص ۹۹) عہد حاضر کا انسان اگر "نشے" کے عفریت سے بچنا چاہتا ہے تو اسے لازماً رسول آخر الزمان ﷺ کی روشن ہدایات سے استفادہ کرنا ہوگا۔

ایک مثالی ریاست (فلاحی ریاست)

افلاطون کی "مثالی جمہوریہ" ہو یا نکولومیکیاولی کی "دی پرنس" (The Prince) چانکیہ کے اقوال ہوں یا "تالمود" کی تعلیمات، کارل مارکس کی سرمایہ دارانہ جمہوریت (Capitalism)، ہو یا اشتمالی فلسفہ حیات (Communism)، جمہوری حکومت (Democracy) ہو یا آمریت ہو (DictatОrShip) ، پارلیمانی نظام حکومت (Presidential Govt. System) ہو یا معززین کی حکومت (Aristocracy) ، اسلامی ریاست (Islamic State) کے مقابلے میں ان کی اہمیت و حیثیت صفر ہے۔ اسلام میں نہ تو نسلیت اور وطنیت کے راگ ہیں نہ بادشاہ ابن بادشاہ کا تصور، نہ زمینوں سے رشتہ ہے نہ زبانوں اور تہذیبوں سے تعلق، یہی علامہ اقبالؒ بھی فرما رہے ہیں ذرا کان لگا کر سنیئے تو:

Marfat.com

اپنی ملت پر قیاس اقوال مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی!
ان کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری [1]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ (البقرہ۔۳۰) اور خلافت الٰہیہ یا نیابت الٰہی کے لیے درج ذیل عناصر کوضروری قرار دیا ہے:

۱۔ عدل وانصاف (سورۃ ص۔۲۶)
۲۔ سربراہ مملکت کی جسمانی وذہنی تندرستی (سورۃ البقرہ۔۲۴۷)
۳۔ خلفاء ایمان والے اورلوگوں کے خیرخواہ ہوں (سورۃ النور۔۵۵)
۴۔ متقی ہوں (سورۃ الحجرات۔۱۳)
۵۔ عبادت کرنے والے، مستحقین کی مالی امداد کرنے والے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر پرکاربند (سورۃ الحج)
۶۔ صالح وصلاحیت مند بندے (سورۃ الانبیاء)
۷۔ ملک کے خزانوں کی حفاظت کرنے والے اور اہل علم (سورۃ یوسف ۵۵،۵۴)
۸۔ حاکمیت الٰہی کو قائم کرنے والے (سورۃ آل عمران۔۱۸۹)
۹۔ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے (سورۃ النسا۔۵۹)
۱۰۔ قانون الٰہی پرکاربند (سورۃ الحج۔۳۰) [2]

رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے" اسلام اور حکومت و ریاست دو

1- اسلامی ریاست از مودودی، ص 241.42
2- تفصیل کے لیے دیکھئے احکام القرآن (حصہ سوم) مولفہ چوہدری نذر محمد ص ۹۳۳تا۹۷۲

Marfat.com

جڑواں بھائی ہیں دونوں میں کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوسکتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی سی ہے اور حکومت گویا اسکی نگہ بان ہے جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہ بان نہ ہو تو وہ لوٹ لیا جاتا ہے'' (کنز العمال)[1]

حضور شافع محشر ﷺ فرماتے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے مجھے غم پہنچانے والا اور غم میں گھلانے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ (عوام کے لیے) معلم اور مشکلکشا بنا کر مبعوث کیا ہے۔[2]

اسلامی فلاحی ریاست میں ''سید القوم خادمھم'' کے ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق'' حاکم قوم (جوکہ) ساری قوم کا خادم ہوتا ہے''۔ ''الناس علی دین ملوکھم'' کے مطابق اسے درست عقیدہ ونظریات کا حامل ہونا چاہیے کیونکہ ساری قوم نے اسکی اتباع کرنا ہوتی ہے۔ حضور سرور کائنات کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ''مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند'' (بخاری)[3] فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (مشکوۃ) ترجمہ: پس اگر خدا کی نافرمانی کا حکم دے تو پھر نہ سننا (فرض) ہے۔ اور نہ اطاعت کرنا (فرض) ہے۔[4] ''کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ'' (بخاری) ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق امیر اپنے فرائض کا ذمہ دار ہے اور شہری اپنے فرائض کا۔ ''من حمل علینا السلاح فلیس منا'' کے مطابق اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت دین وایمان سے محرومی اور گردن زدنی و ملک بدری کا باعث ہے۔ ''اعمالکم عمالکم'' کی

1- اسلامی نظریہ حیات مولفہ خورشید احمد، ص ۴۰۵

2- مشکوۃ شریف دوم ص ۱۰۱، حدیث نمبر ۳۱۱۱

3- اسلامی نظریہ حیات ص ۴۱۲

4- انتخاب حدیث ص ۳۱۸

Marfat.com

روشنی میں رعایا کو اپنی اصلاح خود کرنی چاہیے حکمران خود بخود اچھے ہو جائینگے۔ حضور ﷺ نے بنیادی طور پر مسلمان حاکم کے فرائض اسطرح گنوائے ہیں۔ (مشتے از خروارے)

الف۔ ''جو حکمران حاجتمندوں، غریبوں اور محتاجوں پر اپنا دروازہ بند کرلے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرویات اور محتاجی پر آسمان کے دروازے بند کر دے گا۔'' (ترمذی)

ب۔ ''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں تم ان کے لیے دعا کرو اور وہ تمہارے لیے دعا کریں۔'' (مسلم)

ج۔ ''جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اپنی امان میں لے رکھا ہے اس لیے تم اسکی حق تلفی کر کے اللہ کے ساتھ خیانت نہ کرو۔'' (بخاری)

د۔ ''جو شخص ہمارا ''عامل'' ہو وہ شادی کے اخراجات بیت المال سے حاصل کرے نوکر نہ ہو تو وہ رکھ لے اور گھر نہ ہو تو وہ بھی (حکومت کی طرف سے) حاصل کرلے۔'' (مشکوۃ)

ہ۔ ''لوگو! تم سے پہلی امتوں کی گمراہی کا سبب یہ ہے کہ جب معزز آدمی نے چوری کی (یعنی جرم کیا) تو اسے چھوڑ دیا اور جب کمزور آدمی نے چوری کی تو اس پر حد قائم کر دی۔'' (بخاری، مسلم)[1] (☆)

1- ترجمان الحدیث حصہ اول

☆ آپ ﷺ تقرر فرمانے سے پہلے ہر نائب کو ہدایت کرتے کہ (۱) ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آنا (۲) سختی نہ کرنا (۳) لوگوں کو وحشت زدہ نہ کرنا (۴) دشواری پیدا نہ کرنا (۵) اتفاق قائم رکھنا (بحوالہ ماہنامہ ''درویش'' لاہور انسان کاملؐ نمبر، ص۱۲۲)

Marfat.com

جن حاکموں اور رعیت کے رویے درج بالا اسلامی احکام کے مطابق ہو جائیں وہ ریاست فلاحی نہ ہوگی تو کیا ہوگی۔ آزما کر تو دیکھیں۔

اخلاقی زوال:

موجودہ دور اپنی بے بہا ترقی اور چکا چوند کے باوجود تا حال اخلاقی پستی کا دور ہے۔ عزت، مروت، شرم و حیا، اچھی عادتیں، شریفانہ اطوار، اصول پسندی، اعلیٰ ظرفی، الفت و محبت، مواساتؐ روا داری اور انسانی شرف ہم سے رخصت ہو چکا ہے۔ غیر مسلم قوموں کا حال ہم سے بھی گیا گزرا ہے۔ حضور معلم اخلاق ﷺ کے اخلاق بھی اعلیٰ تھے۔ (وانک لعلیٰ خلق عظیم) اور آپ ﷺ کا شرف صاحب مکارم اخلاق بھی ہے (بعثت لاتمم مکارم الاخلاق) (☆) آپ ﷺ نے اخلاق کو ایمان کے کمال کی نشانی قرار دیا ہے۔ (1) اور بد اخلاقی کو نامرادی سے (2)۔ آپ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں:

"خیانت سے بچو کہ وہ بدترین ساتھی ہے ظلم سے بچو کہ وہ قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا طمع اور لالچ سے بچو کہ اسی چیز نے تم سے پہلوں کو غارت کر دیا حتی کہ وہ ایکدوسرے کا خون بہانے لگے اور انہوں نے اپنے رشتے ناطے توڑ ڈالے۔" (طبرانی، اوسط، وکبیر)

پھر فرمایا: "خدا کی قسم! جو شخص ناجائز طور پر (کسی سے) کوئی چیز لے گا قیامت کے دن اسے اٹھائے ہوئے دربار خداوندی میں داخل ہوگا۔"

☆ حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے "لوگوں کو تم دولت سے اپنا گرویدہ نہیں کر سکو گے اس لیے انہیں اپنے (عمدہ) اخلاق سے (اپنا) گرویدہ کرو" (بحوالہ نقوش رسول ﷺ نمبر ہشتم، ص ۵۶۳)

1- ابو داؤد، مشکوۃ بحوالہ انتخاب حدیث، ص ۱۳۴

2- سورۃ الشمس۔ ۱۰ بحوالہ اسلام کے کارہائے نمایاں، ص ۱۸۷

Marfat.com

(مسلم شریف)

پھر فرمایا: ''تم میں سے جو یہ چاہتا ہو کہ وہ کل (قیامت کو) مجھ سے حوض کوثر پر ملے اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھے سوائے نیک کاموں کے ان سے کوئی کام نہ لے'' (سیرت النبویہ و آثار المحمدیہ)

پھر فرمایا: ''تین باتیں نجات دینے والی ہیں۔ (۱) چھپے اور کھلے میں اللہ کا خوف (۲) خوشی اور ناراضگی کی حالت میں عدل (۳) تنگی اور خوشحالی میں میانہ روی۔ تین باتیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ (۱) ایسا بخل کہ آدمی جس کے پیچھے پڑا رہے۔ (۲) ایسی خواہش نفس کہ جس کی پیروی کی جائے (۳) خود پسندی اور غرور نفس''

پھر فرمایا: ''چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا'' پھر فرمایا ''تم حسد سے بچو'' پھر فرمایا ''تم بدگمانی سے بچو'' پھر فرمایا ''لڑکیوں کو گھروں میں پابند کرنا عزت کی بات ہے'' پھر فرمایا ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا''

پھر فرمایا ''اچھا گمان رکھنا اچھی عبادت ہے'' پھر فرمایا ''مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے'' پھر فرمایا ''بے شک بہادر وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے'' پھر فرمایا ''مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے'' پھر فرمایا ''مومن دھیما اور نرم مزاج ہوتا ہے۔''

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ تم میں برے لوگ کون ہیں جو اکیلے کھائیں برتنے کی چیزیں دینے سے منع کریں اور اپنے غلام کو ماریں''۔ ''اس سے بھی بدتر شخص وہ ہے جو لغزش سے درگزر نہ کرے معذرت قبول نہ کرے اور گناہ معاف نہ کرے''۔ ''اس سے بھی بدتر شخص وہ ہے جو لوگوں سے نفرت کرتا ہو اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں۔''

(الکامل للمبرد)

Marfat.com

حضور صاحب خلق عظیم ولطفِ عمیم ﷺ نے جن اخلاقِ حسنہ کو پسند فرمایا ہے ان میں صدق ، صبر ، حیا ، احسان ، امانت ودیانت ، وفائے عہد ، شکر ، عفو ، عدل وانصاف ، تواضع وانکساری ، حلم وبردباری ، رحم ، سخاوت ، شجاعت ، ایثار ، حق گوئی ، اعتدال ، رفق ونرمی ، حسن معاملہ ، اچھا مشورہ ، حفاظت راز ، گناہوں پہ پردہ ڈالنا ، پردہ ، غض بصر ، نگاہ کی حفاظت ، مہمان نوازی ، عیادت تعزیت ، خدمت خلق ، شفقت ، قناعت ، سیر چشمی ، زہد ، تحصیل علم ، خاموشی ، ادائیگی حق ، پاکیزگی ، سکون و وقار اور ترک لایعنی (تفصیل کے لئے اخلاقِ حسنہ حصہ دوم ، اسلام کے کارہائے نمایاں)

حضور ﷺ نے جن اخلاق شنیعہ کو ناپسند فرمایا ہے اور انہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے ان میں کذب ، وعدہ خلافی ، خیانت ، کبر ، حسد ، خودستائی ، غیبت ، تمسخر ، بدظنی ، بخل ، چغل خوری ، ظلم ، منافقت ، خوشامد ، فحش گوئی ، حرص وطمع ، ریاکاری ، غیظ وغضب ، عیب لگانا ، بدزبانی ، بہتان ، جھوٹی قسم ، نوحہ گرنا ، افواہ سازی ، جھگڑالو پن ، غصب ونہب ، لوٹ کھسوٹ ، ذخیرہ اندوزی ، قتل ، خودکشی ، شراب خوری ، عیش پسندی ، تجسس ، بے صبری ، اسراف ، کثرت سوال ، دریوزہ گری ، پیٹو پن ، خفیہ سرگوشیاں ، لعنت بازی ، انتقام جوئی ، عدم مساوات ، بدنظری ، بے حجابی ، چوری ونقب زنی ، قمار بازی ، سود ، رہزنی ، ناپ تول میں کمی ، نام ونمود ، راگ رنگ ، افراط وتفریط ، منافقت ، کینہ ، رعونت ، بے مقصد شاعری ، فساد انگیزی ، حق تلفی ، خودغرضی ، تنگ دلی ، نقالی وغیرہ [1] جس قوم کی زندگی میں اتنے زیادہ اخلاق شامل ہو جائیں اور

1- دیکھئے اخلاق حسنہ حصہ دوم ، دیکھئے انتخاب حدیث مولفہ مولانا عبدالغفار حسن ، دیکھئے اسلام کے کارہائے نمایاں مولفہ پروفیسر غلام رسول چودھری ، دیکھئے اصلاحات کبری از مولانا دلاوری ، دیکھئے سیرت رسول عربی ﷺ مولفہ علامہ نور بخش توکلی حصہ دوم ، دیکھئے نقوش رسول ﷺ نمبر حصہ ششم

Marfat.com

جو قوم اتنے گونا گوں رذائل سے پاک ہو جائے اس کی کامیابی اور فلاح میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

حقوق انسانی:

اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ڈھنڈورہ حقوق انسانی کا پیٹا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ، ایمنسٹی انٹرنیشنل، ایشیا واچ اور دوسری بہت سی تنظیمیں اس وقت عالمی سطح پر کام کر رہی ہیں مگر حال یہ ہے کہ عہد حاضر میں میں سب سے زیادہ انسانی حقوق ہی پامال ہو رہے ہیں نظریاتی لحاظ سے بھی اور عملی انداز میں بھی۔ ہر طرف حقوق حقوق کا واویلا مچ رہا ہے مگر فرائض سے جان بوجھ کر چشم پوشی کی جا رہی ہے کسی کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے کسی کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا جاتا ہے، کسی ملک کا نظام زیر تنقید ہے، کسی ریاست کی خوشحالی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ درحقیقت ہر زبردست کمزور کو دبانے کے چکر میں ہے اسے مزید کمزور رکھنے کی تگ و دو کر رہا ہے۔ ظلم کا دور دورہ ہے اجتماعی قتل، اجتماعی عصمت دری، قتل، ڈاکے، دھوکہ دہی، طبقات میں تقسیم، اجارہ داری، قبضہ، چھینا جھپٹی، لوٹ کھسوٹ، کیا یہ سب انسانی حقوق کی پامالی نہیں ہے؟ یقیناً ہے اور عہد حاضر کا ہر ذی شعور اس صورت حال سے بہت پریشان ہے۔ اگر آج انسانی ناقدری کا یہ عالم ہے تو آنے والے کل کے بھیانک ہونے کا کتنا کریہہ تصور کیا جا سکتا ہے؟

امام احمد رضا خان بریلویؒ لکھتے ہیں "حقوق العباد (حق العبد) ہر وہ مطالبہ (مالی) ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ کسی کے لیے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار ہے جو بغیر اجازت شرعیہ کسی قول، فعل، ترک سے کسی کے دین، آبرو، جان، جسم، مال یا قلب کو پہنچایا جائے۔"[1] حضور محافظ حقوق انسانی ﷺ

1- نقوش رسول ﷺ نمبر حصہ ہشتم ص ۶۵

Marfat.com

فرماتے ہیں:

''یعنی دفتر تین ہیں ایک دفتر میں اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ کو کچھ پروا نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا۔ وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ تو کفر ہے (و شرک) کہ کسی طرح بخشا نہ جائے اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کا معاملہ میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کر دے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے۔ (مسند احمد، مستدرک حاکم)''(1)

فتح مکہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''انسانوں کی اب دو ہی قسمیں ہیں یا تو وہ نیک اور پرہیزگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز، یا بد اور غیر متقی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ ایک دوسرے کی شناخت اور پہچان رہے تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف اور معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (ابن کثیر)''(2)

1- بحوالہ معارف رضا مجلہ ۱۹۹۱ء، ص ۲۱، ۲۰

2- نقوش رسول ﷺ نمبر حصہ ہشتم ص ۶۵

Marfat.com

خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! ہاں بے شک تمہارا رب ایک ہے، ہاں! عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے (مسند احمد) تم سب کے سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔ (مستدرک حاکم وطبری) (☆) تمہارے غلام، جو خود کھاؤ، وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ (ابن سعد) عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو، تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے (صحیح مسلم، ابوداؤد) عورتوں پر جسمانی تشدد سے منع کیا گیا ہے۔ (مشکوۃ) تمہارا خون، تمہارا مال (اور تمہاری جان ایک دوسرے پر) تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر (بخاری و مسلم)[1]

حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن کی تعلیمات، اپنے اقوال و ارشادات اور اسوہ حسنہ کے ذریعے کائنات کے تمام طبقوں، انسانوں کے تمام گروہوں اور کل مخلوقات کے حقوق، (ماں، باپ کے علیحدہ علیحدہ بھی) اولاد کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق (خاوند اور بیوی کے علیحدہ علیحدہ حقوق بھی) رشتہ داروں کے حقوق، یتیموں کے حقوق، پڑوسی کے حقوق، مسافر کے حقوق، مہمانوں کے حقوق، میزبانوں کے حقوق، محتاجوں کے حقوق، بیمار کے حقوق، ملازم کے حقوق، مساکین کے حقوق، ذکور و اناث کے علیحدہ علیحدہ حقوق،

☆ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

تمیز بندہ و آقا فساد آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

۱- سیارہ ڈائجسٹ رسول ﷺ نمبر حصہ اول، ص ۳۲۹

Marfat.com

معلم کے حقوق، متعلم کے حقوق، بیوہ کے حقوق، مطلقہ کے حقوق، محنت کش کے حقوق، آجر کے حقوق، حاکم کے حقوق، رعایا کے حقوق، احباب کے حقوق، اہل کتاب و اہل معاملہ کے حقوق، دشمن کے حقوق، غیر مسلم رعایا کے حقوق، قیدیوں کے حقوق، نوزائیدہ کے حقوق، سرداروں (شیوخ) کے حقوق، سفید پوشوں کے حقوق، مردہ کے حقوق، ضعیفوں کے حقوق، ناداروں کے حقوق، انسان کے جسم کے اس پر حقوق، اسی طرح ہر ایک کے فرائض بھی۔ [1] **کیا اقوام متحدہ کا تیس دفعات پر مشتمل حقوق انسانی کا محدود و مشروط چارٹر اسلام میں محفوظ انسانی حقوق سے مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں** (تفصیل کے لیے دیکھئے بنیادی حقوق از محمد صلاح الدین)

اسلام کے عطا کردہ عمومی، بنیادی حقوق ذیل میں مندرج ہیں۔

۱۔ تحفظ جان
۲۔ تحفظ ملکیت
۳۔ تحفظ آبرو
۴۔ نجی زندگی کا تحفظ
۵۔ شخصی آزادی کا تحفظ
۶۔ عمل غیر سے برأت
۷۔ ظلم کے خلاف احتجاج
۸۔ آزادی اظہار رائے
۹۔ آزادی ضمیر و اعتقاد
۱۰۔ حق مساوات
۱۱۔ حق عدل
۱۲۔ معاشی تحفظ کا حق
۱۳۔ معصیت سے اجتناب کا حق
۱۴۔ آزادی تنظیم و اجتماع
۱۵۔ سیاسی آزادی
۱۶۔ آزادی نقل و حرکت
۱۷۔ حق اجرت و معاوضہ
۱۸۔ تعلیم کا حق
۱۹۔ بیت المال میں حق
۲۰۔ اپنی صلاحیتوں کے مطابق روزگار کا حق [2]

1- دیکھئے اس عنوان پر مختلف کتابیں

2- بنیادی حقوق از محمد صلاح الدین مرحوم، ص ۲۴۱ تا ۳۱۵

Marfat.com

جہاں حقوق انسانی کا اتنا تحفظ ہو اور عام آدمی کو اس کا حق گھر پر مل رہا ہو کیا وہاں کوئی مشکل "مشکل" رہ سکتی ہے؟ کوئی محرومی، محرومی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں !!

معاشی ناہمواریاں:

عہد حاضر میں معاشی ناہمواریاں بہت زیادہ ہیں روپے پیسے کے لیے دوڑ لگی ہوئی ہے انسانی شرف و وقار بک گیا ہے۔ اب معیار تقویٰ اور کردار نہیں رہا بلکہ پیسہ بن گیا ہے سرکار ﷺ کا فرمان ذی شان ہے "لوگوں پر وہ زمانہ بھی ضرور آئے گا۔ جسمیں فائدہ نہیں پہنچائیں گے مگر درہم و دینار" (مشکوۃ کتاب البیوع) مہاتما بدھ کے قول کے مطابق کہ "خواہشیں کم کر لو تمہارے غم خود بخود کم ہو جائیں گے" خواہشوں کی زیادتی نے غموں اور مشکلات میں اضافہ کر دیا ہے آج کا انسان رزق کے ذرائع پر قبضہ کر کے بیٹھا ہوا ہے سہولیات زندگی کی فراوانی نے بھی انسان کی مالی ضرورتوں کو بڑھا دیا ہے مشینی زندگی نے بھی اہل حرفہ کی آمدن کو متاثر کیا ہے یہ سب نتیجہ ہے انبیاء کی تعلیمات سے روگردانی کا۔

اس وقت اسلام کے معاشی نظام کے مقابلے میں دنیا میں دو معاشی نظام چل رہے ہیں بلکہ ناکام ہو چکے ہیں ایک اشتراکیت (Communism) اور دوسرا سرمایہ داری (Capitalism)۔ دراصل ان نظاموں کی بنیاد فلسفہ مادیت پر قائم ہے جبکہ اسلام کا معاشی نظام مادی کم ہے اور روحانی و انسانی زیادہ ہے۔[1] اس کے علاوہ جاگیردارانہ نظام بھی چل رہا ہے (Feudal System) جس میں اقتدار کی بنیاد زمین کی ملکیت اور قبضہ ہے یہ بھی فلسفہ مادیت پر چل رہا ہے۔[2] اسلام میں اصل ملکیت تو اللہ کی

1- اسلام کا معاشی نظام از ڈاکٹر اسرار احمد ص ۴۲

2- اسلامی نظام (ایک مطالعہ) ص ۲۶۷

Marfat.com

ہے۔ بفحوائے آیہ قرآنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ترجمہ: اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے)۔

بقول شیخ سعدی شیرازیؒ

درحقیقت مالک ہر شے خدا ست　　　　ایں امانت چند روزہ نزد ماست

یا بقول حکیم الامت:

رزق خود را از زمیں بردن رواست　　　　ایں متاع بندہ ملک خدا ست!

مگر اسلام میں نجی ملکیت، ذاتی اکتساب اور آزاد معیشت کے اصول سہ گانہ کو قانونی سطح پر برقرار رکھا گیا ہے اسلام میں روزی کی تلاش کا حکم موجود ہے۔

فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (جمعہ)

ترجمہ: تو پھیل پڑو زمین میں اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

☆ ایک آدمی مزدوری کرتا تھا پھاوڑا چلاتا تھا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ سیاہ ہوگئے تھے حضورﷺ نے دیکھا، پوچھا عرض کیا پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہوں اور اس سے اپنے بال بچوں کے لیے روزی کا سامان پیدا کرتا ہوں۔ حضورﷺ نے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ (بحوالہ تعلیم القرآن مولفہ محمد اویس ندوی ص ۸۲)

☆ حضورﷺ کا ارشاد ہے "تم میں سے کسی کو زیب نہیں دیتا کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور رزق کی تلاش نہ کرے" (بحوالہ اسلامی نظام، ایک مطالعہ ص ۲۸۳)

☆ پھر فرمایا "جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے حاصل کرتا ہے تاکہ مانگنے سے بچے اور اہل و عیال کی کفالت کرے اور ہمسائے کی مدد کرے" (بحوالہ اساس تہذیب)

☆ حضورﷺ نے ابن آدمؑ کا بنیادی حق (ضرورت) یہ بتائی (۱) ایک

Marfat.com

مکان رہنے کے لئے (۲) پہننے کے لیے کپڑا (۳) کھانے کے لیے روٹی (۴) پینے کے لیے پانی (ترمذی)

☆ حضور ﷺ نے مالداروں کو بکریاں پالنے، غریبوں کو مرغیاں پالنے اور عورت کو چرخہ کاتنے کی صلاح دی (ابن ماجہ و کنوز الحقائق) تاکہ کام سے لگے رہیں اور افلاس وتنگدستی سے بچے رہیں کیونکہ کاد الفقران یکون کفرا (بیہقی) کے مطابق انسان کا تہی دست ہونا سب سے بڑی برائی (کفر) ہے یہ بھی فرمایا۔ الیدا لعلیا خیر من یدالسفلیٰ (ترجمہ: دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے)[1]

ایک صحابی نے افلاس کا رونا رویا تو آپ ﷺ نے اس کا پیالہ اور کمبل نیلام عام کے ذریعے بیچ کر اسے کلہاڑی اور رسی لے کر دی کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچے۔ محنت کے اثرات ظاہر ہوئے وہ خوشحال ہوگیا فرمایا:

"یہ گداگری سے بہتر ہے گداگری تو آدمی کے چہرے کا داغ ہے جو صرف اپاہج لوگوں کے لیے جائز ہوسکتی ہے۔[2]

اسلام میں ایک طرف تو "قل العفو" کا حکم ہے یعنی جو مال ضرورت سے زیادہ ہو وہ اللہ کی راہ میں دوسروں کو دے دو اور دوسری طرف "جمع مال" کی بھی رعایت ہے تاکہ" (وفات کے بعد) جب تقسیم کے موقع پر کنبہ کے لوگ اور یتیم اور مسکین لوگ آئیں تو اس میں سے کچھ ان کو بھی دو" (سورۃ النساء۔ ۸) تاکہ" رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا" (سورۃ بنی اسرائیل۔ ۲۶) اجتماعی طور پر نظام زکوٰۃ قائم کر دیا تاکہ

1- اسلامی نظام از پروفیسر عطاء اللہ حسینی، رسول رحمت از ابوالکلام آزاد، ص ۶۸۹

2- سیارہ ڈائجسٹ رسول ﷺ نمبر دوم ص ۴۲۲ (بحوالہ سنن ابن ماجہ)

Marfat.com

تو خذمن اغنیائھم وتردالی فقراء ھم کا فریضہ پورا ہو سکے صدقات و زکوٰۃ اور امداد باہمی کا نظام اس وجہ سے قائم کیا تاکہ کی لایکون دولۃ بین الاغنیآء منکم دولت صرف ایک طبقے میں ہی نہ رہے۔ (1)

ایک اور معاشی خوشحالی کا قدم جو رسالت مآب ﷺ نے اٹھایا یہ ہے کہ اگر کبھی گردش دوراں سے برے دن آجائیں اور افلاس و فاقہ آجائے تو غریبوں اور امیروں میں رشتہ مواخات قائم کر دو یہ رشتہ مواخات مکہ میں بھی قائم ہوا اور مدینہ میں بھی حتی کہ مسلمان مالی لحاظ سے مستحکم ہو گئے۔ (ضیاء النبی سوم، ص ۱۷۵) اسلام کے معاشی نظام میں سود (ربا)، ذخیرہ اندوزی، سٹہ، انشورنس، مزارعت، آڑھت، ٹھیکے پر زمین کی مکمل طور پر ممانعت اور حرمت آئی ہے۔ ارتکاز، اکتناز اور احتکار بھی اسلام میں مکمل طور پر حرام ہے۔ اسراف اور ضیاع مال، بخل اور دنائیت کی بھی ممانعت ہے مضاربت جائز تو ہے مگر بری بات ہے۔ (2)

اسلام کے معاشی نظام میں انفرادی ملکیت، اجتماعی ملکیت اور ذاتی اموال و جائیداد کی گنجائش تو موجود ہے مگر اسلام میں حکومت مالی لحاظ سے جتنی مستحکم اور مضبوط ہوگی فرد کے لیے اتنی ہی زیادہ اچھی پناہ گاہ اور سرپرست ہوگی۔ اور اس کی اور اس کے افراد کی حالت یہ ہوگی جس کا سرکار عالمین ﷺ نے تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

کہ لوگو! صدقہ دو کیونکہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ

1- اسلام کا معاشی نظام از ڈاکٹر اسرار احمد

دونوں آیات کا بالترتیب ترجمہ درج ذیل ہے۔

(الف) ان کے مالداروں سے وصول کرو اور ان کے غربا کو دے دو۔

(ب) تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے پاس ہی نہ رہے۔

2- دیکھئے اسلام کا معاشی نظام از ڈاکٹر اسرار احمد

Marfat.com

آدمی صدقہ لیے لیے پھرے گا مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہ پائے گا جو اسے قبول کرے۔ (بخاری) اور تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہوا۔[1]

نظرے خوش گزرے:

یہاں تک تو دس مختلف موجودہ مشکلات پر اسلامی تعلیمات کا خلاصہ تھا۔ جو دراصل نکتہ ہے مشکلات کے حل کا، مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ساری دنیا تو مسلمان نہیں کہ وہ رحمت للعالمین ﷺ کے احکامات و اقدامات کو مانے اور ان پر عمل کر گزرے۔ مگر انسانیت کی بھلائی اور امن عالمی کا تقاضا یہی ہے کہ ان اقدامات و اصلاحات کو لازماً رائج کیا جائے اگرچہ حضور ﷺ پر ایمان ہو یا نہ ہو اسلیے کہ:

(۱) آپ ﷺ تمام دنیا کی طرف رسول ہیں۔

(۲) آپ کے ہاں معیار عزت رنگ، نسل، وطن، قوم یا نظریات نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔

(۳) آپ کے پیش کردہ نظام کا مقصد وحید صرف اور صرف انسان کی فوز و فلاح اور نجات ہے۔

(۴) شریعت محمدی ﷺ عالمگیریت کی حامل ہے۔[2] وہ جاہلیت جو حضور ﷺ کے درود مسعود سے پہلے عربوں کا خاصہ تھی اور اس کے علاوہ اس دور کی متمدن قوموں کا طرہ امتیاز تھی۔ حضور ﷺ نے اس بارے میں فرمایا۔ الا کل شی من امر جاھلیۃ تحت قدمی موضوع (ترجمہ) جاہلیت کے دستور میرے قدموں کے نیچے ہیں۔

1- اسلامی نظام ایک مطالعہ، ص ۲۹۴

2- دعوت نبوت کی آفاقی خصوصیات (مضمون) از مولانا محمد الیاس مقالات سیرت شائع کردہ محکمہ اوقاف پنجاب ۱۹۸۲ء، ص ۲۴۸

Marfat.com

وہی جاہلی دستور آج بھی زندہ ہیں اگر تقابل کرنا منظور ہو تو مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی ''اصلاحات کبریٰ'' اور محمد قطب مصری کی ''جاہلیت جدیدہ'' دیکھ لو۔ فوری ضرورت ہے کہ جن جاہلی دستوروں کو حضور کریم، رؤف الرحیم ﷺ نے اپنے پاؤں تلے روندا تھا۔ آج پھر ان کو مٹی میں ملا دیا جائے اس کے لیے آپ ﷺ کے اوپر پیش کردہ نورانی نورانی احکامات، اقدامات اور اصلاحات کو اپنانا ضروری ہے۔ اس کے لیے چند اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً

اسلامی تعلیمات کی اشاعت:

مغرب باوجود جدید ترین ترقی کے ابھی تک ''اسلام'' کی حقیقت سے جاہل ہے تعلیمات کی مسلسل اشاعت اخبارات، ریڈیو، رسائل، کتب، تبلیغی جماعتوں، وفود علماء امت اور حکومتی نمائندوں کے ذریعے ہونی چاہیے۔

متنازعہ مسائل میں اسلام کا نکتہ نظر:

متنازعہ مسائل مثلاً اسلام اور غلامی، اسلام اور جاگیرداری، اسلام اور سرمایہ داری، اسلام اور ذاتی ملکیت، اسلام اور طبقاتی نظام، اسلام اور صدقات، اسلام اور عورت، اسلام اور حدود و تعزیرات، اسلام اور تہذیب، اسلام اور رجعت پسندی، اسلام اور مسئلہ جنس، اسلام اور آزادی فکر، اسلام اور غیر مسلم اقلیتیں، اسلام اور بنیاد پرستی، اسلام اور جہاد اور اسلام اور سائنس وغیرہ کے بارے میں حقیقی اسلامی تعلیمات دنیا کے سامنے لائی جانی چاہئیں تاکہ آج کا مضطرب اور ناآسودہ انسان خود ہی حق و باطل یا زیادہ بہتر اور کم بہتر میں تمیز کر سکے اور اسلام کی طرف رجوع کرے۔ [1] اسلام اور سوشلزم،

1- دیکھئے اسلام اور جدید ذہن کے شبہات از محمد قطب مصری، مزید دیکھئے اسلام اور جدید مادی افکار از محمد قطب مصری

Marfat.com

اسلام اور کمیونزم، اسلام اور مادیت، اسلام اور لادینیت پر حقیقی تعلیمات اسلامی کو بھی وسیع سطح پر پھیلانے کی ضرورت ہے۔[1]

مشترک تعلیمات کا فروغ:

آج سے چودہ سو سال پہلے پروردگار عالم نے اپنے نبی اکرم رسول معظم ﷺ کی زبان سے اہل کتاب کو ''مشترکہ کلمات'' پر اکٹھے ہونے کی دعوت دی تھی (سورۃ آل عمران ۔ ۶۴) کہ ''ایک اللہ کی عبادت کریں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہی غیر اللہ کو رب بنائیں۔'' آج بھی ضرورت ہے کہ اقوام عالم کو مشترکہ نکات و تعلیمات پر اکٹھا کیا جائے اور ان کی دینی کتابوں سے مشترکہ تعلیمات کی تشہیر کی جائے۔ کیونکہ وہاں مذہب ہر ایک کا ذاتی مسئلہ ہے اور ذاتی طور پر کسی کو بھی اپنی دینی تعلیمات سے واقفیت نہیں۔

روحانی تربیت کے ادارے:

اسلام کے ''خانقاہی نظام'' میں ''روحانی تربیت'' کا وافر حصہ تھا۔ مگر جب سے انگریزوں (میکالے) کا دیا ہوا نظام تعلیم رائج ہوا ہے ہر قوم اور ہر ملک میں بندے کا روح سے رشتہ ٹوٹ گیا ہے نتیجتہً بندے کا اپنے رب سے ناتا کمزور ہوگیا ہے۔ انبیاء کی تعلیمات سے دوری ہوگئی ہے روح تشنہ ہو تو انسان غم اور بے اطمینانی کا شکار ہو جاتا ہے سکون قلب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلام میں اس کا علاج موجود ہے اور وہ ہے ''ذکر الٰہی'' (اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ)[2] روحانی تربیت کے اداروں میں روح کی سرشاری اور فضولیات سے بیزاری کی تعلیم و تربیت ملے گی تو انسان خود

1- رسول عربی ﷺ اور عصر حاضر از علامہ سید محمد اسماعیل

2- ترجمہ: سنو کہ اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا اطمینان ہے۔ (سورۃ الرعد، آیت ۔ ۲۸)

Marfat.com

بخود مطمئن اور آسودہ ہو جائیگا۔

عقیدہ آخرت اور موت کی یاد:

عقیدہ آخرت پر تمام دنیا کے مذاہب کی تعلیمات اور سائنس کی تائیدی تبلیغ و تشہیر کا بندوبست کیا جائے اور موت و ما بعد الموت پر دینی کتب کے حوالوں سے مزین تحریریں لوگوں میں پھیلائی جائیں۔ کیونکہ موت کا تصور اور قیامت کے دن کی یاد انسان کو ظلم، تکبر، برائی، جمع جائیداد اور دوسری برائیوں سے باز رکھتی ہے۔

مذہب کی ضرورت:

آج کے مادہ پرستانہ دور میں انسان سمجھتا ہے کہ مذہب کی ضرورت نہیں رہی اسی کا نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا ہی منکر ہو گیا ہے[1] لادینیت فروغ پا رہی ہے جو کہ مادی طرز فکر کا نتیجہ ہے شماتت انبیاء کا طرز فکر عام ہے لوگوں میں دینی حمیت و غیرت ختم ہو رہی ہے انسان کو دوبارہ مذہب کی طرف لانے کے لیے ایک مربوط فکری و عملی پروگرام بنانے اور اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ جب لوگ خود مذہب کی طرف رجوع کر لیں گے تو ''اسلام'' کی طرف ان کا رجوع اگلا قدم ہوگا۔

والله اعلم بالصواب

1- مذہب اور سائنس از مولانا عبدالباری ندوی

Marfat.com

مآخذ و مصادر

☆ القرآن المجید — کلام الٰہی نازل شدہ بر نبی آخر الزماں ﷺ

☆ احکام القرآن — چوہدری نذر محمد (ترجمہ مولانا مودودی)

☆ اسلام اور جدید مادی افکار — سید محمد قطب

☆ اسلام اور جدید ذہن کے شبہات — سید قطب شہید

☆ اسلام اور سائنس — مولانا عبدالباری ندوی

☆ اسلام کا معاشی نظام — ڈاکٹر اسرار احمد

☆ اسلام کے کارہائے نمایاں — پروفیسر چوہدری غلام رسول

☆ اسلامی ریاست — مولانا مودودی

☆ اسلامی نظام ایک مطالعہ — پروفیسر عطاء اللہ حسینی

☆ اسلامی نظریۂ حیات — خورشید احمد

☆ اسوۂ حسنہ (حصہ دوم)

☆ اصلاحاتِ کبریٰ — مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری

☆ انتخابِ حدیث — عبدالغفار حسن عمر پوری

☆ انوار الحدیث — جلال الدین امجدی

☆ بنیادی حقوق — محمد صلاح الدین

☆ ترجمان الحدیث (حصہ اول، دوم) — سید حامد علی

☆ تفسیرِ حقانی (دوم) — ابو محمد عبدالحق حقانی

☆ جاہلیت جدیدہ (اردو) — سید قطب شہید

☆ دینِ رحمت — شاہ معین الدین ندوی

☆ راہِ عمل — مولانا جلیل احسن ندوی

☆ رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب۔ سید اسعد گیلانی

Marfat.com

☆ رسولِ رحمت ﷺ — ابوالکلام آزاد

☆ رسول عربی اور عصر جدید — علامہ سید محمد اسماعیل

☆ رہبرِ کامل — عبدالمجید سوہدروی

☆ زادِ راہ — مولانا جلیل احسن ندوی

☆ سالانہ مجلّہ ''معارف رضا'' 1991ء — ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

☆ سیارہ ڈائجسٹ (رسول ﷺ نمبر)

☆ سیرت النبی ﷺ (جلد ششم) — سید سلیمان ندوی

☆ سیرتِ رسولِ عربی ﷺ — مولانا نور بخش توکلی

☆ فیروز اللغات — مولوی محمد فیروز الدین

☆ ماہنامہ ''درویش'' (انسان کامل نمبر) — ایڈیٹر عبدالکریم عابد

☆ مشکوۃ المصابیح (اول) (اردو ترجمہ) — ولی الدین خطیب

☆ مقالات سیرت 1982ء — شائع کردہ محکمہ اوقاف پنجاب

☆ نقوش رسول ﷺ نمبر (ششم و ہشتم) — ادارہ فروغ ادب لاہور

Marfat.com

Marfat.com

عید میلاد النبی ﷺ اور جمہور امت ☆

عید میلاد النبی ﷺ کے ماننے والے کہتے ہیں کہ عیدین تین ہیں۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور عید میلاد النبی ﷺ جبکہ منکرین عید میلاد النبی ﷺ کہتے ہیں کہ عیدیں صرف دو ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ تیسری عید جو دراصل عید العید ہے، کو وہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ عید میلاد النبی ﷺ کو ''بارہ وفات'' کا نام دیتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں کہ فرمان رسالت ﷺ'' حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم (1) (میری زندگی تمہارے لئے خیر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے خیر ہے) کے مطابق بارہ ربیع الاول کا صبح صادق (2) بھی ہمارے لیے عید ہے کہ اللہ کی نعمت ہم پر نازل ہوئی اور بارہ ربیع الاول (3) دوپہر کا وقت بھی ہمارے لیے اس لحاظ سے عید ہی ہے کہ آپ ﷺ کی اسوقت میں وفات ہوئی جو ہمارے لیے خیر ہے۔ ظاہر ہے خیر کے اظہار یا خیر کے عطا پر خوشی ہی منائی جاتی ہے غم اور افسوس نہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم عید میلاد النبی ﷺ کی مشروعیت: استحباب اور رونق و مسرت پر گفتگو کریں، قرآن کریم میں لفظ ''عید'' کے لغوی واصطلاحی معانی پر غور کرتے ہیں۔

☆ غیر مطبوعہ

Marfat.com

صاحب مفردات القرآن علامہ امام راغب اصفہانی نے ''العود'' پر گفتگو یوں کی ہے۔ ''العود'' لفظ عید کا مصدر ہے۔ کسی کام کو ابتداءً کرنے کے بعد دوبارہ اس کی طرف پلٹنے کو عود کہا جاتا ہے خواہ وہ پلٹنا بذاتہ ہو یا قول وعزم سے ہو۔[4] لفظ ''عید'' پر گفتگو کرتے ہوئے امام ہمام فرماتے ہیں۔

''العید وہ ہے جو بار بار لوٹ کر آئے اصطلاح شریعت میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ پر بولا جاتا ہے چونکہ یہ دن خوشی کے طور پر مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **ایام اکل و شرب وبعال** کہ عید کے دن کھانے پینے اور جماع سے لطف اندوز ہونے کے دن ہیں۔ اس لیے ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر عید کا لفظ بولا جانے لگا۔ چنانچہ آیہ کریمہ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا (المائدۃ ۱۱۴) (اے اللہ! ہم پر آسمان سے خوان (نعمت) نازل (عطا) فرما تا کہ ہمارے لیے (وہ دن) عید قرار پائے۔ میں عید سے شادمانی کا دن ہی مراد ہے اور العید اصل میں (خوشی یا غم کی) اس حالت کو کہتے ہیں جو بار بار انسان پر لوٹ کر آئے اور المائدہ ہر اس منفعت کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی چیز سے حاصل ہو''[5]

صاحب ''لغات کشوری'' نے عید کے معانی کی وضاحت اس طرح کی ہے:

''عید (ع) خوشی اور جشن کا روز جو کہ بار بار آوے وہ چیز، چونکہ روز جشن ہر سال عود کرتا ہے یعنی پھر آتا ہے اس لیے عید کہا''[6]

صاحب لغت ''فرہنگ عامرہ'' نے عید کے معانی کی وضاحت اسطرح کی ہے:

''عید مسلمانوں کے خوشی منانے کا ایک معین دن، فرحت، نشاط

Marfat.com

انبساط، سرور، خوشی، جمع ہے اعیاد۔‘‘ (7)

انسائیکلوپیڈیا شاہکار کے مولف نے عنوان ’’عید‘‘ پر گفتگو یوں کی ہے:

’’عید کا لفظ عود سے ہے جس کے معنی ہیں لوٹنا ، یہ آرامی زبان کا لفظ ہے خوشی کا وہ دن جو بار بار آئے۔ اہل اسلام کے نزدیک سب سے بڑا تہوار عید ہے۔‘‘ (8)

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا تعارف کروانے کے بعد عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان کو ’’بارہ وفات‘‘ کے تحت بیان کیا ہے۔ چنانچہ ’’بارہ وفات‘‘ کے عنوان کے تحت دو حصوں میں گفتگو کی گئی ہے حصہ اول میں ’’آں حضور ﷺ کا یوم وفات‘‘ کے تحت لکھا گیا ہے اور حصہ دوم میں عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں مولف مضمون نے اسطرح خامہ فرسائی کی ہے۔

’’اس دن کو یوم عید میلاد النبی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عام یہ خیال ہے کہ اس روز آں حضور ﷺ کی پیدائش مبارکہ بھی ہوئی تھی مسلمان اب اس دن کو ایک خوشی کے طور پر مناتے ہیں جگہ جگہ آں حضور ﷺ کی سیرت پر جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ (9) جلوس نکلتے ہیں مساکین اور یتیموں میں کھانے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ بازاروں ،اور راستوں کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے اور بہترین طریقے سے سجایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس روز عام تعطیل ہوتی ہے آپ ﷺ کی وفات کے دن کی طرح آپ ﷺ کی پیدائش کے دن میں بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک آپ ﷺ کا یوم پیدائش ۹ ربیع الاول (10) ہے‘‘ (11)

خود رب کریم، رؤف الرحیم جل مجدہ نے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (12) سے آمد مصطفےٰ ﷺ کے حوالے سے انبیاء کرام و رسولان عظام کا

Marfat.com

جلسہ خاص منعقد کیا جس میں آمد نبی ﷺ کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا ادب واحترام، عزت ووقار، نصرت وحمایت اور اطاعت و اتباع پر عہد لیا گیا۔ رب کریم نے خود اس عہد خصوصی پر اپنی پر جلال شہادت ثبت کی اور عہد کی پابندی نہ کرنے والون کو تہدید و توبیخ کی گئی ہے۔ رب جلیل کو بھی معلوم تھا اور رب جلیل کے حبیب جمیل ﷺ کو بھی معلوم تھا کہ عید میلاد النبی ﷺ کو برا سمجھنے والے بھی آئیں گے، اس کا انکار کرنے والے بھی آئیں گے اور اس کی مخالفت کرنے والے بھی آئیں گے۔ (13) اس کو ضلالت و گمراہی کہنے والے بھی نمودار ہوں گے بلکہ شبہ کفر میں ڈال دینے کو بھی تیار ہوں گے۔ (14) لہذا رب کریم جل مجدہ رحیم نے قرآن فرقان میں چند ایسے ''شواہد حق'' بیان فرما دیئے جن کی بنیاد پر قائلین عید میلاد النبی ﷺ اس جشن شکر و شادمانی کو خوب خوب اہتمام سے منا سکیں اور زمانے کو بتا سکیں کہ آمد محبوب الٰہی ﷺ پر ہر کوئی یہی کرے کہ:

بے حجابانہ در آ از در کاشانہ ما
کہ کسے نیست بجز ورد تو درخانہ ما

وہ شواہد حق اور بینات برحق یہ ہیں۔

اول: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
(سورۃ آل عمران۔۱۶۴)

دوم: وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (سورۃ الصف۔۶)

سوم: قَدْ جَآءَكُمْ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (سورۃ المائدہ۔۱۵)

چہارم: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (سورۃ یونس۔۵۸)

پنجم: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورۃ انبیا۔۱۰۷)

ششم: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ احزاب۔۴۰)

Marfat.com

ہفتم: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا

(سورۃ احزاب ـ ۵۶)

ہشتم: لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ (سورۃ التوبہ ـ ۱۲۸)

نہم: وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًا

(سورۃ احزاب ـ ۴۷)

دہم: اَلنَّبِيُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ

(سورۃ احزاب ـ ۶)[15]

قرآن مجید کی بیشمار آیات نعت النبی ﷺ میں سے یہ چند آیات مبارکہ بطور سند پیش کی گئی ہیں جن میں سے ہر ایک میں آں سرور ﷺ کا مومنوں کے لیے احسان ہونا، آپ ﷺ کا مومنوں کے لیے بشارت ہونا، آپ ﷺ کا ایمان والوں کے لیے نور ہدایت ہونا، آپ ﷺ کا مومنین کے لیے اللہ کا فضل اور اللہ کی رحمت ہونا، آپ ﷺ کا اہل ایمان کے لیے بالخصوص اور تمام انسانوں کے لیے بالعموم رحمت عامہ و خاصہ ہونا آپ ﷺ کا اللہ کا رسول (ایک عمومی خصوصیت) اور خاتم النبیین (ایک خصوصی فضیلت) ہونا، آپ کا خدا اس کے فرشتوں اور امت مسلمین کے افراد کے ہر ایک کے حسب حال درود و سلام کا حقدار ہونا، آپ کا لوگوں کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اندھیرے سے روشنی کیطرف رہنمائی کرنے والا ہونا، آپ کا اللہ کی طرف سے (صرف) فضل (نہیں) بلکہ عظیم فضل (فضلا کبیرا) ہونا، آپ کا اپنے امتیوں کے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہونا اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مومنوں کی ماؤں (امہات المومنین) کے درجے پر فائز ہونا۔ غرض کیا کیا عرض کیا جائے ایک ایک خوبی سینکڑوں فضیلتوں کو حاوی اور ایک ایک وصف، بیسیوں اوصاف کا حامل بس یہی کہا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

خوبی ہو ایک بھی تو وہ ہے وہ باعث خوشی
ہوں بے عدد اوصاف تو عیدوں کی عید ہو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سورۃ مریم کی آیہ۔ ۳۳ میں اپنی ولادت، موت اور بعثت حیاً کے دن کی مناسبت سے اپنے آپ کو سلام (سلامتی امن خوشی، مسرت) کا حقدار ٹھیرا رہے ہیں اور رب کریم آپ علیہ السلام کے ان الفاظ پر مسرت کو خاص انداز بیاں سے بیان فرما رہا ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○

ترجمہ: اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئی اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں (گا)

سید الانبیاء سرور کائنات ﷺ اپنے ''یوم ولادت'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں اس دن (سوموار کو) پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔'' (16)

یہی وجہ ہے کہ آں جناب ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور جب آپ ﷺ سے اس اکرام خصوصی کا سبب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (17)

''میں دوشنبہ ہی کے دن پیدا ہوا ہوں اور دوشنبہ ہی کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور دوشنبہ ہی کے دن (میں نے) ہجرت کی ہے'' (18)

مولانا اشرف علی تھانوی نے آں جناب ﷺ کے وجود مسعود اور آپ ﷺ کی بعثت کو باعث خوشی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''دوسرے مقام پر اس سے بھی زیادہ صاف ارشاد ہے

Marfat.com

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی خوشی کی شے دنیا میں اگر
کوئی ہے تو وہ حضور ہی ہیں (ﷺ)''(19)

ملا علی قاری امام ابن جوزی کا یہ قول نقل فرماتے ہوئے اپنی تصدیق ثبت فرماتے ہیں:

''جب نصاریٰ اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عید اکبر
مناتے ہیں تو اہل اسلام کو ان سے زیادہ اپنے نبی کی تکریم
وتعظیم کرنی چاہیئے۔''(20)

ابن عباد نے رسائل کبریٰ میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خوشیوں اور مسرتوں کے جواز کو یوں واضح کیا ہے:

''حضور ﷺ کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں
سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقریب ہے
اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ ﷺ کی
ولادت کے دن مباح ہے مثلاً روشنی کرنا، اچھا لباس
پہننا، جانوروں پر سواری کرنا، اس کا کسی نے انکار نہیں
کیا۔''(21)

مولانا رشید احمد گنگوہی کے استاد حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی میلاد النبی ﷺ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں۔

''حق یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے ذکر
کرنے میں اور فاتحہ پڑھ کر آپ ﷺ کی روح مبارکہ کو
ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی
انسان کی کامل سعادت ہے۔''(22)

شارح صحیح بخاری علامہ قسطلانی نے عید میلاد النبی ﷺ کے تذکرہ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

"حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور حضور ﷺ کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے......

اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنا لیا۔"(23)

علامہ ابن جوزی نے بلاد عرب میں عید میلاد النبی ﷺ کی تفصیلات ان الفاظ میں بیان کی ہیں۔

"یہ عمل ہمیشہ حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ میں، مصر و یمن میں، شام میں، تمام بلاد عرب میں اور مشرق و مغرب ہر جگہ رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور لوگ میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور جمع ہوتے ہیں...... اور ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ عمدہ لباس پہنتے، زیب و زینت اور آراستگی کرتے، عطر و گلاب چھڑکتے، سرمہ لگاتے اور ان دنوں خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے نقد و جنس وغیرہ میں شے خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں...... اور میلاد سننے اور پڑھنے پر زیادہ تزک و احتشام کرتے ہیں اور اس اظہار مسرت و خوشی کی

Marfat.com

بدولت خوب اجر و ثواب اور خیر و برکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق، مال و دولت اولاد، پوتوں، نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے۔ آباد گھروں میں امن و امان اور سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار نبی کریم رؤف الرحیم کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے۔"(24)

علامہ سخاوی محافل میلاد النبی ﷺ کے رواج پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید (میلاد النبی ﷺ) مناتے رہے ہیں۔ اس رات لوگ مختلف صدقہ دیتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔"(25)

شیخ قطب الدین الحنفی جشن میلاد النبی ﷺ کے بارے میں اپنے مشاہدات یوں بیان فرماتے ہیں:

"بارہ ربیع الاول کی رات ہر سال مسجد حرام میں باقاعدہ اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا تمام علاقوں کے علما، فقہا گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے۔ ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل (بازار) سے گزرتے ہوئے مولد النبی ﷺ (وہ مکان جہاں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تھی) کی زیارت کے لیے جاتے۔ ان کے ہاتھوں میں میں کثیر شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں۔ (گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا) وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی۔ پھر ایک عالم

Marfat.com

دین وہاں خطاب کرتے۔ تمام مسلمانوں کے لیے دعا ہوتی اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے۔ واپسی پر مسجد میں بادشاہ وقت مسجد حرام اور ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا۔ پھر عشا کی اذان اور جماعت ہوتی اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا تھا کہ دور دور کے دیہاتوں، شہروں حتی کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔''(26)

شیخ جمال الدین محمد بن جار اللہ بن طہیرہ اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاول کی رات کو (اہل مکہ کا) معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی المذہب ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں ...... ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے آئمہ، اکثر فقہا، فضلا اور اہل شہر ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہ وقت، امیر مکہ اور قاضی شافعی (منتظم ہونے کی وجہ سے) کے لیے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشا تک جاری رہتا ہے اور پھر عشا سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آجاتے ہیں...... مقام ابراہیمؑ پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں اس میں تمام قاضی اور

Marfat.com

فقہا شریک ہوتے ہیں۔ پھر عشا کی نماز ادا کی جاتی ہے
اور پھر وداع ہو جاتے ہیں۔ (27)

عید میلاد النبی ﷺ کے ماہ ربیع الاول (28) میں ہر سال جشن کی تاریخی حیثیت پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے یوں روشنی ڈالی ہے:

معلومہ تاریخ کے مطابق عوامی سطح پر عمر بن ملا محمد موصلی نے باضابطہ محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ قائم کی یہ ایک نیک اور متقی انسان تھے اور ان کا شمار علمائے امت میں ہوتا تھا۔ (29)

مولانا حسن مثنیٰ ندوی نے سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر جلد دوم میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"عہد عباسی میں جب سلطان ملک شاہ سلجوقی کو عروج حاصل ہوا تو اس کے ایک سردار ابن آبق خوارزمی نے ۴۴۸ھ میں دشمن کو فتح کیا اور خلیفہ مقتدی بامراللہ اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے نام کا خطبہ پڑھوایا یہ وہی خلیفہ ہے جس کے زمانے میں دوسری طرف یوسف بن تاشقین کو عروج حاصل ہوا اور اس نے درخواست بھیجی کہ جس قدر ملک میرے قبضے میں ہے اس کی سند مجھ کو دے کر سلطان کا لقب مرحمت ہو مقتدی نے اسے سند بھیجی سلطان کا لقب اور امیر المومنین کا خطاب عطا کیا اسی یوسف بن تاشقین نے شہر مراقش کی بنیاد رکھی جو آج تک اس کی یادگار ہے بلکہ اس دور کی بھی۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی اپنی مہمات سے فارغ ہو کر سالہا سال کے بعد جب بغداد پہنچا تو یہ ۴۸۴ھ تھا۔ اس نے ۴۸۵ھ میں

Marfat.com

ایک میلاد کی محفل بڑی دھوم دھام سے بغداد میں منعقد کی۔ اس کا بڑا چرچا ہوا یہ ایک سرکاری اہتمام کی مجلس تھی۔ (30)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اپنی پر وقار تصنیف ''جان جاناں' میں لکھا ہے کہ:

''ملک معظم ابو سعید مظفر الدین اپنے والد زین الدین کے جانشین تھے اور سلطان اربل کہلاتے تھے۔ بہت ہی سخی اور فیاض تھے اور خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ان کا سب سے اہم کارنامہ شاہی پیمانے پر محفل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد ہے۔'' (31)

ابن خلکان اربلی شافعی نے ابو سعید مظفر کے جشن عید میلاد النبی ﷺ منائے جانے کا احوال درج کیا ہے جس کے مطابق:

(۱) اس جشن عید میلاد النبی ﷺ میں شرکت کے لیے ہر سال قرب و جوار کے شہروں سے لوگ بکثرت آتے تھے جن میں علماء صلحا، واعظین، حفاظ وشعرا سب ہی ہوتے تھے۔

(۲) آغاز محرم سے ربیع الاول کے آغاز تک آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔

(۳) سلطان ایک وسیع وعریض میدان میں لکڑی کے خوبصورت قبے اور خیمے بنواتا تھا جن میں امراء اور ارکان حکومت قیام کرتے تھے۔

(۴) ولادت باسعادت کی رات بکثرت جانور ذبح کراتا، قسم قسم کے کھانے پکواتا۔

(۵) ۱۲۔ربیع الاول کی شب یعنی ولادت کی رات مغرب کے بعد قلعہ میں مجلس منعقد ہوتی تھی۔

Marfat.com

(۶) بادشاہ شمع بردار جلوس کے ساتھ محفل میں آتا تھا۔

(۷) ساری رات محفل ہوتی اور صبح کو فرش وفروش بچھتے اور محتاجوں کو کھانا کھلایا جاتا۔ عوام و خواص سب ہی کھاتے اور یہ سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔ (32)

شاہ مصر نے دھوم دھام سے مصر میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا اور دور ونزدیک سے لوگ اس میں شرکت کے لیے آئے اس جشن عید میلاد النبی ﷺ میں اس نے ایک عظیم الشان شامیانہ بنوایا جس کے نیچے بارہ ہزار آدمی آتے تھے۔ یہ شامیانہ صرف بارہ ربیع الاول کی رات لگایا جاتا تھا۔ باقی دنوں میں لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا۔ اس لیے کہ وہ اسی جشن کے لیے مخصوص تھا۔ علامہ ابن جزری اس تقریب سعید میں شریک ہوئے انہوں نے اس جشن کی جو تفصیلات لکھی ہیں ان کے مطابق:

(الف) محفل کی شان وشوکت حیران کر دینے والی تھی۔

(ب) اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا گیا۔

(ج) کھانے پینے کی چیزیں، خوشبوئیں، شمعیں اتنی مقدار کثیر میں تھیں کہ سبحان اللہ، ماشاء اللہ

(د) صرف قرآن پڑھنے والے چھوٹی عمر کے بچوں کے پچیس حلقے تھے۔ (33)

سلطان ابو حمو موسیٰ شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی ﷺ بڑی دھوم دھام سے مناتے تھے کہ ان کے زمانے میں اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ میں اور اندلس کے سلاطین منایا کرتے تھے سلطان ابو حمو موسیٰ شاہ تلمسان کے جشن عید میلاد النبی ﷺ کی شان وشوکت اور کروفر کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے۔

(۱) انواع واقسام کے کھانے پکوائے جاتے اور خاص و عام کی دعوت

Marfat.com

ہوتی۔

(۲) اعلیٰ قسم کے قالین اور پھولدار چادریں بچھائی جاتی تھیں۔

(۳) بڑے بڑے شمع دان روشن کیے جاتے تھے۔

(۴) بڑے بڑے بخور دان جلائے جاتے تھے جن کی خوشبوؤں سے فضائیں مہک جاتی تھیں۔

(۵) علماء کرام سرکار دو عالم رحمت ہردم ﷺ کی صفت و ثنا کرتے اور فضائل و شمائل بیان کرتے تھے۔ (34)

اس کے علاوہ سب حاضرین کے چہروں پر وقار اور احترام کی روشنی چمک رہی ہوتی تھی اس کے بعد بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لیے مدحیہ قصائد پڑھے جاتے تھے اور ایسے مواعظ اور نصائح کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ جو لوگوں کو گناہوں سے برگشتہ کر کے عبادت و اطاعت کی طرف راغب کرتے تھے۔'' (35)

منشی محبوب عالم ہندوستان میں عید میلاد النبی ﷺ کی تاریخ و روایت بیان کرتے ہوئے ''اسلامی انسائیکلوپیڈیا'' میں لکھتے ہیں کہ:

''آں حضرت ﷺ کی ولادت کی تاریخ بھی ۱۲۔ ربیع الاول ہے گویا مسلمانوں کا تہوار ۱۲۔ ربیع الاول آں حضرت ﷺ کی ولادت اور وفات دونوں واقعات کی یادگار ہے مگر مسلمانان ہند وغیرہ نے وفات کی حیثیت کو غالب رکھ کر اس کا نام بارہ وفات رکھ لیا ہے۔ ۱۳۲۷ھ میں ملک شام و عرب میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس دن کو ''عید المولود النبی الانور ﷺ'' کے نام سے تمام اسلامی تہواروں سے زیادہ شاندار تہوار بنایا جائے اس تحریک کی گونج ہندوستان اور دیگر ممالک اسلام میں بھی پہنچی اور مسلمانان ہند نے ۱۳۲۸ھ میں مختلف شہروں

Marfat.com

میں اس روز (۱۲۔ ربیع الاول) عید میلاد النبی ﷺ منائی تو تعلیم یافتہ حضرات اور قدامت پسند بزرگوں نے متفقہ جلسے کیے اور آں حضرت ﷺ کی مقدس لائف پر پرُ زور سپیچیں (Speeches) دی گئیں اور اس تہوار کا نام ''بارہ وفات'' کی بجائے ''عید مولود'' مشہور کرنے کی کوشش کی گئی بعض اخبارات نے اس عید کی خوشی میں رنگین لباس پہنے (رنگین صفحات شائع کیے) اور زبردست مضامین شائع کیے۔''(36)

مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی نے ہندوستان میں ''تحریک سیرت ﷺ'' کے عنوان سے عید میلاد النبی ﷺ کے برصغیر پاک و ہند میں رواج و روایت پر روشنی ڈالی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانوں کا جو شیرازہ بکھیر دیا گیا تھا اس کو سمیٹنے کے لیے کئی تحریکیں یکے بعد دیگر وجود میں آئیں ایک تحریک دیو بند، ایک تحریک علی گڑھ، ایک تحریک ندوہ اور ایک تحریک سیرت ﷺ۔

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواروی نے ۱۳۰۲ھ میں یہ تحریک باقاعدہ شروع کی اب سے کوئی اکانوے سال قبل (مولانا نے یہ مضمون ۱۹۷۳ء میں لکھا تھا) یعنی ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ اپنی بستی پھلواری شریف میں اس کا آغاز کیا لیکن اس سے پہلے بھی مولوی خدا بخش خان وکیل نے محفل میلاد کا اہتمام کیا تھا اور وہاں حضرت شاہ صاحب نے پہلی مرتبہ سیرت طیبہ زبانی بیان کی اسے بسم اللہ کہیے خدا بخش کا بڑا احسان جہاں علمی دنیا پر یہ ہے کہ ایسا نادر کتب خانہ (پٹنہ میں) قائم کر دیا وہاں یہ احسان بھی کم نہیں ہے اس اہم اسلامی مہم میں وہ حضرت شاہ صاحب کے ساتھ آگے بڑھے اور اصلاح کی بنیاد قائم کرنے میں پیش پیش رہے۔...........

Marfat.com

ان دو بزرگوں (شاہ سلیمان پھلواروی اور مولوی خدا بخش خان وکیل) نے اصلاح کا قدم اٹھایا اور تذکار رسول ﷺ کا وہ مفید طریقہ وضع کیا جس سے حضور اکرم ﷺ کی ولادت، بچپن اور جوانی، حضور اکرم ﷺ کے اخلاق و اوصاف، نبوت و رسالت، حضور اکرم ﷺ کا بلند مرتبہ سیرت طیبہ اور سنت وطریقت وغیرہ کا علم ہر مسلمان کو ہو جائے کیونکہ جب تک اس پر نظر نہ ہوگی خود اس کی سیرت درست نہ ہو سکے گی۔ انہوں نے طے کیا کہ مجلس میلاد بار بار ہو اور حضور ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلو اچھی طرح نظروں کے سامنے آئیں اور آتے رہیں۔

حضرت شاہ سلیمان پھلواروی نے ۱۳۰۲ھ میں زبانی بیان کا سلسلہ ماہ مبارک ربیع الاول سے شروع کیا چاند رات سے شب دوازدہم تک ہر روز بیان سیرت ہوتا تھا اور اس لگن کے ساتھ اس کا اہتمام کیا کہ ۱۳۰۲ھ سے ۱۳۹۴ھ تک اس کا سلسلہ ٹوٹا نہیں ...... قصبہ پھلواری تحریک سیرت کا مرکز بن گیا اور وہاں سے آواز سارے صوبے میں اور پھر سارے برعظیم میں خیبر سے رنگون تک گونجی انہوں نے انجمن اسلامیہ پٹنہ، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، انجمن حمایت اسلام لاہور اور اجلاس ندوۃ العلماء سب کو سیرت طیبہ کا پلیٹ فارم بنا دیا ان کے بیان سیرت کی ترتیب و تنظیم یہ تھی۔

(۱) رسول اللہ کی زندگی، نبوت، نزول وحی، تبلیغ، غزوات اور دوسرے تمام اہم واقعات کا بیان زمانی تسلسل کے ساتھ تفصیل سے ہو۔

(۲) تمام اسماء، انساب، مقامات اور سنین کی پوری تعیین کی جائے۔

(۳) تاریخی واقعات کا صرف حوالہ ہی نہ دیا جائے بلکہ قرآن سے، حدیث سے، عقل و روایت سے، رجال سے اور اصول جرح و تعدیل سے اور معیار سیرت ﷺ کے نکتہ نگاہ سے (ان پر) تبصرہ و تنقید بھی ہو۔

(۴) جہاں سیرت کی تفصیل پیش کی جائے وہیں قدم قدم پر اپنی سیرتوں کو

Marfat.com

سیرت طیبہ کے آئینے میں دیکھ دیکھ کر سنبھالنے اور سنوارنے کی تلقین بھی کی جائے۔

(۵) یہ بیان محفل خشک لیکچر نہ ہو بلکہ محققانہ و متکلمانہ انداز کے ساتھ عارفانہ شیفتگی، سوز و گداز اور برمحل اشعار مثنوی سے روحانی تاثیر کا مرقع بن جائے۔

یہ ایک بامقصد اقدام تھا بڑی کامیابی ہوئی برعظیم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا .... حضرت شاہ صاحب نے جہاں میلاد خوانی ختم کی وہاں زبانی بیان سیرت کا طریقہ رائج کیا ان کے صاحبزادے شاہ حسن میاں پھلواروی نے نئے انداز کی ''میلاد الرسول ﷺ'' کتاب لکھی جو ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی. پھر ۱۹۱۲ء میں قاضی سلیمان منصوری پوری کی ''رحمتہ للعالمین'' منظر عام پر آئی اس کے بعد ۱۹۱۸ء میں علامہ شبلی و علامہ سید سلیمان ندوی کی کتاب سیرت النبی ﷺ کی جلدیں شائع ہونے لگیں ان کے علاوہ بھی اردو اور انگریزی میں سیرت النبی ﷺ پر مختصر اور مطول کتابیں لکھی گئیں ...... برصغیر میں تحریک سیرت نے زبانی بیان کا رواج اتنا عام کر دیا کہ اب کتاب دیکھ کر کوئی میلاد خوانی نہیں کرتا۔''(37)

میلاد النبی ﷺ منانے میں ہم جہاں سرکار عالم کُل ﷺ سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں وہاں اس سے شرک کے وسوسے کا بھی دفعیہ ہوتا ہے۔ یعنی:

(۱) میلاد النبی ﷺ کا مطلب ہے نبی ﷺ کی ولادت جو پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ **اور جو موت ہوتا ہے وہ بھی خدا نہیں ہوسکتا۔**

(۲) ہر سال میلاد النبی ﷺ منانے کا مطلب ہے کہ ہم ہر سال یوم ولادت اور یوم وفات کو آپ ﷺ کی بشری (غیر الوہی) حیثیت کا اظہار کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ میلاد النبی ﷺ منانے کی کئی حکمتیں ہیں مثلاً

Marfat.com

تعظیم نبوی، نعمت عظمیٰ کا ذکر، ادائے شکر الٰہی، دینی و دنیاوی نصیحت، روحانی مسرت کا اظہار، عظمت نبویہ ﷺ، محبت نبوی ﷺ، تجدید محبت، مزید محبت، رابطہ خداوندی، رضائے مصطفیٰ، ملائکہ رحمت کا نزول، برکت کا حصول، علم خاص کی اشاعت، باعث اجر و ثواب، ذمہ داری کی ادائیگی، سنت الٰہیہ کی اقتداء، سنت نبی اللہ ﷺ کی پیروی، تعلیمات سیرت کی نشر و اشاعت، عوام الناس تک سیرت اور پیغام سیرت پہنچانے کا ذریعہ وغیرہ وغیرہ۔ بقول حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

والانبیاء و کل خلق فی الوریٰ
والرسل والا فلاک تحت لوٰی کا

(ترجمہ: تمام انبیاء کرام اور ساری مخلوق آپ ﷺ کے قبضے میں ہے اور تمام رسول اور فرشتے آپ کے جھنڈے تلے ہیں)(38)

حضرت عباس بن عبدالمطلب عم محترم رسول اللہ ﷺ نے آں سرکار ﷺ کی اجازت سے یہ میلاد نامہ آپ ﷺ کے روبرو پڑھا:

(الف) آپ پہلے سایوں میں تھے اور منزل مخصوص میں تھے۔ جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا۔

(ب) پھر آپ بلاد میں اترے اس وقت آپ ﷺ نہ بشر تھے نہ گوشت نہ پوست اور نہ خون بستہ۔

(ج) بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا جب طوفان نے بت ''نسر'' کے پوجنے والوں کو ڈبو ڈالا۔

(د) آپ ﷺ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے۔

(ہ) آپ آتش خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے جب آپ ﷺ ان کے

Marfat.com

صلب میں تھے تو وہ کیوں کر جلتے۔

(و) تا آں کہ آپ ﷺ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلند مرتبہ ہے

(ز) جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔

(ح) تو اب ہم اس ضیاء نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔(39)

اللہ کے فرشتوں اور اللہ کے محبوبوں نے اس عمل (جشن میلاد النبی ﷺ یا مولود النبی ﷺ منانا اور کروانا) کو محبوب رکھا ہے چنانچہ پاک و ہند کے مشہور عالم مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی، مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی، مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی اور ہم سب کے مخدوم و محترم حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

"اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال (محفل مولد) منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔"(40)

حضرت امام قسطلانی اپنی موقر تصنیف "المواھب اللدنیہ" میں ولادت رسول ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"آں حضرت ﷺ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے تین وجوہ سے افضل ہے ان وجوہ میں سے ایک یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کی ولادت کی رات آپ ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے مشرف کی ذات کے سبب جو شے شرف پائے وہ شے اس شے سے اشرف ہو گی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے اس دعویٰ میں کوئی نزاع نہیں ہے اس اعتبار سے آپ ﷺ کی ولادت کی

Marfat.com

رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔"(41)

حکیم الامت شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبالؒ عید میلاد النبی ﷺ پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں ایک میلاد النبی ﷺ کا دن بھی ہے میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لیے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسول ﷺ کو مدنظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے ان جذبات کو قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں پہلا طریقہ تو درود و صلوٰۃ (و سلام ہونا چاہیے) ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہو چکا ہے وہ ہر وقت درود پڑھنے کے مواقع نکالتے ہیں عرب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اگر کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بہ آواز بلند "**اللھم صلی علی سیدنا محمد وبارک وسلم**" پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور متخاصمین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آجاتے ہیں دوسرا طریقہ اجتماعی ہے۔ یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو آقائے دو جہاں ﷺ کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو آپ ﷺ کے سوانح زندگی بیان کرے تاکہ ان کی تفصیلات کا ذوق وشوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو تیسرا طریقہ اگرچہ مشکل ہے لیکن اس کا بیان کرنا بھی انتہائی ضروری ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ یاد رسول ﷺ اس

Marfat.com

کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب
نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے۔ یہ جوہر انسان
کا انتہائی کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا کسی اور چیز کی زید
سے مطلب نہ رہے۔ (42)

یہ تینوں طریقے عید میلاد النبی ﷺ کے اجتماعات اور تقاریب کے منانے سے پورے طور پر عمل میں آتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث و مفسر دہلوی اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم کا واقعہ بسلسلہ عید میلاد النبی ﷺ یوں لکھتے ہیں کہ:

''میں ایام مولد میں حضور ﷺ کی نیاز کیا کرتا تھا۔ ایک سال
بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا میں نے وہی چنے
لوگوں میں تقسیم کر دیئے حضور کی زیارت سے مشرف ہوا دیکھا
کہ وہی چنے حضور ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور
پاک ﷺ شاد و مسرور ہیں۔''

یہی شاہ صاحب (شاہ ولی اللہؒ) ''فیوض الحرمین'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میں اس مجلس (میلاد النبی ﷺ) میں حاضر تھا جو مکہ معظّمہ
میں حضور ﷺ کی ولادت کے دن مولد نبوی ﷺ کے سلسلے میں
ہوئی تھی لوگ درود پڑھ رہے اور حضور ﷺ کا ذکر خیر کر رہے
تھے ناگاہ میں نے کچھ انوار دیکھے کہ دفعتہً بلند ہوئے میں نہیں
کہتا کہ میں نے ان کو بدن کی آنکھوں سے دیکھا نہ میں یہ
کہوں گا کہ فقط روح کی آنکھ سے دیکھا خدا ہی کو خوب معلوم
ہے کہ وہ کیا کیفیت تھی میں نے ان انوار میں تامل کیا تو وہ
انوار ان فرشتوں کے پائے جو ایسی مجالس پر مامور ہیں اور
انوار ملائکہ رحمت الٰہی سے ملے ہوئے دیکھے'' (43)

Marfat.com

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی میلاد النبی ﷺ کے زمانے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''جب بارہویں شریف (بارہ ربیع الاول) عید اور خوشی منانے کا دن ہے تو ظاہر ہے کہ خوشی منانے کے تمام جائز طریقے اس دن برتے جائیں گے چنانچہ اہل سنت و جماعت چونکہ بارہویں شریف کو عید میلاد اور خوشی منانے کا دن مانتے ہیں اس لیے مکانوں اور دوکانوں، سڑکوں اور گلیوں کو سجاتے ہیں جھنڈے اور جھنڈیاں لگاتے ہیں شامیانے تان کر جلسوں کو روشنیوں اور قسم قسم کی آرائشوں سے مزین کر کے ذکر میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں زردہ، پلاؤ، بریانی، حلوہ وغیرہ قسم قسم کی غذائیں تیار کر کے نیاز فاتحہ دلاتے ہیں اور کھانے کھلاتے ہیں اچھے اچھے کپڑے پہن کر اور نعت شریف اور صلوٰۃ و سلام پڑھ کر اپنی ایمانی بشارت اور روحانی شادمانی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور زبان حال و قال سے یہ اعلان کرتے ہیں۔

یہ محفل ہے آقا کے آنے کی محفل
یہ محفل ہے قسمت بنانے کی محفل (44)

علامہ ابن جوزی اپنے مقالہ ''المیلاد النبوی ﷺ'' میں ولادت نبوی ﷺ کی برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت بھی دوشنبہ (سوموار) کو ہے اور معراج بھی دوشنبہ کو اور ہجرت بھی اور رحلت بھی دوشنبہ کو ہے دل مسرور ہوئے، گناہ بخشے گئے، عیوب چھپائے گئے، سختیاں اٹھائی گئیں یہ

Marfat.com

سب صدقہ ہے دیدار حبیب ﷺ کا اور سید الملاح ﷺ کے انوار سے روحیں خوش ہوئیں، قلوب نے زندگی پائی، غم وفکر جاتے رہے، فرحت وسعد پھیلا"......(45)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شب میلاد النبی ﷺ اور لیلۃ القدر پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"شب میلاد بلاشبہ لیلۃ القدر سے افضل ہے اس لیے کہ میلاد کی رات خود حضور سرور کائنات ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور ﷺ کو عطا کی گئی ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات مقدس سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی جو حضور ﷺ کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے۔ نیز لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور ﷺ کی امت پر فضل و احسان ہے اور لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان فرمایا کیونکہ حضور رحمتہ للعالمین ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلائق اہل سماوات والارض پر عام ہوگئیں۔"(46)

حضرت مولانا ابو الحسنات عبدالحئی لکھنوی نے میلاد شریف پر قلم فرسائی اس طرح کی ہے کہ:

"حقیقت میں میلاد النبی ﷺ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں موجود تھا اگرچہ (آج کل والا) نام نہ تھا۔ فن حدیث کے ماہرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صحابہؓ مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور حالات احمدیہ کا ذکر کرتے تھے اور یہی میلاد شریف کی حقیقت ہے۔" (47)

حضرت شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی نے اپنے رسالہ "النعمۃ

Marfat.com

الکبریٰ علی العالم'' میں صحابہ کرامؓ سے عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے کے اقوال نقل کیے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ: من انفق درهما علی قراة مولد النبی ﷺ کان رفیقی فی الجنة (ترجمہ: جس نے نبی اکرم ﷺ کے میلاد مبارک پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا)

(ب) حضرت عمر فاروقؓ: من عظم مولد النبی ﷺ فقدا حیاء الاسلام (ترجمہ: جس نے حضور ﷺ کے میلاد پاک کی تعظیم کی اس نے اسلام کو زندہ کیا)

(ج) حضرت عثمان غنیؓ: من انفقا درهما علی قرة مولد النبی ﷺ فکانما شهد غزوة بدر وحنین ۝ (ترجمہ: جس نے سالار انبیا ﷺ کے میلاد پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ ایسے ہے گویا بدر و حنین کے غزوات میں شریک ہوا)

(د) حضرت علی کرم اللہ وجہہ: من عظم مولد النبی ﷺ وکان سعیا لقراته لایخرج من الدنیا الا بالایمان وید خل الجنة بغیر حساب (ترجمہ: جس نے میلاد النبی ﷺ کی تعظیم کی اور اسکے بیان کی کوشش کی وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ ہی جائے گا اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا)[48]

غیر صحابہ اکابرین امت عید میلاد النبی ﷺ منانے کے بارے میں اس طرح اپنی عقیدتوں اور آرزؤں کا اظہار کرتے ہیں۔

☆ قال حسن البصری: لو کان لی مثل جبل احد ذهبا فانفقه علی قراة مولد النبی ﷺ (ترجمہ: اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہوتو میں نبی کریم ﷺ کے میلاد پر خرچ کردوں)

☆ قال امام جلال الدین السیوطی: مامن بیت او مسجد او محلة قری

Marfat.com

فیہ مولد النبی ﷺ ...... علی اہل ذالک المکان

(ترجمہ: جس گھر، جس مسجد اور جس محلّہ میں امام النبیین ﷺ کا میلاد پاک پڑھا جائے اللہ کی رحمت کے فرشتے اس مکان اس مسجد اور اس محلّہ کو گھیر لیتے ہیں اور اس جگہ کے مکینوں پر دورد شریف پڑھتے ہیں۔)

☆ قال الامام الشافعی: من جمع المولد النبی ﷺ اخوانا وھیا طعاما

واخلیٰ مکانا ...... ویکون فی جنت النعیم

(ترجمہ: جس نے میلادرسول ﷺ کے لیے دوستوں کو جمع کیا کھانا کھلایا اور مکان خالی کرایا اور میلاد خوانی کا سبب بنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور اس کا ٹھکانہ جنت النعیم میں ہوگا)

☆ قال المعروف الکرخی: من ھیا طعاما لا جل قراءۃ مولدالنبی ﷺ

...... مع الفرقۃ الاولی من النبیین

(ترجمہ: جس نے میلادالنبی ﷺ کے سلسلے میں کھانا پکایا لوگوں کو جمع کیا نیا لباس پہنا اور خوشبو سے میلاد کی تقریب کی جگہ کو معطر کیا اس کا حشر ماقبل انبیاء کے گروہ میں ہوگا)(49)

علامہ محمد سعید احمد مجددی سابق خطیب جامع مسجد داتا دربار ''میلاد النبی ﷺ'' ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''حقیقت تو یہ ہے کہ آدم کی توبہ اور نوح کی نجات
حضور ﷺ کے صدقے مقبول ومعتبر ہوئی۔

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

لہذا ....

☆ ابراہیم علیہ السلام کی دعا آپ ﷺ کی جلوہ گری کا پیغام ہے۔

Marfat.com

☆ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت آپ ﷺ کے ظہور قدسی کا نام ہے۔
☆ تورات وانجیل وزبور میں آپ کے بار بار تذکرے اور فضائل بیان ہوئے۔
☆ تمام آسمانی صحیفوں میں آپ ﷺ کا ذکر خیر کیا گیا۔
☆ ہر دور میں آپ ﷺ کے قصے انبیاء کے ورد زبان رہے۔
☆ ہر امت میں آپ ﷺ کے قصیدے، ان (ایمان والوں) کے حرز جان رہے۔
☆ کہیں آپ کو فارقلیط کہا گیا، کہیں منحمنا، کہیں ماذ ماذ اور کہیں تاب تاب!
☆ آسمانوں میں آپ ﷺ کا اسم گرامی احمد ﷺ اور زمینوں پر محمد ﷺ کے چرچے ہوتے رہے۔ الی یوم القیامۃ (50)

منشی محبوب عالم نے عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں لکھا ہے:

"بہر حال ہر سال ایک دفعہ اپنے پیارے نبی کی یادگار کے جلسے کرنا اور آپ ﷺ کے صحیح واقعات نبوت کو نظم ونثر مختلف عبارات میں بیان کرنا ایک ایسا مستحسن امر ہے جس سے عقل ونقل دونوں کو انکار نہیں ہے۔ من احب شیئاً اکثر ذکرہ، ایک مسلم مقولہ ہے اور کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس میں اپنے پیارے نبی سے اپنی جان اور اپنی اولاد سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔ اور محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی یاد میں لگا رہے جبکہ فی زمانہ ہر ایک قوم ایسے پیشواؤں اور اپنے لیڈروں کی بڑی شان وشوکت اور دھوم دھام سے برسی منایا کرتے ہیں۔ تو مسلمان اپنے سچے رسول ﷺ کی سال بھر میں اس مبارک دن میں جس دن اس نور نے دنیا میں ظہور فرمایا اور پھر اسی دن اس کا اپنے محبوب اللہ تعالیٰ سے وصال ہوگیا عید میلاد منا کر اس بہترین اور مبارک ترین یادگار کو کیوں تازہ نہ کریں۔ (51)

Marfat.com

مولانا کوثر نیازی مرحوم نے اپنی وقیع تصنیف "ذکر رسول ﷺ" میں عید میلاد النبی ﷺ کی مشروعیت پر اس طرح خامہ فرسائی کی ہے:

"پھر یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مدیح رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ نے آں حضور کی شان میں نعتیہ قصائد لکھے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پڑھے اور حضور ﷺ نے ان اشعار پر اظہار خوشنودی فرمایا۔" (52) حضرت حسانؓ کے اس نعتیہ قصیدے کے یہ دو اشعار تو آج تک زبان زد خاص و عام ہیں۔

واحسن منک لم تری قط عینی　　و اجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرء من کل عیب　　کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: اور میری آنکھ نے آپ ﷺ سے خوبصورت (چہرہ) نہیں دیکھا اور آپ ﷺ سے خوبصورت (شخص) آج تک کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں آپ ﷺ کو ویسے ہی (حسین) خلق کیا گیا جیسا کہ آپ ﷺ نے چاہا۔

دیکھئے ان نعتیہ اشعار میں بھی حضور ﷺ کی ذات کی توصیف ہے اور یہاں بھی حضور ﷺ کی ولادت اور خلقت کا ذکر کیا گیا ہے گویا یہ نعتیہ اشعار بھی میلاد النبی ﷺ ہی سے تعلق رکھتے ہیں پھر جب ایک موقع (ہجرت کا موقع تھا) پر حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو خیر مقدم کے لیے انصار کی صاحبزادیاں

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا مادع للہ داع

پڑھ رہی تھیں یہاں بھی حضور کے روئے مبارک کو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے یہ بھی حضور ﷺ کی توصیف ذات ہے اور آں حضور ﷺ نے اس پر بھی

Marfat.com

خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے جب اپنی ذات کی مدح وتوصیف کے سلسلے میں آں حضور ﷺ کا اپنا عمل اتنا واضح اور صاف ہے تو اس کے لیے کسی مزید سند کی ضرورت کہاں رہ جاتی ہے اور آج بھی ہم اگر میلاد النبی ﷺ کی تقاریب منعقد کر کے حضرت حسان بن ثابتؓ کی پیروی میں آں حضور ﷺ کے شمائل و خصائل کی توصیف کرتے ہیں تو ہمارے اس عمل کے مشروع اور مستحسن ہونے میں کون شک کرسکتا ہے۔(53)

محدث جلیل ملا علی قاری الہروی اپنی مشہور عالم کتاب ''المورد الروی'' میں ''عید میلاد النبی ﷺ'' کے بارے میں اپنے دور کے اکابرین امت کی آراء یوں نقل کرتے ہیں:

''اہل مدینہ (اللہ انہیں دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے) اب بھی محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور اس ماہ (ربیع الاول) کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ملک مظفر شاہ اربل اس بارے میں انتہائی عنایت کرتے اور اس کا اتنا شایان شان اہتمام کرتے جو اپنی مثال آپ ہوتا۔(54)

علامہ ابو شامہ جو علامہ نووی کے شیوخ میں سے ہیں جن کا استقامت میں بڑا مقام ہے، نے اپنی کتاب مسمی ''الباعث علی انکار البدع والحوادث'' میں ملک مظفر کی بڑی تعریف کی ہے۔(55) اور کہا ہے کہ یہ محفل میلاد کا مقصد شیطان کو ذلیل (غمزدہ) کرنا اور ایمانداروں کو جلیل (بارعب) کرنا ہے نیز ابن جزری فرماتے ہیں کہ جب عیسائی اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عید اکبر (بہت بڑی عید) قرار دیتے ہیں تو مسلمانوں کو اپنے نبی کی تکریم وتعظیم کا زیادہ حق پہنچتا ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے موزوں تر ہے۔''(56)

ملا علی قاری الہروی خود اپنا عقیدہ بدیں الفاظ رقم فرماتے ہیں:

Marfat.com

''میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''لقد جاء کم رسول'' (سورۃ توبہ) میں آپ ﷺ کے نعمت عظمیٰ ہونے کی طرف رہنمائی ہے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری کے مخصوص وقت کی تعظیم کی طرف اشارہ ہے (مولف فرماتے ہیں) لہٰذا مناسب یہی ہے کہ محفل میلاد کے سلسلہ میں انہی چیزوں پر اختصار کیا جائے جس سے اللہ تعالیٰ کے لیے شکریہ کا اظہار معلوم ہو جیسے مذکور بالا اشیاء باقی سماع اور لہو میں تفصیل ہے اگر یہ مباح ہوں اور اس دن کی مناسبت کی وجہ سے ان سے خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہو تو محفل میلاد شریف میں ایسی چیزوں کے ارتکاب میں کوئی مضائقہ نہیں ہاں اگر سماع ولہو، حرمت وکراہت پر مشتمل ہوں تو ان سے منع کیا جائے گا اسی طرح جن چیزوں کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہو ان کی اجازت نہیں بلکہ ربیع الاول شریف کے تمام دنوں اور راتوں میں محفل میلاد نہایت مستحسن اور پسندیدہ بات ہے جیسے کہ ابن جماعہ سے منقول ہو کر ہم تک پہنچی کہ جب زاہد امام معمر ابو اسحٰق ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن جماعہ مدینہ منورہ میں تھے تو آپ ولادت نبوی ﷺ کے موقع پر کھانا تیار کرواتے اور لوگوں کو کھلاتے اور فرمایا کرتے کاش کہ اگر مجھے وسعت رزق ہوتی تو میں اس تمام ماہ مبارک میں ہر روز محفل میلاد منعقد کرتا (مؤلف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ میں ظاہری ضیافت سے عاجز ہوں اس لیے میں نے یہ چند اوراق لکھ دیئے ہیں تاکہ یہ حقیقی اور معنوی نوری ضیافت ہو جائے جو ہمیشہ صفحات دہر پر رہے اور کسی ماہ وسال سے مختص نہ ہو

Marfat.com

میں نے اس کا نام ''المورد الروی فی المولد النبی ﷺ'' رکھا ہے۔''(57)

نواب محمد صدیق حسن خان بھوپالی اپنی میلادی تصنیف ''الشمامتہ العنبر یہ من مولد خیر البریہ'' میں انعقاد محفل میلاد النبی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت (محمد مصطفےٰ ﷺ) نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت دل وہدیٰ وولادت و وفات آں حضرت ﷺ کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار و آثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں اس کی کیا ضرورت ہے کہ رطب دیا بس سے اپنا دل خوش کریں احادیث صحیحہ و آیات واضحہ فضائل سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین ﷺ کیا کم ہیں کہ ہم مبالغات شعریہ زید وعمرو کو داخل ذکر نبوی ﷺ کر کے اور مضامین ماثورہ سے غیر ماثورہ کو خلط دے کر محل اعتراض وانکار بنیں۔

باغ مراچہ حاجت سرو وصنوبر ست
شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمترست(58)

مفتی محمد خان قادری محفل میلاد النبی ﷺ کی تفصیلات یوں بیان فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے ہاں میلاد یا جشن سے مراد فقط یہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے ذکر پاک کے لیے اجتماع منعقد کرنا اس میں آپ ﷺ کے کمال و درجات کا بیان، آپ کی صورت

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیم کا تذکرہ ، ولادت کے موقع پر عجائبات کا تذکرہ ، خوشی میں جلوس نکالنا لوگوں کو شریعت مطہرہ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا اور نعت خوانی کرنا ہے۔ (59)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر زیب وزینت کے جواز پر فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا خیر فی الاسراف ولا اسراف فی الخیر

ترجمہ: اسراف میں کوئی خیر نہیں اور خیر میں کوئی اسراف نہیں ہے

جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہوسکتی امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم شریف میں سید ابوعلی رودباری سے نقل کیا کہ "ایک بندہ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جا کر فرمایا" جو شمع میں نے غیر خدا کے لیے روشن کی بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں مگر کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔" (60)

علامہ سخاوی عید میلاد النبی ﷺ کی ہر بلد ومصر میں پُرمسرت رواج پر گفتگو فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

"تین صدیوں تک محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ (آج کی مروجہ شکل میں) ضابطہ میں نہ آئی پھر جو اس کا سلسلہ شروع ہوا تو آج تک قائم ہے...... اس کے بعد سے تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں اس رات لوگ مختلف صدقہ دیتے ہیں اور حضور انور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات

Marfat.com

سناتے ہیں جس کے برکات ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔"(61)

میلاد النبی ﷺ پر سب سے پہلی تصنیف کا احوال بیان کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مجددی لکھتے ہیں:

"(سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کے زمانے کے جشن عید میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کا) شہرہ سن کر اس وقت کے ایک جلیل القدر عالم دین) ابو الخطاب عمر بن حسن کلبی اندلسی بلنسی نے میلاد پاک پر کتاب لکھی جو غالباً اس موضوع پر پہلی کتاب تھی اس سے پیشتر سرور دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے حالات قرآن و حدیث اور کتب تاریخ و سیر میں منتشر تھے۔ عالم موصوف نے ان سب کو جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام "التنویر فی مولد السراج المنیر" رکھا۔ اس کتاب کا دوسرا نام "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" بھی ملتا ہے۔ ۶۰۴ھ / ۱۲۰۷ء میں عالم مذکور سلطان اربل کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور خوشی میں عالم موصوف کو ایک ہزار دینار (یا اشرفیاں) بطور انعام نذر کیں۔"(62)

ڈاکٹر موصوف اپنے والدِ محترم کا طرز عمل بسلسلہ انعقاد محفل میلاد یوں بیان کرتے ہیں:

"حضرت مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی ۱۲ ربیع الاول کی شب کو سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرایا کرتے تھے۔ جو اپنی نوعیت کی پاک و ہند میں واحد محفل تھی جہاں آداب شریعت کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یہ مجلس مبارکہ جامع مسجد فتحپوری (دہلی) میں بعد از نماز عشا

Marfat.com

شروع ہوتی اور نماز فجر تک جاری رہتی نماز فجر کے بعد تقریباً دس من شیرینی تقسیم کی جاتی اس سے حاضرین کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو صبح ۱۰ بجے سے لنگر جاری ہوتا اور سہ پہر تک تقریباً چالیس پچاس من کھانا کھلایا جاتا پھر بعد ظہر دوسری مجلس ہوتی جو نماز عصر تک جاری رہتی۔'' (بروایت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) مفتی صاحب کو کسی منکر میلاد نے گم نام خط لکھ کر انعقاد محفل میلاد پر اعتراض کیا تھا جس کے جواز و استحباب پُر آپ نے '' تحقیقات نعمت'' کے نام سے رسالہ لکھا۔

علماء کرام نے حضور اکرم ﷺ کے دو ایسے اعمال ذکر فرمائے ہیں جو آں سرور ﷺ سے میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کی دلیل واضح و برہان قاطع ہیں۔

۱۔ پیر کے دن کا روزہ:

حضور علیہ السلام ہر پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔[63] حضرت قتادہ نے اس روزے کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا **ذالک یوم فیه ولدت وفیه انزل** (یہ میری ولادت کا دن ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل ہوا)

۲۔ جانوروں کی قربانی:

امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک محفل میلاد النبی ﷺ کی اصل احادیث میں آپ ﷺ کا یہ عمل ہے کہ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے بعض لوگوں نے حضور ﷺ کے اس فعل کو عقیقہ قرار دیا (لیکن امام موصوف اس کا رد

Marfat.com

کرتے ہوئے کہتے ہیں) کہ آپ ﷺ کا عقیقہ تو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کر چکے تھے۔ کیونکہ (عقیقہ) زندگی میں دوبار نہیں کیا جاتا اس لیے آپ ﷺ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور ﷺ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے آپ ﷺ کو رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا۔ (64)

مولانا کرم الدین السّلفی نے ذکر خصائص النبی ﷺ کے بارے میں یوں گل فشانی کی ہے:

''محمد رسول اللہ ﷺ اشرف المخلوقات، فخر الاولین والآخرین، رحمتہ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، سید العلمین، عدل وانصاف کے علمبردار، صدق وصفا کے پیکر، امانت و دیانت کے مجسم، رحمت وشفقت کے معدن، ہدایت کے ضوفشاں، آفتاب و ماہتاب تھے آپ ﷺ کے ساتھ محبت وعقیدت عین ایمان، آپ ﷺ کے فضائل وشمائل کا ہر وقت تذکرہ ایمان افروز و باعث رحمت، آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ، آپ ﷺ کی صورت و سیرت، اخلاق وکردار، اقوال وافعال، آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات و واقعات اور اسوہ حسنہ بلا پابندی رسوم و قیود ہر وقت بیان کرنا موجب رحمت، کار ثواب، ذریعہ نزول برکات اور سبب شفاعت و نجات روز جزا ہے آپ ﷺ کے محامد ومناقب کا ذکر مبارک دل کا سرور، آنکھوں کا نور اور راحت جان مسلم ہے۔'' (65)

معروف ریسرچ سکالر جی اے حق محمد عید میلاد النبی ﷺ کی محافل کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اسی طرح دنیا بھر میں اہل اسلام اپنے محبوب نبی ﷺ کی

Marfat.com

میلاد کی محافل منعقد کرتے ہیں ان محافل سے کیا وصول ہوتا ہے؟ اور کیا مقاصد تکمیل پذیر ہوتے ہیں۔ سلف صالحین کا نظریہ (عقیدہ) ہے کہ ان محافل کے انعقاد سے معاشی تنگی دور ہوتی ہے۔ خیر و برکت کی فراوانی ہوتی ہے امن و سلامتی کا نزول ہوتا ہے اور دلوں کو روشنی اور باطن کو تازگی ملتی ہے۔ مگر ان اعلیٰ مقاصد کے ساتھ بطور خاص آج کے دور میں یہ محافل نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ غلبہ دین اور شوکت اسلام کا ایک موثر ذریعہ بھی ہیں۔"(66)

مولانا محمد معراج الاسلام میلاد النبی ﷺ کے زیادہ سے زیادہ منائے جانے اور اس تقریب کے انعقاد سے حاصل ہونے والے اثرات کا جائزہ یوں لیتے ہیں۔

"اس روز سعید کو سرکاری سطح پر بھرپور طریقے سے منانے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اس سے مختلف فوائد حاصل ہوں۔ (جو یہ ہیں)

پہلا: تاکہ بیان سیرت و میلاد سے مسلمانوں کے سامنے اپنے نبی کریم ﷺ کی پرعظمت اور پرجلال تصویر آتی رہے۔

دوسرا: تاکہ جلوس ہائے عید میلاد النبی ﷺ کے ذریعے اسلام کی شان و شوکت دوبالا ہو۔ گھروں میں چہل پہل، غیر معمولی رونق، مسرت اور تحائف کے تبادلے ہوتے دیکھیں تو اس دن کی عظمت و سعادت اور اس دن والے کی بزرگی اور مقام و مرتبہ سے واقف ہوں۔

تیسرا: غیر مسلم کوچہ و بازار میں تزک و احتشام، شرکت و احترام، عبادت و اطاعت اور نیکی و سچائی کے یہ اجتماعات اور جلوس دیکھیں تو متاثر ہوں اور اسلام کی طرف رجوع کریں۔

Marfat.com

چوتھا جو مرعوب زدہ اور کمزور طبع مسلمان ہیں وہ مرعوبیت اور دبدبے سے نکلیں اور سیرت النبی کی مجالس میں بیٹھ کر ان کا حوصلہ اور جرأت ایمانی بیدار ہو۔ (67)

مولانا کوکب نورانی عید میلاد النبی ﷺ کے جواز و رواج پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''جناب مولانا عبدالرحمٰن دیوبندی (استاد و مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں کہ ''یہ قانون یاد رکھیں کہ کسی (عمل وغیرہ) کے جائز ہونے کے لیے یہ دلیل کافی ہے کہ اس (کام) کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل (یا قول) نہیں ہے۔ اسی اصول و قانون کے مطابق اہل ایمان اللہ والوں کے دن منانے اور ان سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں حیرت ہے کہ جو لوگ میلاد النبی ﷺ منانے کو ناجائز کہتے رہے وہ سیرت النبی ﷺ منانے لگے ہیں بلکہ (کانفرنسیں اور جلسہ ہائے) میلاد النبی ﷺ بھی منانے لگے ہیں۔ حالانکہ سیرت ''منائی'' ہرگز نہیں جاتی بلکہ اپنائی جاتی ہے (یہ اثر ہے سیرت النبی اور میلاد النبی ﷺ کی مقبولیت و مشروعیت کا۔ یاد رہے کہ یہ تمام تقاریب میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ربیع الاول ہی میں منائی جاتی ہیں خواہ انہیں قائلین میلاد النبی ﷺ منائیں یا قائلین سیرت النبی منائیں)۔'' (68)

حضرت مجدد الف ثانی رح کا یہ ارشاد عید میلاد النبی ﷺ کی مشروعیت و رواج کے بارے میں ہی تو ہے:

''۱۲۔ ربیع الاول کو ہم نے نیاز نبوی ﷺ کے لیے قسم قسم کے کھانے پکانے اور ایک محفل مسرت قائم کرنے کو کہا'' (69)

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تقریب میلاد النبی ﷺ کا ذکر (وفات شریف و بارہ وفات) کے حوالے سے یوں کرتے ہیں:

"فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں، ایک ذکر وفات (میلاد النبی ﷺ) اور دوسری شہادت حسنین کی ہوتی ہیں سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں درود شریف اور قرآن شریف پڑھا جاتا ہے، وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے۔"(70)

مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق امرتسری (اہلحدیث) ہفت روزہ اہلحدیث لاہور میں جشن میلاد النبی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"اس تقریب (میلاد النبی ﷺ) کا انعقاد کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمارے بعض مورخین نے چند صدیاں قبل موصل وغیرہ کے دیار و امصار میں وہاں کے بعض سلاطین و علماء دین سلطنت کے زیر اہتمام اس (میلاد النبی ﷺ) کے منائے جانے کا ذکر کیا ہے۔"(71)

مشہور محقق، نعت گو اور میلاد النبی ﷺ کے متخصص جناب راجا رشید محمود لکھتے ہیں کہ:

"بہاولپور میں موجود ایک مخطوطے کے مطالعہ سے یہ بات سامنے لائی گئی ہے کہ ۱۲۷۰ء میں سلطان غیاث الدین بلبن کے لڑکے سلطان محمد کے عہد میں (پہلے پہل) ملتان میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کا آغاز ہوا۔ (اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ) جلوس میلاد شوکت اسلام کا نمونہ ہے حاکم ملتان سلطان محمد جو متقی اور اصحاب تقویٰ کا دوست ہے پاپیادہ جلوس کی رہنمائی کرتا ہے اس کے بعد

Marfat.com

عمائدین شہر اور نعت خوانوں کا گروہ ہوتا ہے جو شاعر دربار کی قیادت میں منقبت رسول ﷺ پاک میں مصروف رہتا ہے نعت خوانوں کے بعد مخادیم سادات وقریش کا گروہ ہوتا ہے اس معزز گروہ میں علمائے ملتان بھی شامل ہوتے ہیں بعد میں سرداران فوج ترکی وتورانی چہار آئینہ زیب تن کئے شامل جلوس ہوتے ہیں یہ جلوس تمام شہر کا چکر لگا کر قلعے پر جا کر ختم ہوتا ہے نماز شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔ شہر میں چراغاں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔''(72)

مورخ اسلام منشی محمد دین کلیم لاہور میں عید میلا دالنبی کے جلوس کی تفصیل یوں رقم فرماتے ہیں:

''مدینۃ الاولیا لاہور میں محسن انسانیت حضور اکرم ، نبی معظم ﷺ کا یوم ولادت انتہائی عقیدت و احترام اور شایانِ شان طریقہ سے منایا جاتا ہے اس مبارک دن عید میلا دالنبی ﷺ کا جلوس نکالا جاتا ہے ہر مسجد میں جلسہ ہوتا ہے۔ جس میں سیرت پاک کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے رات کو سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا جاتا ہے غربا و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ آرائشی دروازے اور محرابیں نہایت عالی شان بنائی جاتی ہیں۔ عام تعطیل ہوتی ہے جلوس میں شہری دفاع کے باوردی رضا کار بھی شامل ہوتے ہیں۔ ایک روز قبل شہر کے تمام گلی کوچوں اور بازاروں کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور قمقموں سے سجایا جاتا ہے۔ جلوس کا راستہ جگہ جگہ ٹھنڈے پانی ، دودھ اور دیگر مشروبات کی سبیلوں سے آراستہ کیا جاتا ہے شہر کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے

Marfat.com

لاکھوں فرزندان توحید اس میں شرکت کرتے ہیں۔ درود و سلام کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں گھر گھر نیازیں دی جاتی ہیں جلوس کے راستہ میں مختلف مقامات پر شرکاء کی مٹھائی سے بھی خاطر خواہ تواضع کی جاتی ہے شمع رسالت ﷺ کے بے شمار پروانے ریڈ کراس بلڈ ڈونر سنٹر پہنچ کر خون کے عطیات دے کر آں حضرت کی ایثار و قربانی کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ (73)

بارہ وفات یا ۱۲۔ ربیع الاول کو آں حضرت ﷺ کی وفات مبارکہ پر غم اور افسوس نہ کرنے کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ:

''شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی چیز کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ، جزع و فزع وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم''(74)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی عید میلاد النبی ﷺ منانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی اور

Marfat.com

انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔"(75)

حضرت پیر کرم شاہ الازہری مرحوم میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں منانے کے اثرات و اجرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر جب ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے دی تو اپنے بھتیجے کی ولادت کی خبر سن کر اس نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا اگرچہ اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی مذمت میں پوری سورت نازل ہوئی لیکن میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر سوموار کو اسے پانی کا گھونٹ پلایا جاتا ہے اور اس روز کو (سوموار کے دن) اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے حافظ الشام شمس الدین مہر بن ناصر نے کیا خوب کہا ہے۔

اذا کان ھذا کافر جاء ذمہ وتبت یداہ فی الجحیم مخلدا
اتی انہ فی یوم الاثنین دائما یخفف عنہ للسرور با حمدا
وما الظن بالعبدالذی کان عمرہ باحمد مسرورا ومات مرحدا

ترجمہ: جب کہ ایک کافر جس کی مذمت میں پوری سورۃ" تبت یدا ابی" نازل ہوئی اور جو تا ابد جہنم میں رہے گا اس کے بارے میں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت پر اظہار مسرت کی برکت باسعادت سے ہر سوموار کو اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے تو تمہارا کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جو زندگی بھر احمد مجتبیٰ کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (76)

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں اس

Marfat.com

طرح اظہار و اعلان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے دن کو منانا اور اس دن اظہار مسرت و شکر کرنا اور ان کی ولادت و معجزات کا بیان کرنا نہ تو حرام ہے اور کوئی بری رسم ہے اس کے برعکس یہ ایک ایسی نعمت عظیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نبی رحمت ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی اور بزرگوں کے طریقے پر عمل بھی ہے جس کے بدلے میں دنیا میں عافیت وطمانیت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں یہ ذریعہ نجات ہے جو لوگ یہ نیکی کرتے ہیں وہ اپنے کمال ایمان کا ثبوت فراہم کرتے ہیں اور جو اسے منع کرتے ہیں وہ کفار و منافقین کا طریقہ اختیار کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔''(77)

تقریباً سات سو سال پہلے فاضل جلیل امام تقی الدین سبکی (78) علماء کی محفل میں (میلاد النبی ﷺ کی تقریب میں) تشریف فرما تھے وہاں پر حسان وقت حضرت امام صرصری کا یہ نعتیہ شعر پڑھا گیا۔

و ان تنهض الاشراف عند سماعه

قياما صفوفا او جثيا على الركب

(ترجمہ: بے شک عزت والے شرف والے حضور ﷺ کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دوزانو ہو جاتے ہیں)

یہ شعر سننا تھا کہ عجب کیف کا عالم طاری ہو گیا۔ پوری محفل جھوم گئی۔ اچانک امام سبکی کھڑے ہو گئے وہ کھڑے ہوئے تو تمام شرکاء مجلس بھی کھڑے ہو گئے اور باقی اوصاف و فضائل محمدی ﷺ تمام اہل مجلس نے ''فی حالت قیام'' سنے۔ لہٰذا قیام فی میلاد النبی ﷺ طریقہ صلحاء و علماء قرار پا گیا ہے۔(79)

Marfat.com

فاضل اجل، حکیم الدہر، علامہ اہل سنت حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں یوں لکھا ہے:

"آج یہ تصور قائم ہوگیا ہے کہ ماہ ربیع الاول اور محفل میلاد میں صرف حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ ہونا چاہیے بلکہ بعض اوقات تو موضوع سخن صرف میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرنا ہوتا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہر مقرر اپنی تقریر میں میلاد شریف کے جواز پر دلائل پیش کر کے اپنی تقریر ختم کر دیتا ہے اور جلسہ برخواست ہو جاتا ہے حالانکہ میلاد شریف منانے کا مقصد تو یہ ہونا چاہیے کہ خدا اور رسول کی محبت (اس انعقاد عید میلاد النبی ﷺ سے) مضبوط سے مضبوط تر ہو اور کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔"(80)

ڈاکٹر محمد علوی مالکی میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ان آراء وعقائد ایمانیہ کا اظہار کرتے ہیں:

(۱) میلاد النبی ﷺ بدعت حسنہ ہے کیونکہ یہ شرعی اصولوں کے عین مطابق ہوتی ہے اور جزئیات کے لحاظ سے تو یہ بدعت ہرگز نہیں ہے۔

(۲) میلاد النبی ﷺ ایک ایسی محفل ہوتی ہے جس میں مولد مبارک رسول اللہ ﷺ کے معجزات، سیرت اور شمائل و فضائل کا ذکر ہوتا ہے۔

(۳) میلاد النبی ﷺ کی صورت میں دراصل جو آپ ﷺ کے اوصاف واخلاق بیان کیے جاتے ہیں ان کے ذریعے آپ ﷺ کے ان حقوق میں سے بعض کی ادائیگی ہوتی ہے جو آپ کی طرف سے امت پر لازم ہیں۔

(۴) بے شک میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ ﷺ کے شمائل و معجزات و اخلاق حمیدہ کے بیان سے آپ ﷺ سے محبت میں زیادتی اور آپ ﷺ

Marfat.com

پر ایمان میں مضبوطی ہوتی ہے۔

(۵) عید میلاد النبی ﷺ کے دن ذکر الٰہی کے لیے اجتماع کرنا، فقرا کو کھانا کھلانا اور خوشی کا اظہار کرنا مظاہر تعلیم میں سے ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم کا شرعی تقاضا بھی۔

(۶) میلاد النبی ﷺ کا انعقاد ایک ایسا امر ہے جسے علماء و آئمہ اور ہر علاقے اور ہر طبقہ کے مسلمانوں نے مستحسن جانا ہے اور اس پر عمل ہر جگہ جاری ہے۔

(۷) میلاد النبی ﷺ کی صورت میں ذکر وفکر کے لیے اجتماع کرنا، صدقہ کرنا اور بارگاہ مصطفوی ﷺ کی مدح و تعظیم کرنا سنت ہے اور شرعی لحاظ سے مطلوب اَمر بھی ہے۔

(۸) میلاد النبی ﷺ پر محفل منعقد کرنا سرکار دو عالم ﷺ کی یاد کا احیا ہے اور یہ اسلام میں مشروع ہے۔ (کہ حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا رہنا چاہیے)[81]

غزالی زمان، محدث ملتان حضرت العلامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی میلاد النبی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ماہ ربیع الاول شریف وہ نورانی مہینہ ہے جس کی آغوش میں نور مبین کے جلوے قیامت تک چمکتے رہیں گے بموجب فرمان خداوندی و ذکرھم بایام اللہ (اور اللہ کے ایام (گذشتہ قوموں کے حالات واقعات) کا ذکر ان سے کرتے رہیئے) آج ہمیں اس مبارک دن کی یاد تازہ کرنی ہے جو سید ایام اللہ یعنی یوم ولادت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے یہ وہ مبارک دن ہے جس میں خدا کے سب سے پہلے اور آخری نبی جناب احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیائے خاکی میں جلوہ گر ہوئے۔"[82]

شارح بخاری علاقہ قسطلانی کی عبارت ذیل متعلقہ عید میلاد

Marfat.com

النبی ﷺ ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ ﷺ ...... ویسلک بنا سبیل السنۃ فانہ حسبنا ونعم الوکیل (بحوالہ مواہب اللدنیہ جلد اول مطبوعہ مصر)[83] سے ثابت ہونے والے امور و نکات کو علامہ کاظمیؒ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

(الف) (ماہ میلاد) ماہ ربیع الاول شریف میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔

(ب) کھانے پکانے کا اہتمام، انواع واقسام کے خیرات وصدقات، ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔

(ج) ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور قرأت میلاد پاک کا اہتمام کرنا مسلمانوں کا محبوب طرز عمل رہا ہے۔

(د) ماہ ربیع الاول میں خوشی ومسرت وسرور کا اظہار شعار مسلمین رہا ہے۔

(ہ) ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے۔

(ر) میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔

(ز) محفل میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں وہ تمام سال امن وامان سے گزرتا ہے۔

(ح) انعقاد محافل میلاد مقصود ومطلوب پانے کے لیے بشریٰ عاجلہ (جلد آنے والی خوش خبری) ہے۔

(ط) میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں۔

(ی) ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید بنانا یعنی عید میلاد منانا ان لوگوں کے لیے سخت

Marfat.com

مصیبت ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول ﷺ کی بیماری ہے۔[84]

نواب مشتاق احمد خان نے عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں اپنی دلی آرزو یوں بیان کی ہے:

"رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ و درود سلام پیش کرنا ہمارے لیے برکت ہی برکت ہے اور میں وہ دن دیکھنے کے لیے زندہ ہوں جب ہر گھر ہر محلّہ میں رسول پاک ﷺ کا ذکر ہو یہ ذکر مکان و مکیں دونوں کے لیے موجب برکت ہے۔

جہاں ذکر میلاد خیرالبشر ہو خدا کی قسم وہ مکاں محترم ہے
شہ دیں کا ہر تذکرہ ہے گرامی شہ دیں کی ہر داستاں محترم ہے

لیکن ایمان کی بات ہے کہ یہ تقریب منانا ہمیں صحیح معنوں میں اس وقت زیب دے گا جب ہم اپنے ممدوح ﷺ کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوں گے۔"[85]

مولانا شاہ عبدالحامد بدایونی نے عید میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کی ضرورت ایمانی اور تقدس و پاکیزگی کو یوں بیان کیا ہے:

"ضرورت اس (امر) کی ہے کہ ذکر میلاد مقدسہ کی محافل مبارکہ منعقد کریں عشق رسالت کی گرمی اور اطاعت نبویہ ﷺ کے جذبات عام و خاص طور پر پیدا کیے جائیں معاشرے کی اصلاح کی جائے محرمات شرعیہ سے اجتناب کیا جائے۔ سیرت نبویہ ﷺ پر ہر چھوٹا بڑا عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔"[86]

علامہ ابن تیمیہ کا قول عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں محمد علوی مالکی نے اس طرح نقل کیا ہے:

"رسول اللہ ﷺ کی محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا

Marfat.com

انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیتی سے اس محفل کو منعقد کرنے والے کے لیے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے نیز اس میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم (پائی جاتی) ہے۔" (87)

حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے فرمودات شوق و عقیدت بسلسلہ میلاد النبی ﷺ یوں نقل ہوئے ہیں:

"جس طرح آپ ﷺ خود اپنی ذات پر درود سلام بھیجا کرتے تھے ہمیں چاہیے کہ ہم آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی میں جلسہ کریں، کھانا کھلائیں، اور دیگر عبادات اور خوشی کے جو طریقے ہیں (ان کے ذریعے اللہ کا) شکر بجالائیں۔" (88)

علامہ مفتی محمد ضیاء الدین مدنی اپنے ایک خط محررہ ۲۹۔ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ تحریر فرماتے ہیں:

"میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ کی اس عاجز پر غایت درجہ عنایت و توجہ رہی ہے کہ آج تک ذکر سید المرسلین، شہنشاہ کون و مکاں، سردار انبیاء، حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ (کی محفل) برابر فقیر خانے پر جاری رہی ہے۔ حسب دستور امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جشن میلاد النبی ﷺ منعقد کرایا جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے۔" (89)

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (دائرۃ المعارف اسلامیہ اردو) میں عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں یہ گفتگو آئی ہے:

۱۔ عملاً پوری دنیائے اسلام میں اس روز خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی ﷺ متفقہ طور پر منایا جاتا ہے۔ (90)

پروفیسر ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطالی نے محافل میلاد النبی ﷺ وجشن عید میلاد النبی ﷺ پر اس طرح خامہ فرسائی کی ہے:

"آپ ﷺ سے محبت اور وابستگی کے اظہار کے لیے اہل اسلام پورا سال بالعموم اور ربیع الاول کے مہینے میں بالخصوص ایسی محافل اور تقاریب منعقد کرتے ہیں جن میں حمد باری تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور سیرت طیبہ کا ذکر کر کے حاضرین کو مستفید کیا جاتا ہے۔ ۱۲۔ ربیع الاول کو بطور عید میلاد النبی ﷺ منا کر فرمان خداوندی و ذکر بایام اللہ کی تعمیل کی جاتی ہے محفل میلاد ہو یا عید میلاد النبی ﷺ میلاد کانفرنس ہو یا سیرت کانفرنس ☆، مقصود فقط محبوب کریم ﷺ سے اظہار محبت، آپ ﷺ کی شخصیت اور سیرت و کردار سے روشناس کرانا اور آپ ﷺ کی تشریف آوری پر رب العلمین کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے۔" (91)

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اپنے رسالہ عید میلاد النبی ﷺ میں لکھتے ہیں:

"اگر ملک بھر کے تمام علماو مشائخ اوران کے وابستگان ومتوسلین

☆ حکومت پاکستان ۱۹۷۶ء سے تا حال ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں سیرت کانفرنس منعقد کرتی ہے جس میں وطن عزیز اور بیرونی ممالک سے مسلم و غیر مسلم علمائے دین کو مدعو کیا جاتا ہے۔ صدر پاکستان اور وزیر اعظم اس کانفرنس کی صدارت کرتے ہیں۔ اور سیرت النبی ﷺ و تعلیمات النبویہ پر کام کرنے والوں کو انعامات و اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور عوام الناس اپنی اپنی حیثیت اور اثر و رسوخ کو بروئے کار لاتے ہوئے حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن عقیدت و احترام سے منائیں اور خصوصی اہتمام کریں اور عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے جلوسوں اور محافل کو رقص و سرود کی محفلوں، ڈھول باجے اور غیر شرعی امور و حرکات سے پاک رکھ کر عشق و محبت اور عقیدت کا مظاہرہ کریں اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں تو اہل اسلام کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کا جذبہ کار فرما ہوسکتا ہے۔" (92)

عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہنے والوں کا رد و انکار فرماتے ہوئے سیرت حلبیہ کے مؤلف نے لکھا ہے:

"اور فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر لوگوں کی یہ عادت جاری ہوگئی ہے کہ جب حضور ﷺ کی پیدائش مبارک کا ذکر سنا فوراً حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے اور یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔" (93)

راجا رشید محمود تمام وضعی روایات اور روایات محرمہ سے پاک عید میلاد النبی ﷺ منانے کی ضرورت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

"غرض، حضور پاک ﷺ کے ظہور پاک کے حوالے سے خوشی منانے، محافل منعقد کرنے، جلوسوں وغیرہ کے ذریعے شوکت کا اظہار کرنے کے متعلق صحابہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال و ارشادات واضح ہیں ہمیں مسرت و انبساط اور ابتہاج وعقیدت کی محفلیں سجانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا

Marfat.com

چاہیے۔ لیکن ان میں عامۃ المسلمین کے جذبات کے بھڑکانے کے لیے کسی وضعی روایت کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔ اسی طرح جلوسوں، مظاہروں میں ہر غیر اسلامی اور غیر اخلاقی حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے ورنہ سرکار ﷺ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔،،(94)

"منہاج القرآن" کے امیر پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد طاہر القادری عید میلاد النبی ﷺ کے تمام مواقف و مخالف گروہوں کو عید میلاد النبی ﷺ منانے کی دعوت یوں دیتے نظر آتے ہیں۔

"آج امت مسلمہ دو بڑے طبقوں میں بٹ گئی ہے ایک طبقہ اس عید میلاد النبی ﷺ کو سرے سے ناجائز، حرام اور بدعت کہہ کر اس کی برکت کا انکار کر رہا ہے جبکہ دوسرا طبقہ میلاد کے نام پر الا ماشاء اللہ ہر ناجائز اور فحش کام سرانجام دے رہا ہے۔ انہوں نے ناجائز او رحرام امور کو داخل میلاد کر کے میلاد النبی ﷺ کے پاکیزہ تصور کو بدنام کر دیا ہے...... ہم نے تو میلاد اور سیرت کو بھی اپنی طرح دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ کوئی صرف میلاد کا داعی بن گیا اور کوئی صرف سیرت کا نام لیوا۔ میلاد کا نام لیوا سیرت سے کتراتا ہے۔ اور سیرت کا داعی میلاد کو ناجائز کہہ کر اپنی انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے ذرا سوچو! اگر میلاد نہ ہوتا تو سیرت کہاں سے ہوتی اور اگر سیرت کا بیان نہ ہو تو پھر میلاد کا مقصد کیسے پورا ہوگا؟ بیان میلاد اور بیان سیرت دونوں حضور ﷺ کے ذکر ہیں۔ دونوں ایک شمع کی کرنیں ہیں میلاد کو نہ تو بدعت اور حرام کہہ کر ناجائز سمجھو اور نہ اس کو جائز سمجھتے ہوئے اس میں خرافات کو داخل کرو میلاد کو

Marfat.com

حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی سمجھو اس میں محبت اور تعظیم کے ساتھ باوضو ہو کر آؤ۔" (95)

نہ صرف پاکستان میں بلکہ تقریباً تمام اسلامی ممالک میں سیرت کانفرنسیں، میلاد کے اجلاس اور محافل مولود، محافل درود اور سیرت النبی ﷺ کے سرکاری و غیر سرکاری پروگرام ہر سال ہوتے ہیں۔ جن میں سرکاری و غیر سرکاری خرچ پر علماء و محققین کو دعوت شرکت دی جاتی ہے، تقاریر ہوتی ہیں، تجاویز پیش کی جاتی ہیں، انعامات دیئے جاتے ہیں اور اس علمی و دینی جشن سے آنے والی نسلوں کے لیے روشن ہدایت پھیلانے کا اہتمام کیا جاتا ہے ان کانفرنسوں اور جلسوں میں بھی سیرت النبی ﷺ اور سنت رسول ﷺ سے ہدایت لینے کا کام کم اور ریا کاری اور دکھاوا زیادہ ہوتا ہے میلاد النبی ﷺ کی برکات اور احسان ربی کا تذکرہ کم اور طویل طویل مگر محبت و عقیدت سے خالی بیانات لیکچرز اور خطبات کا سلسلہ زیادہ ہوتا ہے علامہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب عارفی خلیفہ مولانا اشرف علی تھانوی دیو بندی نے اس عنوان پر صاحبان اقتدار اور منتظمین حضرات کی توجہ مبذول کرائی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:

"کافی عرصے سے ہمارے ملک میں سیرت کانفرنس اور سیرت طیبہ کے نام پر جلسے اور اجتماعات منعقد کرنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے خاص طور پر ربیع الاول کے مہینے میں ان کانفرنسوں اور اجتماعات کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے اور ہر شہر اور قصبے میں گلی گلی یہ محفلیں منعقد ہوتی ہیں کچھ عرصے سے سیرت طیبہ کے نام پر ان تقریبات کا اہتمام سرکاری پیمانے پر بھی ہونے لگا ہے اس غرض کے لیے حکومت کی سطح پر جلسے، کانفرنسیں اور تقریبات منعقد ہوتی ہیں اور بعض جگہ جلوس بھی نکالے جاتے ہیں۔ اگر نبی رحمت سرور دو عالم ﷺ کی سیرت

Marfat.com

طیبہ کو صحیح مقصد، صحیح جذبے اور صحیح طریقے سے سننے اور سنانے کا اہتمام ہوتا تو نہ صرف یہ کہ وہ سب کے لیے باعث سعادت تھا۔ بلکہ اس سے ہماری بگڑی ہوئی زندگی کی کایا پلٹ سکتی تھی سیرت طیبہ کی تو خاصیت ہی یہ ہے کہ اگر اس کو صحیح جذبے اور صحیح طریقے سے سنا اور سنایا جائے تو اس کا ایک ایک واقعہ زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے کے لیے کافی ہے۔"(96)

ان اجتماعات، تقریبات، جلسوں، جلوسوں اور کانفرنسوں میں عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیٔ مرحوم نے ان ان خرابیوں کی نشاندہی کی ہے:

اول: ان تقریبات کی کارروائیوں کے دوران نمازیں فوت ہو جاتی ہیں۔

دوم: کھلے عام مرد و خواتین کا اختلاط ہوتا ہے جہاں شرعی حجاب اور پردے کی پابندی نہیں کی جاتی۔

سوم: یہ پروگرام بطور خاص سرکاری سیرت کانفرنسیں صرف مخصوص افراد کے لیے ہوتی ہیں عوام الناس کا یہاں شمولیت کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

چہارم: ان کانفرنسوں اور جلسوں کے موضوعات تحقیق و مطالعہ اکثر وہ ہوتے ہیں جن کا عملی زندگی پر کوئی خاص اصلاحی اثر نمایاں نہیں ہوتا۔

پنجم: مقالہ نگاروں، خطاب کرنے والوں اور اہل علم حضرات کو بولنے کے لیے بہت کم اور مخصوص وقت دیا جاتا ہے جو نتیجہ خیز بات کرنے کو کافی نہیں ہوتا۔ ایسی محافل میں مسنون طریقہ اختیار کرنے والوں کے لیے گنجائش یا تو ہوتی ہی نہیں یا بہت کم گنجائش ہوتی ہے۔

ششم: عوامی جلسوں میں نمازوں کا نقصان، منتظمین اور مقررین کی غیر شرعی وضع قطع، آرائش و زیبائش پر فضول اخراجات اور تاثر سیرت النبی ﷺ کی بجائے حاضرین کی شخصیات کا تاثر زیادہ غالب ہوتا ہے۔

Marfat.com

ہفتم: عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس آداب و وقار کے ساتھ نکالے جائیں تو یہاں تک تو ٹھیک ہے مگر ہنگامہ آرائی، نغمہ و موسیقی کا دخل، جگہ جگہ خانہ کعبہ اور روضہ مبارک کی شبیہیں، پہاڑیاں وغیرہ، منتیں، نذرانے ۔ یہ سب میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کی روح کے خلاف ہے اور یہ سب باتیں دین کو لہو ولعب بنانے کا ذریعہ ہیں۔

اس مطالعہ میں کچھ باتیں تو حکومت کے کرنے کی ہیں حکومت اپنے اقتدار اور اختیارات سے منکرات اور فواحش شرعیہ کو روک سکتی ہے اور سب سے زیادہ ذمہ داری علماء وصلحاء کی ہے کہ وہ ایسے طریقے تبلیغ و اصلاح کے اختیار کریں جو تقاضائے وقت کے لحاظ سے موثر ہوں پھر بہی خواہان قوم و ملت مسلمانوں کی تمدنی و معاشرتی زندگی کی اصلاح کے لیے اپنی تقریروں اور تحریروں سے کام لیں اور سیرت کانفرنسوں، سیرت اجتماعات، میلاد النبی ﷺ کی تقریبات، جلسوں اور جلوسوں میں نبی الرحمۃ ﷺ کی سنتوں کا احیا کریں تاکہ مسلمانوں میں شعور دینی بیدار ہوتا رہے۔ (97)

مولانا ظفر علی خان نے بھی اپنے ایک مضمون ''میر حجاز ﷺ'' کے باب ''عید میلاد النبی ﷺ'' میں اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا تھا:

> ''آج طول و عرض گیتی میں حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کے میلاد کی مجالس قائم ہوں گی حضور ﷺ کے حلقہ بگوش، جو دنیا کو غلامی سے نجات دلانے کے ضامن و کفیل تھے اور آج خود نا آشنائے آزادی ہیں اور جن کے دلوں پر آج خوف غیر اللہ مسلط ہے جا بجا جمع ہو کر مجالس میلاد منعقد کریں گے۔ لیکن انہیں سوچنا چاہیے کہ جب تک وہ حضور ﷺ کی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہوتے جب تک وہ حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنا شعار نہیں بناتے .... جب تک وہ

Marfat.com

اپنے آپ کو حضور رحمتہ للعلمین ﷺ کے سچے حلقہ بگوش اور جان نثار غلام ثابت نہیں کرتے اس وقت تک عید میلا دالنبی ﷺ پران کا خوشیاں منانا اور جھوم جھوم کر مجالس ومحافل میں نعتیہ اشعار گانا بے معنی ہے۔

عید میلاد کی خوشیاں ان سعید روحوں کے لیے ہیں جو یہ عہدرب کعبہ کے ساتھ باندھیں (کہ وہ خدا اور رسول کی رضا جوئی پر کسی انسان کی رضاجوئی کوترجیح نہ دیں گے اور ان کا جو بھی قدم اٹھے گا خدمت اسلام کے لیے اٹھے گا)۔ (98)

مخالفین و موافقین کے بیانات ، اعلانات ، نظریات ، خیالات ، اقتباسات ، تائیدات ،تنقیدات اور اصلاحات وغیرہ پر مبنی تحریری وتقریری حوالہ جات کے مطالعہ کے بعد اب اس عنوان پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ عید میلا دالنبی ﷺ کیسے منائیں چنانچہ علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ:

''محافل میلاد کے افکار جو ہمارے یہاں بیان کیے جاتے ہیں ان میں اکثر بھلائی پر مشتمل ہوتے ہیں جیسے صدقہ ، ذکر، صلوٰۃ وسلام بحضور خیر الانام ﷺ اور ان کی مدح وغیرہ (جوکہ) سنت ہے۔''

اور بقول علامہ حلبی:

''نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن بھلائی کرنے والوں ، فرحت ومسرت کا اظہار کرنے والوں اور ان سے محبت کرنے والوں کو کافی ہے کہ وہ اصحاب خیر اور فقراء و مساکین کو جمع کریں اور حضور پرنور ﷺ کی محبت میں ان کو کھانا کھلائیں اور ان پر صدقہ اس سے زائد اگر چاہیں تو اشعار

Marfat.com

پڑھوائیں جن میں نعت مصطفیٰ ﷺ ہو اور اچھے اخلاق کی طرف رغبت دلانا، دلوں کو بھلائیوں کی طرف لانا اور بدعت و منکرات سے روکنا مقصود ہو۔،،(99)

درج بالا تمام مباحث پیش کرنے کے بعد میں اب یہ طے کرنا ضروری ہے کہ ہم عید میلاد النبی ﷺ کا پروگرام کس طرح منائیں۔ کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے یہ امر ہم محبان رسول ﷺ و غلامان مصطفےٰ ﷺ پر چھوڑ دیا ہے کہ ہم کسی بھی جائز و مناسب طریقے سے آپ کے یوم پیدائش کی خوشیاں منائیں اور رب کا شکر ادا کریں مگر اس میں ممنوعات و مکروہات نہ پائی جائیں۔ اگر درج ذیل امور مدنظر رکھ کر عید میلاد منانے کی کوشش کی جائے تو ثواب کے ساتھ ساتھ مخالفین و منکرین کے طعنوں اور تنقید سے بھی بچ سکتے ہیں اور ثواب و قبولیت کی یقینی امید کی جاسکتی ہے۔

شب ولادت:

۱۲۔ ربیع الاول کی رات مسلمانوں کی مسجدیں، گھر، بازار اور گلی کوچے منور ہوں، ہر دم اور ہر طرف ایک مودبانہ روشنی پھیلی ہوئی ہو اور یہ روشنی اس نیت سے ہو کہ کل اسی رسول ﷺ کے صدقہ میں خدا ہماری قبروں کو منور کر دے گا۔ نیز تمام رات عبادات، درود خوانی، نعت خوانی اور بیان سیرت و میلاد میں بسر ہونی چاہیے۔ عشا اور فجر کی نمازیں باجماعت ادا کرنے کا اہتمام ہو۔

صبح ولادت:

نماز فجر سے قبل عین ولادت کے وقت سنت پر عمل کرتے ہوئے ہر مسجد اور ہر گھر سے بآواز بلند درود و سلام کی صدائیں آنی چاہیں۔ تلاوت قرآن کا غلغلہ ہو ذکر الٰہی کا جوش ہو اور ''طلع البدر علینا'' کے ترانے ہوں۔

Marfat.com

یوم ولادت:

نماز فجر کے بعد غسل کرنا ، پاکیزگی و طہارت اختیار کرنا اور درودوسلام پڑھتے ہوئے میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے لیے مقام اجتماع پر اکٹھا ہونا لازم ہے باہمی اتفاق واتحاد کا مظاہرہ، آداب و وقار کا خیال، درود وسلام کی کثرت ،نعت خوانی کا اہتمام اورصل علی کے ترانوں سے مہکتا جلوس اسلامی شان و شوکت کا مظہر ہو۔ آنکھیں جھکی ہوئی ، لب ہلتے ہوئے ، خیرات وشیرینی تقسیم کرتے ہوئے یہ جلوس شاہراہوں اور بازاروں میں سے گزرے ایک دوسرے کو آمد مصطفیٰ ﷺ پر مبارک باد دی جائے۔ ہار پھول پہنانا، تحائف دینا لنگر تقسیم کرنا ،پانی و دودھ کی سبیلیں لگانا اور غربا و مساکین کی مالی مدد کرنا اس دن کا خاصہ ہونا چاہیے۔ یہ سب بلا فخر و بلا تکبر ہو مکمل تواضع اور مروت کے ساتھ ہو تو یقیناً بے حد اجر وثواب کا باعث اور شفاعت محمدی ﷺ کے حصول کا ذریعہ ہے:

آداب جلوس:

میلاد النبی ﷺ کے جلوس کو بچے ، خواتین ، مخالف و منکرین اور غیر مسلم سب بڑے شوق سے دیکھتے ہیں اس میں جتنا وقار اور آداب ہوگا۔ اتنا ہی دیکھنے والوں کو متاثر کرے گا۔ اس جلوس کے لیے یہ امور مستحبات میں سے ہیں:

(۱) ہر شریک جلوس جسم ولباس سے پاک ہو۔ پلیدی اور خباثت سے دور ہو۔

(۲) چلنے میں وقار، اطمینان اور آداب میلاد قائم رکھے جائیں۔ نگاہ نیچی اور لب مصروف درود وسلام ہوں۔

(۳) جلوس میں جہاں جگہ مل جائے آخر وقت تک اسی ترتیب میں نظم کے ساتھ چلا جائے۔

Marfat.com

(۴) علماء، شیوخ اور بزرگوں کو آگے رکھا جائے۔ نوجوانوں کو پیچھے اور بچوں کو درمیان میں۔

(۵) تلاوت قرآن، نعت خوانی، صلوۃ وسلام اور صل علی کے نغمے بآواز بلند بھی پڑھے جائیں۔

(۶) نعرہ بازی، ڈھول باجا اور سگریٹ بیڑی وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ یہ چیزیں اس مقدس جلوس کے آداب کے منافی ہیں۔

(۷) جھنڈے اور بینر ضرور ہوں مگر ان پر آیات قرآنی اور درود وسلام تحریر ہو، نعرہ بازی یا گروہی نشان ہرگز نہ ہوں۔

(۸) خوشبوؤں اور عطریات کا استعمال کیا جائے۔ پھولوں کے ہار پہنے جائیں تحفے دیئے لئے جائیں۔

(۹) مٹھائی، مشروبات اور دیگر اشیاء طعام اس طرح تقسیم کی جائے کہ نہ تو رزق کی بے حرمتی ہو نہ کپڑے خراب ہوں، نہ راستہ گندا ہو۔

(۱۰) محرمات پر نگاہ نہ ڈالی جائے۔ رقص وسرود نہ ہو، گا گا کر نعتیں اور درود وسلام نہ پڑھا جائے۔ لہک لہک کر الفاظ نہ ادا کیے جائیں۔ عورت اور مرد مخلوط نہ ہوں۔ ٹیپیں لاؤڈ سپیکر اور ہلڑ بازی سے پرہیز کیا جائے۔

(۱۱) غیبت ہو نہ برائی، نہ گالی ہو نہ عیب جوئی، نہ عز و وقار میں فرق آئے نہ نماز چھوٹے، نہ بخیلی ہو نہ اسراف، بغض اور کینہ سے دل صاف ہو اگر کسی مخالف سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے تو سلام دعا کریں، مصافحہ کریں، معانقہ کریں اور ہر ہر بار درود و پڑھیں۔

(۱۲) اگر بچے نظم و ترتیب سے وقتاً فوقتاً نعرے لگالیں تو کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ یہ امر حدیث سے ثابت ہے۔(100)

(۱۳) جلوس کے اول میں اور آخر میں اجتماعی دعا ہونی چاہیے جس میں اللہ کی حمد و ثنا، محمد رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام، احسان خداوندی پر

Marfat.com

شکر و امتنان، اجماع سعادت پر مبارک مسرت اور اللہ سے دعائے خیر کی جائے۔

(۱۴) جلوس میں بطور خاص درود ابراہیمی، صلی علی نبینا صل علی محمد، اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد و بارک وسلم، الصلوٰۃ والسَّلامُ علیک یا رسول اللہ، الصلوٰۃ والسَّلامُ علیک یا حبیب اللہ پڑھتے ہوئے چلیں۔

(۱۵) بقدر استطاعت ہر مسلمان خوشی بھی کرے اور صدقہ و خیرات بھی۔ یہ جائز بھی ہے اور ضروری بھی۔ (101)

تصنیفات و تالیفات بعنوان میلاد النبیؐ (102)

میلاد النبی ﷺ یا عید میلاد النبی ﷺ یا مولود شریف یا میلاد نامہ کے عنوان پر ہر زمانے کے کثیر علمائے دین نے کتب تصنیف کیں، دلائل رقم کئے، اشعار لکھے، میلاد نامے مرتب کئے اور مولود نامے تالیف کئے جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ میلاد النبی ﷺ بطور مذہبی عقیدہ بھی ہر دور میں تسلیم کیا جاتا رہا ہے اور بطور تہوار بھی ہر دور اور ہر علاقے میں منایا جاتا رہا ہے۔ اس سلسلے کی چند کتب کا تعارف ذیل میں کروایا جاتا ہے۔

۱۔ آمنہ کا لال۔ راشد الخیری

۲۔ اسلامی تقریبات۔ سید محمود احمد رضوی

۳۔ اسلامی تقریبات۔ مولانا محمد عنایت اللہ وارثی

۴۔ اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام۔ مولانا محمد سلامت اللہ

۵۔ احسن الکلام فی فضائل الصلوٰۃ والسلام۔ مولوی محمد سعید شبلی فیروز پوری

۶۔ اثبات المولد والقیام۔ شاہ احمد سعید مجددی دہلوی

۷۔ بارہ وفات۔ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری ندوی

۸۔ تنویر الابصار بنور النبی المختار۔ محمد اشرف سیالوی

Marfat.com

۹۔ تحفہ ربیع الاول ۔ محمد بدر الدین خان

۱۰۔ التنویر فی المولد البشیر والنذیر ۔ امام عمر بن حسن محدث اندلسی

۱۱۔ تنویر السراج فی ذکر المعراج ۔ محمد ظفر الدین بہاری

۱۲۔ تاریخ میلاد ۔ عبد الشکور مرزا پوری

۱۳۔ جناب النعیم فی ذکر نبی الکریم ۔ نظام الدین محمد جعفری

۱۴۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی

۱۵۔ جامع الآثار فی مولد النبی المختار ۔ حافظ محمد بن ابو بکر دمشقی

۱۶۔ حسن المقصد فی عمل المولد ۔ علامہ جلال الدین سیوطی

۱۷۔ حدائق بخشش ۔ امام احمد رضا خان بریلوی

۱۸۔ حول الاحتفال بالمولد نبی الشریف ۔ محمد بن علوی المالکی الحسینی

۱۹۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد نبی الاعظم ۔ شیخ عبد الحق محدث الہٰ آبادی

۲۰۔ الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف ۔ احمد سعید دہلوی مجددی

۲۱۔ راحۃ العاشقین فی ذکر ولادت سید المرسلین ۔ مولوی عاشق حسین بارہ بنکوی

۲۲۔ سید الاذکار میلاد احمد مختار ۔ محمد بدر الحسن

۲۳۔ سراج منیر ۔ سید غلام حسین

۲۴۔ السرور لظہور النور ۔ مولانا اشرف علی تھانوی

۲۵۔ سعید البیان فی مولد سید الانس والجان ۔ احمد سعید دہلوی مجددی

۲۶۔ شمس الضحیٰ فی میلاد مصطفیٰ ﷺ ۔ محمد مجیب اللہ لکھنوی

۲۷۔ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ۔ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

۲۸۔ شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوہر ۔ جعفر بن اسماعیل علوی مدنی

۲۹۔ علموا اولادکم محبت رسول اللہ ۔ محمد عبدہ یمانی

۳۰۔ عظمت میلاد ۔ خادم حسین مان

Marfat.com

۳۱۔ عرف التعریف بالمولد الشریف۔ حافظ شمس الدین ابن الجزری
۳۲۔ عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر۔ سید جعفر برزنجی
۳۳۔ فتح الودود فی اثبات المولود۔ مولوی محمد اعظم
۳۴۔ اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق۔ حافظ محمد بن ابو بکر الدمشقی
۳۵۔ مولود سعیدی۔ مولوی محمد علی خاں سعید
۳۶۔ مولود شریف جدید۔ مولوی احمد خان صوفی
۳۷۔ مولود شہید۔ مولوی احمد خان صوفی
۳۸۔ مولود عطار۔ حکیم امیر الدین عطار
۳۹۔ مولود طپش۔ طپش گورکھپوری
۴۰۔ محامد خاتم النبیین۔ امیر مینائی
۴۱۔ محفل میلاد۔ مفتی عنایت احمد کاکوروی
۴۲۔ میلاد شریف سرور عالم۔ حاجی محمد علی خاں صاحب مارہروی
۴۳۔ میلاد شریف، آمنہ شفاعت۔ سید محمد علی بیدل
۴۴۔ میلاد شریف۔ ڈاکٹر محمد اکبر میرٹھی وارثی
۴۵۔ میلاد شریف۔ ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم
۴۶۔ میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۴۷۔ محفل میلاد۔ ابور جابر الجزائری
۴۸۔ مولد الصاوی فی مولد الہادی۔ حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدمشقی
۴۹۔ میلاد مصطفیٰ۔ علامہ عماد الدین ابن کثیر دمشقی
۵۰۔ میلاد النبی ﷺ۔ علامہ الحدیث عبدالرحمن ابن جوزی
۵۱۔ المورد الہنی فی المولد النبی ﷺ۔ حافظ عبدالرحیم بن الحسین العراقی
۵۲۔ المورد الروی فی المولد النبی ﷺ۔ ملا علی القاری الہروی حنفی
۵۳۔ میلاد شریف۔ خلیل الرحمن واعظ سہارنپوری

Marfat.com

۵۴۔ میلاد گوہر۔ منشی گوہر علی خان گوہر رامپوری

۵۵۔ معراج نامہ کلاں۔ خواجہ محمد اکبر خاں وارثی میرٹھی

۵۶۔ مواہب اللدنیہ۔ علامہ زرقانی

۵۷۔ مواہب اللدنیہ۔ علامہ قسطلانی

۵۸۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب۔ مولانا اشرف علی تھانوی

۵۹۔ نطق الہلال بارخ ولادۃ الحبیب والوصال

۶۰۔ النعمتہ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم۔ امام ابن حجر مکی

۶۱۔ نفحات العنبر یہ فی مولد خیر البریہ۔ مجدد الدین

۶۲۔ الوسائل فی شرح الشمائل۔ علامہ جلال الدین سیوطی

۶۳۔ میلاد ربانی۔ مولانا آزاد سبحانی

۶۴۔ مدیح خیر المرسلین۔ محسن کاکوروی

۶۵۔ ذکر رسول۔ کوثر نیازی

۶۶۔ پیغمبر اسلام۔ مولانا وحید الدین خاں

۶۷۔ با محمد با وقار۔ قاضی محمد زاہد الحسینی

۶۸۔ اثبات رسالت۔ منظور محمد

۶۹۔ خصائل وشمائل نبوی۔ خان صاحب مولوی فیروز الدین

۷۰۔ سلام و قیام۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۷۱۔ تصرفات محمدیہ ﷺ۔ مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی

۷۲۔ انوار الحق فی الصلوٰۃ علی سید الخلق۔ عارف باللہ الشیخ عبدالمقصود الازہری مصری

۷۳۔ جشن بہاراں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۷۴۔ میلاد النبی ﷺ۔ غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی

۷۵۔ عید میلاد النبی ﷺ۔ صوفی غلام سرور نقشبندی

Marfat.com

۷۶۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ۔ مولانا ابوداؤد محمد صادق امیر جماعت رضائے مصطفیٰ

۷۷۔ درود و سلام۔ ابوالاعلیٰ مودودی

۷۸۔ مقام محمدی ﷺ۔ غلام احمد پرویز

۷۹۔ حضور ﷺ کی تاریخ پیدائش۔ محمد سلطان شاہ

۸۰۔ افضل الرسل۔ پیر سید محمد حسین شاہ علی پوری

۸۱۔ امتناع النظیر۔ علامہ فضل حق خیر آبادی

۸۲۔ شہنشاہ کل۔ کرنل (ر) محمد انور مدنی

۸۳۔ ذکر رسولؐ۔ مولانا عبدالماجد دریابادی

۸۴۔ امتیازات مصطفیٰ ﷺ۔ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خلیل ابراہیم

۸۵۔ ذکر رسولؐ۔ مولانا کوثر نیازی

آخری بات:

یاد رکھیں! محفل میلاد النبی ﷺ، جلسہ سیرت النبی ﷺ اور اجتماع ولادت نبوی ﷺ، محفل درود و سلام، مجلس مولود، مجلس درود اور محفل نعت، محفل ذکر کرنا سعادت و بخشش کی نشانیاں ہیں اگرچہ کچھ لہو و لعب اور ریاکاری کا عنصر ان محافل میں ضرور شامل ہو گیا ہے جسے ضرور ختم کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔ تاہم ان کا اس حال میں بھی مشروع و مروج ہونا شکر الٰہی و حب رسول ﷺ کی نشانی ہے۔ یہ نشانی قائم رہنی چاہیے عشق رسول ﷺ سے خالی مسلمان مردہ دل ہوتا ہے۔

اکبر وارثی کہتے ہیں:

عید میلاد محمد ﷺ سے نہیں بڑھ سکتیں
لاکھ دکھلایا کریں شان و تجمل عیدیں

غریب سہانپوری کہتے ہیں:

Marfat.com

بزم میلاد ہے وہ افضل و بہتر محفل
کہ ہوا کرتی ہے آفاق میں گھر گھر محفل

(105)

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسول خیر خلقہٖ محمد والہٖ و اصحابہٖ واھل بیتہٖ و ابرار امتہٖ اجمعین، برحمتک یاارحم الراحمین۔

حوالہ جات وتشریحات

1- بعض جگہ یہ روایت ان الفاظ میں آئی ہے۔ حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم (میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لیے بہتر ہے) بحوالہ کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد اول ص ۱۹ بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ اردو ترجمہ راجا رشید محمود مطبوعہ لاہور
ابن سعد نے طبقات میں بکر بن عبداللہ المزنی سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللہ وان رایت شرا استغفرت لکم (بحوالہ ذخائر محمدیہ ص ۷۷)
ترجمہ: میری حیات (دنیا) تمہارے لئے بہتر ہے تم مجھے عرض کرتے ہو اور تمہارے لئے ہر قسم کا حل بیان کر دیا جاتا ہے اور جب میں اس جہان سے وصال کر جاؤں گا تو میرا یہاں سے پردہ کرنا بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے اگر میں اعمال کو اچھے پاؤں گا تو اللہ کی حمد کروں گا اور اگر اعمال برے ہوئے تو میں تمہارے لیے اللہ سے استغفار کروں گا۔

2- حضور اقدس ﷺ ۱۲۔ ربیع الاول کو دوشنبہ (سوموار) کے دن فجر (صبح صادق)

Marfat.com

کے وقت کہ ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آ رہے تھے، پیدا ہوئے۔ (سیرت رسول عربی ﷺ از علامہ نور بخش توکلی ص ۴۳)

3- یہ جاں گداز اور روح فرسا واقعہ جس نے دنیا کو نبوت و رسالت (رحمت) کے بلاواسطہ فیوض و برکات اور روحانی و ربانی انوار و تجلیات سے محروم کر دیا بروز دو شنبہ (سوموار) دوپہر کے وقت ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱ھ کو پیش آیا۔ (سیرت المصطفیٰ ﷺ از مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد سوم ص ۔۱۷۲)

4- مفردات القرآن جزو دوم ص ۔۷۳۴

5- ایضاً ص ۷۳۶

6- لغات کشوری ص ۲۰۹ (قلمی)

7- فرہنگ عامرہ ص ۴۳۳

8- انسائیکلو پیڈیا شاہکار ص ۱۱۱۲

9- نہ صرف سیرت النبی ﷺ کے جلسے منعقد ہوتے ہیں بلکہ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس بھی نکلتے ہیں، محافل نعت منعقد ہوتی ہیں، محافل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے، محافل درود اور محافل صلوٰۃ و سلام کا اہتمام کیا جاتا ہے، علماء کرام کی تقریریں ہوتی ہیں، شیرینی بانٹی جاتی ہے، زردہ پلاؤ تقسیم کیا جاتا ہے، تقریری مقابلے ہوتے ہیں سیرت النبی ﷺ کی کانفرنسیں ہوتی ہیں، غرضیکہ ہر طرف مسرت و شادمانی کا سماں ہوتا ہے کسی چہرے پر حزن و ملال یا خوف دیکھنے میں نہیں آتا۔

10- مثلاً شبلی نعمانی نے اپنی سیرت النبی ﷺ جلد اول ص ۱۷۶ میں آں جناب ﷺ کی تاریخ ولادت مصر کے مشہور ہیئت دان محمود پاشا فلکی کی تحقیق کے مطابق ۹۔ ربیع الاول بروز دوشنبہ (سوموار) مطابق ۲۰۔ اپریل ۵۷۱ء صحیح مانی ہے اور محمود پاشا کے دلائل نقل کیے ہیں۔

11- انسائیکلو پیڈیا شاہکار ص ۲۸۵

12- سورۃ آل عمران، آیات ۸۲، ۸۱

Marfat.com

13- دیکھئے مولانا اشرف علی تھانوی دیو بندی کے خطبات "مواعظ میلاد النبی ﷺ" کے مختلف مباحث۔

14- دیکھئے مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد کی کتب جمال مصطفیٰ ﷺ، خطبہ رحمۃ للعلمین ﷺ اور سید الکونین کے مختلف مباحث

15- آیات مذکورہ کے ترجمے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اول: بے شک اللہ نے مومنوں پر "احسان" کیا کہ انہی میں سے ایک رسول کھڑا کر دیا۔

دوم: اور بشارت (دیتا ہوں) رسول کی (آمد کی) جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام "احمد" ہوگا۔

سوم: بے شک آ گیا (اے ایمان والو!) تمہاری طرف (ایک) نور اور (ایک) کتاب مبین۔

چہارم: کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کی آمد) کے ساتھ، پس چاہیے کہ وہ (مومنین) اس پر خوشی منائیں۔

پنجم: اور ہم نے آپ ﷺ کو جہانوں کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔

ششم: اور لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں میں آخری (نبی ﷺ)

ہفتم: اے ایمان والو! تم ان (نبی مکرم ﷺ) پر درود و سلام پڑھو (بھیجو)۔

ہشتم: وہ (نبی ﷺ) جو تمہارے اوپر رحمت کرتا ہے (بھیجتا ہے) اور اس (اللہ) کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں اندھیرے سے روشنی میں لائے۔

نہم: اور مومنوں کے لیے خوشخبری ہے کہ بے شک ان کے لیے اللہ کی طرف سے (نبی ﷺ کا بھیجا جانا) ایک بڑا فضل ہے۔

دہم: نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے زیادہ (ان کے قریب ہیں) اور ان (نبی ﷺ) کی بیویاں ان (مومنوں) کی مائیں (کی طرح) ہیں۔

16- صحیح مسلم، کتاب الصیام، جلد 1، ص ۷

Marfat.com

17- الشمامتہ العنبر یہ من مولد خیم البریہ مولفہ نواب صدیق حسن خاں ص ۷

18- اسد الغابہ جلد 1، ص ۲۲، ۲۱

19- السرور بظہور النور ص ۱۶، ۱۵

20- ملا علی قاری بحوالہ المورد الروی

21- بحوالہ انوار قطب مدینہ ص ۴۶۴

22- شفا السائل مولفہ عبدالغنی دہلوی

23- المواہب اللدنیہ جلد ۔ ا ص ۔ ۲۷

24- بیان میلاد النبی ﷺ ص ۳۵، ۳۴

25- بیان المیلاد النبی ﷺ ص ۳۵

26- الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص ۱۹۶

27- الجامع اللطیف فی فضل مکہ واھلیھا و بناء البیت الشریف بحوالہ القول الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۵

28- ماہ ربیع الاول کے بارے میں ایک عربی شاعر کے یہ اشعار لائق توجہ ہیں۔

ھذا الشھر فی الاسلام فضل — و منقبة تفوق علی الشھور

ربیع فی ربیع فی ربیع — و نور فوق نور فوق نور

ظھور فی ظھور فی ظھور — السرور فی سرور فی سرور

(بحوالہ السرور الظہور النور مولفہ مولانا اشرف علی تھانوی)

ربیع الاول کی فضیلت کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ ''الظہور'' میں لکھا ہے کہ

''ربیع الاول کو اس خاص حیثیت سے کہ حضور ﷺ کی اس میں ولادت باسعادت ہوئی صورۃ رمضان المبارک پر فضیلت حاصل ہے''

29- جان جاناں ص ۹۴

30- سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر جلد دوم ص ۴۵۶، ۴۵۵

Marfat.com

-31 جان جاناں ص ۲۰۰

-32 ایضاً ص ۹۴۔ بحوالہ وفیات الاعیان

تاریخ مرأۃ الزمان کے مطابق اس تقریب عید میلاد النبی ﷺ پر اس زمانے میں تین لاکھ دینار صرف کے جاتے تھے۔ جو آج کل کے کروڑوں روپوں کے برابر ہوں گے۔ (بحوالہ محمد رسول اللہ ﷺ مولفہ محمد رضا مصری ص ۳۳)

-33 محمد رسول اللہ ﷺ مولفہ محمد رضا مصری ص ۳۳

-34 محمد رسول اللہ مصنفہ محمد رضا مصری ص ۳۴، ۳۳

-35 ضیاء النبی ﷺ جلد دوم ص ۵۰

-36 اسلامی انسائیکلو پیڈیا جلد اول ص ۱۳۱، ۱۳۰

-37 سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر جلد دوم ص ۴۶۰، ۴۵۹

-38 ضیائے حرم عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ ص ۲۰۵ تا ۲۰۷

-39 بحوالہ میلاد مصطفیٰ ﷺ لابن کثیر دمشقی ص ۳۰، ۲۹

-40 الدرالمنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم ص ۳۴، ۱۳۳

-41 ماہنامہ ضیائے حرم عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ ص ۲۳۶

-42 مضمون میلاد النبی ﷺ بقلم ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مطبوعہ ماہنامہ ضیائے حرم میلاد النبی ﷺ نمبر مئی ۱۹۷۲ء

-43 ایضاً ص ۳۱ بحوالہ الدرالثمین مولفہ شاہ ولی اللہ و فیوض الحرمین مولفہ شاہ ولی اللہ

-44 عرفانی تقریریں مرتبہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی مضمون ''عید میلاد''

-45 المیلاد النبوی ﷺ مصنفہ امام ابن جوزی ص ۳۱

-46 ماثبت بالسنتہ ص ۷۸

-47 نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میلاد الرسول ﷺ کی غرض و غایت کو ہر فارغ وقت، مسجد سے باہر اور اندر پورا کرتے تھے بلکہ آں حضرت ﷺ بھی وقتاً فوقتاً اپنے اوصاف و خصوصیات اور رب کی عطاو بخشش کا ذکر کرتے رہتے

Marfat.com

تھے۔صرف دو مواقع کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:

(الف) ساخبرکم عن اول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ و رؤیا امی التی رأت حین و ضعتنی وقد خرج بھا نور اضاء لھامنہ قصور الشام

ترجمہ: میں تم لوگوں کو اپنے ابتدائی معاملہ کی خبر دیتا ہوں میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں، میں حضرت عیسیٰ کی خوشخبری ہوں اور میں اپنی والدہ کا چشم دید منظر (جاگتے میں خواب) ہوں جوانہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا۔کہ ان کے جسم سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں انہیں ملک شام کے محلات نظر آ گئے۔(بحوالہ مشکوۃ المصابیح ص ۵۱۳)

(ب) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اکٹھے مل کر بیٹھے ہوئے تھے اور نبی پاک ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور پہلے انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر کر رہے تھے کسی نے کہا ''حضرت آدم صفی اللہ ہیں'' کوئی بولا ''حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں'' کسی نے بتایا ''حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں'' کوئی کہہ اٹھا ''حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں'' اتنے میں حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور پوچھا ''آپ لوگ کیا باتیں کر رہے تھے۔'' عرض کی گئی ''گزشتہ انبیا کرام کا ذکر خیر کر رہے تھے ان کی تعریف وتوصیف کر رہے تھے ان کے القاب و خطابات کا تذکرہ کر رہے تھے۔'' اس پر آں سرور ﷺ نے فرمایا:

الا وانا حبیب اللہ ولا فخر

(سن رکھو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور میں اس عطا پر فخر (تکبر و اکڑ) نہیں کرتا)

وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ ولافخر

(اور قیامت کے دن لواء الحمد (حمد الٰہی کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا)

وانا اول من یحرک حلق الجنۃ ولا فخر

Marfat.com

(اور سب سے پہلے جنت کی زنجیر میں ہلاؤں گا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا)

وانا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ ولافخر

(اور میں اللہ کے ہاں پہلوں اور پچھلوں میں سے سب سے زیادہ صاحب عزت وتکریم ہوں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا)

(بحوالہ جامع ترمذی جلد دوم ص ۲۰۲)

-48 بحوالہ مقامات نبوت مولفہ صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ زیدی ص ۲۳،۲۲

-49 بحوالہ مقامات نبوت مولفہ صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ زیدی ص ۲۳ تا ۲۵

-50 البیان مولفہ مولانا محمد سعید احمد ص ۱۱۸

-51 اسلامی انسائیکلو پیڈیا جلد اول ص ۱۳۱

-52 نہ صرف اظہار خوشنودی فرمایا بلکہ اللہ سے دعا فرمائی اللھم ایدہ بروح القدس (اے اللہ ان (حضرت حسان بن ثابتؓ) کی روح القدس سے مدد فرما)

-53 ذکر رسول ﷺ مولفہ مولانا کوثر نیازی ص ۲۹، ۲۸

البتہ غیر مشروع عمل جو میلاد النبی ﷺ کی محافل میں راہ پا گئے ہوں ان کو ترک کرنا ضروری ہے اس ضمن میں مولانا کوثر نیازی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی رائے ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔ "اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔" (ذکر رسولﷺ ص ۲۷، بحوالہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

-54 علامہ ابو شامہ کا ایک قول بعنوان عید میلاد النبی ﷺ پیر کرم شاہ الازہری مرحوم نے عربی اور اردو ترجمہ کے ساتھ درج کیا ہے۔

ترجمہ: ہمارے زمانہ میں جو بہترین نیک کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال رسول اللہ ﷺ کے میلاد کے دن صدقات اور خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت کے لیے اپنے گھروں اور کوچوں کو آراستہ کرتے ہیں کیونکہ اس میں کئی

Marfat.com

فائدے ہیں فقرا و مساکین کے ساتھ احسان اور مروت کا برتاؤ ہوتا ہے نیز جو شخص یہ کام کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت اور عظمت کا چراغ روشن ہے (ضیاء النبی ﷺ جلد دوم ص ۴۷)

55- علامہ شمس الدین ابن جوزی کے الفاظ یہ ہیں۔ کان شهماً، شجاعاً، بطلاً، عاقلاً، عادلاً، وطالت مدته فی الملک الیٰ ان مات وهو محاصرا انضرنج بمدینة عکا. سنة ثلاثین ستمائة محمود السیرة والسریرة (ضیاء النبی ﷺ جلد دوم ص ۴۹)

56- المواردالروی (اردو) ص ۱۷

57- المواردالروی (اردو) ص ۱۹، ۱۸

58- ''الشمامته العنبریه من مولد خیر البریه'' (اردو) ص ۵۔ نہ صرف یہ کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے میلاد النبی ﷺ کی مشروعیت کو تسلیم کیا ہے اور اس کے انعقاد کی ترغیب دی ہے بلکہ خود بھی فضائل نبوی ﷺ کا ذکر کر کے میلاد النبی ﷺ منایا ہے بطور تبرک نواب صاحب کی بیان کردہ آں حضرت ﷺ کے آٹھ انواع فضیلت میں سے ایک نوع درج کی جاتی ہے۔ چنانچہ خاں صاحب فرماتے ہیں۔

''خصائص آپ ﷺ کے آٹھ انواع میں منحصر ہیں ایک وہ جو مختص بذات شریف تھی دنیا میں، مثلاً آپ ﷺ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ اولین نبیین تھے خلق نیں اور آپ کی نبوت متقدم تھی اور (جبکہ) آدمؑ اپنی طینت میں منجدل تھے۔

پیش از ہمہ شاہاں غیور آمدہ　　ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد　　دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی سے میثاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی نے ''الست بربکم'' کے جواب میں ''بلیٰ'' کہا اور آدمؑ وجمیع مخلوقات آپ

Marfat.com

کے لیے پیدا ہوئے اور آپ ﷺ کا نام عرش پر لکھا گیا اور ہر آسمان و جنت میں بلکہ سائر ملکوت میں اور ملائکہ ہر ساعت آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اوراذان میں ذکر اسم شریف کا ہوتا ہے اور کتب سابقہ میں آپ ﷺ کی بشارت دی ہے اورنعت بیان کی ہے اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کے وصف لکھے ہیں اور آپ ﷺ کی امت کا ذکر کیا ہے اور جب آپ ﷺ پیدا ہوئے ابلیس آسمانوں سے روک دیا گیا اور آپ ﷺ کا سینہ شق کیا گیا اور خاتم النبوت پشت پر بمقابلہ دل کے رکھی گئی جہاں سے شیطان داخل ہوتا ہے۔

پیغام خدا نخست آدم آورد انجام بشارت ابن مریم آورد
با جملہ رسل نامہ بے خاتم بود احمد بر مانامہ و خاتم آورد

آپ ﷺ کے ہزار نام ہیں اور قریب ستر کے نام ایسے ہیں جو اللہ کے نام ہیں اورکسی کا نام احمد آپ ﷺ سے پہلے نہ تھا۔ عدھا مسلم اور آپ ﷺ عقل میں سب لوگوں سے زیادہ راجح تھے اور آپ ﷺ کو تمام حسن دیا گیا تھا اور یوسف کو شطر حسن :ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (ایضاً ص ۴۱، ۴۰)

59- عظمت میلاد حضور ﷺ مطبوعہ ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ نمبر جولائی ۱۹۹۷ء ص ۸۷، ۸۶

60- مضمون عجائبات میلاد النبی ﷺ مطبوعہ ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ، جشن عید میلاد النبی ﷺ نمبر جولائی ۱۹۹۷ء، ص ۱۱۵، ۱۱۴

61- جان جاناں ص ۹۲

62- ایضاً ص ۹۵

63- ہر سوموار کو سنت نبی ﷺ کی اقتداء میں روزہ رکھنا تو مشروع ہے مگر عید میلاد النبی ﷺ (۱۲۔ ربیع الاول) کے روز روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ آزادی، نجات اور عید کا دن ہے۔ چنانچہ شیخ وزدق شرح قطبیہ میں

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

''حضور ﷺ کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو کہ ان (شیخ موصوف) کے زمانے کے قریب تھے۔ اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (مواہب جلیل علی مختصر خلیل مولفہ عبد اللہ محمد بن عبدالرحمٰن مذکورہ جان جاناں ص ۷۰)

-64 ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ عید میلاد النبی ﷺ نمبر جولائی ۱۹۹۷ء ص ۹۰

-65 ولادت باسعادت اور عید میلاد النبی ﷺ ص ۳،۲۔ مولانا سلفی نے اپنے کتابچے کا آغاز حضرت حسان بن ثابتؓ کے اس شعر سے کیا ہے۔

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

(ترجمہ: اے محمد ﷺ میری آنکھ نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کبھی نہیں دیکھا اور آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کسی عورت نے کبھی نہیں جنا)

اس کے بعد یہ مشہور عالم عربی شعر لکھتے ہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(ایضاً ص ۲)

-66 ماہنامہ ضیائے حرم لاہور عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ ص ۲۲۲

-67 ایضاً ص ۲۲۹ (ملخص ومفہوم)

-68 ایضاً ص ۲۳۸، ۲۳۷

-69 مکتوبات امام ربانی حصہ سوم، ص ۷۲۔ اس مکتوب میں آگے چل کے شیخ ربانی لکھتے ہیں کہ ''اچھی آواز کے ساتھ قرآن، قصیدے، نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔'' یہی کچھ تو ہمارے ہاں عموماً

Marfat.com

محافل میلاد النبی ﷺ میں ہوتا ہے۔ جس پر مخالفین اعتراض کرتے ہیں۔

-70 فتاویٰ عزیزیہ جلد اول بحوالہ برکات میلاد شریف ص ۸

-71 بحوالہ شمس الاسلام بھیرہ شریف جنوری، فروری ۱۹۸۱ء ص ۲۲

-72 بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ ص ۲۶۷، ۲۶۶

البتہ ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور کے مندرجات کے مطابق ہندوستان میں غالباً (میلاد النبی ﷺ) کو پہلے پہل امرتسر میں منایا گیا جس کا اہتمام وہاں کے کشمیری رہنما بزرگ مولانا عبدالسلام نورانی کی جدوجہد سے ہوا تھا اور اس کی غرض وہاں غیر مسلموں کے سامنے سیاسی شوکت کو نمایاں کرنا تھا۔ مگر پھر یہ تقریب اپنے حسن ورنگ، اپنی خوبصورتی اور اپنی گوناگوں دل چسپیوں کے سبب آہستہ آہستہ ہندوستان کے دوسرے شہروں میں بھی پھیلتی چلی گئی (بحوالہ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ شریف جنوری فروری ۱۹۸۱ء)

-73 ماہنامہ ضیائے حرم لاہور عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ، ص ۲۹۲ ۔ لاہور میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس سب سے پہلے ۵ ۔ جولائی ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو نکلا۔ یہ جلوس ۱۹۴۰ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔ (ایضاً ص ۲۶۸)

-74 حسن المقصد فی عمل المولد بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور عید میلاد النبی ﷺ نمبر، ۱۴۱۰ھ ص ۳۶۲۔ علماء نے اسی مسئلہ میں لکھا ہے کہ اس محفل (میلاد النبی ﷺ) میں ذکر وفات نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے ذکر غم جان کاہ اس محفل (مسرت) میں نازیبا ہے حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے۔ (بحوالہ تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵)

-75 اخبار الاخیار ص ۶۲۴ بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ، ص ۳۳۸

-76 ایضاً ۳۴۸، ۳۴۷ ۔ نہ صرف یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے میلاد النبی ﷺ کی خوشی

Marfat.com

منانے پر اجر و انعام ملتا ہے بلکہ صاحب میلاد النبی ﷺ نے بھی انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ

(الف) حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک روز وہ اپنے گھر میں لوگوں کے سامنے حضور اکرم ﷺ کی ولادت پاک کے واقعات بیان کر رہے تھے۔ اور لوگ فرحت و مسرت کا اظہار کر رہے تھے اللہ رب العزت کی حمد بیان کر رہے تھے اور آقا دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں درود بھیج رہے تھے اچانک حضور ﷺ تشریف لے آیے اور ارشاد فرمایا ''میری شفاعت تم لوگوں کے لیے حلال ہوگئی۔''

(ب) حضرت ابو الدردا سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ کی نورانی معیت میں حضرت عامر الانصاری کی قیام گاہ کی طرف سے گزرا اور ہم نے دیکھا وہ اپنے عزیز و اقربا اور اولاد کو سرکار ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات سنا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ تقدس مآب دن یہی تھا (یعنی پیر کا دن جس کے بارے میں) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دریچے وا کر دیئے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے لیے مغفرت کی دعائیں کر رہے ہیں جو شخص بھی تمہاری اس روش پر عمل پیرا ہوگا اسے تم جیسے اجر و ثواب سے نوازا جائے۔'' (رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد و القیام)

ان روایات سے میلاد النبی ﷺ منانے کی برکتوں، سعادتوں اور رحمتوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

77- رسالہ عید میلاد النبی ﷺ مصنفہ مفتی احمد میاں برکاتی ص ۱۰

78- حضرت علامہ عبدالحق مہاجر مدنی نے آپ کے بارے میں لکھا ہے '' عالم

Marfat.com

الامه و مقتدی الائمه دینا ورعا" (الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم باب ۸، ص ۱۲۳

79- جان جاناں ص ۱۰۵۔ علامہ حلوانی "قیام فی المجلس المولود" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> "جب خطیب آپ ﷺ کا ذکر کر رہا ہو یا کھڑا ہونا تشویش (بدامنی، شور اور بیزاری وغیرہ) کا باعث بنے یا کھڑا ہو کر سننے میں دقت پیش آتی ہو تو ایسی صورت میں کھڑا نہ ہونا واجب ہے۔ (دیکھیئے ذخائر محمدیہ ﷺ مصنفہ ڈاکٹر محمد علوی مالکی اردو، ص ۱۳۷)

80- ماہنامہ ضیائے حرم لاہور عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ ص ۳۶۵

81- ذخائر محمدیہ ص ۳۰۹ تا ص ۳۱۵

82- مقالات کاظمی جلد اول، ص ۴۹

83- علامہ قسطلانی کی عبارت کا ترجمہ یوں ہے: حضور ﷺ کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے کھانے پکاتے ہیں اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور حضور ﷺ کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور ان کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن و امان ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کے لیے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ میلاد کی ہر رات کو عید بنا لیا تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے اور علامہ ابن الحاج نے

Marfat.com

مدخل میں طویل کلام کیا ہے۔"

علامہ مدخل کا کلام:

"ان چیزوں پر انکار کرنے میں لوگوں نے جو بدعتیں اور نفسانی خواہشیں پیدا کر دی ہیں اور آلات محرمہ کے ساتھ عمل مولود شریف میں غنا کو شامل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے قصد جمیل پر ثواب دے اور ہمیں سنت کی راہ پر چلائے۔ بے شک وہ ہمیں کافی ہے اور بہت اچھا وکیل ہے۔"

علامہ ابن الحاج کے مدخل میں اقوال و نظریات پر علامہ کاظمی نے بدیں الفاظ تبصرہ فرمایا ہے "علامہ ابن الحاج نے مدخل میں جو انکار کیا ہے وہ انعقاد محفل میلاد پر نہیں بلکہ ان بدعات اور نفسانی خواہشات پر ہے جو لوگوں نے محافل میلاد میں شامل کر دیں تھیں مثلاً آلات محرمہ کے ساتھ گانا بجانا (مثلاً پیشہ ور قوالوں سے قوالیاں کرانا اور بے معنی یا نا معقول کلام پڑھنا یا عورتوں سے "کورس" کی شکل میں نعتیں اور مولود پڑھوانا وغیرہ) میلاد شریف کی محفلوں میں شامل کر دیا گیا تھا۔ ایسے منکرات پر صاحب مدخل نے انکار فرمایا اور ایسے ناجائز امور کا ہر سنی مسلمان انکار کرتا ہے۔" (بحوالہ مقالات کاظمی جلد اول ص ۹۰،۸۹)

84- مقالات کاظمی جلد اول، ص ۹۱،۹۰

85- ماہنامہ ضیائے حرم لاہور میلاد النبی ﷺ نمبر مئی ۱۹۷۲ء، ص ۳۶،۳۵

86- ماہنامہ ضیائے حرم لاہور میلاد النبی ﷺ نمبر مئی ۱۹۷۲ء، ص ۳۶،۳۵

87- بحوالہ جشن بہاراں مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۴۵

88- اثبات المولد والقیام مولفہ شاہ احمد سعیدی مجددی ص ۲۴

89- شائع شدہ فی کتابچہ جشن بہاراں ص ۴۸

90- دائرۃ المعارف (اسلامیہ) جلد ۲۱، ص ۸۲۴،۸۲۶

91- محافل میلاد النبی ﷺ علامہ اقبال کی نظر میں مولفہ ڈاکٹر بابر بیگ مطالی ص ۳

Marfat.com

92- عید میلاد النبی ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں ص ۱۶

93- عید میلاد النبی ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں ص ۱۱

94- ماہنامہ ضیائے حرم لاہور عید میلاد النبی ﷺ نمبر ۱۴۱۰ھ ص ۲۶۹ ۔ دراصل یہ علامہ اقبال کے خیالات ہیں جنہیں راجا صاحب نے بیان کیا ہے ورنہ خالص اسلامی روح کے ساتھ صحیح روایات کے ساتھ عید میلاد النبی ﷺ منانے کے علامہ اقبال بہت حق میں ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک اپیلی (Appealic) بیان تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے جس میں آپ نے فرمایا:

''اتحاد اور اسلام کی تقویت حضور سرور کائنات ﷺ کے احترام واجلال، حضورؐ کی سیرت پاک ﷺ کی اشاعت اور ملک میں بانیان مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لیے ۱۲۔ ربیع الاول کو ہندوستان کے طول وعرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے۔''

اس اپیل پر علامہ اقبال کے علاوہ سید غلام بھیک نیرنگ، مولانا غلام مرشد، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا قطب الدین، عبدالولی، دیوان سید محمد، خواجہ قمر الدین سیالوی، مولانا فاخر الہ آبادی، سید حبیب مدیر ''سیاست''، پیر سید فضل شاہ جلال پوری، مولانا علی الحائری، اور مولانا محمد شفیع داوٗدی کے دستخط تھے۔ (ایضاً، ص ۲۶۹، ۲۶۸) اس طرح بالواسطہ طور پر یہ تمام علماء ہند جشن عید میلاد النبی ﷺ کے منانے کے موید قرار پائے ہیں۔

95- ماہنامہ ضیائے قمر گوجرانوالہ جشن عید میلاد النبی ﷺ نمبر جولائی ۔ ۱۹۹۷ء، ص ۸۱، ۸۰

96- گویا سیرت طیبہ اور میلاد شریف کے اجتماعات منعقد کرنے جائز ہیں اگر صحیح نیت اور مکمل آداب کے ساتھ منعقد کیے جائیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے عقیدت مند اور عارف باللہ مولانا عبدالحیٔ عارفی کے نیاز مند صحیح نیت اور مکمل آداب کے ساتھ سیرت النبی ﷺ اور میلاد النبی ﷺ

Marfat.com

کے اجتماعات منعقد کرتے ہیں؟ محض خالی خولی تنقید، رسمی مخالفت اور اظہار افسوس سے تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ یہ گروہ (مسلک دیو بند) میلاد النبی ﷺ کے اجتماعات سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور پر آداب و پر وقار جلوس میلاد النبی ﷺ نکالیں تا کہ جو لوگ بے راہروی کرتے ہیں وہ نصیحت پکڑیں اور راست روی اختیار کریں۔

97- سیرت کانفرنسوں کے لیے لمحہ فکر یہ افادات عارف باللہ مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحئ مطبوعہ عائشہ باوانی ٹرسٹ کراچی ص ۳ تا ۷

98- نقوش، رسول ﷺ نمبر جلد چہارم ص ۶۵۰، ۶۴۹

99- عید میلاد النبی ﷺ مولفہ مولانا ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی ص ۱۰، ۹

100- حضور اکرم ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مدینہ میں بنو نجار کی بچیوں نے یہ مشہور عالم نغمہ گایا۔

طلع البدر علینا من ثنیة الوداع وجب الشکر علینا مادع للہ داع

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمدا من جار

(بحوالہ سیرت النبی ﷺ مولفہ مولانا شبلی نعمانی جلد اول ص ۲۶۹)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: وتفرق الغلمان والخدم فی الطریق ینادون یا محمد ﷺ، یارسول اللہ ﷺ یا محمد ﷺ یارسول اللہ ﷺ (صحیح مسلم جلد ۲، ص ۴۱۹)

(ترجمہ: بچے اور غلام راستے میں پھیل گئے اور وہ بلند آواز سے یا محمد ﷺ، یارسول اللہ ﷺ، یا محمد ﷺ یارسول اللہ ﷺ کے نعرے لگا رہے تھے)

اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لیے بھی حجت ثابتہ موجود ہے جو یا محمد ﷺ اور یارسول اللہ ﷺ لکھنے اور اس کا نعرہ لگانے پر اعتراض کرتے ہیں۔

101- رسالہ عید میلاد النبی ﷺ مرتبہ ابو حماد مفتی احمد برکاتی، ص ۱۱ تا ۱۳

102- اس عنوان کے تحت فہرست کتب میں سیرت اور میلاد و مولود کی ہزاروں کتابوں

Marfat.com

میں سے چند کتابوں کے نام مشتے از خروارے دیئے گئے ہیں جو میلاد النبیؐ کی کتاب ''جان جاناں'' مولفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد باب چہارم صفحات ۱۲۵۔۱۲۴ اور محمد مظفر عالم جاوید صدیقی کی تحقیقی تصنیف ''اردو میں میلاد النبیؐ'' کے آخری باب ''حواشی'' سے اخذ کئے گئے ہیں۔

103- تکملہ کی کتب میلاد نمبر۶۲ تا ۸۵ راقم مقالہ نے خود اپنے کتب خانہ سے دیکھ کر لکھی ہیں۔

104- ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، عید میلاد النبی ﷺ نمبر مضمون ''میلاد اور مسلم شعرا'' بقلم راجا رشید محمود ص ۳۹۳' ۳۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ASSISTANT CHIEF OF NAVAL STAFF (ADMIN)
NAVAL HEADQUARTERS
ISLAMABAD

Tel : 828911
829061/320

No. AO/1501/2966

DATE 18 October 1992

NC-192
Mr. Shabbir Hussain Shah,
Superintendent,
NA-2 Section, NHQ,
Islamabad

LETTER OF COMMENDATION

1. As per information on record, the Ministry of Religious Affairs had arranged an article competition on a seerat oriented topic on the eve of Eid-Meelad-un-Nabi 1992. It has been reported that your article on "اسلامی فلاحی مملکت اور امن کے قیام کیلئے عملی تجاویز اسوۂ نبوی کی روشنی میں" was adjudged to be the best one at Islamabad level and in recognition thereof you received a cash award from the President of Pakistan.

2. This distinctive achievement on your part has not only brought good name to the civilian employees serving in Naval Headquarters but also to the Pakistan Navy as a whole.

3. I am pleased to see that through hard work and consistency you have attained the first position among many other participants. While congratulating you on this auspicious occasion, it is hoped that you will maintain your contribution in this noble cause.

4. A copy of this letter is being placed in your personal record.

S IRTIZA HUSSAIN
COMMODORE
ASSTT CHIEF OF NAVAL STAFF(ADMIN)

Marfat.com

NAVAL HEADQUARTERS ISLAMABAD
(DTE OF CIVILIAN ADMINISTRATION)

DCA
Circular No. 12/92

Dated 12-2-92

I feel pleased to announce that Mr Shabir Hussain Shah, Supdt. NA-2 Section, NHQ, Islamabad participated in Seerat Competition announced by Ministry of Religious and Minorities Affairs in July 1991. His article on the topic: "انسانی حقوق سیرت طیبہ کی روشنی میں" was adjudged second in merit in the said competition and Mr Shabir Hussain Shah was awarded a certificate for winning prize in the said competition during Qaumi Seerat Conference held on 12 Rabi-ul-Awal (22-9-91).

2. His noble effort not only brought credit to him, it also glorified the name of Pakistan Navy. His efforts are appreciated and he deserves to be congratulated by all of us.

3. His article is available in the Library for those who wish to read it.

ABDUL HAFEEZ
G-II (CIV)
DIRECTOR CIVILIAN ADMINISTRATION

Distribution

All Dtes/Sections
NHQ, Islamabad

No. AO/1501/Misc

*A.Waheed/-

Marfat.com

ASSISTANT CHIEF OF NAVAL STAFF (ADMIN)
NAVAL HEADQUARTERS
ISLAMABAD

TELE : 821079

AO/1501/2965

NC-192
Mr. Shabbir Hussain Shah
Ex-Superintendent
Naval Headquarters
Islamabad

25 June 1995.

LETTER OF COMMENDATION

1. As per information on record, the Ministry of Religious Affairs had arranged an article competition on a social oriented topic on the eve of Eid-Meelad-un-Nabi (SAW). It has been reported that your article on;

"انسداد منشیات، تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں"

was adjudged to be the best one at Islamabad level and in recognition you received a cash award from the President of Pakistan.

2. This distinctive achievement on your part has not only brought good name to the civilian employees in Naval Headquarters but also to the Pakistan Navy as a whole.

3. I am pleased to see that through hard work and consistency you have attained the first position among many other participants. It is hoped that you will maintain your contribution in this noble cause.

A U Khan

ATTA ULLAH KHAN, SI(M)
COMMODORE

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکومت پاکستان

وزارتِ مذہبی امور و اقلیتی امور اسلام آباد

نمبر ۱۲(۱)/ اڈمن-تنظیم/ ۹۳

سند امتیاز

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسمی سید شبیر حسین شاہ ظہیر ولد محمد شاہ

وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور کے زیر اہتمام منعقدہ قومی/بین الاقوامی سیرت کانفرنس میں سال ۱۹۹۳ء

کے قومی سطح کے اول انعام کے اعزاز کا مستحق قرار پایا۔

مسمی مذکور کو حکومت کی طرف سے پانچ ہزار روپے بطور انعام دیا گیا/دیئے گئے

تاریخ ۲۲ اگست ۱۹۹۳ء

سیکرٹری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت پاکستان

وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور اسلام آباد

نمبر ۱(۱۲) ادس II-ت م/۹۱

سند امتیاز

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسمی سید شبیر حسین شاہ زاہد ولد محمد شاہ

وفاقی وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور کے زیر اہتمام منعقدہ قومی/بین الاقوامی سیرت کانفرنس میں سال ۱۹۹۱ء

کے مقابلہ مقالات سیرت وفاقی علاقہ (اسلام آباد) سطح دوئم انعام کے اعزاز کا مستحق قرار پایا۔

مسمی سید شبیر حسین شاہ کو حکومت کی طرف سے ۱۵۰۰/- روپے بطور انعام دیا گیا/دیئے گئے

تاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء

سیکرٹری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل پاکستان گولڈ میڈل انعامی تحریری مقابلہ

بعنوان عقیدہ ختم نبوت ۱۹۸۵ء

مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

سند امتیاز

تصدیق کیا جاتا ہے کہ سید شبیر حسین شاہ ولدیت محمد شاہ ساکن اسلام آباد نے مورخہ 25.10.85 کو

مجلس ہٰذا کے زیر اہتمام کل پاکستان گولڈ میڈل انعامی تحریری مقابلہ میں مقالہ تحریر کیا۔

مجلس آپ کو خلوص دل سے ــــــ پر مبارکباد اور سند امتیاز پیش کرتی ہے۔

صدر ــــــ سرپرست اعلیٰ ــــــ ناظم ــــــ

Marfat.com

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب میں اسلامیات کے معروف استاد ہیں۔ تعلیمی قابلیت ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اور ایم اے عربی ہے۔ آپ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب کی نمایاں شخصیت ہیں، صاحب علم و فضل ہیں۔ اپنے علمی و تحقیقی مقالات، مضامین اور کتب وغیرہ کے سلسلے میں کالج ہذا کی لائبریری کے علاوہ دوسری لائبریریوں کے علمی خزانوں سے بھی استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کے مقالہ جات سرکاری و غیر سرکاری اداروں سے داد تحسین پا چکے ہیں اسلامیات کی انٹرلیول کی درسی کتابوں کے علاوہ ان کی دو علمی و دینی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔ آپ کی علمی و دینی اپروچ بہت اعلیٰ درجے کی ہے۔ گفتگو میں شائستگی، آداب میں سلیقہ اور تعلیم و تعلم سے ذہنی و فنی وابستگی نے ان کی شخصیت کو ہر دلعزیز بنا دیا ہوا ہے۔ ان کی موجودہ کتاب ''تجلیات سیرت النبی ﷺ'' جلد اول کے تمام مضامین، نکات اور ابحاث بڑے مفید، علمی، تحقیقی اور فکری ہیں حوالہ جات کی کثرت، مطالعہ کی وسعت اور انداز بیاں کی قدرت نے کتاب ہذا کی وقعت کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔ اس کتاب کے زیر مطالعہ عنوانات بڑے مفید اور ضروری ہیں جو واقعتاً پڑھے جانے کے قابل ہیں۔ یہ کتاب ہر گھر اور لائبریری میں رکھے جانے کے قابل ہے۔ اللہ مصنف موصوف کے قلم کی اثر انگیزی، بات کی شگفتگی اور فن کی پختگی میں زیادہ برکت دے (آمین)

پروفیسر رانا ریاض احمد خاں (پرنسپل)

گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب

Marfat.com

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب میں اسلامیات کے معروف استاد ہیں۔ تعلیمی قابلیت ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اور ایم اے عربی ہے۔ آپ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب کی نمایاں شخصیت ہیں، صاحب علم و فضل ہیں۔ اپنے علمی و تحقیقی مقالات، مضامین اور کتب وغیرہ کے سلسلے میں کالج ہذا کی لائبریری کے علاوہ دوسری لائبریریوں کے علمی خزانوں سے بھی استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کے مقالہ جات سرکاری وغیر سرکاری اداروں سے دادِ تحسین پا چکے ہیں اسلامیات کی انٹر لیول کی درسی کتابوں کے علاوہ ان کی دو علمی و دینی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔ آپ کی علمی و دینی اپروچ بہت اعلیٰ درجے کی ہے۔ گفتگو میں شائستگی، آداب میں سلیقہ اور تعلیم و تعلم سے ذہنی و فنی وابستگی نے ان کی شخصیت کو ہر دلعزیز بنا دیا ہوا ہے۔ ان کی موجودہ کتاب "تجلیات سیرت النبی ﷺ" جلد اول کے تمام مضامین، نکات اور ابحاث بڑے مفید، علمی، تحقیقی اور فکری ہیں حوالہ جات کی کثرت، مطالعہ کی وسعت اور انداز بیاں کی قدرت نے کتاب ہذا کی وقعت کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔ اس کتاب کے زیر مطالعہ عنوانات بڑے مفید اور ضروری ہیں جو واقعتاً پڑھے جانے کے قابل ہیں۔ یہ کتاب ہر گھر اور لائبریری میں رکھے جانے کے قابل ہے۔ اللہ مصنف موصوف کے قلم کی اثر انگیزی، بات کی شگفتگی اور فن کی پختگی میں زیادہ برکت دے (آمین)

پروفیسر رانا ریاض احمد خاں (پرنسپل)

گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج ننکانہ صاحب

Marfat.com